القرآن الحکیم

مع ترجمہ مستند

از مترجمین

حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ؒ و حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی ؒ

اور

تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار۔ لاہور (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

۵۳- وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

۵۳- اور میں (یوسف) اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا۔ بیشک نفس تو برائی پر ابھارتا ہے مگر جب میرا رب رحم کرے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

۵۴- وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ○

۵۴- اور بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ کہ میں اُسے خالص اپنی خدمت میں رکھوں پھر جب یوسف نے کلام کیا تو کہا آج سے تو ہمارے پاس معتبر اور امانتدار ہے

۵۵- قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ○

۵۵- یوسف بولا، مجھے ساری سرزمین کے خزانوں پر مقرر کر دے۔ میں نگہبان و واقفکار ہوں

۵۶- وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○

۵۶- اور یوں ہم نے یوسف کو اس ملک میں جگہ دی، زمین میں جہاں چاہتا رہتا تھا، ہم اپنی رحمت جسے چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

۵۷- وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ

۵۷- اور ایمانداروں اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا

نفس امّارہ کی شورشیں!

ف نفس کا اطلاق قرآن میں کئی معنوں میں ہوا ہے نفس کے معنے خون تن کے اور عین کے ہیں اور روح یا جان کے بھی۔ تاکید کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے

یہاں سے مراد ترغیبات کا وہ مرکز شعوری ہے جو گناہوں کی تحریک پیدا کرتا ہے اور برائی کے لئے گوناگوں جواز کے پہلو تلاش کرتا ہے۔

یعنی حضرت یوسف فرماتے ہیں کہ نفس بشری کا تقاضا تو یہی تھا۔ کہ میں دعوت معصیت کو قبول کر لیتا اور بالخصوص ان حالات میں جب کہ خود عزیزہ مصر اظہار عشق کر رہی تھی۔ مگر نفس نبوی نے روکا۔ پیغمبرانہ عفت و عصمت آڑے آئی اور میں فسق و فجور کے دلدل زور سے صاف بچ کر نکل گیا۔

اب حضرت یوسف کی زندگی کا وہ دور شروع ہوتا ہے جب وہ غلامی سے آقائی کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں اور عزیز مصر کے مقرب خاص قرار پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری حکومتوں کے طریقے مختلف اور عجیب ہیں۔ دیکھو کتنی عمدگی سے ہم نے حضرت یوسف کے جوہروں کو نمایاں کیا ہے۔ اور کن کن مشکلوں سے گزر کر انہوں نے اس منصب کو حاصل کیا ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ اپنے خاص بندوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اخلاق جب اس درجہ بلند ہوں۔ تو نصرت الٰہی یقینی ہے۔

حلِّ لغات

اَسۡتَخۡلِصۡہُ۔ اپنے لئے چھانٹ لوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝
۵۸ - وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ
فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝
۵۹ - وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ
ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ
اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا
خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝
۶۰ - فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ
لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝
۶۱ - قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا
لَفٰعِلُوْنَ ۝
۶۲ - وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ
رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا

ثواب بہتر ہے ۝
۵۸ - اور یوسف کے بھائی آئے پھر یوسف پاس گئے
تو اس نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا ۝
۵۹ - اور جب ان کا اسباب انہیں تیار کر دیا تو (یوسف نے)
کہا کہ اپنے اس بھائی کو جو باپ کی طرف سے ہے
پاس لے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا پیمانہ
دیتا اور اچھا مہمان نواز ہوں ۝ ف
۶۰ - اگر اسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو تمہارے لئے
میرے پاس پیمانہ نہ ہوگا۔ اور میرے نزدیک نہ آنا ۝
۶۱ - بولے اس کی بابت ہم اس کے باپ کو پھسلائیں گے
اور ہم (ضرور) ایسا کریں گے ۝
۶۲ - اور یوسف نے اپنے جوانوں سے کہا کہ ان کی پونجی
ان کی بوریوں میں رکھ دو شاید جب وہ اپنے لوگوں میں

ف اللہ کی حکمت دیکھئے۔ وہ بھائی جو اپنے زعم میں یوسف علیہ السلام کو مار چکے تھے۔ اور جو اس کے اقتدار کے دشمن تھے۔ آج اس کے دربار میں کھڑے ہیں۔ اور پہچانتے نہیں ۔
حضرت یوسف اپنے بھائی بنیامین سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کو بھی آئندہ اپنے ساتھ لاؤ۔ میں تمہیں آج پورا پورا دیتا ہوں۔ اور مہمان نواز بھی ہوں۔ اور اگر اسے اپنے ساتھ نہ لاؤ گے۔ تو غلہ نہیں ملے گا۔

حلِّ لغات

اَلْمُنْزِلِيْنَ۔ ٹھہرانے والا۔ نزول سے بنا ہے۔
بِضَاعَةٌ۔ پونجی۔ بدل، سیار، اشتراک، سکہ وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○
۶۳- فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا
يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ
مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ ○
۶۴- قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ
اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حِفْظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ○
۶۵- وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ
رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ
هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ
اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

واپس جائیں اسے پہچان لیں، شاید وہ پھر آئیں ○
۶۳- پھر جب اپنے باپ کی طرف واپس گئے تو بولے
اے باپ پیمانہ ہم سے روکا گیا، تو ہمارے بھائی
کو ہمارے ساتھ بھیج، کہ ہم بھرتی لائیں، اور ہم
اس کے محافظ ہیں ○ ف۱
۶۴- اس نے کہا، میں تو اس پر تمہارا اعتبار کرتا نہیں
مگر ہاں جیسا میں نے پہلے اس کے بھائی پر تمہارا
اعتبار کیا تھا ویسا ہی تمہارا اعتبار اس پر بھی کرتا ہوں، سو اللہ
اچھا نگہبان ہے اور وہ مہربانوں میں بڑا مہربان ہے ○
۶۵- اور جب اپنا اسباب کھولا، پائی اپنی پونجی پھیری ہوئی انکو
بولے اے باپ اور ہم کیا چاہیں، یہ ہماری
پونجی موجود ہے ہمیں پھیر دی گئی۔ ہم اور خوراک
اپنے اہل کے لئے لاویں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کرینگے

برائی کا جواب نیکی سے

ف۱ پونجی اور سرمایہ کو واپس کر دینا کمال اخلاق کی دلیل ہے بھائیوں سے تو ہر طرح اعتماد کی مخالفت کی اور حضرت یوسف کی یہ نوازش ہے کہ انہوں نے ان سے یہ احسان کیا، یا مال بھی دیا اور پونجی بھی لوٹا دی۔

اس سے یہ ہے کہ برائی کا بہترین انتقام نیکی ہے۔ وہ لوگ جو بلند اخلاق کے زیور سے آراستہ ہیں، کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ وہ حسن سلوک اور مروت سے پیش آتے ہیں تاکہ مخالف کے دل میں خود بخود اخلاق حسن پیدا ہو۔ اور وہ اپنی غلطی کو پہچانے۔ اس طرح سے عداوتیں دوستی سے بدل جاتی ہیں۔ اور کینے محبت کے دل سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اسلام اسی طرز عمل کو پسند کرتا ہے۔ اور بہتر قرار دیتا ہے۔

ف۲ حضرت یعقوب چونکہ پہلے سے زخم خوردہ تھے اور حضرت یوسف کی جدائی سے دل پر چوٹ تھی۔ اس لئے آسانی کے ساتھ

ان کی باتوں پر اعتماد نہ کر سکے۔ پھر جب انہوں نے حفاظت کا یقین دلایا، حضرت یعقوب نے جواب دیا، اور کہا کیا تم وہی نہیں ہو۔ جنہوں نے حضرت یوسف کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اور کیا اس سے قبل اسی قسم کے الفاظ یوسف کے متعلق تم نے استعمال نہیں کئے؟ اور اب اس بات کی کیا ضمانت ہے، کہ بنیامین کے ساتھ تم دغا نہیں کرو گے۔ اور اسے صحیح وسالم گھر تک واپس لے آؤ گے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا۔ سے غرض یہ ہے کہ مجھے صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ وہ بہترین محافظ ہے۔ میں اگر تم پر بھروسہ کروں گا بھی۔ تو محض اس لئے کہ میرے اللہ کو یہی منظور ہے۔ اگر خدا کی نظر عنایت ہے۔ تو مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں۔ اور اگر وہی آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے تو پھر جو اس کا حکم ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعِيرٍ ۚ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ○
٦٦ - قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى
تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ
بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ
وَكِيْلٌ ○
٦٧ - وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ
وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ
وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○
٦٨ - وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ
مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

اور ایک اونٹ کی بھرتی زیادہ لائیں گے یہ بھرتی آسان ہے۔
٦٦ - بولا، میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا
جب تک اللہ کو درمیان لا کر مجھ سے عہد نہ کرو کہ
تم اسے میرے پاس واپس لاؤ گے اور تم سب قید نہ ہو جاؤ۔ پھر جب
انہوں نے اس سے عہد کر لیا۔ تب بولا جو باتیں ہم کہتے ہیں
ان پر اللہ (کافی) کارساز ہے ○ ف۱
٦٧ - اور کہا اے بیٹو، مصر میں تم سب ایک ہی دروازہ سے داخل نہ
ہونا، اور متفرق دروازوں سے جانا۔ اور میں تمہیں
خدا کی کسی بات سے بچا نہیں سکتا۔ حکم اللہ
ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا، اور
اہل توکل کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیے ○ ف۲
٦٨ - اور جب وہ جیسے ان کو ان کے باپ نے کہا تھا ویسے ہی
علیحدہ علیحدہ مصر میں داخل ہوئے تو خدا کی تقدیر کو یہ احتیاط ٹال نہ سکی

ف۱

باوجود مضبوط عہد لینے کے پھر بھی اللہ پر بھروسا کیا۔ اور اسی کو کارساز قرار دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ کلی طور پر اسباب پر توکل کرنا جائز نہیں۔ خدا پرستی یہ ہے کہ ایک طرف ضروری تدابیر اختیار کی جائیں۔ اور دوسری جانب یقین واثق ہو کہ ان اسباب میں خیر و برکت پیدا کرنا اللہ کا کام ہے۔

حضرت یعقوبؑ کا خطرہ

ف۲ حضرت یعقوب کی یہ انتہا کہ لڑکے مصر میں ایک دروازہ سے داخل نہ ہوں۔ اس میں حکمت و حزم پر مبنی ہے کیونکہ اہل شہر کے دلوں میں خدا جانے کیا کیا شکوک ... اور لوگ اجنبیوں اور مسافروں کو ایک گروہ کی شکل میں دیکھ کر کہیں شبہ میں گرفتار نہ کر دیں۔ اور قبل اس کے کہ وہ ان کو سمجھ سکیں مشکلات بلکہ قیدیوں کا خطرہ ہو جائیں۔

یہ بات قرین قیاس بھی ہے۔ یہ سب بھائی کنعانی تھے۔ مصر ان کے لئے پردیس تھا، اس لئے امکان تھا، کہ لوگ انہیں اس طرح ایک ساتھ دیکھ کر شور نہ مچاویں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت یعقوب کو یہ ڈر تھا۔ کہ کہیں میرے لڑکوں کو نظر نہ لگ جائے۔

نظر کا اثر مسلم ہے۔ آنکھوں میں ایسی مقناطیسی قوت ہوتی ہے، کہ جس کو دیکھا جائے۔ وہ متاثر ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: "اَلْعَیْنُ حَقٌّ" یعنی نظر لگ جانا درست ہے۔

آج جدید علوم میں بھی نظر کی قوت و تاثیر تسلیم کیا گیا ہے۔ مسمریزم اسی فن کی تکمیل کا نام ہے۔

(باقی برصفحہ ۵۸۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ
قَضٰىهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ
وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝
۶۹- وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى إِلَيْهِ
أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا
تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
۷۰- فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ
فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسٰرِقُونَ ۝
۷۱- قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ۝
۷۲- قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن
جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ
زَعِيمٌ ۝

بھی نہیں بچا سکتی تھی مگر یعقوب کے دل میں ایک
خواہش تھی جو اس نے پوری کی اور یعقوب البتہ ہماری
تعلیم سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ۝
۶۹- اور جب یوسف کے پاس گئے تو اس نے اپنے بھائی
(بنیمین) کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تیرا بھائی
ہوں سو تو غمگین نہ ہو ان کاموں سے جو وہ کرتے رہے ہیں ۝
۷۰- پھر جب ان کا سامان تیار کر دیا، تو اپنا پیالہ (اپنے)
بھائی کے شلیتے میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے
پکارا۔ اے قافلہ والو، تم چور ہو ۝
۷۱- وہ ان پر متوجہ ہو کر بولے، تمہارا کیا جاتا رہا؟ ۝
۷۲- کہا بادشاہ کا پیالہ کھو گیا ہے اور جو کوئی
پیالہ لائے۔ اسے ایک بار شتر (غلہ) ملے گا اور میں
اس کا ضامن ہوں ۝

(بقیہ حاشیہ)

مگر حضرت یعقوبؑ کے لیے ذُو علم
کا لفظ یہ چاہتا ہے کہ مقصود کوئی
بلند علم ہو۔ اور وہ سیاست ہو سکتا
ہے۔ یعنی اولادِ یعقوبؑ کا اس حالت
میں اکٹھے شہر میں وارد ہونا، سیاسی
پیچیدگیوں کا باعث ہو سکتا تھا
جسے حضرت یعقوبؑ نے اپنی
سیاسی بصیرت کی بنا پر معلوم کر
لیا۔

حلِّ لُغات

آوٰی اِلَیْهِ۔ شفقت و عزت سے
جگہ دی۔
السِّقَايَةَ۔ پیمانہ۔
صُوَاعَ۔ اناج کا پیمانہ اور
پیالہ۔
زَعِيمٌ۔ کفیل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳- قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ○

۷۳- بولے۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور ہم کبھی چور نہ تھے ○

۷۴- قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ○

۷۴- وہ بولے۔ اگر تم جھوٹے نکلے، تو چور کی کیا سزا ہے؟ ○

۷۵- قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ○

۷۵- کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے شلیتے سے نکلے وہی اس کا بدلہ ہے۔ ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں ○

۷۶- فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ○

۷۶- پھر اس نے اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے ان کے شلیتے دیکھنے شروع کئے پھر اپنے بھائی کے شلیتے کر پیالہ نکالا۔ یوں ہم نے یوسف کو داؤ بتلایا ف۱ اور یوسف اپنے بھائی کو قانون شاہی کے مطابق ہرگز نہیں لے سکتا تھا مگر جو اللہ کو منظور ہوا۔ جس کے ہم چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے ○

حضرت یُوسفؑ کا حُسنِ تدبیر

ف۱ حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بات معروف ہے کہ بنیامین آپ کا سگا بھائی ہے۔ مدت کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ آپ بوجہ شفقت ومحبت اسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے بہانے سے اسے طلب کیا ہے۔ جبراً وقہراً روک لینا مناسب نہیں۔ اس لئے ایک تدبیر کی کہ جو نہایت محمود ہے۔ اناج ناپنے کا پیمانہ بنیامین کی بوری میں رکھوا دیا۔ اور اس کے بعد اعلانِ عام ہوئی۔ برادرانِ یوسفؑ کو طلب کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ کا کٹورا غائب ہے۔ کہیں تمہارے پاس تو نہیں ہے؟ انہوں نے انکار کیا اور صفائی میں کہا کہ تم ہمارے حالات سے آگاہ نہیں ہو۔ ہم چور نہیں ہیں اور نہ اس غرض سے آئے ہیں کہ یہاں بداخلاقی کا مظاہرہ کریں۔ اس پر خود سزا تجویز کی کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس تمہارا کٹورا مل جائے تو ہم تمہاری غلامی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تلاشی کے بعد، بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا۔ اور حسب معاہدہ وہ حضرت یوسفؑ کے اسیر قرار پائے۔ اس عجیب وغریب طریقے سے بھائی بھائی سے مل رہا ہے۔ ازدواج بھی قائم ہے۔ اور اعتراض کی بھی گنجائش نہیں۔ اس سے قبل آپ معلوم کر چکے ہیں۔ کہ بنیامین سے حضرت یوسفؑ متعارف ہو چکے ہیں اور ان سے کہہ چکے ہیں کہ فکر نہ کرو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ گویا اس تدبیر سے دونوں بھائی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تدبیر کو اپنی جانب منسوب کرتے ہیں۔ اور حضرت یوسفؑ کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت کامیابی سے اس طرح سے تدبیر کو نبھایا۔

ظاہر ہے اس قصہ میں کہیں حضرت یوسفؑ کی تنقیص کا پہلو نہیں نکلتا اور نہ تاویل کی ضرورت ہے۔ اس میں سچ اور جھوٹ کی تعریف میں لوگوں کو شبہ ہوا ہے۔ ہر واقعہ کے اظہار کو سچ اور اس کے اخفاء کو جھوٹ سمجھا گیا ہے۔ جس سے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ سچ اور جھوٹ کے لئے کچھ اور پہلو بھی قابل غور ہوتے ہیں۔

جھوٹ نتیجہ ہوتا ہے۔ پست ترین جذبہ کے اظہار اور دوسروں کو دکھ دینے کا۔ اور یہاں ان دونوں باتوں سے کوئی بات نہیں۔ بنیامین پہلے سے آگاہ تھیں۔ اخفاء نیک مقصد کے لئے ہے بھائی اپنے عزیز بھائی کی خاطر ایک تدبیر (باقی بر صفحہ ۵۸۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۷۷- قَالُوٓا إِن يَسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ أَخٌ لَّهُۥ مِن قَبۡلُۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفۡسِهِۦ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡۚ قَالَ أَنتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًاۖ وَٱللَّهُ أَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ○

۷۷- بھائی بولے اگر اس نے چوری کی تو کیا تعجب اس کے بھائی (یوسف) نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسف نے یہ بات اپنے دل میں پوشیدہ رکھی ان کو ظاہر نہ کی، اور کہا تم درجہ میں بدتر ہو، اور جو تم بیان کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے ○ ف۱

۷۸- قَالُوا يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡعَزِيزُ إِنَّ لَهُۥٓ أَبًا شَيۡخًا كَبِيرًا فَخُذۡ أَحَدَنَا مَكَانَهُۥٓۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ○

۷۸- وہ بولے۔ اے عزیز اس کا ایک باپ ہے جو بہت بڈھا اور بڑی عمر کا ہے سو اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو پکڑ لے ہم تجھے نیک شخص دیکھتے ہیں ○ ف۲

۷۹- قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ أَن نَّأۡخُذَ إِلَّا مَن وَجَدۡنَا مَتَٰعَنَا عِندَهُۥٓ إِنَّآ إِذًا لَّظَٰلِمُونَ ○

۷۹- کہا اللہ کی پناہ، کہ ہم سوائے اس کے جس کے پاس سے ہم نے اپنا مال پایا ہے اور کسی کو پکڑیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم بے انصاف ہوئے ○

۸۰- فَلَمَّا ٱسۡتَيۡـَٔسُوا مِنۡهُ خَلَصُوا نَجِيًّاۖ قَالَ كَبِيرُهُمۡ أَلَمۡ

۸۰- پھر جب وہ اس سے ناامید ہوئے تو اکیلے صلاح کرنے بیٹھے۔ جو ان میں بڑا تھا بولا کیا

پڑھنے کا دارلا ہے اس میں کیا حرج ہے۔ مقصود یہ کہ تمیز و مآل مفید ہے۔ وہ بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں مل رہے ہیں۔ یہ ایک قسم کا حسین تدبر ہے۔ معاملہ فہمی ہے۔ وقتی نکتہ ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو مجبور کرنا ہے کہ وہ بنیامین کو حضرت یوسف کے سپرد کر دیں۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟

غور طلب یہ حقیقت ہے کہ یوسف علیہ السلام اس وقت حاکم تھے اس صورت میں ایسے انداز تدبیر کی ضرورت ہے جس سے ان کی قانونی حاکمیت نمایاں ہو۔ نیز یہ غلط ہے کہ ہر مقام پر صداقت کی پوزیشن بہتر ہے۔ بعض وقت مقابر ہوتے ہیں جہاں عقل و خرد کا اوجھا سچائی کا۔ جو پیش خیمہ ہوتی ہے مصیبتوں کا۔ ایسے مقامات میں حزم و احتیاط کے تقاضا دانائی نہیں ہوتی۔ پیغمبر جس قدر صادق القول ہوتے ہیں۔ اسی قدر ان میں دانائی و حکمت بھی ہوتی ہے۔ جس سے وہ مخالفین کی گھاتوں کو سمجھتے ہیں۔ کھری سچائی جس کے ساتھ عقل کی آمیزش نہ ہو۔ حماقت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

اس کے بھائی بھی چور تھے

ف۱ چوری کی نسبت حضرت یوسف کی جانب ہے یعنی یہ کہا ہے کہ بنیامین نے پیالہ چرالیا ہو۔ کیونکہ اس کا بھائی بھی تو ایسا ہی تھا۔ یہ بہتان ہے۔ اس لیے حضرت یوسف نے فوراً تعلیقاً ارشاد فرمایا۔ حقیقت احوال سے اللہ کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں۔ غرض یہ ہے کہ اپنی بیگناہی پیش کی جائے۔ اور کہا جائے کہ ہم شرفاء سے ہیں۔ یہ بچہ اس کا بھائی البتہ خطاکار ہے۔ اس لیے ہمیں آپ معاف فرمائیں۔ ان لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ ہم کس کے دربار میں ہیں۔ اس لیے یہ بھی بے خوفی سے اتہام تراشی و صدق گوئی سے گریز کر سکتے ہیں۔

ف۲ جب اس حربہ کو بھی انہوں نے بے کار ثابت ہوتا دیکھا۔ تو دوسری صورت اختیار کی۔ لگے لجاجت کرنے۔ کہنے لگے کہ اس کا بوڑھا باپ غم و فراق میں گھل رہا ہوگا۔ آپ ہم میں سے کسی ایک کو اپنے مقدمے میں رکھ لیجئے۔ اور بنیامین کو چھوڑ دیجئے۔ حضرت یوسف نے قاعدہ کا جواب دیا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ ہم تو اسی کو گرفتار کریں گے۔ جس کے پاس سے ہمارا مال نکلا ہے۔ ہم ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتے

www.KitaboSunnat.com

تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ
عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ
قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ
لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝
۸۱- اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا
يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا
شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا
كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝
۸۲- وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا
وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

تم نہیں جانتے، کہ اس کے بارہ میں تمہارے باپ نے
تم سے اللہ کا عہد لیا ہے، اور پہلے تم یوسف
کے بارہ میں (بھی) قصور کر ہی چکے ہو۔ تو میں
تو اس ملک سے ہرگز نہ سرکوں گا جب تک
میرا باپ مجھے حکم نہ دے یا اللہ میرا فیصلہ کرے اور وہ
سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○
۸۱- تم باپ پاس چلے جاؤ، اور کہو کہ اے
باپ تیرے بیٹے نے چوری کی۔ اور ہم نے
وہی گواہی دی، جو ہم جانتے تھے۔ اور ہم
پوشیدہ بات کے نگہبان نہ تھے ○
۸۲- اور اس شہر (والوں) سے پوچھ، جس میں ہم تھے
اور اس قافلہ سے (پوچھ)، جس میں ہم آئے ہیں
اور ہم ضرور سچے ہیں ○ ف

ف

بالآخر یہ لوگ مایوس ہو گئے۔ اور انھوں نے دیکھا کہ اب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اب بنیامین کا یہاں سے چھڑا لے جانا ناممکن ہے۔ اس لئے اب اس سوچ میں پڑ گئے کہ ابا کو کیا جواب دیں گے۔ یوسف کی وجہ سے پہلے ہی بدنام ہیں۔ اب اور بھی بھرم کھل جائے گا۔ ہم ابا کو یقین دلا کر لائے تھے۔ کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ اب کس منہ سے کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں آسکا۔ صلاح و مشورہ کے بعد قرار پایا۔ کہ اصل واقع ان کے گوش گزار کر دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے ہم کیا جانتے تھے کہ یہ اس طرح چور بنے گا۔ ہمیں غیب کی کیا خبر تھی۔ جو پہلے سے معلوم کر لیتے۔ ہم کہیں گے۔ آپ اپنی تسلی کے لئے قافلہ سے دریافت فرما لیجئے۔ بصرے تحقیق کیجئے۔ ہم اس معاملہ میں بالکل سچے ہیں ۔

غرض یہ تھی کہ جب یوسف کے جھوٹے معاملہ کو ہم نے سچائی کا رنگ دے دیا تھا۔ اور باپ کو باور کرانے کی کوشش کی تھی۔ اس موقع پر تو ہمیں بالکل کسی فریب کی ضرورت نہیں۔ ہمیں سچائی پہ پورا اعتماد ہے۔ ڈر کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ ایک قسم کی تسلی تھی۔ جس سے انھوں نے اس سانحہ کو فراموش کرنے کی کوشش کی۔ اور دل میں اس کی اہمیت گھٹانا چاہی ۔

حلِ لغات

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ یہاں ترک کے معنوں میں مستعمل ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳ - قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○

۸۳ - یعقوب بولا، ہرگز نہیں بلکہ تمہارے دل نے ایک بات گھڑلی ہے۔ اب صبر بہتر ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ اُن سب کو میرے پاس لے آئے گا۔ وہی ہے خبردار حکمتوں والا ○ ف۱

۸۴ - وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ○

۸۴ - اور یعقوب نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس یوسف پر۔ اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئی تھیں اور وہ غم کے مارے چپ چاپ گھٹ رہا تھا ○ ف۲

۸۵ - قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ○

۸۵ - بولے۔ اللہ کی قسم، تو یوسف کا تذکرہ نہ چھوڑے گا۔ جب تک تو گل یا مر نہ جائے گا ○

۸۶ - قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

۸۶ - بولا۔ میں اپنی بپتا۔ اور اپنے غم کی شکایت اللہ ہی کی طرف کرتا ہوں، اور میں اللہ سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○

ف۱

جب یہ لوگ حضرت یعقوب کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے یہ داستان غم سنائی۔ تو آپ نے نہایت تاسف کے ساتھ اس کو سنا۔ مگر یقین نہ ہوا۔ کیونکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے اس سے قبل یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی جھوٹ بولا تھا۔ فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم نے یہ قصہ گھڑ لیا ہے۔ میں بہر حال صبر کا پتھر چھاتی پر رکھتا ہوں۔ اور اس صدمہ کو برداشت کرتا ہوں۔ مجھے خدا سے اُمید ہے کہ یوسف اور بنیامین دونوں بھائی بالآخر مجھ سے ضرور ملیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور ملاقات کا سامان بہم پہنچائیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ وجدان صحیح سے حضرت یعقوب کو یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یوسف زندہ ہیں اور بنیامین بھی ان کے پاس ہیں۔ اور دونوں اکٹھے میرے پاس آئیں گے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنیں گے۔ مگر انہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس وقت یہ لوگ بے قصور ہیں۔ دُور کی خبر معلوم ہو جاتی ہے مگر قریب کے حالات سے آگاہ نہیں۔ اس لئے کہ غیب کی کنجیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس قدر چاہتا ہے۔ اپنے بندہ کو غیب سے مطلع کر دیتا ہے۔

انبیاء کا علم وہ وجدان جس سے ان کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے۔ محض وقتی ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت انہیں ہر چیز کا علم ہو۔ البتہ اللہ کے منشاء کے مطابق وہ ضروریات کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے حضرت یعقوب مدت تک اصل حالات سے آگاہ نہیں ہو سکے۔

حضرت یعقوبؑ کا غم!

ف۲ باپ کا بیٹے کے فراق میں معناً اور غم کھانا فطری بات ہے۔ مگر حضرت یعقوب صرف یوسفؑ کے باپ ہی نہیں بلکہ ایک قوم کے بھی باپ ہیں۔ جن کی جانب اُن کو نبوت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس لئے غیر معمولی بات ہے۔ کہ ایک پیغمبر اپنے بیٹے کے لئے (باقی تفسیر صفحہ ۵۸۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۷ - یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ
وَ اَخِیْهِ وَلَا تَایْــٴَسُوْا مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَسُ مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝
۸۸ - فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا
الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ
جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ
لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَاؕ
اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ۝
۸۹ - قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ
بِیُوْسُفَ وَ اَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ
جٰهِلُوْنَ۝
۹۰ - قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُؕ قَالَ اَنَا

۸۷ - بیٹو، جاؤ، اور یوسف اور اس کے بھائی
کی تلاش کرو، اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ
ہو، اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی ناامید
ہوتے ہیں ۝
۸۸ - پھر جب یوسف کے پاس آئے بولے اے
عزیز، ہم پر اور ہمارے گھرانے پر سختی آپڑی
ہے۔ اور ہم ناقص پونجی لائے ہیں، سو تو
ہمیں پورا پیمانہ دے اور ہمیں خیرات دے
اللہ خیرات دینے والوں کو ثواب دیتا ہے ۝
۸۹ - یوسف نے کہا تمہیں کچھ خبر ہے کہ تم نے
یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جبکہ
تم جاہل تھے ۝
۹۰ - وہ بولے کیا سچ مچ، تو ہی یوسف ہے؟ کہا میں

فراق میں رقت کے مارے گھل جائے ۔
بات اصل یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب تبلیغ و اشاعت کے فرائض ہمت سے ادا کر رہے تھے۔ اور پیرانہ سالی میں سلسلے کی ضرورت تھی۔ اپنی اولاد میں یوسف کے سوا کوئی اہل نظر نہ آتا تھا۔ جو قوم کا بہترین قائد بن سکے۔ اس لئے اس کی گمشدگی کا غم نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اور یہ غم واندوہ یوسف کے لئے اس حیثیت سے نہیں۔ کہ وہ پیارا بیٹا ہے۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ آپ کا بہترین وارث ہے اس سے قوم کی امیدیں وابستہ ہیں۔ یہ دراصل دین و ملت کا ہی غم تھا۔ جس سے حضرت یعقوب متاثر تھے ۔

حل لغات

وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ ۔ یعنی انفرو رقت آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔
كَظِیْمٌ ۔ جو اندر ہی اندر گھٹتا رہے۔ اور اظہار غم نہ کرے۔ وغصہ کا ضبط کرنے والا۔ اس سے حضرت یعقوب کے صبر کا اندازہ ہوسکتا ہے ۔
رَّوْحِ اللّٰهِ ۔ اللہ کی رحمت۔ یہ یا تو بربنائے عقیدہ ہے۔ کہ مسلمان کسی وقت بھی مایوس نہ ہو۔ اور یا فراست پیغمبرانہ ہے۔ کہ امید کا دیا قلب و دماغ میں روشن ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُوسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
۹۱- قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ۝
۹۲- قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝
۹۳- اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
۹۴- وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر فضل کیا۔ بیشک جو ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○
۹۱- بولے۔ اللہ کی قسم خدا نے تجھے ہم پر برگزیدہ کیا۔ اور بیشک ہم خطاوار تھے ○
۹۲- بولا۔ آج تم پر کچھ الزام نہیں۔ خدا تمہیں معاف کرے۔ اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے ○ ف۱
۹۳- میرا یہ کرتا لے جاؤ۔ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ کہ وہ بینا ہو کر چلا آئے گا اور اپنا سارا گھرانا میرے پاس لے آؤ ○ ف۲
۹۴- اور جب قافلہ نکلا۔ تو اُن کے باپ نے کہا کہ مجھے یوسف کی بو آتی ہے۔ اگر تم مجھے

برادرانِ یوسف کی ندامت

ف۱

اب وقت آ گیا تھا۔ کہ حضرت یوسف اپنے چہرہ انور سے نقاب کشائی کریں۔ اور بھائیوں کو بتادیں کہ جس یوسف کو تم نے کنعان کے تاریک کنوئیں میں پھینکا تھا۔ وہ اس وقت عرش حکومت پر جلوہ گر ہے چنانچہ جب بھائی دوبارہ مصر میں غلہ لینے کے لئے گئے تو حضرت یوسف نے کہا۔ کیا تم وہی نہیں ہو جنہوں نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ یہ فریب کئے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ پتے کی باتیں بتائی جا رہی ہیں۔ اور ان باتوں کا بجز یوسف کے اور کسی کو علم نہیں تھا۔ تو پکار اٹھے کہ کہیں تمہیں تو یوسف نہیں ہو۔ یوسف کا کمال ہے کہ باوجود اس علم کے کہ بھائیوں نے مخالفت کی ہے۔ اُن کی جانب سے معذرت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جب کی بات ہے۔ کہ تم نادان تھے اور بھائیوں کا اخلاق یہ ہے کہ فوراً غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ اللہ نے تم پر بڑا کرم کیا ہے اور یقیناً تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے۔

حضرت یوسف نے جب دیکھا کہ بھائی نادم ہیں اور اپنے کئے پر پچھتا رہے ہیں۔ تو نہایت فراخدلی کے ساتھ کہا جاؤ۔ آج کے دن تم پر کوئی عتاب نہیں کیا جائے گا میں تم سب کو خاص دل سے معاف کرتا ہوں۔

ف۲ قمیص دینے سے غرض یہ تھی کہ باپ کو تسلی ہو اور وہ اس نشانی کو دیکھ کر حضرت یوسف کی زندگانی کا یقین کرلیں۔ انہیں معلوم ہو جائے کہ واقعی میرا بیٹا یوسف زندہ ہے۔

حلِ لغات

تثریب۔ سرزنش۔ ملامت۔
یأت بصیرا۔ آ کر، ہو جائے گا، معلوم کریگا۔ محاورہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تُفَنِّدُوْنِ ○

۹۵- قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ○

۹۶- فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۹۷- قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ○

۹۸- قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

۹۹- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

بہکا ہوا نہ بتلاؤ ○

۹۵- لوگ بولے، اللہ کی قسم تُو اپنی قدیمی غلطی میں ہے ○ ف

۹۶- پھر جب بشارت دینے والا آ گیا تو اُس نے کُرتہ اُس کے مُنہ پر ڈالا سو وہ بینا ہو گیا کہا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں خدا سے جو کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○

۹۷- بولے۔ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کے لئے اللہ سے مغفرت مانگ بیشک ہم خطاکار تھے ○

۹۸- کہا، عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت مانگوں گا۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

۹۹- پھر جب وہ یوسفؑ کے پاس آئے تو اُس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا انشاء اللہ مصر میں

ف ادھر مصر سے قافلہ یوسفؑ کا پیراہن لے کر چلتا ہے۔ اُدھر حضرت یعقوبؑ کو اظہار ہوتا ہے۔ کہ ابھی مصر سے خوشخبری لے کر قاصد آ رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اور وہ آ رہا ہے۔ اس پاس بیٹھے ہوئے لوگ جن کی بصیرت کوتاہ ہے کہتے ہیں۔ یہ آپ کا جنون ہے۔ اب یوسفؑ کہاں؟ اتنے میں قاصد آ پہنچتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ فرطِ مسرت میں کہتے ہیں کیا میں نے پہلے سے تمہیں نہیں بتا دیا تھا۔ کہ میرے خدا تعالیٰ کرم کرنے والے ہیں۔ بیٹے معافی مانگتے ہیں۔ شفیق باپ اُن کو معاف کر دیتا ہے۔ اور بھول جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے تو بڑھاپے میں مجھے دکھ پہنچایا ہے۔

حلِ لغات

ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ۔ شوق و جنون کی وارفتگی، قدیم غلطی۔

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝
١٠٠- وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا
لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا
تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ قَدْ
جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۖ وَقَدْ اَحْسَنَ
بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ
وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ
بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ
لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ
١٠١- رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ
عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ

امن سے داخل ہو ۝ ف۱

١٠٠- اور اپنے والدین کو تخت پر چڑھایا اور
سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو اس نے
کہا، اے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے
میرے رب نے اسے سچ کیا۔ اور اس نے
مجھ پر احسان کیا۔ جب مجھے قید خانے سے ف۲
نکالا۔ اور تمہیں جنگل سے یہاں لے آیا۔ اس کے
بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں
میں جھگڑا ڈال دیا تھا۔ بیشک میرا رب تدبیر
کرنے والا ہے جو چاہے بیشک وہی جاننے والا حکمت والا ہے
١٠١- اے رب تو نے مجھے کچھ بادشاہی دی اور
باتوں یعنی خوابوں کی تعبیر سکھلائی اے آسمان
اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ تو ہی دنیا

والدین کی عزت افزائی

ف۱ حضرت یوسفؑ کو اللہ نے اقتدار بخشا ہے۔ اور وہ اس وقت عزت پر متمکن ہیں۔ بھائیوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ پہلا بھائی مسند حکومت پر فائز ہے۔ باپ تک اطلاع پہنچ چکی ہے کہ تیرا بیٹا مصر میں برسر اقتدار ہے۔

سب یوسفؑ کی ملاقات کے لئے جمع ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے سب کو شرف باریابی بخشا۔ والدین کی انتہائی عزت کی۔ اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ اور وہ خواب پورا ہوا۔ بھائی اس وقت اعتراف فضیلت کے طور پر حضرت یوسفؑ کے سامنے جھک گئے اور کمال آداب وتعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے اظہار فضیلت کیا۔

ممکن ہے اس وقت تعظیم کے لئے سجدہ روا ہو۔ اب یہ ناجائز ہے کیونکہ اس سے شرک پھیلتا ہے۔ اسلام میں یہ خاص صفت ہے کہ اس نے تمام ان رستوں کو مسدود کر دیا ہے۔ جن پر سے شرک آ سکتا تھا۔ تمام علامات شرک کی مخالفت کی ہے اور ہر ایسی بات سے روک دیا ہے۔ جس سے شرک پھیلنے کا ضعیف احتمال بھی ہو۔

حضرت یوسفؑ نے ارشاد فرمایا۔ ابا۔ آج خواب کی تعبیر پوری ہو چکی ہے۔ اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ جیل سے رہائی دی۔ آپ کو مجھ تک پہنچایا۔ اور بھائیوں سے بھی ملاپ نصیب ہوا جب کہ شیطان نے جدائی ڈال دی تھی۔

ف۲ خاص اسلام یہ ہے۔ کہ جس طرح دکھ اور تکلیف میں انسان اللہ کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتا ہے۔ اور ہر پہلو خدا کا نام لیتا ہے۔ اسی طرح مسرت کے وقت بھی اس کے احسانات کو بھول نہ جائے۔

حضرت یوسفؑ کی زندگی خدا پرستی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے تاریک کنوئیں میں اسے پکارا۔ عزیز مصر کے ایوان محل میں اسے یاد کیا۔ اور آج جبکہ وہ سریر آرائے سلطنت ہیں۔ اللہ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ یقیناً خدا پرستی کا یہی وہ بلند مقام ہے۔ جو انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○
١٠٢- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا
اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○
١٠٣- وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ○
١٠٤- وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ
هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
١٠٥- وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ
عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○
١٠٦- وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے
اسلام پر موت دے اور نیکوں میں شامل کر ○
١٠٢- اے محمد یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم
تیری طرف بذریعہ وحی پہنچاتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا
جب وہ اپنے مشورہ پر متفق ہوئے اور وہ مکر کر رہے تھے ○
١٠٣- اور اگرچہ تو حرص کرے تو بھی اکثر لوگ ایمان
لانے والے نہیں ○ ف١
١٠٤- اور تو اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتا
یہ تو ایک نصیحت ہے ساری دنیا کے لئے ○
١٠٥- اور آسمانوں اور زمین میں بہتیری نشانیاں
ہیں۔ جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں۔ اور کچھ
دھیان نہیں کرتے ○
١٠٦- اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر تم

پیغمبر کی آرزو

ف١ یعنی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک تمہاری آرزو اور خواہش کا تعلق ہے۔ وہ یہی ہے کہ یہ لوگ ایمان و عمل صالح کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ مگر ان کی فطرت کا تقاضا ہے، کہ رحمت خداوندی سے بہرحال محروم رہیں۔ اب ہدایت پائیں، تو کیونکر؟ تو بسبب وفور رحمت اور غایت شفقت کے یہی چاہتا ہے کہ ان میں کوئی شخص بھی جہنم میں نہ جائے مگر ضد ہے کہ جہنم میں ہی جائیں گے۔ ایسی حالت میں اصلاح کی کب توقع ہو سکتی ہے۔ فرمایا اصل مرض یہ ہے کہ دلوں پر غفلت و بے توجہی کے پردے پڑے ہیں۔ ورنہ یہاں آسمان اور زمین کی مخلوق میں ہر چیز بجائے خود ایک آیت اور دلیل ہے۔ اگر غور و فکر سے کام لیں اور ذرا دماغ پر زور ڈالیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ کرم کی نعمتیں جو حضرت انسان کو میسر ہیں، مفت میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ متقاضی ہیں حمد و ستائش اور شکر و مدح کی۔ مگر یہ ہیں کہ کمال بے اعتنائی سے گزر جاتے ہیں۔ انہیں محسوس تک نہیں ہوتا کہ اس عالم کو کتم عدم سے وجود میں لانے کا مقصد ہم سے عبادت کا متوقع ہے۔ اور وہ عبادت بھی محض ہماری اصلاح کے لئے ہے۔ فرمایا۔ آخر لوگ اس درجہ مطمئن کیوں ہیں۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر نہیں آئے گا۔ جو ان کو ڈھانپ لے یا ناگہاں قیامت نہیں آئے گی۔ یہ بے خوفی، یہ بے پرواہی اور تغافل آخر کیوں ہے؟ ●

حل لغات

اَجْر۔ یعنے دنیوی معاوضہ ●

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُشْرِكُوْنَ ○

۱۰۷- اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ
عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۱۰۸- قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ○

۱۰۹- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ

شریک بھی کرتے ہیں ○

۱۰۷- کیا وہ امن میں ہیں کہ اللہ کا عذاب آ کر ان پر چھا جائے گا۔ یا اچانک بے خبری میں ان کے لئے وہ گھڑی آ جائے گی ○

۱۰۸- تو کہہ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بینائی پر بلاتا ہوں میں بھی اور جس نے میری پیروی کی وہ بھی۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ○ ف۱

۱۰۹- اور جو تجھ سے پہلے ہم نے بھیجے وہ بھی آدمی تھے بستیوں کے باشندے اُن کی طرف ہم وحی بھیجی تھی۔ کیا یہ اہل مکہ زمین میں نہیں پھرے کہ اپنے سے پہلوں کے انجام پر فکر کرتے۔ اور بیشک آخرت کا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

اہلِ حق کا مسلک!

ف۱

عَلٰی بَصِیْرَۃٍ سے مُراد یہ ہے کہ پیغمبر اور اس کے ماننے والوں کا مسلک، دلیل اور برہان پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ جن چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں وہ دنیا میں بصیرت و دانش کی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اور انھوں سے جہل و نادانی اور تقلید آبا کے زنگاروں کو یکسر دُور کر دیتے ہیں۔ اس لئے اُن سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ خود ان کے اپنے پاس دلیل و عقل کی روشنی نہ ہوگی۔ اسلام تو نام ہی عقل و فکر کی بالیدگی کا ہے۔ اس کے برخلاف ہر روایت میں تقلید و جہل کا زور کبھی بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ مسلمان بے عقلی کی باتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

حلِّ لُغات

غَاشِیَۃٌ۔ ڈھانپ لینے والا عذاب۔
بَغْتَۃً۔ اچانک، ناگہان۔
رِجَالًا۔ مرد۔ یعنے انبیاء جب بھی آئے۔ صورت بشری میں آئے۔ اور کبھی انھوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ ان کا تعلق عالم انسانی سے نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

۱۱۰ - حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ○

۱۱۱ - لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ -

کیا تم سمجھتے نہیں؟ ○

۱۱۰ - یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے اور لوگوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹے وعدے کیے گئے ہیں تب ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا۔ بچا لیا گیا۔ اور ہمارا عذاب مجرموں سے لوٹایا نہیں جاتا ○ ف

۱۱۱ - البتہ ان کے قصوں میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ کچھ بناوٹی بات نہیں ہے۔ لیکن اس کلام کی تصدیق ہے جو اس کے پہلے ہے۔ اور ہر شے کی تفصیل ہے۔ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ○ ف۲

سُورۂ رَعد

انبیاء کی ناامیدی

ف حق وصداقت کی راہ میں بےشمار آزمائشیں ہیں۔ جن کو انبیاء علیہم السلام کو بھی آزمایا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو مخالفتوں کے طوفان بپا ہوتے ہیں۔ بغض وعناد کے شعلے غرض صبر واستقامت پرکھے جاتے ہیں۔ اور انسان کی بدبختی ومحرومی کا وہ منظر ہوتا ہے کہ حیرت بھی شرم سے اپنا منہ چھپا لیتی ہے۔ بڑے بڑے پاکبازوں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ عین اس وقت انبیاء علیہم السلام دل میں سوچتے ہیں کہ یا اللہ تیری نصرتیں کہاں ہیں؟ تیری شفقتیں، اور مہربانیاں کیوں جلوہ گر ہو کر ہم بے کسوں کی دستگیری نہیں کرتیں کیا ہمیں اذیتوں اور تکلیفوں کے لئے تنہا چھوڑ دیا جائے گا اور تیری بخشش وکرم کا ہاتھ ہماری طرف نہیں بڑھے گا؟ ٹھیک اس وقت اللہ کے ابر امید ونصرت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور یہ ثابت کر دیا جاتا ہے کہ مجرموں کا سوائے محروم ہونا ہر آئندہ قطعی اور یقینی ہے۔

تفصیل کی تفصیل!

ف۲ ارشاد فرمایا کہ ان قصص میں صاحب عقل وخرد لوگوں کے لئے عبرت وموعظت کے اسرار پنہاں ہیں۔ یہ افترا اور جھوٹ نہیں بلکہ کتب سابقہ کے مضامین ہیں جن کو ان کی اصلی حالت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پیغام رشد وہدایت میں دین کی تمام تحقیقیں کو سلجھایا گیا ہے۔ اور تمام مسائل کو اس طرح بسط وتفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ دلوں میں شکوک وشبہات کے کانٹے اب باقی نہیں رہ جاتے۔ یہ واضح رہے کہ یہاں جس تفصیل کا ذکر ہے۔ وہ اصول سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی ضروریات دین کو استیعاب سے بیان کیا گیا ہے اور کسی بنیادی اور ضروری مسئلہ کو تشنۂ وضاحت نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ مقصد نہیں کہ اس میں وہ تفصیلات بھی مذکور ہیں جن کی جستجو ہیئت کے دفتروں میں کرنی چاہیئے۔ یا جو جزئیات وفروعات سے متعلق ہیں۔

حل لغات

اِسْتَايْئَسَ۔ یاس سے ہے۔ ناامید ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰیَاتُھَا (۴۳) رُکُوعَاتُھَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

۱- الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ
الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ
الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
یُؤْمِنُوْنَ۝
۲- اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ
عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ
كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ
الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ
بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ۝
۳- وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ

مکی ۔۔ آیتیں ۴۳ ۔۔ رکوع ۶

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓمّٓرٰ۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں۔ اور
جو کچھ تیرے رب سے تیری طرف اُترا ہے
وہ حق ہے۔ لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں
لاتے ۝
۲- اللہ وہ ہے جس نے بے ستون آسمان
اونچے کئے جنہیں تم دیکھتے ہو پھر عرش پر
قرار پکڑا۔ ف۱ اور سورج اور چاند کو مسخر کیا
ہر ایک وقت معین تک چلتا ہے۔ کام کی
تدبیر کرتا ہے۔ اور آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے
شاید تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو ف۲
۳- اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا۔ اور

ف۱ استواء کا مسئلہ قرونِ اسلامی فرقوں میں نزاع کا باعث رہا ہے۔ اہلِ سنت کا مسلک اس باب میں بالکل واضح ہے کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کی تفصیلات سے پوری طرح آگاہ نہیں، یعنی ہم اسے حق مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے استواء فرمایا۔ مگر کیونکر؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اپنی عقل کی کمی کا اعتراف کریں۔ جہاں اللہ کو کچھ سمجھتے۔ کہ ایک نہایت اعلیٰ تدبیری ہے یعنی ہر چیز اس کو معین تجلیات نورین کے درمیان رکھا ہے۔ اور لیقن بڑا الامر کی تعریف میں تسلی ہے۔

علوم پڑھو

ف۲ قرآن حکیم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ دلائل میں کائناتِ قدرت کی رنگینی و وسعت کو پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر تم زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے آثار کی تلاش کرو، تو اسلام کی حقیقت کو پالو گے۔ آسمانوں کو دیکھو کس حیرت انگیز وسعت کے ساتھ پھیلا دئیے گئے ہیں۔ سکتیں اور آسمانوں کے لئے بظاہر کوئی عمود و ستون نہیں مگر وہ کتنی طور پر فضا میں سایہ فگن ہیں۔ چاند سورج مسخر ہیں انسان کے فائدے کے لئے بنائے گئے ہیں ہر ایک کے لئے طلوع و غروب کا وقت مقرر ہے جس میں کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

دنیا کے ہر ذرے میں اللہ کی تدبیر و حکمت کا ظہور ہے۔ کیا یہ چیزیں آخرت پر دلالت نہیں کرتیں؟ ایمان سے یقین معلوم ہوتا ہے کہ کارگاہِ حیات کی وسعتیں مقصد سے خالی نہیں ہو سکتیں۔

الستویٰ کے معنے اللہ کی شانِ تدبیری کو بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) صفاتِ توحید و تجرید۔ جن سے اس کی تنزیہ معلوم ہوتی ہے

(۲) عبارات جو بلحاظ مجاز و تجوز کے احتمال ہوتی ہیں اور مقصود بالذات نہیں ہوتے۔

(۳) شئون و حالات۔ یعنی وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کے حالات و شئون سے تعلق رکھیں۔ اور کسی مستقل وصف کو بیان کریں۔ استویٰ اسی قبیل سے ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو ابطال الحواشی۔

حلِ لغات:- عَمَدٍ۔ ستون۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ
الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ
اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○
۴- وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ
وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَ
نَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ
يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ
بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○
۵- وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا
كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ
جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اُس میں پہاڑوں اور نہروں کو رکھا۔ اور ہر
میوے میں دو دوہرے جوڑے بنائے،
رات کو دن سے ڈھانپتا ہے۔ دھیان کرنے
والوں کے لیے اس میں بہت نشانیاں ہیں○
۴- اور زمین میں کتنے کھیت ہیں پاس پاس،
اور انگور کے باغ ہیں، اور کھیتیاں، اور
کھجور کے درخت ہیں جن میں بعض دو شاخے ہیں اور
بعض دو شاخے نہیں، ایک ہی پانی سے سیراب ہیں اور
ہم بعض کو بعض پر میوے کے مزہ میں زیادہ کرتے
ہیں۔ بیشک ف اس میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں○
۵- اور اگر تو تعجب کرے تو اُن کا قول عجیب تر ہے
کہ آیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی
پیدائش میں آئیں گے۔ یہی لوگ اپنے

ف اِن آیات میں بھی دعوتِ غور و فکر ہے۔ کہ یہ لوگ فکر و عقل سے اگر کام لیں۔ تو یقیناً مذہب کی سچائیوں کو پالیں۔ یہ غلط ہے۔ کہ عقل و علوم کے مطالعہ سے انسان ملحد ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم اور اسلام کے متعلق تو یہ تصور قطعی غلط ہے۔ قرآن تو ہر قسم کے لوگوں کو عقل و فکر کی جانب پکار پکار کر مدعو کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ زمین کے پھیلاؤ کو دیکھو۔ پہاڑوں اور نہروں کے نظام پر نظر دوڑاؤ۔ پھلوں کے اقسام ملاحظہ کرو۔ دن اعدادات کو نشان لیں کرو۔ کیونکہ رات کی تاریکیاں دن کی تابندگی سے بدل جاتی ہے۔ زمین کے مختلف قطعات قریب واقع ہیں۔ باغات ہیں کھیت ہیں انگور کی بیلیں ہیں۔ کھجوریں ہیں۔ پھر اس بات پر غور کرو کہ ایک پانی سب کی خوراک ہے۔ مگر پھل اور مزے سب مختلف ہیں۔

یہ سب باتیں سوچنے کی ہیں۔ مسلمان کے علم کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ صرف خشک مسائل ہی تک محدود نہ ہو۔ بلکہ سائنس اور علم الحیات کی آخری حد تک پھیلا ہوا ہو۔

حلِّ لغات

مُتَجٰوِرٰتٌ۔ ملے جلے۔
صِنْوَانٌ۔ جمع صنو۔ شاخ۔ فرع ایک جڑ سے کئی درخت نکلے ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي
أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
٦- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ
الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ
الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ
لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝
٧- وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ
عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا
أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝
٨- اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ
وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ

منکر ہیں۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق
پڑیں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہاں
ہمیشہ رہیں گے ۝
٦- اور بھلائی سے پہلے برائی تجھ سے جلد
مانگتے ہیں۔ اور ان سے پہلے بہت عذاب
نازل ہو چکے ہیں۔ اور تیرا رب آدمیوں کے لیے
باوجود ان کے ظلم ہونے کے صاحب مغفرت ہے اور
تیرا رب سخت دکھ دینے والا بھی ہے ۝ ف۱
٧- اور کافر کہتے ہیں کہ محمد پر اس کے رب سے کوئی معجزہ
کیوں نہ اترا۔ تو تو ڈرانے والا ہے۔ اور ہر
قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔ ۝ ف۲
٨- اللہ ہر عورت کے حمل اور ان کے پیٹ
سکڑنے اور بڑھنے کو (خوب) جانتا ہے

شدید العقاب کی تشریح

ف۱ یعنی کفار کو یہ عجیب ہے کہ وہ اسلام کی برکات سے بہرہ مند نہیں ہونا چاہتے۔ بلکہ عذاب طلب کرتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ عذاب کا آجانا کیا مشکل ہے۔ کیا اس سے پہلے نافرمانوں کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ کیا عاد و ثمود کی داستانیں ان تک ہم کو نہیں پہنچیں۔ پھر یہ لوگ کیوں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بالکل محفوظ ہیں۔ اور انہیں ان کی نافرمانیوں کی سزا نہیں مل سکے گی۔

جو لوگ خدا کے متعلق اسلامی تخیل کو عاری المحاسن ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو اسلام کا خدا بہت غضبناک ہے۔ انہیں اس آیت پر غور کرنا چاہیے۔

قرآن کہتا ہے۔ وہ صاحب مغفرت ہے۔ درحقیقت بخشش کے اس کا جوش مغفرت ہمیشہ عفو و بخشش سے کھیلتا رہتا ہے البتہ جب نافرمانی حد سے متجاوز ہو جائے اس وقت شدید العقاب

سرکشی کی بھی سزا دیتا ہے۔

ف۲ یعنی معجزہ طلبی کی عادت اچھی نہیں ہے۔ غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ کیا حضور ان تمام صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ جو ان مذاہب کے بانیوں میں تھیں۔ اور کیا صحیح معنوں میں آپ قوم کے ہادی و نذیر قرار دیے جا سکتے ہیں۔ معجزات کا انکار نفس نبوت کے انکار کا مترادف ہے۔ مگر یہ کیا کم معجزہ ہے۔ کہ ایک امی کو ... اور ان میں نور و عرفان بھر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ یہی ان کی تعلیمات ہے۔

حلِّ لغات

الاغلال۔ طوق ... غل ... جو گردن میں ڈالے جائیں۔
المثلات۔ ...

www.KitaboSunnat.com

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝
۹۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ
الْمُتَعَالِ ۝
۱۰۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ
مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ
بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝
۱۱۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ
مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ
اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ
لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ
وَّالٍ ۝

اور ہر شے اُس کے یہاں اندازہ پر ہے ۝
۹۔ وہ چھپے کھلے سے خبردار ہے۔ سب سے بالا
عالی رتبہ ہے ۝ ف۱
۱۰۔ تم میں سے جو بات کو چھپا کر کہے اور
جو ظاہر کرے اور جو شخص رات کو چھپ رہتا اور دن کو
گلیوں میں پھرتا ہے اُس کے لئے سب برابر ہے ۝
۱۱۔ بندے کے لئے اُس کے آگے اور پیچھے
چوکیدار فرشتے مقرر ہیں جو خدا کے حکم سے اُس کی
حفاظت کرتے ہیں، خدا کسی قوم کی حالت تبدیل
نہیں کرتا جب تک کہ خود اپنے دلوں کی خیال بدلیں۔
جب کسی قوم کو خدا برائی پہنچانا چاہتا ہے، تو وہ
ہٹ نہیں سکتی۔ اور اُس کے سوا اُن کا کوئی مددگار
نہیں ہوتا ۝ ف۲

ف۱

فرض کرو کہ خدا تمہارے مطالب کو منظور بھی کر لیگا اور کوئی نشان نازل کر دے گا تب بھی کون جانتا ہے وہ کب ہوگا۔ غیب کی باتیں تو وہی جانتا ہے۔

ف۲

یعنی اللہ کے فرشتے تمہاری بات کو محفوظ کر لیتے ہیں تم ... کہ تمہارے اعمال ... الشریف میں ہیں۔

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں نہایت مکمل اصول بتایا ہے کہ قوموں میں انقلاب و تغیر کب پیدا ہوتا ہے۔ صرف ہنگاموں اور مظاہروں سے نہیں۔ بلکہ جب قومیں حقیقت انقلاب پذیر ہو جائیں۔ جب دلوں اور دماغوں میں حقیقی و واقعی تبدیلی پیدا ہو جائے۔ دیکھو یہی ہے دنیا کے کاروبار میں یہ قانون کس درجہ سچا اور درست ہے۔ وہ قومیں جو تعلیم و تربیت میں آگے ہیں۔ ہر انقلاب کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اور جو وقتی و ہنگامی طور پر حرکت پذیر ہو جاتی ہیں۔ ان میں دوام و استقلال نہیں ہوتا۔ ان کی ہر تحریک عارضی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ اللہ کے بتائے ہوئے طریق سے استفادہ نہیں کرتے۔

حلِ لغات

مُعَقِّبٰتٌ۔ آگے پیچھے آنے والے فرشتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ - هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ○
۱۳ - وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ
فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ
فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ○
۱۴ - لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ
بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى
الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ
بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○
۱۵ - وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

۱۲ - وہی ہے کہ خوف اور طمع دلانے کیلئے تمہیں
بجلی دکھلاتا ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے ○
۱۳ - اور گرج اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور
فرشتے بھی اُس کے خوف سے اور وہ بجلی کے کڑکے بھیجتا
پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ اہلِ کفر خدا کے
بارہ میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ سخت عذاب والا ہے ○ ف۱
۱۴ - اُسی کو معبود سمجھ کر پکارنا حق ہے، اور اس کے سوا
جن کو وہ پکارتے ہیں۔ ان کو کچھ جواب نہیں
دے سکتے۔ مگر جیسے کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں
ہاتھ پھیلاتا ہے کہ اس کے منہ میں آ جائے اور وہ
کبھی نہ پہنچنے والا ہو اس کو۔ اور کافروں کی جتنی پکار
ہے سب گمراہی ہے ○ ف۲
۱۵ - اور جو کوئی آسمانوں یا زمین میں ہے خوشی

اسرارِ فطرت کا علم

ف۱ یعنی فطرت کے صدہا اسرار کو رب خالق کے سوا کون جانتا ہے؟ بادل گرجتے ہیں۔ بجلی کوندتی ہے۔ تو کسان اور زمیندار خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی اور ہمارے سوکھے کھیت لہلہا اٹھیں گے۔ ان کو نہیں معلوم کہ یہ بجلیاں جو کوندتی ہیں۔ عذاب و ہلاکت کا [illegible] ہیں۔ جو کھیتوں پر گریں گی۔ تو انہیں راکھ کا ڈھیر کر کے رکھ دیں گی۔

ملحد لوگ جو اللہ کی قدرتوں میں شک کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ وہ کس طرح سامانِ رحمت کو بصورت عذاب بدل دیتا ہے۔ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ سے غرض برق و رعد کی تسبیح ہے۔

ف۲ مشرکوں کو بتایا ہے کہ صرف اللہ کو پکارو۔ اسی کو یاد کرو اور اسی کے سامنے اپنی معروضات پیش کرنا چاہئے۔ وہی سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ وہی ہماری تکلیفوں سے ہمیشہ آگاہ اور واقف رہتا ہے۔ وہی حقیقی فریادرس ہے۔ وہی [illegible] کا جاننے والا ہے۔ وہی قریب ہے۔ مجیب ہے۔ اسی کے سوا تم جس کو پکارو گے۔ وہ نہ تمہارے لئے کچھ اور نہ کوئی مدد کر سکے گا۔ یہ دنیا اسباب و ذرائع کی دنیا ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ وہ ہاتھ نہ ہلائے۔ اور پانی کنویں میں سے اس کے منہ تک خود بخود آ جائے۔ تو ناممکن ہے۔ اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی اسی طرح اگر کوئی شخص توحید و تجرید کے باب اجابت کو چھوڑ کر کسی دوسرے دروازے اور توسل کو دعا کی قبولیت کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ جس طرح پانی حاصل کرنے کے لئے ہاتھ ہلانا ضروری ہے۔ اسی طرح دعا کے قبول ہونے کے لئے اللہ کو پکارنا ضروری ہے۔ یہی وہ ذریعہ اور وسیلہ ہے جس کو قرآن نے بار بار بیان کیا ہے۔

حلِ لغات

شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔ محل کے معنی تکلیف دینے کے ہوتے ہیں یا مکان ماحل تکلیف دہ جگہ۔ بعض کے نزدیک محال حول سے مشتق ہے اور [illegible] ہے اس صورت میں بمعنی قوت و طاقت کے معنی ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُمْ
بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝
۱۶- قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ
قُلِ اللّٰهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ
دُونِهٖ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ
نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ۙ أَمْ هَلْ
تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّورُ ۚ أَمْ
جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ
عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ
شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
۱۷- أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

ہے یا ناخوشی سے اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے اور اُن کے
سائے بھی صبح و شام اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ؟ ف۱
۱۶- تُو کہہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے ؟
تُو کہہ اللہ ہے تُو کہہ پھر کیا تم نے اُس کے سوا
اور حمایتی پکڑے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کے
مالک نہیں ؟ تُو کہہ کیا اندھا اور بینا برابر
ہیں ؟ یا تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں ؟
یا انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں ؟
جنہوں نے اللہ کی پیدائش کی مانند کچھ
پیدائش کی ہے اور اُن کی نظر میں پیدائش
رَل مل گئی ہے ؟ تُو کہہ اللہ ہی ہر شے کا خالق
ہے اور وُہی اکیلا غالب ہے ف۲ ۝
۱۷- اُس نے آسمان سے پانی اُتارا،

ف۱

غرض یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ طوعاً وکرہاً سجدہ کناں ہے۔ اللہ کا حکم ہے اور مسخر ہے۔ ہر چیز کی فطرت کچھ اس طرح بنائی گئی ہے۔ کہ وہ خدا کو یاد کرے۔ اُس کے حکموں کو مانے اور اُس کے بنائے ہوئے قاعدے کے ماتحت رہے۔

مُشرک عقل کا اندھا ہے!

ف۲

جب یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اُسی نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔ وہی ہر خیر کا مالک ہے نفع و ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ تو پھر اُسے چھوڑ کر دوسروں سے رشتہ جوڑنا کیا ظلمت نہیں؟ کیا یہ اندھا پن نہیں کہ گرد و پیش وسائل کی پوجا کی جائے۔ اور اللہ کو چھوڑ دیا جائے جو احکم الحاکمین ہے۔

جس طرح کہ وہ اندھا ہے جس کی آنکھیں نہیں، اسی طرح جس میں توحید کی بصیرت نہیں۔ وہ روحانیت کے لحاظ سے اندھا ہے۔ موحد کی آنکھیں ہیں۔ وہ بینا اور ہوشمند ہے۔

مشرک طور بین اور حق بین نہیں۔ اس لیے وہ اندھا ہے۔ اور سوجھ بوجھ سے معذور۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس طرح نور و ظلمت میں امتیاز ہے۔ اندھے اور دیکھنے میں فرق ہے۔ اسی طرح خدا پرستوں اور مشرکوں میں امتیاز ہے۔

خدا پرست کا دل نور سے معمور ہوتا ہے اور منکر جہالت و توہم کی اندھیاریوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔

حل لغات

الْقَهَّارُ۔ غالب۔ قہر کے معنی غلبہ و تذلیل دونوں کے ہیں۔ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ۔ یعنی یتیم کو ذلیل نہ کر، یہاں تذلیل مقصود ہے۔

www.KitaboSunnat.com

فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ
السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا
يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ
ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ
مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا
الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ ؕ
۱۸- لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ
الْحُسْنٰى ؔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا
لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

پھر اپنے اندازہ پر نالے بہے، پھر بہتے ہوئے پانی نے پھولا ہوا جھاگ اٹھایا۔ اور اُس میں بھی جسے وہ زیور یا اسباب کے لیے آگ میں گلاتے ہیں (یعنی دھات میں) پانی کی مانند جھاگ ہے۔ یوں اللہ حق و باطل کی مثال دیتا ہے۔ سو وہ جو جھاگ ہے وہ ناچیز ہو کر جاتا رہتا ہے، اور وہ جو لوگوں کو مفید ہے، زمین میں رہ جاتا ہے۔ یوں اللہ مثالیں بیان کرتا ہے ○ ف

۱۸- جنہوں نے اپنے رب کی بات مانی اُن کے لیے بھلائی ہے۔ اور جنہوں نے اُس کی بات نہ مانی، اگر اُن کے پاس تمام زمین کا سارا مال

زینت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

ف

یعنی قرآن و اسلام کے فیوض، باران رحمت کی طرح ہیں۔ جیسے بارش سے ہر قطعہ زمین بقدر استعداد استفادہ کرتا ہے۔ اسی طرح اس سے ہر شخص بقدر ظرف جرعہ آشام ہوتا ہے۔ پھر جس طرح ابتدا میں پانی کی کثرت سے جھاگ اٹھتا ہے اور بالآخر نتھر جاتا ہے اسی طرح مسلمان باقی رہ جائے گا۔ اور مخالفت کا یہ جھاگ چھٹ جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام سراسر حق و صداقت ہے نفع و سود مندی ہے۔ اس لیے اس کا برقرار رہنا ضروری ہے۔ قانون فطرت ہے، کہ کفر جھوٹ ہے، باطل ہے اور جھاگ ہے۔ اس لیے اس کا اضمحلال و فقدان لازم ہے۔

حلِّ لغات

جُفَآءً۔ ضائع، بے سود، یونہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ
وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ
الْمِهَادُ ۝
١٩- اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ
اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
٢٠- الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا
يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝
٢١- وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ
الْحِسَابِ ۝

بھی ہو، اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو، تو
سارا مزدوا اپنے فدیہ میں دے دیں اگر پھر بھی قبول نہ ہو،
اُن کے لئے بُرا حساب اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
اور وہ بُرا بچھونا ہے ○
١٩- کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے
تیری طرف نازل ہوا حق ہے اُس کی مانند ہو جائے گا جو
اندھا ہے۔ وہی سمجھتے ہیں جنہیں عقل ہے ○ ف١
٢٠- جو اللہ کا عہد پورا کرتے اور عہد شکنی
نہیں کرتے ○ ف٢
٢١- اور جو اللہ نے جوڑنے (صلہ رحمی) کو کہا ہے
وہ جوڑتے ہیں، اور اپنے رب سے
ڈرتے، اور بُرے حساب سے اندیشہ
کرتے ہیں ○ ف٣

قرآن عقلمندوں کے لئے ایک نعمت ہے!

ف١

قرآن حکیم نے بار بار اس حقیقت کو دہرایا ہے کہ جو مخالف عقائد و توہم پرست لوگ ہیں۔ اندھے اور بے بصیرت افراد قرآن کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے یہ تو ایسے ہے جیسے شپرہ چشم نہیں دیکھ سکتا۔ یہ علم ہے ہدایت ہے، اس کے منافع کی وسعت سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے۔ جسے مبدأ فیاض سے فہم و بصیرت کا حصہ وافر ملا ہو۔ قرآن حکیم کو ارتقائے عقل سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ وہ مؤید ہے۔ کہ اس زمانے کے لوگ قرآن کی طرف بہت تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اور اب قرآن حکیم کے مطالب کا احترام روشن دماغ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ قرآن حکیم رب دانا و برتر کی کتاب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں دانش کا ذخیرہ ہو۔ عقل کا خستہ نہ ہو۔

ف٢

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اور قلبِ انسانی کی گہرائیوں میں اس کے سوتے اور چشمے بہتے ہیں اس لئے اسلام پر عمل پیرا ہونے کو وہ عہد و میثاق سے تعبیر کرتا ہے۔ اور ہر انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کے حقائق کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے کیونکہ اس کے بیان کردہ حقائق، فطرتِ انسانی کے صحیح ترجمان ہیں۔

ف٣

اسلام نے صلہ رحمی اور رشتوں کے تعلقات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور اسے جزو ایمان ٹھہرایا ہے۔ تاکہ لوگ باہم محبت و مودت سے رہیں۔ اسلامی عقائد و عمل میں جس قدر وسعت ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی (باقی بر صفحہ ٦٠١)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۲- وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً
وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○

۲۲- اور جو اپنے رب کی رضامندی کے واسطے
صبر کرتے اور نماز پڑھتے اور جو ہم نے انہیں
دیا اس سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے
اور بدیوں کو نیکیاں کرکے دفع کرتے ہیں،
پچھلا گھر انہیں کے لئے ہے ○

۲۳- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ
صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ
وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○

۲۳- رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے
اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادیں
سے بھی جو نیکو کار ہیں، اور ہر دروازہ سے
ان کے پاس فرشتے آئیں گے ○

۲۴- سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

۲۴- (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے سبب
سو خوب ملا پچھلا گھر ○ ف ۱

۲۵- وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ
مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ

۲۵- اور جو لوگ بعد پختگی اللہ کا عہد
توڑتے۔ اور جو اللہ نے جوڑنے کو کہا

دنیا کی کا ہر شعبہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جہاں
خدا پرستی اور توحید پر زور دیا گیا ہے۔ نمازوں کی
تاکید کی گئی ہے۔ اور محبت و اطاعت رسُول کی
اہمیت واضح کی گئی ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا گیا
ہے کہ ہمسایوں سے محبت کرنا۔ حقوق انسانی کی نگہداشت
رکھنا۔ اور محبت و مروت سے رہنا بھی اسلامی
شعائر میں سے ہے۔

ف ۱

جو لوگ ناواقفی کی وجہ سے اسلام پر معترض
ہوتے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات میں انھیں انتقام
کی آگ بھڑکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انھیں اس آیت
کے مطالب پر غور کرنا چاہئے۔ قرآن کہتا ہے
عاقبت میں ان لوگوں کا حصہ ہے۔ جو برائی کا

جواب نیکی سے دیتے ہیں۔ مخالفت سے درگزر
کرتے ہیں۔ اور انہیں حُسنِ سلوک سے نادم
کرتے ہیں۔ کیا اس سے بہتر تعلیم اور پیرایہ بیان
آپ کو کہیں اور جگہ مل سکتا ہے۔ جس میں
اس قدر اعلےٰ سلوک کی ترغیب موجود ہو۔

حلّ لُغات

اَلْمِيْثَاق۔ مضبوط عہد۔
يَدْرَءُوْنَ۔ الدرء۔ الدفع۔ دور کرنا۔
عُقْبَى الدَّار۔ انجام۔

www.KitaboSunnat.com

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ
لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝
۲۶ - اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝
۲۷ - وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ
اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝
۲۸ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا

وُہ کاٹتے ہیں، اور زمین میں فساد
کرتے ہیں۔ ایسوں کے لئے لعنت
ہے۔ اور انہیں کے لئے بُرا گھر ہے ف۱ ۝
۲۶ - اللہ جس کی چاہے روزی فراخ کرتا اور
تنگ کرتا ہے۔ اور وہ حیاتِ دُنیا سے
خوش ہیں۔ حالانکہ حیاتِ دُنیا آخرت کے
مقابلہ میں کچھ نہیں، مگر تھوڑا فائدہ ف۲ ۝
۲۷ - اور کافر کہتے ہیں کہ محمد پر اس کے رب
کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہ ہوا؟ تو کہہ، جسے
چاہے اللہ گمراہ کرتا ہے۔ اور جو رجوع ہو
اسی کو وہ اپنی طرف راہ دکھاتا ہے ف۳ ۝
۲۸ - جو ایمان لائے۔ اور جن کے دل
خدا کی یاد سے تسلی پاتے ہیں۔ سنتا ہے

اسلام امن چاہتا ہے!

ف۱ اس آیت میں اُن لوگوں کا بیان ہے جو اپنی فطرت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ کے عہدوں کو توڑتے اور اس کے حکموں سے تجاوز کرتے ہیں اور زمین میں شرک و بدعات کی وجہ سے ابتری پھیلاتے ہیں۔ یہ جہنم کے سزاوار ہیں۔ ان کا انجام بُرا ہے۔ یہ اللہ کی نظرِ رحمت سے گرے ہوئے ہیں ۔

اسلام بحیثیت مجموعی۔ امن و طمانیت و شانتیت کا علمبردار ہے اس لئے ہر وہ اقدام جو امن کو خراب کرے اسلام میں باطل ہے۔ اسلام کی اصطلاح میں فساد فی الارض کے مترادف ہے۔ شرک بھی فساد ہے۔ غیر شرعی تحریکات بھی فساد کے ضمن میں آجاتی ہیں۔ یعنی وہ بھی ایک قسم کا فتنہ ہے۔ یعنی اسلام سراپا امن ہے۔ سکون ہے۔ اور کفر اختلال و تخریب ۔

ف۲ عام طور پر حق کی مخالفت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ بظاہر خسارہ ہے۔ بھوک و افلاس کا خطرہ ہے۔ ورنہ انسان کی جملہ تکلفات کا حصول ناممکن ہے۔ قرآن حکیم اس ہمہ گیر مغالطہ کی تردید کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ رزق کی کشائش اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا تعلق بے دینی اور الحاد سے نہیں۔ بہت سے ملحد ایسے ہیں جو بھوکوں مرتے ہیں اور بہت سے مومن ہیں کہ اللہ کی بہت سی نعمتیں میسر ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے بہت سے بندوں کو گاڑھا اوڑھنا بھی نہیں ملتا۔ کرتی ٹھیک نہیں۔ اور بے دین بدمعاش مخمل و کمخواب کے بستروں پر محوِ خواب ہیں۔ یہ خدا کا دین ہے جسے جو چاہے دے۔ اور جسے چاہے محروم رکھے۔ البتہ اس نے رزق کے حصول کے کچھ قواعد مقرر ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ قومیں جو ان اصول کو ملحوظ رکھتی ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہوتی ہیں۔ آسودہ ہیں۔ اور وہ جو ان قواعد سے تغافل کرتی ہیں۔ افلاس میں بھٹکتی ہیں ۔

مومن و کافر میں امتیاز یہ ہے۔ کہ مومن دنیا کو نصب العین نہیں ٹھہراتا۔ وہ باوجود تمام آسائشوں کے اُسے نعمائے آخرت کے مقابلہ میں متاع قلیل ٹھہراتا ہے۔ اور کافر کی تمام جدوجہد دنیا کے لئے ہے غرض یہ ہے کہ دُنیا کے لئے دین کو مت ضائع کرو۔ اگر دین کی اشتمال سے تم نے اپنا دامن بھر لیا۔ تو دُنیا بھی تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر صرف دُنیا چاہو گے تو دین سے محرومی ممکن ہے (باقی بر صفحہ ۶۰۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝
۲۹ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝
۳۰ - كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟
عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝
۳۱ - وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ
اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ
بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ
جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔسِ الَّذِيْنَ

اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے ۝
۲۹ - جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن کیلئے
خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے ف۱ ۝
۳۰ - اسی طرح ہم نے تجھے ایک اُمت (اہل مکہ)
میں بھیج دیا ہے کہ اُن کے پہلے بہت اُمتیں گزر چکیں
تاکہ تو اُنہیں وہ سنائے جو تیری طرف ہم نے وحی کی ہے
اور (اہل مکہ) رحمٰن کو نہیں مانتے (یہ لفظ اُن میں
مشہور نہ تھا) تو کہہ وہ میرا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود
نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا، اور اُسی کی طرف میری توبہ ہے ف۲
۳۱ - اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے سبب پہاڑ چلائے
جاتے، یا اُس سے زمین شق ہو جاتی یا اُس کے
سبب مُردوں سے ہمکلامی ہو سکتی (تو وہی کلام یہی تھا)
بلکہ سب کام اللہ کے ہیں، سو کیا ایمانداروں کو اس میں

(بقیہ حاشیہ)
دُنیا بھی نہ ملے اور تم خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ
کا مصداق بن جاؤ۔

ف۳

یہ انداز بیان ہے۔ مقصود یہ نہیں کہ خدا گمراہی کو
پسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہدایت کے لئے
انابت کی وضاحت کردی ہے۔ یعنی جو خدا کی طرف
جھکے گا۔ اُسے ضرور ہدایت ہوگی۔ اور جو انابت کی
جذبے سے محروم ہے۔ وہ ہدایت سے کیونکر
استفادہ کر سکتا ہے۔

(مسلسلہ صفحہ ھذا)

ف۱

دُنیا داروں کے لئے اس میں خاص طور پر ملاحظہ کرنے کی
حکمت ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دل کا اطمینان اور سکون
خاطر روپیہ پیسہ سے پر موقوف نہیں۔ کو شش

آسائشوں اور تکلفات میں ہی نہیں۔ بلکہ اللہ کے ذکر
میں ہے۔ اس کے ساتھ محبت و شوق میں ہے۔
مادہ پرست انسان جس حد تک روحانی لطف حاصل کر کے
دُنیا اور اس کی تعیش کی فراوانی کے اس نعمت سے
محروم رہتا ہے۔ اس لئے مبارک ہیں وہ لوگ جو
دل کی مسرتوں کو اللہ کی یاد میں تلاش کرتے ہیں۔

حلِ لُغات

طُوبٰی۔ کلمہ مسرت و فرحت کے لئے کہا ہے
یعنی خوشی و خوش طبعی۔ بعض نے طیب کہا ہے۔ اور طیب کے
سے بڑے خوش اور خوشی و خوش طبعی کے ہیں۔
مَتَاب۔ جائے رجوع۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى
النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا
صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا
مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ
اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝
۳۲۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ
قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ
عِقَابِ ۝
۳۳۔ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ
نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا
لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ

تسلی نہیں کہ اگر اللہ چاہے تو سب آدمیوں
کو ہدایت کرے۔ اور کفار (مکہ) پر ان کی
کرتوت کے سبب ہمیشہ ایک آفت آتی
رہے گی۔ یا ان کے گھروں کے قریب
اُترے گی۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آپہنچے
بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ۝
۳۲۔ اور تجھ سے پہلے رسولوں سے ٹھٹھے کر
چکے ہیں۔ سو میں نے اہل کافروں کو مہلت
دی، پھر ان کو پکڑا، تو میرا عذاب
کیسا تھا ۝
۳۳۔ بھلا جو شخص (یعنی اللہ) ہر کسی کے سر پر اس کا
کیا لئے کھڑا ہے۔ (وہ ان کو بغیر سزا کے چھوڑ دے گا)
اور انہوں نے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ ان سے کہو کہ ان کے نام بتاؤ

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

ف کہنے والوں کی انتہائی بدبختی یہ ہے کہ انھوں نے حضور اور قرآن کو آخر وقت تک نہ پہچانا۔ قرآن گو سراپا روشنی ہے اور نور ہے، ہدایت ہے اور پیغام ہے۔ اس میں دلوں کو بدل دینے کی صلاحیت ہے۔ سماوات انسانی کے مخفی خزانوں میں تیز انقلاب آفرین گونج ہے۔ جو کہ صور آواز ہے۔ مُردوں کو جلانے والا ہے، پہاڑوں کو کاٹ کر رکھ دینے والا اعجاز ہے۔ مگر پھر بھی کہنے والوں کی چشم بصیرت بند ہے۔ وہ ظاہری اور مادی کرشمہ سازیوں کے منتظر ہیں۔ عداوت، تعصب، دشمنانِ اسلام کو اسلام قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ کیا دلوں کی تبدیلی پہاڑوں کو ہلا دینے سے زیادہ مشکل نہیں؟ وہ ہر آن دیکھتے ہیں کہ خدا کی زمین میں ہدایت و سعادت کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ اور اسلام کا پیغام ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ قرآن کا تقاضا یہی ہے کہ مادی طور پر یہاں چشمے بہہ نکلیں جب چاہیں ہر وقت مردے زندہ ہوتے رہیں۔ مگر وہ ترک کی جانیں قرآن کے حیات آفرین پیغام کو سن کر نئی اور عالی زندگی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ ہیں کہ گڑے مردے اکھڑوانا چاہتے ہیں۔ اور اس وقت تک مطمئن نہیں، جب تک ان کے آباء و اجداد ان کے سامنے دوبارہ کھڑے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر قرآن میں یہ تاثیر بھی پیدا ہو جائے۔ تاہم یہ لوگ نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں تعصب و عناد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ان کے دلوں میں بصیرت کی استعداد باقی نہیں رہی ۔

بات اصل یہ ہے کہ فطرت کا منشا یہی نہیں، کہ سب کے سب ہدایت قبول کرلیں۔ گو کہ یہ صلائے عام ہے اور توفیق و آسانی کے لئے سب کو یکساں مواقع حاصل ہیں۔ مگر ہدایت وہی قبول کریں گے جن کے سینے پہلے سے روشن ہیں اور تعصب کی آلودگیوں سے پاک ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا عذاب ان پر کھٹکوں ہوا کرے گا۔ کیونکہ یہی قاعدہ ہے۔ اور قاعدے کے خلاف نہیں ہوا کرتا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ
اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ
زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ
وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝
۳۴ - لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا
لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝
۳۵ - مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ
الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ
تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ
وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝

آیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو وہ زمین میں نہیں جانتا۔ یا ظاہری باتیں بناتے ہو؟ نہیں بلکہ کافروں کے فریب اُن کیلئے سجائے گئے ہیں اور وہ اللہ کی راہ سے روکے گئے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ہادی نہیں ۝ ف۱

۳۴ - اُن کے لئے حیاتِ دُنیا میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور اللہ سے انہیں کوئی بچا نہیں سکتا ۝

۳۵ - جنّت کی صفت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ اُس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُس کا میوہ اور سایہ دائمی ہے۔ یہ انجام ڈرنے والوں کا ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے ۝ ف۲

ف۱

یعنی چونکہ برائیوں سے انہیں نفرت نہیں بلکہ طبیعت کا میلان معصیت کی جانب زیادہ ہے۔ اس لئے گمراہ ہیں۔ اور ناقابل ہدایت جب کوئی شخص معصیت کے اس مقام پر پہنچ جائے جہاں احساس زیاں اٹھ جائے۔ اس وقت ہدایت کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں قرآن حکیم نے اپنے مخصوص انداز میں یہی حقیقت بیان کی ہے ۔

جنّت کا سادہ اور واقعی تخیّل

ف۲ متقی اور پرہیزگار لوگ دُنیا میں اپنی خواہشات نفس کو اللہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا کوئی ارادہ اپنا ارادہ نہیں ہوتا خواہشیں اور مطالبے سب منشاء ایزدی کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اپنی ہستی کو اللہ میں گم کر دینے کا نام ہی تو اتقاء ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کے لئے مسرت وابتہاج کے تمام سامان موجود ہیں۔ جس طرح دُنیا میں کامیابی کا نتیجہ اور نشاط دنیوی آسائشوں کا وفور ہے۔ اسی طرح آخرت میں جو کہ انسانی زندگی کی تکمیل کا نام ہے۔ ضروری ہے کہ تمام مادی مسرتیں جو جائز ہیں۔ موجود ہوں ۔

یہ انسان کی فطرت ہے۔ تمام انسان دل سے چاہتے ہیں کہ انہیں زندگی کے ایسے پُرامن لمحات میسّر ہوں جس میں حزن وملالت کا شائبہ نہ ہو۔ جس میں کم مائیگی وافلاس کا خطرہ نہ ہو۔ ظاہر ہے یہ لمحات یہاں میسّر نہیں ہیں۔ یہاں ہر لحظہ اُلجھنیں ہیں۔ جو قبر تک ساتھ جاتے ہیں۔ کیا یہ فطرت کی آواز نہیں؟ کیا یہ معنوی تقاضے ہیں؟ جواب ہے گا۔ نہیں یہ عین انسانی خواہش ہے۔ یہ وہ آرزو ہے جو ہر دل میں موجزن ہے۔ پھر اس کی تکمیل کہاں ہوگی؟ قرآن کہتا ہے۔ تم اگر یہاں خواہشات نفس کے مُنہ میں لگام دو۔ اور اپنی زندگی کو خدا کے تابع بنا لو تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اس آرزو کو پورا کر دے گا۔ کتنا سادہ اور واقعی تخیّل ہے۔ جنّت کا جس کو اسلام پیش کرتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۶۰۶)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۶- وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝

۳۶- اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے (یعنی اہل کتاب) وہ اس سے جو تجھ پر اترا ہے خوش ہیں اور بعض فرقے اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔ تُو کہہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے۔

۳۷- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝

۳۷- اور اسی طرح ہم نے قرآن حکیم عربی نازل کیا ہے۔ اور اگر تُو بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے اُن کی خواہشوں پر چلا، تو اللہ سے تیرا کوئی حمایتی اور بچانے والا نہیں ۝

۳۸- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا

۳۸- اور تجھ سے پہلے ہم نے کتنے رسول بھیجے۔ اور اُن کو ہم نے عورتیں اور اولاد

مگر وہ لوگ جو جاہل ہیں۔ اس حقیقت پر معترض ہیں۔ دنیا میں ان کی تمام تگ و دو کا مقصد دنیا کی انہیں خواہشوں کی تکمیل ہے۔ یہ بات اللہ کو محبوب ہے۔ کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ یہ سب کچھ تمہیں دوسری زندگی میں مل جائے گا۔

حلِ لغات

اَلسُّبُل - راہ حق - اسلام کے نزدیک چونکہ ایک ہی راہ حق ہے۔ اس لئے وہ بصرف السُّبُل کے لفظ کے ساتھ اس کو تعبیر کرتا ہے۔

مَثَل کے معنے وصف کے بھی آتے ہیں۔ جیسے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ میں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝
۳۹ - يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ
وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝
۴۰ - وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝
۴۱ - اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ
نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ
يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝
۴۲ - وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دی۔ اور کوئی رسول بغیر حکم خدا
کوئی معجزہ نہیں لا سکا۔ ہر وعدہ
لکھا ہوا ہے ۝ ف۱
۳۹ - اللہ جو چاہے اُس میں سے مٹا دے اور جو چاہے رکھے
اور اس کے پاس اصل کتاب ہے (یعنی لوح محفوظ) ۝
۴۰ - اور جو وعدے ہم نے ان سے کئے ہیں ان میں سے
اگر کوئی وعدہ ہم تجھے دکھلا دیں یا تجھے وفات دیں تیرا
ذمہ صرف پیغام پہنچانا ہے اور ہمارا ذمہ حساب لینا ۝ ف۲
۴۱ - کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین (عرب) کو اس کے
اطراف کو گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ حکم کرتا
ہے۔ اور کوئی اس کے حکم کو پیچھے ہٹانے والا نہیں
اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ۝ ف۳
۴۲ - اور ان سے اگلے بھی مکر کر گئے ہیں

ظہور آیات کیلئے ایک وقت مقرر ہے

ف۱ مکہ والوں کی ذہنیت یہ تھی کہ وہ بات بات پر اظہار عجائب کی خواہش کرتے۔ کبھی کہتے، یہاں چشمے پھوٹیں۔ کبھی کہتے ہمارے اسلاف کو زندہ کرو۔ کبھی کہتے مکے کے پہاڑ سونے چاندی کے بن جائیں۔ غرضیکہ وہ خوئے بد را بہانہ ہا بسیار۔

ان دو آیتوں میں قرآن حکیم نے اصولی جواب دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اظہار خوارق کا تعلق منشاء ایزدی سے ہے۔ رسول کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے کوئی کرشمہ دکھا دے۔ یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کہ جب مصلحت جانے انبیاء کے ہاتھوں عجائب و خوارق کا اظہار کر دے۔ اس لیے یہ ضرور نہیں کہ رسول تمہاری ہر خواہش کو براہ راست پورا کرے۔

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ سے غرض یہ ہے کہ ہر مقتضہ موعود کے لئے جو وقت مقرر ہے۔ اُسے خدا ہی جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہ غرض نہیں کہ ہر صدی کے بعد رسول کی ضرورت ہے۔ یا کتاب شریعت کی حاجت ہے۔ وہ مقصود ہے کہ ہر حالات کے لئے ایک دور ہے۔ جب وہ ختم ہو جائے تو کتاب کا نزول ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ آیت کے سیاق و سباق کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ کا یہی معنی ہے کہ ظہور آیات کے لئے خاص قسم کے حالات و فضا کی ضرورت ہے جبکہ دل دہل گئے ہوں اور لغزشوں سے درگزر کرتا ہے اور مہلت دیتا ہے کہ منکرین سنبھل جائیں۔ مگر جب توجہ اور رجوع کے تمام مواقع ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ تو اس وقت وہ عذاب بھیجتا ہے۔

ف۲ یعنی آپ بھی ظہور آیات کے منتظر رہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ جن جن باتوں کا وعدہ ہے وہ سب آپ کی زندگی میں ہی پوری ہو جائیں۔ آپ کا فرض یہ ہے کہ بلا انقطاع تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ محاسبہ ہمارے ہاتھ ہے۔

ف۳ فتوحات اسلامی کی وسعت کی جانب اشارہ ہے یعنی مسلمان سیلاب کی طرح کفر کی مملکت پر چھا رہے ہیں۔ (باقی برصفحہ ۴۰۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا
تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ
الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝
۴۳ - وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ
مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ
عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

سو سب مکر اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جانتا ہے
جو ہر نفس کماتا ہے۔ اور اب کافروں کو معلوم
ہو جائے گا۔ کہ پچھلا گھر کس کے لئے ہے ۝
۴۳۔ اور کافر کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے۔
تو کہہ۔ تمہارے اور میرے درمیان
اللہ گواہ کافی ہے۔ اور وہ شخص بھی گواہ ہے
جسے کتاب کی خبر ہے ۝

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ
اٰيَاتُهَا (۵۲) رُكُوْعَاتُهَا (۷)

سورۃ ابراہیم
مکی ۔۔۔ آیتیں ۵۲ ۔۔۔ رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
۱ - الۤرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱۔ الٓر۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف نازل کی
تاکہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لائے
ان کے رب کے اذن سے۔ راہ پر غالب سزاوار حمد کی ۝ ف

(بقیہ حاشیہ)

کیا اس کامیابی کو مخالفین بنظر استحسان نہیں دیکھتے؟ اور کیا اس وسعت اور پھیلاؤ میں ان کے لئے کرشمہ سازی کا کوئی سامان نہیں؟ کیا یہ کم معجزہ ہے کہ مٹھی بھر مسلمان دنیا کے فتح کر لینے کا عزم رکھتے ہیں۔ اور ہر آفتاب جو طلوع ہوتا ہے اسلامی اقبال و عروج کی خبر دیتا ہے۔

روشن کتاب

ف یعنی قرآن حمید نور و روشنی کی دعوت ہے۔ اجالے کی جانب بلاوا ہے۔ ظلمت و تاریکی سے بیزاری ہے۔ اس میں وہم و ظنون کو دخل نہیں۔ لایعنی رسوم و خرافات کا وجود نہیں۔ جو بات ہے علم و یقین کی بچی تلی۔ حشو و زوائد کا شائبہ نہیں۔ سراسر خوبی و حقائق کا مرقع ہے۔

حضور کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اس مستقل ہدایت کو ہاتھ میں لے کر سارے عرب میں اجالا کر دیں۔ لوگوں کو تعصب و جہالت کی تاریکیوں سے نکالیں۔ اور علم و عرفان کی روشنی میں لائیں۔ ان کو خرافات و ظنون کی وادیوں سے نکالیں۔ اور سلوک و احسان کے مرغزاروں میں لا بسائیں۔ یہ نسخہ تاریکی جہالت اور تعصب دور کرنے کا مجرب نسخہ ہے۔ دنیا کی تمام مصیبتیں اس کتاب کے بغیر عمل پیرا ہونے سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے عزت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ قومیں کثرت و غلبہ کے ہم قرین ہو جاتی ہیں۔ اور قابل ستائش بن جاتی ہیں۔ کائنات کفر میں چھا جاتی ہیں۔ ظفر و تسلط ان کے پاؤں چومتے ہیں۔ کیونکہ یہ عزیز و حمید خدا کی کتاب ہے۔ بے شک الکتاب خدا کا پیغام ہے زمین اور آسمانوں کے مالک کا کلام ہے۔ بدبخت ہیں وہ نفوس جو انکار کرتے ہیں۔ اور اس کے فیض و برکت سے محروم رہتے ہیں۔

حل لغات: ۱۔ اجل۔ وقت۔ وقت مقررہ۔ کتاب۔ مصدری معنے مراد ہیں۔ ام الکتاب۔ علم الٰہی سے تعبیر ہے۔ اطرافہا۔ بعض نے شیوخ و اشراف مراد لئے ہیں۔ فالمکر۔ تدبیر و منصوبہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ
مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِۙ
۳-الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا
عَلَی الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ
اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ
۴-وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ؕ
فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ
مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ
۵-وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ
اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

۲- راہ پر اللہ کی جو آسمانوں اور زمین کی چیزوں کا مالک ہے۔ اور خرابی ہے کافروں کی سخت عذاب کے سبب ○
۳- جو آخرت پر دُنیا کی زندگی پسند کرتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اُس میں عیب تلاش کرتے ہیں وُہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ○
۴- اور ہم نے جو رسول بھیجا، وہ اپنی ہی قوم کی بولی بولتا تھا۔ تاکہ اُن کے آگے کھول سکے پھر جسے چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے، اور وہ غالب حکمت والا ہے ○ ف
۵- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی

ف

پیغمبر وقت قوم کی زبان اور قوم کی نفسیات سے خوب واقف اور آگاہ ہوتا ہے۔ تاکہ قولِ بلیغ سے اُن کے دلوں میں جگہ حاصل کرسکے۔ اس کا الہام قوم کے محاورات وادب کے ماتحت ہوتا ہے۔ تاکہ اتمامِ حجت ہو سکے قوم پوری سمجھ سکے اور عذر نہ کرسکے۔ کہ رسول کی زبان ہمارے لئے ناقابل فہم تھی۔

عرب چونکہ حضورؐ کے مخاطب اول تھے منشاء الٰہی یہ تھا۔ کہ اس مرکز ضلالت وگمراہی کو اولاً درست کیا جائے۔ وہاں کے عقائد واعمال کی اصلاح کی جائے۔ تاکہ وُہ دوسروں کے لئے چراغ راہ بنیں۔ اس لئے حضورؐ کو جو قرآن دیا گیا۔ وہ عربی زبان میں ہے تاکہ یہ لوگ آسانی سے اپنی گمراہیوں کا مطالعہ کرسکیں۔ اور دُوسروں کے لئے نمونہ ہوں۔

حلِّ لغات

وَیْلٌ۔ بمعنے وائے، وکلمہ افسوس، وبمعنے سختی، عداوت، وشور وفغاں بر مصیبت، وبمعنے ہلاکت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى النُّورِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ○

میں لا، اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا، اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں ○

۶- وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ○ ع

۶- اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کا احسان جو تم پر ہوا ہے یاد کرو جب اس نے قوم فرعون سے تمہیں نجات دی وہ تمہیں بری طرح عذاب دیتے تھے، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے اور تمہاری لڑکیوں کو جیتا رکھتے تھے ○ اور اس میں تمہارے رب سے ف تمہاری بڑی آزمائش تھی

۷- وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ○

۷- اور جب تمہارے رب نے سنا دیا تھا کہ اگر شکر کرو گے تو تم کو زیادہ دوں گا۔ اور جو ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے ○

۸- وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ

۸- اور موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر تم اور سب اہل زمین

داستانِ استقلال!

ف حضرت موسیٰ و فرعون کا قصہ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ صرف حضرت موسیٰ و فرعون کا واقعہ نہیں۔ بلکہ حریت و آزادی کی داستان ہے، استقلال قومی کا نمونہ ہے۔ غلامی کے مضر اثرات کی شرح ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کی بحث ہے۔ اس میں یہ بتلایا ہے کہ جب قوم میں فرعون پیدا ہوتے ہیں، اللہ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ اور موسیٰ جیسے جلیل القدر انقلاب پسند حضرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور کس طرح صدیوں کی غلام قومیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اور آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہوتی ہیں۔

بنی اسرائیل چار سو سال سے غلام تھے قبطی ان پر طرح طرح کے ستم ڈھا رہے تھے۔ بچوں کو ذبح کیا جاتا۔ عورتوں کو زندہ رہنے دیا جاتا تا۔ [illegible] قابض تھے۔ محنت و مشقت کے ذلیل کام بنی اسرائیل کے سپرد تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ قوم [illegible] تنگ کی تمام آسائشوں سے محروم ہوتی جاتی تھی۔ غلامی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی۔ اور قریب تھا کہ قوم فنا کے گھاٹ اتر جائے۔

اللہ نے ایوان فرعون میں موسیٰ کی تربیت کی جو فرعونی شان و شوکت کے طول و عرض سے آگاہ تھے۔ انہوں نے قوم کو انقلاب و آزادی کی دعوت دی، اسلام و توحید کی جانب بلایا۔ اور فرعون سے ڈنکے کی چوٹ کہہ دیا۔ کہ اب اسرائیلی غلام نہیں رکھے جا سکیں گے۔

حلِّ لغات

بِأَيَّامِ اللَّهِ ۔ وقائع عذاب، عبرتناک حوادث۔

تَأَذَّنَ ۔ بڑا۔ کہہ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ
اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○
۹- اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا
اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا
لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ
مُرِيْبٍ ○
۱۰- قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ
فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ

کافر ہو جاؤ، تو اللہ بے پروا، لائق
تعریف کے ہے ○ ف
۹- کیا قوم نوح و عاد و ثمود کی خبریں جو تم کو
پہنچے تھے اور ان کے بعد کے لوگوں کی
خبریں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تم کو
نہیں آ چکیں؟ ان کے پاس ان کے رسول معجزے لے کر آئے
تھے پھر ان کی قوم نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں دے دیئے
(قبول نہ کیا) اور کہا جو تم لائے ہو ہم اُسے نہیں مانتے
اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں
شک ہے ایسا کہ دل کو اطمینان نہیں ہوتا ○
۱۰- ان کے رسولوں نے کہا کیا خدا کی ذات میں
شک ہے۔ جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے
تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے بعض گناہ

ف

ان آیتوں میں حضرت موسیٰ نے قوم کو
زندگی کا پیغام دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ
جب تک تم شاکر رہو گے۔ اللہ کے حکموں کو
مانتے رہو گے۔ اسی کی اطاعت کا دم بھرتے
رہو گے۔ خدا اس کے سوا ہر معبود کا انکار
کرو گے۔ تو اللہ تمہیں سرفرازی عنایت
کرے گا۔ غنی رکھے گا۔ تمہیں زیادہ سے
زیادہ دے گا۔ اور اگر انکار کرو گے، تو یاد رکھو
ناشکری سے قوموں کو عذاب شدید دیا
جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے یہ بھی سمجھا دیا
کہ تمہاری عبادت اور اطاعت سے اللہ کو کوئی
فائدہ نہیں ہے۔ اس کی اطاعت سے تو
تمہاری اصلاح ہو سکے گی۔ اور اگر تم اور تمہارے
ساتھی انکار کریں۔ تو یاد رکھو۔ وہ سب سے غنی
ہے۔ اور ہر طور پر قابل ستائش و مدح •
غرض یہ ہے۔ کہ جس قدر تم میں بیداری
ہو گی۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور جس قدر
تم غفلت و بے اعتنائی سے کام لو گے،
اللہ کی رحمتوں سے دور ہو گے •

حلِ لُغات

نَبَؤُا۔ قصہ، بات •
فَاطِرِ۔ بغیر استعداد کے پیدا کرنے
والا •

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ قَالُوٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا ؕ تُرِيدُونَ اَنْ تَصُدُّونَا
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا
فَاْتُونَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝
۱۱ - قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ
نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُونَ ۝
۱۲ - وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ

بخش دے اور مقررہ وقت (موت) تک
تمہیں مہلت دے؟ بولے تم تو ہماری ہی
مانند انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان کی
عبادت سے جنہیں ہمارے بڑے پوجتے تھے
روکو، پس ہمارے پاس کوئی صاف دلیل لاؤ ؏ ○
۱۱ - اُن کے رسول بولے، ہم تمہاری مانند
انسان ہیں۔ لیکن خدا اپنے بندوں
میں جس پر چاہے، احسان کرے،
اور دلیل لانا ہمارا کام نہیں،
مگر خدا کے حکم سے،
اور چاہیئے کہ مومن اللہ پر بھروسہ
کریں ○
۱۲ - اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں،

ایمان افروز استفہام

ؔ

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ - کا انداز بیان نہایت یقین افزا اور ایمان پرور ہے۔ یعنی دنیا کی ہر بات میں شک و شبہ کی گنجائش ہے مگر یہ ناممکن ہے کہ رب فاطر کے باب میں کسی شبہ کا اظہار کیا جائے ۔

قرآن حکیم کے نزدیک اللہ کا وجود اور اس کی توحید مسلمات فطرت میں سے ہے۔ یعنی ایسی حقیقت ہے جس کا احساس ہر دل میں موجود ہے۔ اس لئے قرآن تعجب سے پوچھتا ہے کیا تمہیں اللہ کی نسبت شک ہے؟ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ۔

قرآن نے الفاظ میں استفہام پیدا کر کے مضمون میں عجیب اثر پیدا کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو عربی ذوق سے آشنا ہیں جب اس جملہ کو پڑھیں گے۔ تو بے اختیار ان کا جی چاہے گا کہ قلب و دل کو معارف توحید سے معمور کر لیا جائے ۔

یہ حقیقت ہے کہ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ پڑھ کر ایک دہریہ بھی محسوس کرے گا۔ کہ کسی نے اسے جگا کر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ بشرطیکہ اس کے پہلو میں دل ہو۔ اور مذاق ادب سے بھی آشنا ہو۔ ان تین حروف میں وہ اثر ہے جو شاید ہزاروں دلائل میں نہیں ۔

اس قسم کی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قرآن ایک علمی اور ادبی معجزہ ہے ۔

ان تین حروف میں کفر و شرک پر اظہار تعجب ہے یقین افروزی ہے۔ زجر و توبیخ ہے۔ فطرت و قلب کی جانب رجوع کی دعوت ہے۔ جلال و ہیبت ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک زبردست قوت کسی کو پکڑ کر جھنجوڑ رہی ہے۔ اور آنکھیں لال پیلی کر کے پوچھ رہی ہے کہ کیوں بے وقوف! تمہیں اب صانع کا بھی انکار ہے؟ سبحان اللہ! اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن زبان میں (باقی بر صفحہ ۶۱۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ
عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝
۱۳- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ
لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ فَاَوْحٰٓى
اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝
۱۴- وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ
مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝
۱۵- وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ
جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝
۱۶- مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور اس نے ہماری راہیں ہمیں بتلائیں اور جو
تم ہمیں دکھ دیتے ہو ہم اس پر صبر کریں گے اور توکل
کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل چاہیے ○
۱۳- اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا،
کہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے،
ورنہ ہمارے دین میں پھر آجاؤ۔ سو ان کے
رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کریں گے
۱۴- اور ان کے بعد تمہیں زمین میں بسائیں گے
یہ وعدہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے
ہونے سے اور میرے ڈرانے سے ڈرتا ہے ○
۱۵- اور رسولوں نے فتح مانگی، اور ہر سرکش
ضدی نامراد ہو گیا ○
۱۶- اس کے پیچھے دوزخ ہے۔ اور اسے

طاقت نہیں، کہ وہ ان حروف کے اثر کو بیان کر سکیں۔ اس مختصر سی آیت میں غفلت و تساہل کی مذمت ہے اور توحید و تفسیر کی جانب دعوت ہے۔ گویا یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز نے چونکا دیا ہے۔ اور قلب سے تمام حجاب ایک ایک کر کے اٹھ رہے ہیں؛ اور وہ روشنی جو دل میں موجود تھی۔ اور ماند پڑ گئی تھی۔ اب پھر اجاگر ہو گئی ہے۔ اور توحید کی کرنوں سے دل جگمگا اٹھا ہے ○

حلِ لغات

سُبُلَنَا۔ یعنے کامیابی و کامرانی کی راہیں ○

جَبَّارٍ۔ سرکش و متکبر، جب اللہ کی صفت ہو تو اس کے معنے شکستہ حالات کو درست کرنے والے کے ہوتے ہیں ○

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ○

پیپ کا پانی پلایا جائے گا ○

۱۷ - يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۗ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ○

۱۷ - اُسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہ اُتار سکے گا۔ اور ہر جگہ سے اُس پر موت آئے گی اور وہ نہ مرے گا۔ اور پیچھے اُس کے سخت عذاب ہوگا ○ ف۱

۱۸ - مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۗ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○

۱۸ - جو لوگ اپنے رب کے منکر ہیں اُن کی مثال ایسی ہے کہ گویا اُن کے اعمال راکھ ہیں جسے آندھی کے دن زور سے ہوا چلے۔ وہ اپنی کمائی میں سے کسی شئے پر قادر نہ ہوں گے۔ یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے ○ ف۲

۱۹ - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

۱۹ - کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا اگر چاہے تو تمہیں نیست

ف۱

سرکشوں اور معاندوں کے لئے سزا کا ذکر ہے۔ جن کا سر کسی کے سامنے نہ جھکے۔ مگر اللہ کے آستانِ جلال پر نہ جھکے۔ جو محض عناد و دشمنی کے لئے حق و صداقت کی مخالفت کریں۔ جو سچائی کی آواز کو نہ سنیں۔ دلائل و براہین اُن کے سامنے موجود ہوں۔ مگر دل میں حرارتِ ایمان پیدا نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے جہنم جگہ ہے۔ جو اللہ کی جانب سے مقامِ عتاب ہے۔ یہاں دُنیا میں یہ لوگ کام و دہن کی لذتوں کے لئے زندہ رہے۔ آخرت میں انہیں چیزوں کے لئے بے قرار ہوں گے۔ اور یہ چیزیں انہیں میسر نہ ہوں گی۔ اس لئے انہیں محسوس ہوگا۔ کہ ہم نے دُنیا میں اگر صرف خواہشاتِ نفس کو جائز و ناجائز طریق سے پورا کیا ہے۔ تو کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ جو لائقِ اعتنا ہو۔ اور یہاں جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ہمارے پلّے نہیں۔ نتیجہ خسران اور گھاٹا ہے ○

شیرازۂ اعمال

ف۲

اعمال کے لئے ایک شیرازہ کی ضرورت ہے۔ اور جب تک یہ شیرازہ موجود نہ ہو۔ اعمال میں غرض و ترتیب پیدا نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کہتا ہے، یہ شیرازہ ایمان صحیح ہے۔ ایک دیوانہ ہے اس کے افعال کو کیوں آپ قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ اور اس کی تمام حرکتیں کیوں عبث قرار پاتی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اعمال میں شیرازۂ عقل موجود نہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو خیر و عمل صالح کے مفہوم سے آگاہ نہیں۔ جو انسانیت کے صحیح پروگرام سے واقف نہیں کیونکر صالح قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کے اعمال میں شیرازۂ ایمانی موجود نہیں۔ قرآنِ حکیم نے اس حقیقت کو نہایت عمدہ مثال میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا اُن کے اعمال عدمِ وزن اور ثبات و قرار کے لحاظ سے یوں ہیں جیسے کوئی شخص پتھر پر راکھ کا ڈھیر جمع کر دے تھوڑی آندھی چلنے پر وہ سب کی سب اُڑ جائے۔ اُن کے اعمال بھی اسی طرح کے ہیں۔ وہ راکھ کے ڈھیر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جب تک شیرازۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

۲۰ - وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

۲۱ - وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ
الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم
مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ
مِن شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا
اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا
أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن
مَّحِيصٍ ۝

۲۲ - وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ
إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ
وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ

کر ڈالے۔ اور نئی خلقت آبسائے ۝

۲۰ - اور اللہ پر یہ کام کچھ مشکل نہیں ۝ ف۱

۲۱ - اور اللہ کے سامنے سب آکھڑے ہوں گے پھر ضعیف لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم دُنیا میں تمہارے پیچھے تھے سو کیا تم اللہ کا کچھ عذاب ہم سے دفع کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر (دُنیا میں) اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہمارے لئے سب برابر ہے ہم کسی طرح نہیں چھوٹ سکتے ۝ ف۲

۲۲ - اور جب فیصلہ ہو چکے گا۔ تب شیطان بولے گا کہ خُدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا سو میں نے تم سے وعدہ خلافی کی

ف۱

قرآن حکیم نے متعدد بار اس حقیقت کو دُہرایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب تک تم اس مقصد کو پورا کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نعمتوں سے مشرف فرماتے رہیں گے اور جہاں تم نے انکار کیا۔ وہ تم سے رُوگردانی کرے گا اور تمہیں دُنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دے گا۔ اور ایک دُوسری قوم کو پیدا کرے گا۔ جو اس کے مقصد کو سمجھے گی۔ اور پورا کرے گی۔ اور اس میں کچھ بھی وقت اللہ تعالیٰ محسوس نہیں کریں گے۔ یہ اس کا اٹل قانون ہے۔

کمزوروں کی فریاد بڑوں سے

ف۲ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہوں گے اور اپنے اپنے نامۂ اعمال سے آگاہ ہو جائیں گے تو اس وقت زمین کا وہ طبقہ جو ضعفاء اور کمزور لوگوں کا ہے۔ کبراء اور بڑے بڑے لوگوں سے کہے گا۔ ہم تو دُنیا میں تمہارے تابع تھے۔ جب تم نے عیش و تنعم کی محفلیں آراستہ کیں۔ شراب و نغمے سے شغل کیا تو ہم نے تمہاری تقلید کی۔ ہم سمجھے۔ جب سمجھدار اور بڑے بڑے لوگ ان باتوں میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ تو واقعی یہ بات جائز ہوگی۔ ہم نے بے خوفی سے گناہ کی جانب قدم بڑھائے۔ کیا آج تمہارے یہاں شنوائی نہیں ہے؟ تمہارا اثر و رسوخ کیا ہوا۔ کیا یہاں رشوت نہیں چلتی۔ اور کیا تم ہمیں عذاب سے نہیں بچا سکو گے؟ کبراء کہیں گے کہ یہاں ہم اور تم دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ اس لئے سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں چھوٹے بڑے میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اور سب ایک صف میں کھڑے کئے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ
وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
۲۳- وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ
فِيْهَا سَلٰمٌ ۝
۲۴- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

اور میری کچھ تم پر حکومت نہ تھی صرف یہ کہ
میں نے تمہیں پکارا تھا۔ تم نے میری بات مان لی
مجھے ملامت نہ کرو اور اپنی جانوں کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا
فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ تم نے جو
پہلے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا تھا میں اسے قبول
نہیں کرتا۔ ظالموں کے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہے ف۱ ۝
۲۳- اور ایماندار اور نیک کردار
باغوں میں داخل ہوں گے جن کے نیچے
نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں اپنے رب کے
حکم سے ہمیشہ رہیں گے۔ اُن کی ملاقات
کے وقت کی دُعا اُس میں سلام ہوگی ۝
۲۴- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ خُدا نے نیک بات
کی مثال کیونکر بیان کی ہے، کہ وہ ایسی

ف۱

وہ شیطان جس نے دُنیا میں عیب کو عین
صواب دکھایا۔ جس نے گناہوں کو سنوار کر
پیش کیا۔ کہے گا۔ جناب اللہ کا وعدہ سچا
ہے۔ میں نے اب تک جو کچھ کہا۔ جھوٹ تھا
مگر میں آپ کو گمراہ کرنے کا ذمہ دار نہیں میں
نے تو صرف دعوت دی ہے۔ وسوسہ اندازی
سے کام لیا ہے۔ بُرے خیالات کی تائید
کی ہے۔ لیکن یہ تمہارا قصور ہے۔ کہ تم نے
میری دعوت پر کان دھرا۔ اور میری رائے سے
اتفاق کیا۔ آج میں تمہارے کام نہیں آسکتا۔
اور نہ تم مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ ہم دونوں
ظالم ہیں۔ اور دونوں کے لئے عذاب مقدر
ہے۔

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔

سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان شریر
نفوس کی مقدرت اختیار کیا ہیں؟ مضبوط اور
پکے عقیدے کے لوگ ان کے شر سے
محفوظ رہتے ہیں۔ اور ضعیف الایمان
وسوسہ اندازوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حل لغات

بِمُصْرِخِكُمْ - فریادرس۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا
فِي السَّمَاءِ ۙ
۲۵- تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ
بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ
۲۶- وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ
الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ
۲۷- يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ
اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

درخت کی مانند ہے جس کی جڑ مضبوط زمین میں
اور شاخ آسمان میں ہے ف۱
۲۵- وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا
پھل دیتا ہے۔ اور اللہ آدمیوں کو
مثالیں سناتا ہے۔ شاید وہ
سوچیں
۲۶- اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت
کی مانند ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑا
گیا۔ اسے قرار نہیں ف۲
۲۷- اللہ ایمانداروں کو مضبوط بات کے ساتھ
زندگی دنیا، اور آخرت میں ثابت رکھتا
ہے۔ اور اللہ ظالموں کو گمراہ
کرتا ہے۔ اور اللہ جو چاہے

پاک درخت

ف۱ نیک بات، پاکیزہ خیالات کی مثال عظمت و بقاء اور نفع کے لحاظ سے ایک خوش منظر درخت کی سی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوں۔ جس کی بلندی آسمان سے باتیں کرے اور ہر وقت پھلوں سے لدا رہے۔ غرض یہ ہے کہ اسلام جملہ کے لحاظ سے مضبوط ہے۔ دنیا کی کوئی قوت اسے اکھاڑ نہیں سکتی۔ اس کی عظمت درخت کا یہ عالم ہے۔ کہ آسمان تک بلند ہے۔ ہر وقت نسل انسانی اس کے پھلوں سے استفادہ کرتی رہتی ہے اور اس کے برکات و فیوض ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ یعنی اسلام شجرہ طیبہ ہے۔ ایک پاک اور نفع رساں درخت کی مانند ہے۔

کفر و شرک شجرہ خبیثہ

ف۲ کفر و شرک کو ایک ایسے درخت سے تشبیہ دی ہے۔ جو بے اصل ہو۔ بدوضع اور مکروہ ہو۔ بے فائدہ ہو۔ جس کی جڑیں زمین پر پھیلی ہوں۔ اور قعر زمین میں گڑی ہوئی نہ ہوں یعنی جو بے بنیاد ہو۔ دلائل و منطق جس کی تائید کریں، عقل سلیم ٹھکرا دے۔ قلب و ضمیر قبول نہ کرے۔ اور اس کے تنقی الاطائل کی وجہ سے دنیا اسے مردود قرار دے۔

یہ کفر و شرک کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ پاک قلب اور سلجھے ہوئے دماغ کے لوگ کبھی کفر کو قبول نہیں کرتے۔ ان کے نزد اس میں کوئی جاذبیت نہیں ہوتی۔ اور بڑی بات یہ ہے، کہ اس نوع کے عقائد کو ثبات و قرار نہیں ہوتا۔ ایمان کے مقابلہ میں یہ پنپ نہیں سکتے۔ صداقت اور سچائی کو دوام حاصل ہے۔ اور کفر و ضلال کو فنا و زوال۔

حل لغات

اُجْتُثَّتْ۔ اکھاڑ دیا جائے۔ جث سے مشتق ہے جس کے معنے اس جسم کے ہوتے ہیں۔ جو ابھرا ہوا ہو۔ والجث ما ارتفع من الارض کالاکمۃ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا يَشَاءُ ۝

٢٨ - أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا
نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ۝

٢٩ - جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ
الْقَرَارُ ۝

٣٠ - وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن
سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ
مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۝

٣١ - قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن
يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝

سو کرے ۝ ف۱

٢٨ - کیا تو نے اُن کی طرف نہ دیکھا جنھوں نے
اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدلا۔ اور اپنی قوم کو
تباہی کے گھر میں جا اُتارا ۝

٢٩ - کہ دوزخ ہے جس میں داخل ہوں گے اور بُرا
ٹھکانا ہے ۝

٣٠ - اور اللہ کے لئے شریک مقرر کئے ہیں تاکہ اس کی
راہ سے لوگوں کو بہکائیں۔ تو کہہ کہ کوئی دن فائدہ
اُٹھا لو۔ پھر تمہیں آگ میں جانا ہے ۝

٣١ - میرے ایماندار بندوں سے کہہ نماز
پڑھیں۔ اور جو ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے
چھپا کر اور اعلانیہ خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ
دن آئے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ ہوگی ۝ ف۲

قولِ ثابت

ف۱ - حدیث میں آیا ہے کہ قبر کی تنہائی میں کام آنے میں یہی قولِ ثابت یعنی حقیقت توحید ہے۔ جو لوگ وحدت و توحید کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ نہ تو دُنیا میں مصائب سے گھبراتے ہیں اور نہ عالم قبر میں اُن کے لئے فزع و خوف ہے۔ اللہ اُن کو توحید کے وسیلے سے توفیق دیتا ہے کہ جرأت سے دُنیا میں مشکلات کا مقابلہ کریں۔ ان کے دل منور ہو جاتے ہیں۔ توحید کا نور قلب میں جاگزیں ہو جاتا ہے اور قبر کی تاریکی میں یہی نور جنت کی روشنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہیں اس دُنیا میں اس حقیقت سے آگاہی نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں خائب و خاسر رہتے ہیں۔ نہ یہاں انہیں کامیابی و کامرانی میسر ہوئی۔ اور نہ آخرت میں ۔

ف۲ - یعنے ایمان کے لئے ضروری ہے کہ عمل کی توفیق بھی حاصل ہو۔ ورنہ صرف اقرار و اعتراف اللہ کے نزدیک کوئی قیمت

پس مومن وہ ہے۔ جو اعمال صالحہ سے ایمان کا ثبوت دے۔ جس کا سر صبح کو خدا کے سامنے جھکے جو عین عبودیت کی نشانی ہے۔ دیکھنے والا آنکھ ہو۔ جو اللہ تعالیٰ میں اور بندے میں تعلق ہے۔ جس کا مال خدا کی راہ میں خرچ کرے اپنی قوت خرچ کر کے کمی نہ کرے غافل نہ ہو کیونکہ وقت ایسا آنے والا ہے کہ فرصت حیات ختم ہو جائے گی۔ اور اس وقت نہ کچھ خریدا اور بیچا جا سکے گا۔ دوستی محبت اور تعلقات اس وقت کام نہ آئیں گے ۔

حلِّ لغات

دَارَ الْبَوَارِ۔ ہلاکت کا گھر۔ یعنے دوزخ ۔

خِلَالٌ۔ دوستی، دوستاں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝

۳۳- وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝

۳۴- وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

۳۲ - اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے پانی اُتارا، پھر اس سے پھل نکالے، جو تمہاری روزی ہے اور کشتیاں تمہارے بس میں کیں، کہ اُس کے حکم سے دریا میں چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے قابو میں کیا ○

۳۳ - اور سُورج اور چاند کو بھی جو ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں تمہارا مسخر کیا۔ اور رات دن کو تمہارے لئے قابو میں رکھا ○

۳۴ - اور جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اس نے تمہیں دیا۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو ہرگز نہ کر سکو گے۔ بیشک آدمی بڑا بے انصاف ناشکر ہے ○ ف۱

چاند سُورج مسخر ہیں!

ف۱

اسلام نے انسان کا مرتبہ بہت بلند رکھا ہے۔ اُسے کائنات میں مرکزی مقام عنایت فرمایا ہے۔ اور کہا ہے، کہ جو کچھ دُنیا میں ہے۔ وُہ تمہارے لئے ہے۔ چاند، سُورج، رات، دن، نہریں اور سمندر سب تمہارے تابع ہیں۔ تمہاری حکومت اور تسخیر کا دائرہ وسیع ہے تمہیں اللہ نے ہر طرح کی نعمتیں بخشی ہیں۔ مگر تم ہو کہ اللہ کی نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے، اُس نے تمہارے لئے سمندر مسخر کئے ہیں اور سُورج کو تمہارے تابع بنایا۔ رات اور دن تمہارے فائدے کے لئے بنائے۔ مگر تم نہایت کافر نعمت ہو۔ کہ قدرت کے سامنے جھکتے ہو۔ ہر چیز کو اپنا معبود کہتے ہو۔ اور اپنے ماتھے کو ہر بلند و بالا شے کے سامنے جھکا دیتے ہو۔ یہ ظلم ہے انسانیت کے حق میں۔ اور کفر ہے شرافتِ نوعی کا۔

حلِّ لغات

ظَلُوْمٌ۔ ناانصاف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ
هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ
بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۝
۳۶۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ
النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ
وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝
۳۷۔ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ
بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ
اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۝
۳۸۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

۳۵۔ اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے رب اس
شہر (مکہ) کو جائے امن بنا۔ اور مجھے اور میری
اولاد کو بت پرستی سے بچا۝ ف
۳۶۔ اے رب ان بتوں نے آدمیوں میں سے بہتوں کو
گمراہ کیا ہے۔ سو جو میرا تابع ہوگا وہ مجھ سے ہے
اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو تو بخشنے والا مہربان ہے
۳۷۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد میں سے
بعض کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایک میدان
میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں۔ اے ہمارے رب یہ بھی
اس لئے کیا کہ وہ نماز کو قائم رکھیں تو ایسا کر کہ لوگوں
میں سے بعض کے دل ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں میووں
سے روزی دے۔ شاید وہ شکر کریں۝
۳۸۔ اے ہمارے رب جو ہم چھپاتے اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں

نقطۂ توحید کی تعمیر!

ف یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب حضرت ابراہیم نے کعبہ کی تعمیر کی۔ اخلاص و توحید کی بنیاد رکھی۔ جب قوم کے لئے ایک مرکز وحدت پیدا کیا جب معبد عمومی تعمیر ہو چکا شہر بس گیا تب یہ دعا کی۔

اس وقت قرب و جوار کے لوگوں میں بت پرستی کا رواج تھا۔ لوگ غیر اللہ کی پوجا میں منہمک تھے۔ اور اللہ کی چوکھٹ کو چھوڑ کر جبینوں کو غیروں کے آگے جھکایا جا رہا تھا۔

حضرت ابراہیم نے دعا کی۔ کہ خدا اس اخلاص و توحید کے گھر کو دار الامن بنا۔ یہاں تعلق اور وابستگی ہے جس سے لوگ ہدایت حاصل کریں۔ مجھے اور میری اولاد کو توفیق دیجیو۔ کہ لوگوں کو اس مرکز توحید پر جمع کریں۔ حضرت اسمٰعیل کو [illegible] آب و گیاہ [illegible] کو مسکن قرار دیا ہے۔ [illegible]

زیارت کے لئے آئیں۔ اور تیرا نام بلند کریں۔ انہیں رزق کی نعمت سے سرفراز فرمائیو۔

درمیان میں اللہ کی نعمت کا ذکر فرمایا۔ کہ اس نے ہمیشہ میری دعاؤں کو سنا ہے۔ اور بڑھاپے کے وقت عنایات کی ہیں۔ اس وقت اولاد بخشی ہے۔ جب عام لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور یقین افروز انداز میں فرمایا ہے۔ کہ میرا رب یقیناً دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے وقت حضرت ابراہیم کی عجیب کیفیت کیا تھی۔ قبولیت رب سے تھے اور دل میں ایمان کا مد و جزر تھا۔ کہ دعا قبول ہوتی ہے حقیقت یہ ہے۔ جب اللہ پر اس درجہ بھروسہ اور اعتماد ہو تو دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

حل لغات

الاصنام۔ بت۔ جمع صنم۔

افئدۃ۔ دل۔ جمع فؤاد۔

تھوی۔ ھوی الیہ۔ جھکا۔ مائل ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

۳۹- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

۴۰- رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

۴۱- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

۴۲- وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ

کو جانتا ہے اور زمین و آسمان میں ... چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں ۝

۳۹- سب ... اللہ کا، کہ اس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ بخشا ہے۔ بے شک میرا رب دعا سنتا ہے ۝ ف۱

۴۰- اے رب مجھے (بھی)، اور میری اولاد کو (بھی) نمازی رکھ۔ اور اے ہمارے رب! میری دعا قبول کر ۝

۴۱- اے ہمارے رب بخش مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب مومنین کو جس دن حساب قائم ہو تو بخش دینا ۝

۴۲- اور تو گمان نہ کر کہ اللہ ظالموں کے کام سے بے خبر ہے ۝

ع ۶

اخلاص کی پکار

ف۱ دعا کا نتیجہ مختصر یہ ہے۔ کہ اللہ اپنا نماز مند بنا ... خشوع و خضوع کی توفیق دیجئو۔ مجھے اور میرے والدین کو اپنے آغوش رحمت میں جگہ دیجئو۔

خلوص دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوئی۔ آج کئی ہزار سال گزرنے کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ کے معبد کی وہی شان ہے زائرین کا ہر وقت تانتا لگا ہوا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بالخصوص ہر سال زیارت کعبہ کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس میں کوئی عجوبہ نہیں۔ سادگی کی ہر ہر چیز طمطراق کے ساتھ موجود ہے۔ غور فرمائیے کہ غیر معروف شخص ایک لق و دق صحرا میں ایک معبد تعمیر کرتا ہے۔ اخلاص اور قوت روحانی کا یہ اثر ہے۔ کہ دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور یہ آخر کعبہ مرکز حیات روحانی قرار پاتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ کعبہ فن عمارت کے لحاظ سے کوئی خاص خوبصورت چیز نہیں۔ نہایت سادہ چہار دیواری ہے مگر انوار و تجلیات کی مینا کاری نے اسے دنیا جہان کے لئے قابل رشک بنا دیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دل میں اخلاص ہو۔ باتوں میں صداقت ہو۔ اللہ کی جانب سے مقبولیت کا خلعت عطا ہو۔ تو اس کے بعد نشر و اشاعت کی ضرورت نہیں۔ شان و شکوہ کی حاجت نہیں۔ کہیں بیٹھ جائیے۔ آبادیوں سے دور اپنا مسکن بنائیے دل کھنچے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور صداقت و سچائی کو قبول کریں گے۔

اور اگر سچائی کی نعمت سے آپ محروم ہیں۔ تو پھر باوجود منظم سامان کے کامیابی ممکن نہیں۔

ہندوستان کی تبلیغی تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ چند نفوس قدسیہ آن کر جنگلوں میں بیٹھ گئے ہیں۔ اور ان کی روحانیت سے دور دور تک اسلام پھیل گیا ہے۔ آج ہندوستان میں جس قدر مسلمان موجود ہیں۔ وہ انہیں اکابر کی برکت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝

ان کو تو اس دن تک مہلت دیتا ہے جس دن آنکھیں اوپر لگی رہ جائیں گی ○

۴۳ - مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝

۴۳ - اپنے سر اوپر اٹھائے دوڑتے پھریں گے ان کی آنکھیں ان کی طرف نہ لوٹیں گی اور ان کے دل اڑ جائیں گے ○

۴۴ - وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ۝

۴۴ - اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا جس دن ان پر عذاب آئے گا۔ تب ظالم کہیں گے اے ہمارے رب۔ ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ تیری دعوت کو مانیں اور رسولوں کے تابع ہوں (تو کہا جائے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہ کھاتے تھے کہ تمہیں کچھ زوال نہ ہوگا؟ ○

۴۵ - وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَ

۴۵ - اور جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ستم کیا تم ان کے گھروں میں رہتے تھے اور

(بقیہ حاشیہ ۱۳)

لوگوں کی برکات کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں ہزار سالہ حکومت اسلامی نے وہ کام نہیں کیا۔ جو ان اللہ والوں نے کیا ہے آج جب کہ تبلیغ کے وسائل زیادہ وسیع ہیں۔ لوگ زیادہ قابلیت کے ساتھ اسلام کو پیش کر سکتے ہیں۔ تو کیوں اسلام کی ترقی کی رفتار نہایت حوصلہ شکن ہے؟ محض اس لئے کہ اب دعوت وتبلیغ کا ہنگامہ تو خاصہ موجود ہے۔ مگر اخلاص و عمل کا وہ جذبہ موجود نہیں۔ زبان میں حلاوت ہے۔ مگر وہ تعلق کی حلاوت نہیں۔ جو ان لوگوں کا وصف تھا ٭

حلِّ لغات

تَشْخَصُ۔ التشخص۔ دور سے جو انسانی شکل کھڑی نظر آئے ٭
تشخصت الابصار۔ آنکھیں چڑھ گئیں ٭
مُهْطِعِينَ۔ دراصل اونٹ جب گردن اٹھائے۔ اس ہیئت کو کہتے ہیں۔ ھطع ٭
اَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ۔ بدحواسی سے کنایہ ہے۔ ھواء کے لغوی معنے فارغ او خالی کے ہیں ٭

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ۝

تم پر کھل چکا تھا۔ کہ ہم نے اُن سے کیا سلوک کیا تھا۔ اور ہم کہاوتیں تمہیں سنا چکے تھے ۝

۴۶ - وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ ۚ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

۴۶ - اور وہ داؤں مکر، اپنا مکر کر چکے ہیں۔ اور ان کا مکر اللہ کے سامنے ہے۔ اور ان کا مکر ایسا نہیں کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں ۝

۴۷ - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

۴۷ - سو تُو یہ خیال نہ کر۔ کہ اللہ اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ۝ ف

۴۸ - يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

۴۸ - جس دن یہ زمین ایک اور زمین سے بدل دی جائے گی۔ اور سب آسمان بھی اور اللہ اکیلے زبردست کے سامنے سب نکل کھڑے ہوں گے ۝

۴۹ - وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝

۴۹ - اور تو اُس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا ۝

خُلفِ وعید اور مسئلہ بَدا

ف اس سے قبل یہ فرمایا تھا۔ کہ اللہ ظالموں کی ظالمانہ حرکات سے غافل نہیں ہے۔ وہ ضرور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گا یعنی وہ لوگ جنہوں نے دُنیا کو اپنے گناہوں سے معمور کر دیا ہے اور جو یہاں عقوبت حق سے بچ گئے ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کا قانون مکافات عبث ہے۔ اور جب وہ یہاں سزا سے بچ گئے ہیں تو قیامت میں بھی اللہ کی گرفت سے چھوٹ جائیں گے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کی زبان سے جو کہلوایا ہے۔ ضرور اس کو پورا کرے گا۔ ایک دن ضرور ایسا آئے گا۔ جب مجرم پابجولاں اس کے سامنے انصاف کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ اس وقت ان سب کو ان کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے گی۔ آگ ان کے چاروں طرف چھا جائیگی اور ان کے چہرے جھلس جائیں گے۔

ان آیات میں اسی قانون کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور کہا ہے۔ کہ اللہ نے جو کچھ حشر کے کوائف کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وہ صرف تخویف نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ سے صاف ظاہر ہے کہ خلف وعید کی صورت میں پیغمبروں کی رسوائی ہے۔ وہ چونکہ اللہ کے محبوب ہیں۔ اور ان کے ذریعے اسلام پھیلتا ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنی بات کو پورا نہ کرکے انہیں لوگوں کے سامنے ذلیل کرے۔ نیز خلف وعید میں یہ بھی عیب ہے۔ کہ اس سے علم الٰہی کی ترتیب میں نقص بالالتزام آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا علم ہمہ گیر نہیں۔ کبھی تو وہ بعض مصالح کی بنا پر اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔ اور یہ مصالح وہ ہیں۔ جن کا وعدہ کرتے وقت اسے علم نہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۔

بات اصل یہ ہے کہ خلف وعید کا عقیدہ، عقیدۂ بَدا سے لیا گیا ہے۔ جو جھوٹے خدا پرستوں نے اپنی تعلیمات کی پردہ پوشی کے لئے ایجاد کر لیا تھا۔ آج بھی (باقی بر صفحہ ۶۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰۔ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى
وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ○

۵۱۔ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا
كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

۵۲۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ
لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا
هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ
اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ
اٰيَاتُهَا (۹۹) رُكُوْعَاتُهَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱۔ الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ
قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

۵۰۔ اُن کے کُرتے گندھک (یا رال) کے ہوں
اور اُن کے چہرے آگ لپیٹ لے گی ○

۵۱۔ تاکہ خدا ہر کسی کو اُس کی کمائی کا بدلہ دے،
بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

۵۲۔ یہ لوگوں کو پہنچا دینا ہے، اور تاکہ وہ اس
سے ڈرائے جائیں۔ اور تا جانیں، کہ
وہی ایک معبود ہے۔ اور تاکہ عقلمند
نصیحت پکڑیں ○

سُورۂ حِجر
کی ۔۔۔ آیتیں ۹۹ ۔۔۔ رکوع ۶

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ الٓر۔ یہ کتاب اور قرآن بیان کرنے والے
کی آیتیں ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)

اس عقیدہ کی مذمت اس لئے ضروری ہوئی ہے کہ بعض غلط پیشگوئیاں جو از قبیل خلافت ہیں۔ نقد و نظر سے بچ جائیں۔ اور آسانی سے ان کے متعلق کہا جا سکے۔ کہ یہ بعض مصالح کی بنا پر خلف وعید میں شامل ہیں۔ درحقیقت اس قسم کا عقیدہ بدترین قسم کا الزام ہے، جناب باری پر۔ جسے اسلام کی غیرت حق ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔

حلِّ لُغات

(صفحہ گذشتہ)

ذُوانْتِقَامٍ۔ اعمال بد کا بدلہ لینے والا، سزا دینے والا۔ نَقِمْتُ کے معنی سزا کے ہیں۔

اَلْقَهَّار۔ غالب۔

مُقَرَّنِيْنَ۔ بندھے ہوئے۔

الْاَصْفَاد۔ جمع صَفَدٌ۔ قید، زنجیر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

٢- رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ○	٢- کافر کبھی وقت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے ○ ف۱
٣- ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○	٣- انہیں چھوڑ کہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امیدوں میں بھولے رہیں آئندہ معلوم ہوگا ○
٤- وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ○	٤- اور جو بستی ہم نے ہلاک کی ہے اس کا ایک مقرر لکھا تھا ○
٥- مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ○	٥- کوئی جماعت اپنے وقت سے آگے نہیں جا سکتی اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے ○ ف۲
٦- وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ○	٦- اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر (قرآن) اترا ہے تو تو مجنون ہے ○ ف۳
٧- لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○	٧- تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر سچا ہے ○
٨- مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا	٨- ہم فرشتوں کو نہیں اتارا کرتے مگر حق کے ساتھ اور اس وقت

جب نشۂ غفلت کافور ہوجائیگا

ف۱ اصل میں قرآن حکیم متصل ہے۔ پاروں کی تقسیم بعد کی ہے۔ اور اس میں مضمون کی رعایت نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے۔ بعض دفعہ پارہ شروع ہوجاتا ہے کہ مضمون کا تعلق سابقہ آیات سے ہوتا ہے۔ سورۃ الحجر شروع ہے۔ ایک آیت اس سے پہلے اور ایک آیت بعد پارہ شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مضمون کا تقاضا یہ تھا۔ کہ پارہ کو ابتداء سورت سے شروع کر دیا جاتا۔

سورت میں قرآن حکیم کی تعلیمات ہے کہ یہ واضح اور یقینی ہدایت ہے۔ آج گو منکرین اس کے حقائق و معارف کا انکار کرتے ہیں مگر ایک وقت آئے گا۔ جب یہ لوگ پچھتائیں گے۔ اور کہیں گے اے کاش! ہم نے اسلام کی ہدایت کو قبول کر لیا ہوتا۔ اس کے بعد حضور کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور ان کی جہالت و غفلت پر افسوس نہ کیجئے۔ انہیں دنیا کی عیش کوشیوں میں حصہ لینے دیجئے۔ خوب کھاتے پیتے ہیں۔ باطل خیالی اور غلط امیدیں انہیں دین کی جانب سے غافل رکھیں۔ وہ وقت قریب ہے۔ جب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور انہیں معلوم ہوگا کہ ہم نے کس عزیز کا کتنا قیمتی حصہ ضائع کر لیا ہے۔

ف۲ جس طرح افراد کی زندگی ہے۔ اسی طرح جماعتوں کی زندگی ہے۔ جس طرح افراد کے لئے موت ہیاں ہوتی ہے۔ اسی طرح قوموں کے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان کو فنا کر دیتے ہیں۔ مذاہب ان کے معنے قوموں کی ہلاکت اور موت کے ہیں جب وقت آجاتا ہے قوموں کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ جب ان کی [illegible] ان کی [illegible] انتشار [illegible] اور موت کو لبیک کہتی ہیں اس وقت ایک لمحہ توقف نہیں ہوتا۔

ف۳ در اصل [illegible] ان لوگوں کو اس لئے تعجب ہوتا ہے۔ [illegible] معلوم ہوتا [illegible] قرآن [illegible] حضرت [illegible] نے ان کے [illegible] نقل [illegible] [illegible] زندہ نہیں رہ سکے گی۔

باقی ورق

www.KitaboSunnat.com

اِذًا مُّنظَرِينَ ○

۹- اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○

۱۰- وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ فِىۡ شِيَعِ الۡاَوَّلِيۡنَ ○

۱۱- وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ○

۱۲- كَذٰلِكَ نَسۡلُكُهٗ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ○

۱۳- لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَقَدۡ خَلَتۡ سُنَّةُ الۡاَوَّلِيۡنَ ○

۱۴- وَلَوۡ فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوۡا فِيۡهِ يَعۡرُجُوۡنَ ○

۱۵- لَقَالُوۡۤا اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ ○

اُن کو مہلت نہ ملے گی ○

۹- یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ اُتارا ہے اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں ○ ف۱

۱۰- اور کئی اگلے فرقوں میں تجھ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے تھے ○

۱۱- اور اُن کے پاس جو رسول آتا تھا اسی سے ٹھٹھے کرتے تھے ○

۱۲- یوں ہم مجرموں کے دلوں میں اس کو ڈال دیتے ہیں ○

۱۳- پس وہ ایمان نہیں لائیں گے اور پہلوں کی بھی یہی روش چلی آئی ہے ○

۱۴- اور اگر ہم اُن کے لئے آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ دن بھر اُس میں چڑھتے رہیں ○

۱۵- تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی ہو گئی ہے نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ○ ف۲

دانائے عرب کے متعلق جاہلوں کا فتویٰ

ف۳ مجنون کے معنے وہ ہیں کہ ان لوگوں کی طرح آنکھیں رکھ کر [illegible] حقائق کو محسوس نہ کر سکیں۔ جب کسی نے نبوت کی حقیقت کو سمجھا تو [illegible] کہ یہ تو کسی دیوانے کی بات ہے۔ آپ کا دماغ مختل ہے۔

[illegible] یہی کہ یہ لوگ خود دیوانے اور عقل و بصیرت سے بیگانہ تھے۔ [illegible] ایک فرق العقل حماقت بصیرت والوں کا ہم سے [illegible] نہیں سمجھ سکتے۔ کیا یہ جنون ہے کہ حکمت و معرفت کا سرمایہ دیا جائے۔ [illegible] کو سکون خاطر کی نعمت سے سرفراز کیا جائے [illegible] اخلاق کی تربیت کی جائے۔ [illegible] زندگی کا مکمل پروگرام عنایت فرمایا جائے!

[illegible] حکمت کے اُستاد کامل ہوں [illegible] عقل و ہوش سے عاری ہو سکتا ہے جس کے [illegible] سمجھا جاتا ہے [illegible] تہذیب و تمدن [illegible] کیا [illegible] دوا [illegible]؟

قرآن کیونکر محفوظ ہے!

ف۱ قرآن حکیم کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ یہ محفوظ ہے اس کی زبان محفوظ ہے، ادب محفوظ ہے، ترجمہ و معانی محفوظ ہیں، مطالب و مقاصد محفوظ ہیں۔ اور وہ تمام چیزیں محفوظ ہیں جو قرآن کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن کے الفاظ اس باب میں نہایت بلیغ ہیں۔ ارشاد نہیں ہے کہ قرآن محفوظ ہے۔ بلکہ ذمہ داری یہ ہے کہ ذکر محفوظ رہے گا یعنی قرآن مع اسباب رشد و ہدایت کے۔ کیونکہ صرف قرآن کی حفاظت الفاظ و حروف کی صورت میں بے معنی ہے۔ جب تک کہ قرآنی تہذیب و تمدن قرآنی مفہوم و مقصد قرآنی پیغام اور قرآنی عمل محفوظ نہ ہو۔ الفاظ و حروف کا ذخیرہ اگر محفوظ بھی رہ جائے تو دنیا کے لئے مفید نہیں ہو سکتا جب تک کہ [illegible] حضور والا صفات کی سیرت کے نقوش جلتے نہ رہیں۔ چنانچہ عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کا حرف حرف محفوظ و مرتب ہے۔ حضور کی تمام احادیث ضبط تحریر میں آچکی ہیں۔ اور آج دنیا میں محفوظ اور غیر مشکوک پیغام کو اگر کوئی پیش کر سکتا ہے تو وہ مسلمان [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝

۱۶- اور ہم نے آسمان پر بُرج بنائے اور آسمان کو ناظرین کے لئے زینت دی ۝

۱۷- وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۝

۱۷- اور ہر شیطان مردود سے ہم نے اس کی حفاظت کی ۝

۱۸- إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ۝

۱۸- مگر جو شیطان چوری سے کوئی بات سن گیا اس کے پیچھے چمکتا انگارا لگا ۝ ف۱

۱۹- وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۝

۱۹- اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا۔ اور اس پر بوجھ ڈال دیئے۔ اور اس میں ہر موزون شے اگائی ۝

۲۰- وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝

۲۰- اور تمہارے لئے اس میں روزیاں پیدا کیں اور ان کی بھی جن کے تم روزی دینے والے نہیں ۝

۲۱- وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝

۲۱- اور کوئی چیز نہیں کہ جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اسے مقررہ انداز پر اتارتے ہیں ۝

۲۲- وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنزَلْنَا

۲۲- اور ہم نے رس بھری ہوائیں چلائیں اور آسمان

(بقیہ حاشیہ)

ف۲ پہلے کہ والوں کا تعصب اس قدر ذلیل ہے کہ اگر حقائق کو تین طرق پر دیکھیں جب بھی اقرار نہ کریں۔ اگر یہ لوگ آسمان کو دیکھیں کہ اس کے دروازے ان کے لئے وا ہیں۔ اور وہ آسمان کی جانب پرواز کر رہے ہیں۔ جب بھی یہی کہیں گے۔ ہماری آنکھوں پر سحر کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ہم آسمان کی جانب نہیں اڑ رہے ہیں ۔

یہ اس لئے فرمایا کہ کہنے والے کہتے تھے۔ فرشتے نازل ہوں تو ہم جانیں۔ تم اللہ کے رسول ہو۔ قرآن کتاب ہے۔ فرشتے تو فرشتے تم خود بھی اگر آسمان پر چڑھ جاؤ۔ جب بھی [illegible] کے لئے تیار نہیں ہیں۔ [illegible] جس کی وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

اطلاع علی الغیب کے تمام دروازے مسدود ہیں

ف۱

حضور سے قبل شیاطین آسمان تک پہنچ جایا کرتے تھے اور کچھ غیوب سماوی سے معلوم کر لیتے تھے۔ جب حضور پیدا ہوئے اور آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا۔ تو اس وقت اطلاع علی الغیب کے تمام ابواب ان پر مسدود ہو گئے۔ اب جو خبیث ارواح بھی آسمان کی جانب چڑھ گئیں۔ تو تند اور چمکتے ہوئے شعلوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور ان کو بے نیل و مرام واپس لوٹا دیا۔ قرآن حکیم اطلاع علی الغیب کی آخری صورت ہے۔ اور حضور کے بعد کوئی شخص علوم غیبیہ کا وارث نہیں۔ اس لئے اللہ نے سماوات غیب کے تمام ذرائع بند کر دیئے ہیں۔ یہ حضور کی فضیلت و خاتمیت کی بہترین دلیل ہے ۔

حل لغات

بُرُوج۔ بُرج کی جمع ہے۔ بلند محل کو کہتے ہیں یہاں منازل شمس مراد ہیں۔ جیسے مجاہد کی روایت ہے۔ یا ستارے مراد ہیں۔ رواسی۔ گڑے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ
وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝
۲۳ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ
الْوٰرِثُوْنَ ۝
۲۴ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝
۲۵ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝
۲۶ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝
۲۷ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ
السَّمُوْمِ ۝
۲۸ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ

سے پانی اتارا۔ اور تمہیں پلایا۔ اور تمہارے
پاس اس کا خزانہ نہیں ۝ ف۱
۲۳۔ اور ہم ہی جلاتے اور مارتے اور ہم ہی
وارث ہیں ۝
۲۴۔ اور ہم تمہارے آگے بڑھنے والوں اور پیچھے
رہنے والوں کو جانتے ہیں ۝
۲۵۔ اور تیرا رب انہیں جمع کرے گا وہ حکمتوں
والا خبردار ہے ۝
۲۶۔ اور ہم نے انسان کو سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی
مٹی سے بنایا ہے ۝
۲۷۔ اور پہلے ہم جنات کو لو کی آگ سے بنا
چکے تھے ۝ ف۲
۲۸۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا تھا کہ میں ایک

ف۱

ان تمام بیانات میں مذکور آیات تخلیق اصول کے ہر ایک کا انتظام قدرت کی جانب سے موجود ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ان قوانین فطرت کے گرد ہی پھر کر تمہیں محیط ہوگا۔ کہ اللہ نے ان چیزوں کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا ایک مقصد ہے۔

اس سلسلہ میں ایک عجیب چیز یہ بتائی ہے کہ ہوائیں جو پانی چڑھاتی ہیں۔ وہ بادل بنتی ہیں سے سرد ہیں۔ اور مادہ عورت کی طرح وقت پر حمل بوجھ کی ولادت ہوتی ہے۔

یہ حقیقت اس وقت ظاہر فرمائی ہے۔ جب عرب بارش کے متعلق صرف اسی قدر جانتے تھے۔ کہ آسمان پھٹ جاتا ہے۔ اور وہیں سے پانی آتا ہے۔ اور یہاں ہوائیں اسی پانی سے بوجھل ہو کر برستی ہیں۔ علاوہ ازیں تشبیہ کس قدر لطیف اور عجیب ہے گویا حیوانات اور پانی کی جنس کا نر و مادہ کا تجربہ ہے کہ ہوائیں نباتات کی جنس کو اٹھائے اٹھائے پھرتی ہیں اور ایک وقت مقررہ پر برسا دیتی ہیں۔

جنوں کا وجود

ف۲

جنوں کی پیدائش آدم سے پہلے ہے۔ ان کی فطرت اجزائے نار سے ہے۔ اس لئے یہ انسان سے زیادہ لطیف اور سبک ہوتے ہیں۔ گو یہ نظر نہیں آتے۔ مگر ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آج نئے تجربوں نے بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ کچھ لطیف اجسام ایسے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے۔ مگر وہ ہماری طرح ایک خاص قسم کی زندگی رکھتے ہیں۔ ان کے اجسام ہیں۔ ان کی خاص شکلیں ہیں۔ اور ان کے اپنے مخصوص مشاغل ہیں۔

یورپ میں بعض ایسی مجلسیں ہیں۔ جنہوں نے برسوں کی تحقیقات کے بعد یہ ثابت کیا ہے۔ کہ جنات کا انکار واقعات کا انکار کرنا ہے۔ آج سے نصف صدی پیشتر ان کا انکار روشن خیالی میں داخل تھا۔ مگر آج منطق بدل گیا ہے۔ جنوں کا وجود برحق ہے۔ اب محال انکار نہیں۔ مشرق تو صدیوں سے قائل تھا۔ مگر اب دانایان مغرب بھی قائل ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہم کو کسی ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زمانہ جیسے جیسے ترقی کرے گا جنت سے متعلق مستور آشکارا ہوتے جائیں گے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○
۲۹- فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○
۳۰- فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○
۳۱- اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○
۳۲- قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○
۳۳- قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○
۳۴- قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○
۳۵- وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○
۳۶- قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

بشر سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بناؤں گا ○
۲۹- تو جب میں اُسے درست کروں اور اپنی روح اُس میں پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا ○
۳۰- پھر سب فرشتوں نے اکٹھے اس کے آگے سجدہ کیا ○
۳۱- لیکن ابلیس نے انکار کیا سجدہ کرنے والوں میں ہونے سے انکار کیا ○ ف
۳۲- فرمایا، اے ابلیس تجھے کیا ہُوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا ○
۳۳- کہا میں وہ نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تُو نے سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بنایا ○
۳۴- فرمایا، تو تُو یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے ○
۳۵- اور قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت ہے ○
۳۶- بولا، اے میرے رب اُس دن تک کہ مُردے اُٹھیں مجھے مہلت دے ○

ف

حضرت آدمؑ کے قصے کو قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ انسان اپنے شرف ومجد سے آگاہ ہو۔ اُسے معلوم ہو کہ اللہ نے اس کا درجہ کتنا بلند بنایا ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتے جھکتے ہیں۔ اس لیے چاہیے کہ اس کا سر ہمیشہ اونچا رہے۔ وہ اس جبین پُر وقار کو جو مسجودِ ملائک رہ چکی ہے۔ بجز رب العالمین کے اور کسی کے آگے نہ جھکائے۔

اللہ نے فرشتوں کو اسی لیے جھکایا۔ اور سجدہ کا حکم دیا۔ تاکہ ابتدا ہی سے آدم کے دل میں خود شناسی کا مادہ پیدا ہو۔ اور وہ اپنے مرتبت سے واقف ہو۔ اُسے معلوم ہو کہ جن فرشتوں کو اپنے سامنے جھکا سکتا ہوں۔ اور اللہ نے مجھے تمام مخلوقات میں اشرف بنایا ہے۔

شیطان نے انکار کیا۔ وہ آج بھی انسانی فضیلت کا معترف نہیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ آدم اپنی زندگی کی تگ ودو میں دشمنوں سے آگاہ رہے۔ اور شیطانی حربوں سے ہوشیار رہے۔

حلِّ لغات

مِنْ رُّوْحِيْ۔ روح کا انتساب اپنی جانب تشریف کے لیے ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۳۷- قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝
۳۷- فرمایا۔ تجھے مہلت ملی ۝ ف

۳۸- اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝
۳۸- مقررہ وقت کے دن تک ۝

۳۹- قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
۳۹- بولا، اے رب اس لئے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں بھی ان سب کو بھی زمین میں بہار دکھلاؤں گا اور گمراہ کروں گا ۝

۴۰- اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝
۴۰- سوائے ان کے جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں ۝

۴۱- قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝
۴۱- فرمایا یہی (برگزیدگی) میرے پاس آنے کی سیدھی راہ ہے ۝

۴۲- اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝
۴۲- جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہ ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا پیرو ہوا ۝

۴۳- وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
۴۳- اور ان سب کی وعدہ گاہ دوزخ ہے ۝

۴۴- لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝
۴۴- جس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ مقرر ہے ۝

۴۵- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝
۴۵- بے شک جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہونگے ۝

۴۶- اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝
۴۶- سلامتی سے امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ ۝

شیطان کی وجہ تخلیق!

ف شیطان کو سجدہ نہ کرنے کی یہ سزا ملی کہ ہمیشہ کیلئے مردود ہوا۔ اسے حکم دیا گیا۔ کہ تم اب آسمان کی وسعتوں سے نکل جاؤ۔ اور مکر و فریب کے لئے زمین پر رہو۔ تمہیں قیامت تک مہلت ہے اپنی شیطنت کو بروئے کار لاؤ۔ پوری قوت کے ساتھ اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرو۔ یاد رکھو۔ وہ لوگ جو پاکباز اور متقی ہیں وہ تیری دستبرد سے ہمیشہ بالا رہیں گے۔ اور تو انہیں کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ سوائے ان چند شریر النفس لوگوں کے جو تیرے ہم خیال ہیں۔ اور کوئی تیری دوستی کا دم نہیں بھرے گا۔ اور بالآخر تم سب لوگ جہنم کا ایندھن ہو گے۔ شیطان اپنے تمام گروہ کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور کوئی قوت انہیں عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گی۔

اس مقام پر دو شبہے قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ نے شیطان کو کیوں قیامت تک مہلت دی۔ کہ وہ اس کی بھولی بھالی مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔ کیا وہ گمراہی کو پسند کرتا ہے؟ اور کیا اسے شیطان کے مشاغل محبوب ہیں؟ دوسرا یہ کہ شیطان کو آخر نافرمانی کی جرأت کیوں ہوئی۔ جب کہ وہ جناب باری کے بالکل قریب تھا۔ نافرمانی کا ارتکاب تو اس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی کے حجاب دل پر چھائے ہوں۔ ابلیس جیسی شخصیت نے جس کو قرب حاصل تھا۔ جو خدا سے بلا واسطہ باتیں کر رہا ہے کیونکر انکار کیا؟ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے۔ کہ دنیا میں اللہ نے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور اس اختلاف و تنوع میں ہی دنیا کی زندگی مستتر ہے۔ اللہ نے پیدا کیا۔ تو ساتھ ہی کانٹوں کی تیز نگاہی بھی ہے۔ پھولوں کی پتیاں پیدا کیں۔ تو کانٹے بھی ہیں۔ عسل و لبن کی اگر فراوانی ہے۔ تو حنظل و زقوم بھی ہے۔ غرضیکہ دنیا کی رونق اس کی تمثیل پر موقوف ہے۔ شیطان کا وجود انسان کے ساتھ ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے آفتاب کے ساتھ تاریکی اور ظلمت کی حکمرانی۔ پھول کے ساتھ کانٹے۔ اور شہد کے ساتھ زہر۔

شیطان نے انکار اس لئے کیا۔ کہ اس کی دماغی تیرہ (بقیہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۷۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ○

۴۷۔ اور جو ان کے دلوں میں خفگی ہو گی ہم اسے نکال ڈالیں گے بھائی بھائی ہو کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے ○

۴۸۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ○

۴۸۔ انہیں وہاں کچھ تکلیف نہ پہنچے گی اور وہاں سے کبھی نہ نکلیں گے ○

۴۹۔ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

۴۹۔ میرے بندوں سے کہہ دے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں ○ ف ۱

۵۰۔ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ○

۵۰۔ اور کہ میرا عذاب دکھ دینے والا عذاب ہے ○

۵۱۔ وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ○

۵۱۔ اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دے ○

۵۲۔ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ○

۵۲۔ جب اس کے پاس آ گئے بولے سلام وہ بولا ہم تم سے ڈرتے ہیں ○

۵۳۔ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ○

۵۳۔ بولے خوف نہ کر ہم تجھے ایک ہوشیار لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ○

۵۴۔ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِيَ

۵۴۔ کہا تم مجھے خوشی سناتے ہو جب کہ مجھ پر بڑھاپا

آنکھوں پر بھی خود و حسد کے پردے پڑ گئے۔ اسے گو قرب حاصل تھا۔ مگر پھر بھی بہت سے حجاب ایسے تھے۔ جن کی وجہ سے گمراہ ہوا۔ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جیسے بیسیوں حجاب ہیں۔ اسی طرح فرشتوں اور اللہ کے درمیان بھی بے شمار پردے حائل ہیں۔ جن کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ اس لئے شیطان کی گمراہی تعجب خیز نہیں۔

خدا اصل میں غفور و رحیم ہے!

ف ۱

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے ثابت فرمایا ہے کہ اس کی صفت میں حقیقتاً عفو و مغفرت ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس کے بندے ہمیشہ اس کے انعامات سے متمتع ہوں اور اس کی رحمتیں اور نعمتیں اس کے بندوں پر چھائی رہیں۔ مگر جب بندے دائرہ عبودیت سے نکل جائیں۔ اور اللہ کے کرم و عفو سے استفادہ نہ کریں۔ تو پھر اس کے غضب میں جوش پیدا ہوتا ہے اور اس کا غصہ نافرمانوں پر بھڑکتا ہے۔ یہ غصہ اور غضب بھی درحقیقت غفران و رحمت کا نتیجہ ہے۔ جس طرح والدین ناراض ہوتے ہیں۔ اولاد کی ناراضی میں بھی شفقت کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ جو والدین سے زیادہ رحیم ہے۔ جب ناراض ہوتا ہے تو اس کی ناراضی میں بھی الوان شفقت کی جھلک ہوتی ہے۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ رحمت کو تو مؤکد ترین انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّیْ، اَنَا، و الغفور، و الرحیم کی تکرار اور الف لام کے ساتھ تعریف و تخصیص مگر عذاب الیم کو بیان کرنے میں اس قدر تاکیدات کا اظہار نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ رحمت کا پہلو بہت غالب ہے۔ اس کو مد نظر رکھئے کہ جب جوش میں آ جائے تو پھر عذاب و ثواب کس قدر شدید ہیں؟

حل لغات

غِلّ۔ کینہ، خیانت و کدورت۔

سُرُر۔ جمع سریر۔ تخت۔

نَصَبٌ۔ تکان، تھکن، تھکنا یا تکلیف۔

وَجِلُوْنَ۔ خوفزدہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝

آچکا، تو کس بات کی خوشی سناتے ہو ۝

۵۵- قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝

۵۵- کہا ہم تجھے ٹھیک بشارت دیتے ہیں سو تُو ناامیدوں میں نہ ہو ۝ ف

۵۶- قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ۝

۵۶- بولا۔ اپنے رب کی رحمت سے گمراہوں کے سوا اور کون ناامید ہوتا ہے ۝

۵۷- قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

۵۷- بولا۔ اے رسولو! تمہارا مطلب کیا ہے ۝

۵۸- قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

۵۸- بولے ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں ۝

۵۹- اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

۵۹- مگر لوطؑ کے گھر والے کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے ۝

۶۰- اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

۶۰- لیکن اُس کی عورت کو نہیں کہ ہم نے مقرر کیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہو ۝

۶۱- فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

۶۱- پھر جب رسول لوطؑ کے گھر آئے ۝

۶۲- قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝

۶۲- بولا۔ تم اوپرے لوگ معلوم ہوتے ہو ۝

۶۳- قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ

۶۳- بولے نہیں ہم تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں

ف

قرآن حکیم کا یہ مخصوص شیوۂ بیان ہے کہ احکام کا ذکر کرتے ہوئے جبر و قصار کا ابھار لگا دیتا ہے۔ اور درمیان میں اقوام و ملل کے قصص بھی بیان کرتا جاتا ہے کہ حالات کا موازنہ ہوتا رہے۔ اور قراءت میں تنوع و جاذبیت قائم رہے۔ اس سے قبل دعوت رسالت کا ذکر تھا۔ پھر ماننے والوں کے تعصب کو بیان کیا۔ پھر نوع انسانی کو اپنے ابتدائی حالات کی جانب توجہ دلائی۔ تاکہ وہ اپنے اصلی مقام کو پہچانیں۔ اب حضرت ابراہیمؑ کا قصہ اور قوم لوطؑ کے حالات ہیں۔ ابراہیمؑ کے قصہ میں اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کی تشریح ہے۔ اور قوم لوطؑ کی داستان میں وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۔

استدلال یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب فرشتے آئے تو انھوں نے سلام عرض کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ مگر فرشتے ڈرے۔ خیال یہ تھا کہ کہیں دشمن اور مخالف نہ ہوں۔ انھوں نے کہا۔ آپ ڈریں نہیں ہم آپ کے لئے خوشخبری لائے ہیں۔ اللہ آپ کو ایک لائق بچہ عنایت فرمانے والے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ چونکے اور تعجب سے کہا۔ اس بڑھاپے میں اب اولاد ہوگی؟ فرشتوں نے سمجھا۔ مایوس ہے۔ اس لئے تردیداً کہا۔ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ حق اور واقعہ ہے۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ اللہ ضرور آپ کو ایک بچہ مرحمت فرمائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے معاملہ سمجھ لیا۔ اور کہا میں نے رحمت سے مایوسی نہیں کی۔ کیونکہ مایوسی تو گمراہی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ عادتاً اس عمر میں اولاد نہیں ہوتی۔ اس کے بعد تشریف آوری کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے کہا۔ ہم قوم لوطؑ کے گنہگاروں کی جانب آئے ہیں [illegible] کا پیغام سنائیں۔ اس قصے میں منجملہ بذیل اسباق۔ تہذیب:

(۱) مہمان جب آئے۔ تو پہلے سلام کرے۔

(۲) مہمان کے متعلق کوئی [illegible]

[illegible] حل لغات [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمْتَرُوْنَ ○
۶۴ - وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○
۶۵ - فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ
اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ
اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ○
۶۶ - وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ
دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ○
۶۷ - وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○
۶۸ - قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ○
۶۹ - وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ○
۷۰ - قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○
۷۱ - قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ
فٰعِلِيْنَ ○

جس میں اہل شہر شک کرتے تھے (یعنی عذاب) ○
۶۴ - اور ہم تیرے پاس حق بات لائے اور ہم سچے ہیں ○
۶۵ - سو تُو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے نکل لے اور
خود ان کے پیچھے چل اور تم میں کوئی مُڑ کر نہ دیکھے
اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہوتا ہے ○
۶۶ - اور لوط کے دل میں ہم نے یہ بات قائم کر دی تھی کہ
صبح ہوتے ہی ان لوگوں کی جڑ کاٹی جائے گی ○ ف
۶۷ - اور اہل شہر خوشیاں کرتے آئے ○
۶۸ - بولا - یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو ○
۶۹ - اور خدا سے ڈرو اور میری آبرو مت کھوؤ ○
۷۰ - بولے کیا ہم نے تجھے جہان کی حمایت سے نہ روکا تھا ○
۷۱ - بولا - یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اگر (نکاح)
کرنا چاہو ○

قوم لوط کی ہلاکت!

ف حضرت لوط جس قوم کی جانب مبعوث ہو کر آئے تھے وہ لوگ بحر میت کے کنارے آباد تھے۔ یہ فواحش کے ارتکاب میں نہایت دلیر تھے۔ اور اس درجہ پست اور ذلیل قسم کے جذبات کے مالک تھے کہ تسکین نفس کے لئے لڑکوں کو بہ نسبت عورتوں کے پسند کرتے تھے۔ قوم کی قوم اس خبیث مرض میں مبتلا تھی۔ اخلاقی حس مردہ ہو چکی تھی۔ ہر آن شہوت پرستی میں مشغول اور بدمست رہتے ۔

حضرت لوط کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ انہوں نے ہر چند عفت و پاکبازی کی تلقین کی۔ مگر یہ بدبخت کہاں مانتے تھے۔ بدمعاشی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی۔ بالآخر اللہ کی غیرت نے فیصلہ کر لیا کہ اس ناپاک قوم کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ تاکہ بدمعاشی کے جراثیم دوسری نسلوں تک منتقل نہ ہونے پائیں۔ اور انہیں ان کی بدعملی کی سزا مل جائے۔ چنانچہ اللہ کے فرشتے آئے۔ مگر حضرت لوط نے نہ پہچانا۔ جب انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ تو حضرت لوط کو معلوم ہوا۔ کہ قوم کی تباہی کا وقت آپہنچا ہے ۔

فرشتوں نے کہا۔ آج ہی رات اپنے اہل و عیال کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ صبح ہوتے ہوتے قوم کو تباہ کر دیا جائے۔ اور ان کی ساری نسل کو برباد کر دیا جائے۔ مزید یہ بھی بتلایا۔ کہ جس وقت جاؤ۔ سرعت سے جاؤ۔ پیچھے مڑ کر دیکھنا بلکہ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر اس ارض سے جلد از جلد نکل جانے کی کوشش کرو۔ شہر والوں نے جب سنا کہ حضرت لوط کے ہاں نہایت خوبصورت لڑکے مہمان آئے ہیں تو خوش خوش ان کے ہاں گئے اور اپنی خواہش نفس کا اظہار کیا۔ حضرت لوط نے کہا۔ کمبختو! یہ تو دیکھو کہ میرے مہمان ہیں۔ کیا تم میں ذرہ برابر بھی شرافت باقی نہیں رہی۔ خدا سے ڈرو۔ اور تم اپنی بدکرداریوں سے مجھے رسوا نہ کرو۔ مگر وہ نصیحت اور پاکبازی کی باتوں کو کہاں سنتے تھے۔ وہاں کے دل تو خباثت نفس کی وجہ سے سیاہ ہو چکے تھے۔ جو [illegible] سے لذت [illegible] تھے۔ انہوں نے اصرار کیا۔ حضرت لوط [illegible] یہ میری قوم کی بیٹیاں [illegible] ان سے [illegible] نفرت ہے [illegible] تم [illegible] باقی [illegible] ۶۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲- لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ○
۷۳- فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ○
۷۴- فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ○
۷۵- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ○
۷۶- وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ○
۷۷- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ○
۷۸- وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ○
۷۹- فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ
مُّبِينٍ ○
۸۰- وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ○
۸۱- وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○
۸۲- وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

۷۲- تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ○
۷۳- سو سورج نکلتے وقت انہیں چنگھاڑ نے پکڑ لیا ○
۷۴- پھر ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا اور ان پر
کنکر کی قسم سے پتھر برسائے ○
۷۵- بیشک اس قصہ میں صاحبان تفرس کے لئے کھلی نشانیاں ہیں ○
۷۶- اور وہ بستی سیدھی راہ پر ہے (یعنی شاہراہ عام پر) ○
۷۷- البتہ اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں ف۱ ○
۷۸- اور ایکہ والے بھی ظالم تھے (ایکہ جنگل یعنی بن کو کہتے ہیں) ف۲
۷۹- ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ اور یہ دونوں شہر راستہ پر
نظر آتے ہیں (مکہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے) ○
۸۰- اور حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ف۳ ○
۸۱- اور ہم نے انہیں معجزے پہنچائے سو وہ ان سے منہ موڑتے رہے ○
۸۲- اور پہاڑوں میں خاطر جمعی سے گھر تراشتے

جذبۂ شہوت کی تسکین نہیں کرتے۔ یہ واقعہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کے اخلاقی تسفل کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔ اور آپ جان سکیں کہ کس طرح وہ سامان بدمعاشی کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے۔ جہاں کوئی کے لئے کان میں بھنک پڑتی۔ اٹھ دوڑتے۔ ان کی بدمعاشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بستی کو تہ و بالا کر دیا گیا۔ اور قوم لوط زمانہ کے لئے عبرت

قسط ...

قوم کا وجود اخلاق سے تعبیر ہے

ف۱ حضرت لوط کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ بدکردار لوگوں کو معلوم ہو کہ بدکرداری کا حشر کیا ہوتا ہے۔ جو قوم جس میں فواحش پھیل جائیں۔ اور اخلاق و آدمیت کا احساس ختم ہو جائے۔ اس کی ہلاکت قطعی اور یقینی ہے۔ قومیں اپنے فوجی ساز و سامان کی وجہ سے زندہ نہیں رہتیں۔ بلکہ ان کا قیام و بقاء در اصل بلند اخلاقی قوتوں پر موقوف ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ ذرا بھی درست ہے۔ کہ جو قوم بگڑ چکی ہے۔ جس کی حس اخلاقی مردہ

ہو چکی ہے۔ اس کے حق مردہ میں بقاء و حیات کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔ اس کی ہلاکت حتمی اور لابدی ہے۔

ف۲

اصحاب ایکہ سے مراد حضرت شعیب کی قوم ہے۔ جو جنگلوں میں آباد تھی۔ ان کا اصل مسکن مدین تھا۔

ف۳

اصحاب الحجر۔ قوم ثمود کا نام ہے۔ ان کی جانب حضرت صالح مبعوث ہو کر آئے۔ یہ قوم خوشحال تھی۔ پہاڑوں میں رہتی حضرت صالح سے انہیں سخت عناد تھا۔ یہی وجہ ہے۔ باوجود منع کرنے کے انہوں نے حضرت صالح کی اونٹنی کو ذبح کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

ماحصل یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے مختلف اوقات میں اللہ کے رسولوں کی مخالفت کی۔ ان کے گناہ حد اعتدال سے تجاوز کر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فنا کے گھاٹ اتار دیا۔

حل لغات:۔ بامام۔ راستہ۔ طریق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمِنِیْنَ ۝

٨٣- فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ۝

٨٤- فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝

٨٥- وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ۝

٨٦- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝

٨٧- وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝

٨٨- لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝

تھے ۝

٨٣- سو صبح ہوتے ہی اُنہیں چنگھاڑ نے آپکڑا

٨٤- پھر جو کماتے تھے۔ اُن کے کچھ کام نہ آیا ۝

٨٥- اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے سب کو ٹھیک ٹھیک[ف۱] پیدا کیا ہے اور وہ گھڑی ضرور آنے والی ہے سو تُو اچھی طرح در گزر کر ۝

٨٦- بیشک تیرا رب جو ہے وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے ۝

٨٧- اور ہم نے تجھے سبع مثانی (سات چیزیں کہ دُہرائی جاتی ہیں یعنی سورۂ فاتحہ) اور قرآن بڑے رتبہ کا دیا ہے[ف۲] ۝

٨٨- اُن کافروں کو جن کو کئی طرح کی نعمتوں کے ساتھ ہم نے بہرہ مند کیا ہے تُو اے محمدؐ اپنی آنکھیں اِن نعمتوں کی طرف نہ پھیلا اور اُن پر غم نہ کر اور اپنے بازو مؤمنین کے لیے جُھکا[ف۳] ۝

ف۱

یعنی اس کارگاہ حیات کو کسی مقصد کے ماتحت پیدا کیا گیا ہے اور وہ مقصد انسان کی تکمیل ہے۔ انسانی جدوجہد کا امتحان ہے۔ کھوٹے و کھرے کی آزمائش ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ چل رہا ہو جس میں لاکھوں مخلوق کام کر رہے ہیں۔ اور اس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ انسان کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ کھائے پیئے اور مر جائے۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اپنے اصل موقف کو معلوم کرے۔ اپنی اہمیت کو جانے۔ اور اپنے فرائض محسوس کرے۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کس سلسلہ کا عضو اور کس کُل کا جزو ہے۔ وہ کیوں زندہ ہے۔ اور اس کی زندگی کو کیونکر مفید و قیمتی بنایا جا سکتا ہے۔

ف۲ سبع مثانی کے متعلق میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مقصود فاتحہ ہے۔ بعض کے نزدیک سات سورتیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس سے غرض سات مضامین ہیں۔ بعض کہتے ہیں سارا قرآن مقصود ہے۔ مگر قوی قول یہ ہے کہ اس سے مراد فاتحہ ہے۔ واللہ اعلم۔

حضورؐ کی سیرت کے دو پہلو

ف۳ قرآن حکیم کے جس قدر احکام میں حضورؐ کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کے معنے یہ ہیں کہ حضورؐ کے عمل کی یہ تصویر ہے۔ اور اُمت کو ان کے اسوہ کی تلقین کی گئی ہے۔

اس آیت میں حضورؐ کی سیرت کے دو پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ دنیا کے تعلقات پر ریجھے ہوئے نہیں طبیعت میں انتہا درجہ کا استغنا ہے۔ اور ایک یہ کہ آپ مسلمانوں کے لئے آیہ رحمت ہیں آپ کے دل میں اُمت کے لئے شفقت کا بے پناہ جذبہ موجزن ہے۔

غور فرمائیے حضورؐ دعوت عام دے چکے ہیں۔ مخالفت کی آگ بھڑک چکی ہے۔ لوگوں نے ابوطالب سے کہا۔ اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ۔ ورنہ ہم سے بھی تعرض کریں گے۔ ابوطالب نے جب حضورؐ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا۔ چچا! اگر وہ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں۔ جب بھی میں دعوت توحید سے نہیں رُک سکتا۔ کیں قدر استغنا ہے۔ قوم سونے چاندی کے ڈھیر لگا رہی ہے اور یہ رفاقت [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۹ - وَقُلْ إِنِّيٓ أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝	۸۹ - اور کہہ کہ میں تو ڈر سنانے والا ہوں ۝
۹۰ - كَمَآ أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝	۹۰ - جیسے ہم نے بانٹنے والوں پر ف ۱ ۝
۹۱ - الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝	۹۱ - جنھوں نے قرآن ٹکڑے ٹکڑے کر لیا تھا کتاب نازل کی تھی ۝
۹۲ - فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝	۹۲ - سو تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے پوچھیں گے ۝
۹۳ - عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	۹۳ - جو کام وہ کرتے تھے ۝
۹۴ - فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝	۹۴ - سو جو تجھے حکم ہوا کھول کر سنا دے اور مشرکوں سے منہ موڑ لے ۝
۹۵ - إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝	۹۵ - تجھے ٹھٹھے بازوں کو ہم تیری طرف سے کافی ہیں ۝
۹۶ - الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝	۹۶ - وہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود مقرر کرتے ہیں سو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا ۝
۹۷ - وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝	۹۷ - اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تیرا دل تنگ ہوتا ہے ۝
۹۸ - فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ	۹۸ - سو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور سجدہ

(بقیہ حاشیہ)

حسین وجمیل رشتے پیش کیے جاتے ہیں۔ مگر حضور آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ رحمت ورأفت کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ لوگ جو منافق ہیں۔ آپ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ ان سے ہر طرح اغماض وچشم پوشی کرتے۔ عبداللہ ابن ابی مرتا ہے۔ تو آپ پیراہن مبارک تبرک کے لیے بھی دے دیتے ہیں۔

ف ۱

مقتسمین سے مراد کٹنے والوں کا وہ گروہ ہے۔ جو مکے کی پہاڑیوں میں پھیل جاتا تھا۔ اور حضور کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ جب دیکھتا کہ لوگ حضور کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔ تو طرح طرح کے الزام تراشتے۔ کبھی کہتے ساحر ہے کبھی کہتے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مقصود یہ ہے۔ غرض یہ ہوتی کہ کسی طرح سے لوگ حضور سے متنفر ہو جائیں۔ اور حق کی پکار کو نہ سنیں۔

جعلوا القراٰن عضین کا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کے اختراعی والے حصوں کو اپنے زعم باطل کے مطابق چھانٹ لیتے۔ اور لوگوں کے سامنے تنگ نظری کے ساتھ ان کو پیش کرتے۔

مگر باوجود ان مکاریوں اور خباثتوں کے اسلام پھیل کر رہا۔ اور ان کی کوششیں بالکل رائیگان گئیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ آفتاب نبوت کی کرنیں کس طرح دور دور تک پھیل گئی ہیں۔ اور یہ لوگ کیونکر ناکام رہے۔

حلِ لغات

عضین۔ ٹکڑے ٹکڑے، اور حصے حصے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ قرآن میں ایک خاص نوع کا ربط ہے جب اس ربط سے اسے الگ کر دیا جائے۔ تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور معنویت منافی ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

السّٰجِدِیْنَ ۝ (کرنے والوں میں ہو ۝)

۹۹- وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

۹۹- اور اپنے رب کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے ۝

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ نحل

اٰيَاتُهَا (۱۲۸) رُكُوْعَاتُهَا (۱۶)

مکی ـــــ آیتیں ۱۲۸ ـــــ رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۱- اللہ کا حکم آیا چاہتا ہے سو اس کی جلدی نہ کرو۔ ان کے شرک سے وہ پاک اور بلند ہے ۝ ف۱

۲- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝

۲- وہی اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس کی طرف چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ ڈراؤ، کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں سو مجھ سے ڈرو ۝ ف۲

۳- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۳- اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا۔ ان کے شریکوں سے (وہ بہت ہی) بلند ہے ۝

عذاب آ چکا!

ف۱ حضور مخالفین سے کہا کرتے تھے۔ کہ اگر تمہارا کفر وعناد اسی طرح قائم رہا۔ اور نفس کی طغیانیوں میں کوئی فرق پیدا نہ ہوا اور تم بدستور اللہ کی نعمتوں کو ٹھکراتے رہے۔ تو یاد رکھو۔ قانون انتقام بروئے کار آئے گا۔ اور تمہیں تخت و ہستی سے اکھاڑ دیا جائے گا۔

وہ لوگ بار بار از راہ تمسخر کہتے۔ وہ عذاب کہاں ہے؟ کیوں آسمان نہیں ٹوٹ پڑتا۔ اور کیوں زمین نہیں پھٹ جاتی۔ اللہ کی غیرت کیوں جوش میں نہیں آتی؟ اور یہ کیا ہے کہ ہم باوجود نافرمانیوں کے زندہ ہیں؟ کیا اللہ کو ہمارا کفر پسند ہے کیا ہم حق پر ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ گھبراتے کیوں ہو! جلدی نہ کرو، عذاب آ چکا۔ اللہ کے ان تمہاری تباہیوں اور بربادیوں کا فیصلہ ہو چکا۔ قضا و قدر نے تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا تہیہ کر لیا۔ اس وقت تک تمہیں مہلت دی گئی تھی۔ کہ تم گناہوں سے باز آ جاؤ۔ اور اللہ کی طرف جھک جاؤ۔ اور اب جبکہ تم نے اللہ کی دی ہوئی ڈھیل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمہارا قافلے کے کٹ کر جانا یقینی ہے۔

بدر کے میدان میں تم سے انتقام لیا جائے گا۔ بربریت و شقاوت سر پر منڈلا رہی ہے۔ قیامت قریب ہے۔ جب وقت آ گیا بات پوری ہو جائے گی۔ اور تم عذاب میں مبتلا ہو گے اس وقت تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور کوئی قوت تمہارے کام نہیں آ سکے گی۔

ف۲ یعنی نبوت اللہ کی بخشش و موہبت ہے۔ اس میں کسب واکتساب کو دخل نہیں یہ اللہ کا دین ہے جسے چاہے دیدے۔ روح سے مراد وحی ہے۔ یا جبرائیل ہے جو حامل وحی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ فرشتے جب نبوت کا خلعت لے کر آتے ہیں تو ان کی تلقین یہی ہوتی ہے کہ ایک خدا کے سامنے جھکو۔ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ وہ شرک کی تائید کے لئے نہیں آتے غیر اللہ کی پرستش کے لئے وہ نہیں کہتے۔ ان کا نصب العین توحید کی اشاعت اور اطاعت الٰہی ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۴ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ○

۴ - آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ فوراً ہی صریح جھگڑالو ہو گیا ○ ف۱

۵ - وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ○

۵ - اور تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے۔ ان میں تمہارے لئے جاڑے کا کپڑا ہے اور کئی طرح کے فائدے ہیں اور بعض کو ان میں سے کھاتے ہو ○

۶ - وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ○

۶ - اور تمہارے لئے ان میں زینت ہے جب شام کو لاتے اور چرانے جاتے ہو ○ ف۲

۷ - وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ○

۷ - اور وہ تمہارا بوجھ اس بستی تک اٹھا لیجاتے ہیں جہاں تم بغیر جان توڑ مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بے شک تمہارا رب شفقت کرنے والا مہربان ہے ○

۸ - وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

۸ - اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کئے اور اب پیدا کرتا رہتا ہے جو تم نہیں جانتے ○

۹ - وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا

۹ - اور سیدھی راہ جو ہے خدا پر پہنچتی ہے اور بعض

ف۱

نطفة سے مراد آب منی ہے۔ قرآن حکیم عام طور پر ایسے مقامات میں بہترین الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جن سے ذوق سلیم اباء کرے۔ غرض یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت پر غور کرے اور سوچے کہ کیوں اکڑتا ہے۔ پانی کے ایک قطرے سے جیتا جاگتا انسان بنا دیتا ہے۔

ف۲

ان آیات میں حیوانات کا ذکر ہے کہ کیونکر اللہ نے ان کو تمہارے لئے مفید بنایا ہے۔ ان میں کس قدر تمہارے لئے منافع ہیں۔

انداز بیان ان لوگوں کے لئے جو دیہاتی زندگی کی خوبیاں سمجھتے ہیں۔ نہایت عجیب و جاذب ہے۔

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ میں ان بے شمار ایجادات کی جانب اشارہ ہے جو باربرداری اور سواری کے کام آ سکتی ہیں اور جن سے بجائے حیوانات کام لیا جا سکتا ہے۔

نزول قرآن کے وقت یہی گھوڑا، گدھا، اور اونٹ وغیرہ موجود تھے۔ اس لیے ان کے منافع گنائے ہیں مگر چونکہ یہ کتاب تمام زمانوں کے لیے راہنما ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا۔ کچھ ایسے برقی اور غیر برقی حیوانات بھی ہیں جن کو اس وقت تم نہیں جانتے۔ مگر آئندہ زمانے میں وہ ظاہر ہوں گے۔

حلِّ لغات

خَصِیْمٌ ۔ جھگڑالو۔

دِفْءٌ ۔ حرارت، گرمی۔

تَسْرَحُوْنَ ۔ سَرَحَ کے معنے مطلق مال و مویشی کو چراگاہ میں چھوڑنے کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَآئِرٌ ۭ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ۝
۱۰- هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ
شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝
۱۱- يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
۱۲- وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ
مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

راہ ٹیڑھی بھی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو
ہدایت کرتا ۝ ف ۱
۱۰- وُہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا
اُس سے تم پیتے ہو اور اُس سے درخت ہوتے
ہیں۔ جہاں تم جانور چراتے ہو ۝
۱۱- اُس سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون، اور
کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اُگاتا
ہے۔ بے شک فکر کرنے والوں کے لئے
اس میں نشانی ہے ۝
۱۲- اور تمہارے لئے رات اور دن، اور سُورج
اور چاند کو اس نے مسخر کیا۔ اور ستارے اس کے
حکم کے تابع ہیں۔ بے شک اہل عقل کے لئے
اس میں نشانیاں ہیں ۝

ع ۱

فلسفۂ اختلاف

ف ۱

یعنی اللہ تعالےٰ نے کائنات میں اختلاف رنگ و بُو کو قائم رکھا ہے۔ اور اس گلشن حیات میں جو رنگینی رکھی ہے۔ وہ بھی بوقلموں اشجار پر، لیل و نہار میں اختلاف ہے۔ اندھیرے اور اجالے میں اختلاف ہے پھول، بیج، اور کانٹے میں اختلاف۔ آہن و سیم میں اختلاف ہے۔ حقیقت و مجاز میں اختلاف ہے سچ اور جھوٹ میں اختلاف ہے۔ حق و باطل میں اختلاف۔ اللہ نے اس بزم کو انواع و اقسام کے گلہا سے آراستہ کیا ہے ؎

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

کچھ وہ ہیں کہ فطرت میں سلامتی ہے۔ حق کے جویا ہیں۔ طبیعت میں غور اور فکر کرنے کا مادہ ہے۔ یہ ہدایت پر ہیں۔ کچھ ایسے ہیں۔ جو گمراہ ہیں۔ گندذہن رکھتے ہیں۔ جن کے کان حق کی آواز کو نہیں سنتے۔ جو دل کے مقفل ہیں۔ اور سعادت ازلی سے محروم ہیں۔ یہ تقسیم خدا کی طرف سے ہے۔ اللہ اگر چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا۔ مگر اس لئے کہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے۔ اور حق پوری تابانی کے ساتھ چمک سکے۔ باطل کی تاریکی باقی رکھتا ہے۔

آیت کا یہی مقصد ہے کہ توفیق اللہ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔ اور بندوں کا کام ہدایت کے لئے سعی و طلب کو جاری رکھنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳- وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا
اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○
۱۴- وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا
مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا
مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى
الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
۱۵- وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ
تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا
لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○
۱۶- وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ
يَهْتَدُوْنَ ○

۱۳- اور جو اس نے تمہارے لئے زمین میں مختلف
رنگوں کی چیزیں پھیلائی ہیں، بیشک اس میں نصیحت
پکڑنے والوں کے لئے نشانی ہے ○ ف۱
۱۴- اور وہی ہے جس نے دریا کو قابو کیا، تاکہ تم
اس سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاؤ۔ اور اس میں سے
زیور (موتی مرجان) نکالو، جسے تم پہنتے ہو اور تو
دیکھتا ہے کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں ○
اور تاکہ تم اس کے فضل سے معیشت طلب کرو اور تاکہ تم شکر کرو ○
۱۵- اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو اس لئے گاڑا
کہ وہ تمہیں لے کر کہیں جھک نہ پڑے اور نہریں اور رستے
بنائیں، تاکہ تم راہ پاؤ ○
۱۶- اور بہت سی نشانیاں بنائیں۔ اور وہ ستاروں سے
راہ پاتے ہیں ○

ف۱

قرآن چونکہ کتاب فطرت ہے۔ اس لئے وہ عجائب مخلوقات سے استدلال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے، آسمان کو دیکھو۔ پانی اور بارش کے فوائد پر غور کرو۔ کیونکر کھیت اور باغات ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ اور کیونکر طرح طرح کے پھل اور اثمار پیدا ہوتے ہیں۔ کیا اس میں غور و فکر کے لئے کوئی سامان موجود نہیں ہے؟

رات اور دن کی ترتیب۔ شمس، چاند، اور ستاروں کی باقاعدہ گردش ان میں جولانی عقل کے لئے کس قدر میدان ہے؟ اسی طرح اشجار رنگا رنگ میں قدرت کی کس قدر صنعت کاریاں نمایاں ہیں۔ اور باعث تذکیر و نصیحت ہیں۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ ان سب باتوں کو سوچو غور کرو، تو تم کو عقل اور ذکر کا قیمتی ذخیرہ مل جائے گا۔

غرض یہ ہے۔ کہ انسان، حیوانات، نباتات، اور علم الفضا سب علوم کے ماہر ہوں اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور صحیح معنوں کا اللہ کے شکر گزار بندے بنیں۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ سمندر کے ان فوائد سے متعلق ہے۔ جو زمانہ حال میں ظاہر ہوئے۔ کہ سمندر پر قبضہ و استیلاء، استعمار کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ افسوس مسلمان شکر کے اس عظیم و وسیع مفہوم اور نعمت سے آگاہ و متمتع نہیں۔

حل لغات

ذَرَاَ۔ پیدا کیا۔ ذریت اسی سے مشتق ہے۔
لَحْمًا طَرِيًّا۔ یعنے مچھلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷ - اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۱۷ - تو کیا جو پیدا کرے برابر ہے اُس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں؟ ○

۱۸ - وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۸ - اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو انہیں پورا نہ گن سکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۹ - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○

۱۹ - اور جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ جانتا ہے ○

۲۰ - وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○

۲۰ - اور جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور آپ پیدا ہوتے ہیں ○ ف۱

۲۱ - اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

۲۱ - مُردہ ہیں جن میں جی نہیں۔ اور انہیں معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے ○

۲۲ - اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

۲۲ - تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ سو جو آخرت کو نہیں مانتے۔ اُن کے دل انکاری

بتوں نے کیا پیدا کیا جو اُن کی پوجا کرتے ہو

ف۱

مکے والے بت پرست تھے۔ لات و منات کی پوجا کرتے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے اور انہیں مستقل خدا جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ان بتوں کا کائنات میں کچھ حصہ ہے؟ کیا زمین و آسمان میں کسی چیز کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ تو خود مخلوق ہیں۔

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ ایک ایک سانس جو ہم لیتے ہیں اس کے لئے اللہ کے ہزاروں قانون سرگرم عمل ہیں۔ عمر بھر اگر اس کی توصیف میں صرف کریں۔ جب بھی اس کی حمد سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ وہی تو ہے جس نے ہمیں نعمتِ وجود بخشا ہے۔ صدہا زندگی عنایت کی ہے۔ ہمیں ضمیر اور عقل سے نوازا ہے گونا گوں نعمتیں دی ہیں۔ اور ہمیں اس قابل بنایا ہے کہ دنیا میں مصائب کا مقابلہ کر سکیں۔ ایسے محسن خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کہاں کی دانشمندی ہے ؟

مذکور یا ملیں ہوا سے ہر شن فنا تو چشم تیز وا کر
خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ، خدا خدا کر خدا خدا کر

کہنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کچھ تو سوچو۔ اور غور کرو تم کہاں تک حق کے بجانب ہو۔ وہ بت جو نعمتِ حیات سے محروم ہیں۔ مُردہ ہیں۔ وہ تمہاری مزعومات کو کیونکر پورا کر سکتے ہیں اور کس طرح سے تمہیں زندگی بخش سکتے ہیں؟ جو

کل کے تراشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں!

عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس فضیلت کے جو عقیدۂ توحید میں موجود ہے۔ لوگ زیادہ تر شرک ہی کی جانب مائل ہیں حالانکہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ تمام لوگ ایک اللہ کی چوکھٹ پر جبہ سائی کریں۔

حلِ لغت

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۔ بے جان لاشیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں۔ بتوں کے متعلق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝
۲۳- لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ
وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝
۲۴- وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ
قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝
۲۵- لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ
الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝ ع ۲
۲۶- قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ
الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ
مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ

ہیں۔ اور وہ سرکش ہیں ۝ ف ۱
۲۳- بلاشک ٹھیک ہے کہ خدا کو معلوم ہے جو وہ چھپاتے
ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک وہ سرکشوں کو
پسند نہیں کرتا ۝
۲۴- اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل
کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ۝
۲۵- تاکہ قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اور
جنہیں بے علمی سے گمراہ کیا اُن کے بوجھوں میں سے
بھی کچھ بوجھ اٹھائیں سنتا ہے برا بوجھ جو اٹھاتے ہیں ۝
۲۶- اُن کے اگلوں نے مکر کیا تھا (یعنی نمرود نے)
سو اُن کی عمارتوں پر بنیادوں کی طرف سے اللہ کا
عذاب آیا۔ پھر اُن کے اوپر سے اُن پر چھت
گر پڑی۔ اور اُن پر اِدھر سے عذاب آیا

ف ۱

آخرت کے عقیدہ کو اسلام نے نہایت اہمیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کیونکہ جب تک تعلیم مکافات پر یقین نہ ہو۔ اور جزاء و سزا کو نہ مانتا ہو۔ ناممکن ہے کہ اخلاق و عادات کی درستی ہو سکے۔ بلکہ جب آخرت کا ڈر دل سے اُٹھ جاتا ہے تو دلوں میں انکار و تمرد پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب زندگی یہیں تک محدود۔ قیامت، حشر نشر سب افسانہ ہے۔ اگر جزا بدی اور مکافات عمل کا مسئلہ غلط ہے۔ اور مرنے کے بعد جی اُٹھنا محال ہے۔ تو شرافت اور نیکی کی کیا ضرورت ہے؟ جب ظالم اور مظلوم دونوں کے لئے ابدی فنا ہے۔ تو پھر کوئی شخص ظلم سے کیوں باز آئے؟ رحم، مروت، انصاف اور حسن سلوک کی کیا حاجت کہ اور انسان کیوں نہ اپنا دوسرا خود غرض اور طماع بن جائے؟

آیت کا یہی مقصد ہے۔ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اُن کے دلوں میں انکار و کبر پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خود غرض ہو جاتے ہیں کیونکہ ایسے بلند نصب العین کا انکار گویا ایثار کا اقرار و اعتراف ہے۔

حلِ لغات

اَسَاطِیْر۔ جمع اسطورہ۔ کہانی، قصے۔
اَوْزَارَھُمْ۔ اوزار۔ وزر کی جمع ہے بمعنے بارگراں۔ وبمعنے گناہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۲۷- ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

۲۸- الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ص فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰۤى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

۲۹- فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ

جہاں کی اُنہیں خبر نہ تھی ○ ف۱

۲۷- پھر اللہ اُنہیں قیامت کے دن رُسوا کرے گا اور کہے گا۔ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارہ میں تم جھگڑتے تھے۔ وہ جنہیں علم ملا تھا، کہیں گے آج رُسوائی اور بُرائی کافروں پر ہے ○

۲۸- وہ جن کی رُوح فرشتے اُس وقت قبض کرتے تھے کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے پھر وہ اطاعت کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم کچھ بُرائی نہ کرتے تھے کیوں نہیں؟ اللہ جانتا ہے، جو تم کرتے تھے ○ ف۲

۲۹- سو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو، ہمیشہ وہاں رہو۔ سو سرکشوں کا

چاہ کن را چاہ درپیش!

ف۱ پہلے لوگوں کے حالات بیان فرمائے ہیں کہ انکار و تمرد کی عادت پرانی ہیں۔ ابتداء سے بعض بدبخت ایسے موجود رہے ہیں، جنہوں نے کفر و عناد سے محبت اختیار کیا ہے۔ اور حق کے خلاف سازشیں کی ہیں، شمع ہدایت کو گُل کرنے کی سعی کی ہے۔ کشتیِ حق و صداقت کی بربادی کے منصوبے باندھے ہیں۔ مگر اللہ نے انہیں کے دام میں انہیں گرفتار کیا ہے۔ جس طرح سے انہوں نے حق پرستوں کے خلاف مکر کا انعقاد کیا ہے۔ اسی طرح سے اللہ نے اُن کو بربادی کی راہیں دکھائی ہیں۔

اس آیت میں تمثیل کے ذریعے اس حقیقت کو سمجھایا ہے کہ فرض کرو، کہ ایک شخص نے ایک بڑا قلعہ طیار کیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے حق پرستوں کی مخالفت کرے۔ ان کو شکست دے۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ ہے کہ وہی قلعہ ان کے لئے بربادی کا سامان بن جائے قلعہ کی چھت گر جائے۔ دیواریں اپنی جگہ سے آرہیں۔ اس شکست میں یہی حصار حفاظت اُن کے لئے مصیبت و عذاب کی شکل اختیار کرلے۔

فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ۔ ہلاکت سے تعبیر ہے۔ ورنہ اللہ کے لئے آنا جانا کے الفاظ بے معنی ہیں۔

بعض مفسرین کی رائے میں اس آیت میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے۔ اس آیت میں جس کی بربادی کا ذکر ہے۔ بعض کے نزدیک نمرود ہے جس نے ایک نہایت اونچا اور بلند محل طیار کیا تھا۔ تاکہ اللہ سے جنگ کرے بعض کی رائے میں بخت نصر ہے۔ بعض کے خیال میں کوئی قبطی فرمانروا ہے۔ بہرحال آیت میں عموم ہے۔ اور کسی خاص واقعہ کی تاویل کے لئے ضرورت نہیں۔

ف۲ موت کے فرشتے کئی ہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ملک الموت حضرت عزرائیل کا مخصوص نام ہے۔ جو موت کے عملہ کا اعلیٰ افسر ہے۔

دُنیا میں جس قدر حادثے ہوتے ہیں، اُن کے (بقایا ق پر دیکھئے)

www.KitaboSunnat.com

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ○

۳۰- وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا
أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ
أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ
وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ
دَارُ الْمُتَّقِينَ ○

۳۱- جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا
يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ
الْمُتَّقِينَ ○

۳۲- الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ
طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا
الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

کیا بُرا ٹھکانا ہے ○

۳۰- اور پرہیزگاروں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے (محمدؐ پر) کیا نازل کیا ہے؟ بولے نیک بات جنھوں نے اس دُنیا میں بھلائی کی- اُن کے لیے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر اچھا ہے- اور متقیوں کا گھر کیا خوب ہے ○

۳۱- رہنے کے باغ ہیں، جن میں وہ داخل ہوں گے اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں- جو چاہیں گے وہاں اُن کے لیے ہے- اللہ ایسا بدلہ متقیوں کو دیتا ہے ○

۳۲- جن کی جانیں پاکیزہ حالت میں فرشتے نکالتے ہیں- کہتے ہیں سلام علیکم- تم اپنے اعمال کے بدلے میں بہشت میں جاؤ ○ ف۱

اسباب دو قسم کے ہیں- ایک وہ جو مادی ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جن کا تعلق فوق العادۃ قوتوں اور طاقتوں سے ہوتا ہے یعنی دوسری قسم کے اسباب ملائکہ ہیں، جو مادی اسباب پر اثر انداز ہوتے ہیں● چنانچہ موت کے لیے کچھ اسباب ظاہری ہیں، جنھیں امراض کہتے ہیں- کچھ باطنی اسباب ہیں- یہ فرشتے ہیں- صوفیا کے نزدیک امراض ہی ملائکہ موت ہیں●

فرشتے رُوح کا استقبال کرتے ہیں!

ف۱

جس طرح ولادت کے وقت بچے کا استقبال کرنے کے لیے عزیز و اقربا موجود ہوتے ہیں- عورتیں ہم پہنچانے کے لیے قابلہ اور نرسیں ہوتی ہیں- اور بچہ اگر خوبصورت اور تندرست ہو، تو مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور اگر بدصورت یا بیمار ہو تو سب کو انقباض ہوتا ہے اسی طرح جب انسان دُنیا سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرے عالم میں فرشتے استقبال کے لیے موجود ہوتے ہیں اگر رُوح نیک اور صالح ہو- تو فرشتے مرحبا کہتے ہوئے خوشی اور مسرت سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں- اور ملاء اعلیٰ سے شادیانے بجتے ہیں- اور اگر بد اور مکروہ ہو- تو رُوحانی تعفن کی وجہ سے فرشتے بھی منقبض ہوتے ہیں- آج تخاطب ارواح کے تجربے نے اس چیز کو خوب واضح کر دیا ہے- کہ آخرت میں بھی رُوح کے خیر مقدم میں کوئی شک نہیں- جدید انکشافات رُوحانی، قرآنی نظریات کی تائید کر رہے ہیں ●

حلِّ لُغات

مَثْوٰی- ٹھکانا ●

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۳- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝
۳۴- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
۳۵- وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ
اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ
شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا
حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَي الرُّسُلِ

۳۳- کافر کس انتظار میں ہیں، کیا اسی بات کا انتظار کر
رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم
(عذاب) آ پہنچے۔ ایسے ہی ان کے اگلوں نے کیا
اور اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنی
جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے ۝ ف۱
۳۴- پھر ان کے اعمال کی برائی ان پر آئی۔ اور
ان کی ٹھٹھے بازی نے اُن کو گھیر لیا ۝
۳۵- اور مشرکوں نے کہا کہ اگر خدا چاہتا
تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے
سوا کسی کو نہ پوجتے۔ اور ہم بغیر حکم
اس کے کسی شے کو حرام نہ ٹھہراتے،
ایسے ہی ان سے اگلوں نے کیا
تھا۔ سو رسولوں پر صرف کھول کر پیغام

ع ۱۰

ف۱

آیت کے دو مقصد ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ لوگ فرشتوں کو آدمیوں کے روبرو نازل ہونے کو حضور کے صدق کا معیار قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر آپ حق پر ہیں۔ اور واقعی فرشتے آپ پر نازل ہوتے ہیں۔ تو ہم بھی دیکھیں کہ کیونکر فرشتے نازل ہوتے ہیں؟

قرآن کہتا ہے کہ یہ فرشتوں کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور حق کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور یا آیت کا مقصد ہے، کہ یہ لوگ عذاب کے فرشتوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے عملوں کی وجہ سے فرشتے نازل ہوں اور ہماری بستیوں کو الٹ دیں۔ کیونکہ حضور فرماتے تھے کہ اگر تم حق کا انکار کرو گے۔ اور تمہارے انکار و تمرد کا یہی عالم رہا۔ تو یاد رکھو۔ تمہاری ہلاکت قریب ہے۔ اس خیال کی بنا پر وہ لوگ ازراہ تمسخر عذاب طلب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے اگر ہم سچائی پر نہیں ہیں۔ اور آپ اللہ کی جانب سے رسول ہیں۔ تو پھر کیوں اللہ کا غضب نہیں بھڑکتا۔ اور ہم کیوں فنا نہیں ہوتے ۔

حلِّ لغات

اَمْرُ رَبِّكَ۔ اللہ کا حکم۔ یعنی عذاب ۔
فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا۔ یعنی ان کے اعمال بد ہی ان کے لئے اسباب عذاب بن گئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا البلٰغ المبين ○
۳۶- ولقد بعثنا في كل امة رسولا
ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت ۚ
فمنهم من هدى الله ومنهم
من حقت عليه الضللة ۚ فسيروا
في الارض فانظروا كيف كان
عاقبة المكذبين ○
۳۷- ان تحرص على هدٰهم فان
الله لا يهدي من يضل وما
لهم من نصرين ○
۳۸- واقسموا بالله جهد ايمانهم ۙ
لا يبعث الله من يموت ۚ
بلى وعدا عليه حقا ولكن

پہنچانا ہے ○ ف۱
۳۶- اور ہر اُمّت میں ہم نے ایک رسول بھیجا ہے
کہ اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے بچیے
پھر اُن میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت کی اور
کسی پر گمراہی قائم ہو گئی۔ سو زمین میں
سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا
انجام کیا ہوا ○
۳۷- اگر تُو اُن کی ہدایت پر للچائے (تو کیا کر سکتا ہے)
جسے اللہ گمراہ کرے اُسے وہ ہدایت نہیں کرتا
اور اُن کا مددگار کوئی نہیں ○ ف۲
۳۸- اُنھوں نے اپنی پکی قسموں سے خدا کی قسم کھائی
ہے۔ کہ جو مر گیا۔ خدا اُسے نہ اُٹھائے گا۔
کیوں نہیں۔ اس پر سچا وعدہ ہے لیکن

کیا ہم مجبور ہیں؟

ف۱ مشرکین کو ایک شبہ یہ تھا۔ کہ نبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب کہ ہم سب معصیت پر مجبور ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ ہم شرک کی آلودگیوں میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اپنی مرضی سے چیزوں کو حلال وحرام نہ ٹھہرائیں۔ تو بھلا یہ کب ہو سکتا تھا۔ کہ ہم شرک کا ارتکاب کرتے۔ اللہ نہ چاہے اور ہم کریں۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ گویا مسئلہ جبر کو ان لوگوں نے بہانہ بنا کے ضلالت و انکار کا سبب بنایا۔ اس شبہ کو اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات میں ذکر فرمایا ہے۔ سورۂ انعام میں ہے۔ لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اٰباؤنا یعنی اگر ہم مشرک ہیں تو معاذ اللہ یہ اللہ کا قصور ہے۔ وہ ہمیں موحّد پیدا کرتا۔ اس نے کیوں ہمیں سمجھ بوجھ دی۔ کیوں توفیق دی کہ ہدایت کو قبول کریں۔ اور ضلالت کو چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہے۔ کہ انبیاء کا کام تم تک حق کو پہنچانا ہے۔ ماننا یا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے۔ اللہ نے تمہیں مجبور پیدا نہیں کیا۔ بلکہ بڑی حد تک مختار پیدا کیا ہے جبھی تو انبیاء اور رسول بھیجے ہیں۔ تاکہ تم کو گمراہی کے گڑھے سے نکالیں۔ اور ہدایت کے بلند بام پر لا بٹھائیں۔ اللہ چاہتا تو یہی ہے کہ تم سب کے سب رشد و ہدایت کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اس نے تمہیں آزاد پیدا کیا۔ اور اختیار دیا ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرو۔ یا رد کرو۔ البتہ بعض حالات میں انسان مجبور بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ کہ وہ سب باتوں میں مجبور ہوتا ہے۔ اللہ کی گرفت اس حد تک ہے۔ جہاں تک اختیار کا تعلق ہے۔ پس یہ حقیقت امر کسی صورت سے درست نہیں ہو سکتا۔

ف۲ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ پیغمبران خدا انسانوں کی ہدایت کے لئے کس درجہ بے قرار ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ سب لوگ ہدایت کو قبول کر لیں۔ اور اللہ کی آغوشِ رحمت میں آ جائیں۔ وہ دن رات شفقتِ انسانی کی وجہ سے بے چین رہتے ہیں۔ انہیں گمراہی اور ضلالت (باقی برصفحہ ۶۴۷)

[illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

۳۹۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ
كَانُوا كَاذِبِينَ ۝

۳۹۔ وہ اس لئے اٹھائے گا کہ جس بات میں جھگڑتے تھے اُن کے لئے ظاہر کرے اور تاکہ کافر جان لیں کہ بیشک وہ جھوٹے تھے ۝

ع ۱۰

۴۰۔ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ
أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

۴۰۔ جب ہم کسی شئے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے بارے میں ہمارا فرمانا یہی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے ۝

۴۱۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي
الدُّنْيَا حَسَنَةً ۚ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ
أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

۴۱۔ اور جنہوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لئے گھر چھوڑا ہم انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے۔ اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے۔ اگر وہ جانیں ۝ ف۱

۴۲۔ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ۝

۴۲۔ جنہوں نے صبر کیا۔ اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں ۝

۴۳۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا

۴۳۔ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے آدمی ہی بھیجے

کی وجہ سے نوعی تکلیف ہوتی ہے۔ اور ان کے دن انسان کی ناسمجھی کرب و اضطراب میں گزرتی ہیں۔ نوع انسان کی ہمدردی کے لئے وہ اپنے شکم اور چین کو برباد کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب خلائق تقسیم ہو گئے ہے۔ کہ ایک طبقہ طاغوت کا طالب ہے حق کو عمداً ترک کر دے۔ راہ صواب سے ہٹ جائے۔ تو پھر آپ کی ہمدردی بے سود ہے۔ جو شخص گمراہی پر اصرار کرے اور کو دعوت کی صدائے حق کو ٹھکرا دے۔ تو آپ ہی خیال کیجئے کہ آپ کیونکر اس کو متاثر کر سکیں گے۔ جو کان بند کر لے۔ کیا وہ آواز سن سکتا ہے؟ جو ناک بند کر لے کیا خوشبو اس کے دماغ کو معطر کر سکتی ہے؟

اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر جو حق کی کی آواز دشمن جانتا ہے۔ آپ کیونکر اپنی آواز کو اس تک پہنچا سکیں گے وہ اسلامی برکات و فیوض سے محروم رہنا چاہتا ہے اس لئے توفیق ہدایت اسے نہیں ملے گی۔

لہٰذا حضور کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ آپ ایسے بدبختوں کے لئے اپنا جی تھوڑا نہ کریں۔

ضمیر و قلب کی مظلومیت ناقابل برداشت ہے!

ف۱ یہ آیت حضرت صہیب، بلال، عمار، خباب، عابس، ابو جبیر کے حق میں نازل ہوئی۔ بات یہ تھی۔ کہ والوں نے اسلام قبول کرنے پر ان لوگوں کو بہت سخت سزائیں دیں۔ بلال کی پیٹھ پر دہکتے ہوئے کوئلے رکھے۔ حضرت عمار کی تکلیفوں کو دیکھ کر حضور نے فرمایا صبر یا آل یاسر، صہیب نے اپنی ساری جائداد دے دی۔ جب جا کر مشرکوں سے رہائی حاصل کی۔

جب ان لوگوں پر حد سے زیادہ سختیاں ہونے لگیں۔ اور مسلمان مظلومیت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ مکہ چھوڑ دیں۔ اور اپنے لئے کوئی وطن اختیار کریں کیونکہ اسلام میں ضمیر کی مظلومیت و مجبوری ناقابل برداشت ہے۔ مسلمان ہر طرح کی آزمائش کو جھیل سکتا ہے۔ ہر تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے۔ مگر ضمیر و قلب کی مجبوریاں ناقابل احتمال ہیں (دیکھئے بقیہ صفحہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝
۴۴- بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ
اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝
۴۵- اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ
اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
۴۶- اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا
هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝
۴۷- اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ

تھے ان کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ سو اگر
تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (یعنی اہل کتاب) سے
پوچھ لو ۝ ف۱
۴۴- انہیں ہم نے دلائل اور کتابوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے
تیری طرف ذکر (قرآن) اتارا۔ تاکہ تو لوگوں کے لئے
جو ان کی طرف نازل ہوا ہے بیان کرے اور تاکہ وہ فکر کریں ۝
۴۵- سو جو لوگ بدی کے منصوبے (محمدؐ کی نسبت) کرتے ہیں
کیا وہ اس سے نڈر ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا
دے۔ یا جدھر سے ان کو معلوم بھی نہ ہو ان پر
عذاب آجائے؟ ۝
۴۶- یا اللہ انہیں چلتے پھرتے (ہوئے) پکڑ لے
سو وہ نہ تھکا سکیں گے ۝
۴۷- یا ان کو بعد ڈرانے کے پکڑے،

نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی مسلمان اہل حق سے باز آجائے۔
آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ شخص جو اللہ کے لئے اپنی گھر بار کو چھوڑ دے گا۔ محض دین کے لئے وطن عزیز کو ترک کرے گا اور ہمیشہ کے لئے دل سے سختی قبول کرے گا۔ اللہ اس کے ایثار کو ضائع نہیں کرے گا۔ اسے اجر دے گا۔ اس کی دنیا سنوار دے گا۔ اور آخرت میں اس کے لئے اجر عظیم مستزاد ہو گا۔

یہ بات دیکھنے اور سمجھنے کی ہے۔ کہ صحابہ نے جب مکہ چھوڑ دیا۔ اور مدینہ کو دار الہجرت بنا دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں کس درجہ عظیم الشان زندگی عنایت کی۔ وہ لوگ جو گھروں کو چھوڑ گئے تھے۔ لاکھوں اقلیموں کے وارث ہوئے۔ اور پھر مکہ میں جو داخل ہوئے ہیں۔ تو فاتحانہ انداز میں۔ حق یہ ہے کہ جو لوگ رب کریم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ضرور اپنی گرانقدر رحمتوں سے مشرف فرماتا ہے۔
(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱

مکے والوں کا خیال تھا۔ کہ انبیاء کو فوق البشر ہونا چاہئے انسان اس قابل نہیں کہ نبوت کے خلعت کو زیب تن کر سکے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار اس اعتراض کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ انبیاء ہمیشہ بشر اور انسان ہوتے رہے ہیں چنانچہ اس آیت کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ تاریخ رشد و ہدایت میں جب انسانی لباس میں آتے ہیں۔ اہل کتاب سے پوچھو دلائل و براہین کی روشنی میں غور کرو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس حقیقت میں کس قدر صداقت ہے۔
لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ سے معلوم ہوا۔ کہ تفصیلات کو لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے۔ اور تفصیلات کا پہنچانا حضورؐ کے فرض منصبی میں تھا۔ قرآن احکام کلی کو بیان کرتا ہے اور رسول اللہ کی تفصیلات کو۔

حل لغات

رِجَالًا - یعنی انسان ۔ اَهْلَ الذِّكْرِ - اہل کتاب۔ اصحاب علم و بصیرت ۔ وَالزُّبُرِ - دلائل۔ کتابیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○

۴۸ - أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ
مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ
الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا
لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ○

۴۹ - وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَ
الْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ○

۵۰ - يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَ
يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ○

۵۱ - وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ
اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ
فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ○

سو تمہارا رب بڑا ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے

۴۸ - کیا اُنھوں نے نہ دیکھا کہ جو شے اللہ نے پیدا
کی۔ اُن کے سائے داہنے اور بائیں سے
اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں۔ اور وہ
عاجزی کرتے ہیں ○ ف۱

۴۹ - اور جو آسمانوں میں ہے اور جو جاندار زمین
میں ہے اور فرشتے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں
اور وہ تکبر نہیں کرتے ○

۵۰ - اپنے اُوپر سے اپنے رب کا خوف رکھتے
ہیں۔ اور جو حکم پاتے ہیں سو وہی کرتے ہیں ○

۵۱ - اور اللہ نے کہا ہے، کہ دو معبود نہ ٹھہراؤ
وہ معبود ایک (ہی) ہے۔ سو مجھی
سے ڈرو ○ ف۲

ف۱

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ عجز و انکسار کائنات کی ہر چیز فطرت کے قوانین کی تابع ہے۔ آفتاب سے لے کر ذرہ تک، اور ملائکہ سے لے کر ہر قسم کے جمادات تک سب اطاعت کا دم بھرتے ہیں یعنی قدرت کی جانب سے جو فرائض ان پر عائد کیے گئے ہیں۔ وہ اُن کو پورا کرتے ہیں۔ گو حضرت انسان بے شک اللہ کی نافرمانی میں سرگرم ہے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ چاند، سورج روزانہ خدا کے حکم کے تحت طلوع و غروب کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ کائنات کا حقیر سے حقیر ذرہ اپنے وظائف حیات ادا کر رہا ہے۔ یہی قرآن کی اصطلاح میں سجدہ ہے۔ یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرتا۔ اور مذہب کی جانب سے جو فرائض اس پر عائد کیے گئے۔ ان کو پورا کرنے میں کوتاہی کا اظہار کرتا ہے

ثنویت کا عقیدہ غلط ہے!

ف۲

اسلام توحید کا دین ہے۔ وہ کہتا ہے جب ساری کائنات اللہ کی مخلوق ہے، تو پھر کیونکر دو خداؤں کا تخیل ممکن ہو سکتا ہے۔ ثنویت کا عقیدہ اہل اول ایران سے نکلا ہے۔ ان کے نزدیک کائنات میں دو قسم کے عناصر ہیں۔ بشر اور خیر۔ شر کا خدا اور ہے۔ خیر کا اور۔ قرآن اس دوئیت کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے صرف ایک خدا کا وجود عقلاً ممکن ہے کیونکہ کائنات میں ایک ہی قانون ایک ارادہ اور ایک ہی مشیت کارفرما ہے۔ کائنات کے مظاہر میں اختلاف و ثنویت نہیں۔ لہٰذا دو خداؤں کا وجود عقل و بصیرت کی رو سے صحیح نہیں۔

دنیا میں اگر دو خدا ہوں۔ یا زیادہ تو پھر لازم آئے گا کہ دو اہم مختلف ارادے دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ اور اس صورت میں دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ کائنات کے نظام میں یک رنگی، وحدت اور یکسانی ہے۔ ہر چیز کے پیچھے ایک وحدت اور حقیقت مقرر ہے۔ جس میں خلاف نہیں

(باقی بر صفحہ ۶۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۲۔ وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ
تَتَّقُوْنَ ○
۵۳۔ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ
تَجْــَٔرُوْنَ ○
۵۴۔ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○
۵۵۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○
۵۶۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○

۵۲۔ اور جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے
اور اُسی کی عبادت لازم ہے۔ سو کیا تم غیر خدا
سے ڈرتے ہو؟ ○ ف۱
۵۳۔ اور جو نعمت تمہارے پاس ہے سو اللہ کی طرف سے ہے
پھر جب سختی تم پر آجاتی ہے، تو تم اسی کی طرف
چلاتے ہو ○
۵۴۔ پھر جب وہ تم سے سختی دور کر دیتا ہے تو تم میں
سے فوراً ہی ایک فرقہ اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتا ہے ○
۵۵۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے پر ناشکری کریں سو تم فائدہ
اٹھالو۔ آخر معلوم کرو گے ○
۵۶۔ اور ہماری ہی دی ہوئی روزی میں سے ان کے لیے جنہیں نہیں جانتے
حصہ تجویز کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جو تم جھوٹ باندھتے تھے
اُس کی بابت تم سے ضرور پوچھا جائے گا ○

(بقیہ حاشیہ)

نہیں ہوتا۔ اس لیے خدا بھی ایک ہے۔ نیز صحیح وجدان دو خداؤں کے تخیل کو قطعی طور پر قبول نہیں کر سکتا۔ وجدان کہتا ہے۔ قلب کی گہرائیوں میں ایک ہی محبوب جلوہ گر ہے۔

ف۱

یعنی اطاعت و انقیاد کا جذبہ اللہ کے لیے وقف ہے۔ اطاعت شعاری اور فرمانبرداری صرف رب السمٰوٰت کے لیے مختص ہے جو اصلاً کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا۔

حلِ لغات

(صفحہ ۶۴۹ و ۶۵۰)

یَتَفَیَّؤُا۔ اصل میں فیئ کے معنے رجوع کے ہوتے ہیں۔ سایہ چونکہ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے اسے بھی فیئ کہتے ہیں۔

دَاخِرُوْنَ۔ ذلیل۔

اِثْنَیْنِ۔ کا اعادہ مزید تنفر پیدا کرنے کے لیے ہے۔

وَاصِبًا۔ وصب کے معنے لازم دائم کے ہیں۔ بیمار کو بھی واصب کہتے ہیں۔ کیونکہ بیماری اسے چمٹ جاتی ہے۔ اور اس کے لیے لازم ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

۵۷۔ اور خدا کے لیے (فرشتوں کو) بیٹیاں ٹھہراتے ہیں پاک ہے اور اپنے لیے جو دل چاہے مقرر کرتے ہیں یعنی بیٹے ۝ ف۱

۵۸۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝

۵۸۔ اور جب ان میں کسی کو لڑکی کی خوشخبری ملتی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور جی میں گھٹ جاتا ہے ۝

۵۹۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

۵۹۔ اس خوشخبری کی برائی کے سبب جس کی اس کو بشارت دی گئی لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس تردد میں کہ بے عزتی قبول کر کے اس کو دنیا میں رہنے دے یا اسے مٹی میں دبا دے دیکھنا یہ بُرا فیصلہ کرتے ہیں ۝

۶۰۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

۶۰۔ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اُن کی صفت بری ہے، اور اللہ کی صفت سب سے بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ۝ ف۲

ع

۶۱۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ

۶۱۔ اور اگر اللہ آدمیوں کو ان کے ستم پر پکڑے، تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑے، مگر وہ

خدا کی صفات میں تنزیہ لازم ہے

ف۱

حجاز میں مختلف مذاہب رائج تھے۔ کچھ دہریے تھے، جو خدا کے قائل ہی نہ تھے کچھ مشرک تھے۔ جن کی بھی کئی قسمیں تھیں۔ کچھ تو بتوں کو پوجتے۔ کچھ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے۔ ان آیات میں دوسرے گروہ کا ذکر ہے۔

قبیلہ خزاعہ و کنانہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ فرشتوں کو بنات اللہ کہتے تھے۔

قرآن حکیم کہتا ہے یہ لوگ بھی عجیب ہیں۔ جس چیز کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ اُسے خدا کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ ان کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ بچیوں کے انتساب سے گھبراتے ہیں۔ اگر ان سے کوئی کہہ دے کہ تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو تیور بدل جاتے ہیں۔ چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اسے شرم و ندامت کے لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ اور یہ سوچتا ہے کہ کیونکر اس کو زمین میں گاڑ دے۔ اور اس ذلت سے نجات حاصل کرے۔

مقصد یہ نہیں کہ قرآن عربوں کی ان لڑکیوں کو ذلیل بتانا ہے۔ اور اس حقارت آمیز سلوک میں ان کا ہم نوا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ انہیں حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ انہیں بتائے کہ جس چیز کو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ اللہ کے لیے کیونکر بہتر صورت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ کو اپنے سے اعلیٰ اور برتر قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے تنزیہ لازم ہے۔

ف۲ یعنی اللہ تو بلند ترین نصب العین ہے ... معنی یہ ہیں کہ اس کے لیے اعلیٰ ترین صفات ثابت کیا جائے۔ مگر یہ بدبخت ہیں کہ اس کے لیے بری بری باتیں بیان کرتے ہیں۔ کوئی اسے جسیم سمجھتا ہے۔ کوئی اس کے لیے بیٹے ثابت کرتا ہے۔ کوئی جورو کے انتساب سے نہیں شرماتا۔ کوئی اس کے بیٹیاں بتلاتا ہے [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ
فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ
سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

انھیں ایک وقت معینہ پر مہلت دے رکھی ہے
پھر جب ان کا وقت آئے گا، تو نہ ایک گھڑی
پہلے روانہ ہوں گے اور نہ ایک گھڑی بعد ۝ ف۱

٦٢ - وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ
وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ
لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ
النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُفْرَطُونَ ۝

٦٢ - اور جسے خود ان کا جی نہیں چاہتا یعنی لڑکیاں وہ
اللہ کے لئے تجویز کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں
کہ ان کے لئے خوبی ہے۔ بے شک ان کے لئے
آگ ہے۔ اور وہ (دوزخ میں) سب سے آگے ہیں ۝

٦٣ - تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ
قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ۝

٦٣ - اللہ کی قسم تجھ سے پہلے ہم نے بہت امتوں میں
رسول بھیجے، سو شیطان نے ان کے عمل انھیں بھلے کر دکھائے
سو وہی آج ان کا دوست ہے اور ان کے لئے دکھ
دینے والا عذاب ہے ۝ ف۲

٦٤ - وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا
لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا

٦٤ - اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب نازل کی ہے
کہ تو ان کے لئے ان کی اختلافی باتوں کا کھول کر

تو اس حقیقت سے آگاہ نہیں، کہ اللہ نام ہے بہترین
اور مقدس ترین اوصاف و شمائل کے حامل کا۔ اس کا نام
بلند ہے۔ اس کی صفات بلند ہیں۔ اور اس کی خدائی
میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

ف۱

غرض یہ ہے کہ انسان کے گناہ ناقابل شمار ہیں۔ یہ
اللہ کا کرم ہے۔ کہ اسے ڈھیل دیتا ہے۔ تاکہ یہ اپنے
کئے پر پشیمان ہو اور حق کی جانب رجوع ہو۔ اگر وہ گناہوں
اور ہر شر پر فی الفور سے کام لے۔ تو ہم یہاں دنیا میں
ایک لمحہ کے لئے زندہ و برقرار نہ رہ سکیں۔

ف۲

غرض یہ ہے کہ اے پیغمبر تیری مخالفت کوئی نئی بات نہیں
ان کافروں سے قبل بھی لوگوں نے خود حق کو ٹھکرایا
ہے۔ شیطان نے اس سے پہلے بھی اولاد آدم کو گمراہ
کیا ہے۔ اب یہ بھی اگر ویسے ہی لوگ ہیں

آباؤ اجداد کے نقش قدم پر جا رہے ہیں۔ تو تعجب کی
کونسی بات ہے۔

ہو سکتا ہے۔ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ سے مراد قیامت
کا دن ہو۔ یعنی دنیا میں جب ان لوگوں نے شیطان
کے ورغلانے پر گناہوں کا ارتکاب کیا ہے تو آج
بھی انھیں شیطان ہی کی رفاقت حاصل ہو گی۔

حل لغات

كَظِيمٌ۔ یعنی جس کا دل گھٹے اور غم سے معمور ہے۔
يَدُسُّهٗ۔ گاڑ دے، دھنسا دے۔
الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ۔ بلند مثال۔
تَاللّٰهِ۔ اصل میں وَاللّٰهِ تھا۔ واو قسمیہ کو تا سے بدل
دیا گیا ہے۔
وَلِيُّهُمْ۔ دوست، رفیق، ساتھی۔ یعنی مذہب و تکلیف
میں ان کا شریک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

بیان کرے۔ اور ہدایت و رحمت ایمانداروں کے لئے ہے ۝ ف۱

۶۵- وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

۶۵- اور اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر اُس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے جلایا، اس میں اُن کے لئے جو سُنتے ہیں نشانی ہے ۝

۶۶- وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

۶۶- اور البتہ تمہارے لئے چارپایوں میں عبرت ہے کہ جو اُن کے پیٹ میں ہے اُس کے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے حلق میں آسانی سے گزرتا ہے ۝

۶۷- وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

۶۷- اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ اور اچھا رزق بناتے ہو، بے شک اہل عقل کے لئے اس میں نشانی ہے ۝ ف۲

رسُولؐ فیصلہ کُن تفصیلات بیان کرتا ہے!

ف۱ ان آیات میں یہ بیان کیا ہے کہ پیغمبر خدا کا درجہ و منصب کیا ہے۔ حضورؐ سے قبل عقائد کے باب میں کثیر اختلاف تھا۔ یہودی اور عیسائی باہم دست و گریبان تھے۔ مجوسی اور مشرکین کا باہم دشمن تھے۔ اسی طرح دنیا بھر میں اور دوسرے مذہب والوں میں اختلاف رائے تھا۔ حضورؐ کا منصب یہ ہے کہ ان کے درمیان حکم ہوں اور تمام اختلافات کو مٹا دیں۔ فیصلہ کُن تفصیلات سے سب کو آگاہ کر دیں۔ تاکہ جدال و نزاع کی گنجائش باقی نہ رہے۔

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے ذمہ تفصیلات کا فرض عائد کیا گیا ہے۔ جو لوگ اسوۂ رسول کی حجت سند نہیں سمجھتے، وہ غالباً اس آیت پر غور کرنا چاہتے۔ لِتُبَيِّنَ کے معنی کسی بات کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ گویا حضورؐ قرآن کے احکام کو تفصیل و تشریح کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے اسوۂ و عمل سے قرآن کے مضمرات و مشکلات کو سلجھاتے ہیں۔

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ قلب ماہیت پر قادر ہیں۔ وُہ چاہیں تو کفر و عناد کو رحمت و عقیدت مندی سے بدل دیں۔ انکار و کفر کو دم میں ایمان و یقین کا لباس پہنا دیں۔ وُہ بنجر اور شور زمینوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ خشک کھیت اور باغات بارش کی وجہ سے لہلہا اٹھتے ہیں۔ گوشت اور خون میں سے سفید دُودھ جیسی لطیف شے پیدا کر دیتا ہے۔ کھجور اور انگور میں طرح طرح کے مزے اور غذائیت رکھی ہیں۔ اسی طرح یہ ممکن ہے کہ وُہ دلوں کے خبث کو ایمان کی لطافت سے تبدیل کر دے۔

سَكَرًا کے معنے عام مترجمین نے شراب کے کئے ہیں اور کہا ہے کہ بعد کی آیات میں اسے منسوخ قرار دیا ہے۔ مگر یہاں مشکل یہ ہے کہ سَكَرًا کو بطور اظہار نعمت کے ذکر کیا ہے۔ اور جو چیز نعمت ہو وُہ کبھی حرام نہیں ہو سکتی۔ قرآن کی شان کے خلاف ہے کہ کسی حرام ہونے والی چیز کی تعریف کرے۔ بائبل میں یہ نقص ہے کہ اس میں بے شمار الفاظ تشبیہات و مثلات کے رنگ میں ایسے موجود ہیں جو بے نوشی پر آمادہ کرتے ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کوئی اچھی چیز ہے جبھی تو ہے کہ اولیٰ کتاب نے کبھی شراب سے احتراز نہیں کیا۔ ۔۔

www.KitaboSunnat.com

٦٨- وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ
اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ
مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۙ
٦٩- ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ
يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ
مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ
لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝
٧٠- وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَ
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ
الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ
شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ع ٩

٦٨- اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی بھیجی کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور بیلوں کی ٹٹیوں میں گھر بنا ۝ ف١

٦٩- پھر ہر طرح کا میوہ کھا۔ پھر اپنے رب کی راہوں میں چل، کہ صاف پڑی ہیں، ان مکھیوں کے پیٹ میں سے پینے کی چیز (شہد) رنگ برنگ کی نکلتی ہے۔ اس میں آدمیوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں نشان ہے ۝

٧٠- اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں موت دیتا ہے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے۔ تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے (بدھا بے عقل ہو جائے) ف٢ بیشک اللہ جاننے والا قدرت والا ہے ۝

شہد کی مکھی اور یورپ!

ف١ عجائب مخلوقات میں سے شہد کی مکھی بھی ہے۔ جو چھتے پر بیٹھتی ہے اور پھول پھول سے رس حاصل کرتی ہے اور بڑی محنت سے شہد مہیا کرتی ہے۔ اللہ نے اسے شہد اکٹھا کرنے کا عجب سلیقہ عطا کیا ہے۔ تم اگر اس کی فراست اور کوشش کو دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔ کہ کس طرح سے وہ چھوٹے سے استفادہ کرتی ہے اس کا چھتہ اس کے مسدس خانے حیرت انگیز صنعت کاری ہے۔

قرآن حکیم نے سب سے پہلے شہد کی مکھی کے عجائبات کی جانب توجہ دلائی ہے مسلمان اس سے غافل رہے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے فرمایا کہ اس کے مطالعہ میں غور و فکر کا وافر سامان موجود ہے۔ مگر یورپ نے شہد کی مکھی پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں عجیب عجیب تجربے کئے ہیں اور لاکھوں روپے کا شہد حاصل کر کے یورپ، ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں بھیج رہا ہے۔ بیسیوں دوائیں ہیں، جن میں شہد استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کہتا ہے۔ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے، یہ بہترین غذا اور بہترین دوا ہے۔ مگر اس کی اہمیت سے ہمارے ہندوستانی مسلمان کہاں تک آگاہ ہیں؟

اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے ایسے چھوٹے جانوروں کو بھی عقل عنایت کی ہے۔ جسے ہم الہام کہتے ہیں۔ آج جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کا یہ نظریہ بالکل درست ہے۔ عقل و فراست کی نعمت سے صرف انسان ہی بہرہ ور نہیں۔ بلکہ دوسری مخلوقات حیوانات وغیرہ بھی بہرہ ور ہیں۔ انسانی عقل اور حیوانی عقل میں فرق یہ ہے کہ انسان میں تفصیلی عقل ہے۔ اور حیوانات میں ذہنی اور جبلی، جو ضروریات طبعی تک محدود ہوتی ہے۔

ف٢ اللہ کے بے شمار مظاہر قدرت میں سے ایک مسئلہ کہولت و شیخوخت انسانی کا بھی ہے۔ کہ کس طرح ایک انسان جوانی سے پیر فرتوت ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ بڑھاپے کی خوراک کس طرح خود محتاج ہو جاتی ہیں!

(باقی برصفحہ ٦٥٥)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۱ - وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○

۷۱ - اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔ سو جنہیں فضیلت ملی ہے وُہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتے۔ تاکہ وہ سب (مالک غلام) رزق میں برابر ہو جائیں۔ پس کیا وہ اللہ کی نعمت کے منکر ہیں ○

۷۲ - وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ○

۷۲ - اور اللہ نے تمہاری جنس میں سے تمہارے لئے عورتیں پیدا کیں۔ اور تمہاری عورتوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے۔ اور تمہیں ستھری چیزیں کھانے کو دیں۔ سو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے۔ اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟ ○

۷۳ - وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

۷۳ - اور اللہ کے سوا اُن کو پُوجتے ہیں، جو

(بقیہ حاشیہ)

اگر زندگی محض مادی اسباب و ذرائع کی رہین منت ہو تو پھر شباب کی قوتوں کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ اللہ کا مقررہ قانون ہے۔ اس لئے آج بھی باوجود سائنس کی حیرت انگیز ترقیوں اور کمال کے انسان کہولت و پیری کو دُور نہیں کر سکا۔

علم التشریح نے آج بے انتہا ترقی کر لی ہے اور نظریۂ تجدید شباب بھی کامیاب ہو رہا ہے۔ مگر اس کا اثر محض بڑھاپے کے اثرات ہے۔ نفس کہولت کو دُور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حلِ لغات

النحل۔ شہد کی مکھی۔ تذکیر و تانیث میں برابر استعمال ہوتا ہے۔ لغت حجاز میں یہ لفظ مونث ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس کی رعایت رکھی ہے۔

حَفَدَةً۔ جمع حافد۔ خدمت گزار۔ رَجُلٌ **مَحْفُوْدٌ**۔ یعنی مرد مخدوم۔ پوتے چونکہ زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ اس لئے ان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ع

حفد الولائد بینھن ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۚ

آسمانوں اور زمین میں سے اُن کی روزی کے کچھ مختار نہیں ہیں اور نہ کچھ مقدور رکھتے ہیں○ ف۱

۷۴- فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۷۴- سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو، خدا جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے○

۷۵- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۷۵- اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک غلام ہے جو پرایا بس ہیں، جو کسی شے پر اختیار نہیں رکھتا۔ اور ایک وہ شخص ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی دی سو وہ اس میں سے چھپا کر اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا (دونوں) برابر ہیں؟۔ اللہ ہی کو کل حمد ہے پر ان میں اکثر نہیں جانتے○ ف۲

۷۶- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى

۷۶- اور اللہ نے ایک مثال بیان کی، دو آدمی ہیں ایک ان میں گونگا ہے۔ کچھ کام نہیں کر سکتا،

ف۱

مختلف انعام ذکر کرنے کے بعد نعمت توحید کی جانب توجہ دلائی ہے۔ کہ ہر چند کہ اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرتے ہیں مگر شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ ان نعمتوں کا انتساب اوروں کی طرف دوسروں کی طرف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ فلاں ولی نے ہمارے حال پر کرم کیا ہے۔ اور ہمیں رزق کی نعمت سے نوازا ہے۔ فلاں فقیر نے ہماری مشکلوں کو آسان کر دیا ہے۔ فلاں قلب اور شیخ نے ہماری سُن لی ہے۔ اور بیماریاں دور کر دی ہیں۔ یہ نہیں جانتے، کہ یہ اللہ کی ناشکری ہے۔ وہ سارے پیر فقیر خود اس کے در کے بھکاری ہیں۔ انہیں جو کچھ ملتا ہے۔ اس کے فیض سے ملتا ہے۔ وہ تمہیں کیا دیں گے۔ وہ بذات خود اسی کے محتاج ہیں۔ نادار، نادار کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ اسی سے مانگو۔ جو سب کا داتا ہے جو سب کو دیتا ہے۔ جس کے خزانے ہر وقت بھرپور رہتے ہیں۔ کھلے ہیں۔ خدا تک پہنچنے کے لئے وسیلے کی ضرورت ہے درست ہے۔ مگر کیا تمہاری بیچارگی، حاجتمندی یہ خود وسیلہ نہیں؟ تمہاری بندگی اور حق عبودیت یہ ذریعہ نہیں؟ توحید اور ایک اللہ پر بھروسہ کیا یہ کافی نہیں؟ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ. کیا تمہارے اعمال تمہاری سفارش نہ کریں گے جبکہ کچھ نہیں تو تمہاری گنہگاری اور اللہ کی کبریائی بجائے خود بخشش اور قبولیت کا ایک زبردست ہتھیار ہو سکتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ کا دربار امراء اور بڑے بڑے لوگوں ہی کے لئے نہیں۔ کہ وہاں منصب داروں کی سفارش کی حاجت ہو، وہ تو دربار غریبوں اور امیروں دونوں کے لئے یکساں کھلا ہے۔ اس لئے دنیا کی مثالیں اس پر منطبق نہ کرو۔

ف۲

مومن اور مشرک کی مثال بیان کی ہے۔ مومن دل کا فیاض ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور مشرک کا دل بخیل ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی خواہشات و ضروریات پر خرچ کرتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۹۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ
اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ
هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ
بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے۔ جدھر
اسے بھیجتا ہے، کچھ بھلائی نہیں لاتا
کیا وہ اس کے برابر ہے جو انصاف کے
ساتھ حکم کرتا، اور آپ راہ راست پر
ہے؟ ○ ف

۷۷- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ
اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝

۷۷- اور آسمانوں اور زمین کے بھید اللہ ہی کے
پاس ہیں۔ اور قیامت کا معاملہ
پلک جھپکنے کی مانند یا اس سے بھی قریب
ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر
ہے ○

۷۸- وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ
اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّ
جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

۷۸- اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں
میں سے نکالا۔ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اور
تمہیں کان، اور آنکھیں، اور دل دیئے

یہ مقصد ہے، کہ جس طرح مملوک کے
اختیار میں کچھ نہیں، جیسے اور جمادات اور معبودان باطلہ
نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اللہ کے سوا سب
اس کی مخلوق ہے۔ اس لیے خالق اور مخلوق
میں کیونکر مساوات ہو سکتی ہے؟ ○
(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف

یہ مثال خیر اور شر کی تمثیل ہے، کہ
نیک کردار ہمیشہ نیکی کی تلقین کرتا ہے،
دنیا میں بھلائی پھیلاتا ہے۔ اور جو شریر
ہے وہ کبھی برائیوں سے رک سکتا نہیں

بلکہ آگے کے سب حالات کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہوتی
ہے۔ اسے سب کچھ معلوم رہتا ہے؟

حل لغات

كَلٌّ - بوجھ، دوبھر، عاجز۔
اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ - آنکھ کا جھپکنا۔
لمح سے ہے۔

www.KitaboSunnat.com

وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
٧٩- أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ
فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ ۗ مَا يُمْسِكُهُنَّ
إِلَّا اللّٰهُ ۗ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
٨٠- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ
سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
الْأَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ
ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ
أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا
أَثَاثًا وَّمَتَاعًا إِلٰى حِيْنٍ ○
٨١- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا

تاکہ تم شکر کرو ○ ف۱
۷۹- کیا انہوں نے پرندوں کو آسمان کی فضا میں
حکم کے بندھے نہیں دیکھا؟ ان کو اللہ ہی تھام
رہا ہے۔ بے شک ایمانداروں کے لیے اس
میں نشانیاں ہیں ○ ف۲
۸۰- اور خدا نے تمہارے لیے تمہارے گھر رہنے کی
جگہ بنائے، اور چارپایوں کی کھال سے تمہارے
لیے ڈیرے بنائے، جو تمہیں تمہارے سفر کے دن
اور تمہارے اقامت کے دن ہلکے معلوم ہوتے ہیں
ان کی اون اور ان کے روؤں اور بالوں سے کئی چیزیں
اسباب اور فائدہ ایک وقت تک ہیں ○
۸۱- اور اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے تمہارے
سائے پیدا کیے اور تمہارے لیے پہاڑوں میں غار بنائے

انسان کی عقلی تربیت!

ف۱ انسان اگر اپنے اندر نظر دوڑائے، تو معلوم ہو کہ خود اس میں کس قدر معارف وعلوم کا خزانہ پنہاں ہے۔

اس آیت میں داخلی تفکیر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ خداوند اللہ نے لطف بے پایاں سے تمہاری عقلی و ذہنی تربیت کی ہے جب تم پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت تم نہیں جانتے تھے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ تمہاری عقل بڑھی۔ اور تم اپنے حواس سے کام لینے لگے۔ ایک وقت آیا کہ وہ عقل و تجربہ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اور تم برے بھلے کے متعلق صحیح فیصلے کرنے لگے۔ بتاؤ جس خدا نے ابتداء سے تمہاری عقلی ضروریات کو پورا کیا ہے وہ دنیا اور آخرت میں روحانی و مذہبی ضروریات کو پورا نہ کرے گا؟ کیونکہ مذہب بھی درحقیقت ایک قسم کی ذہنی تسکین کا نام ہے۔ ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق عقیدے اپنی تسکین و طمانیت کے لیے مقرر کر لیتا ہے تاکہ دل کو تسکین و طمانیت حاصل ہو۔ اس لیے مذہب ہے کہ وہ خدا جس نے ابتداء سے ہماری ذہنی و جسمانی تربیت کی ہے تو دینی ضروریات کو بھی پورا کرے۔

ف۲ پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ یہ پرواز اللہ کے ایک مقرر قانون کے ماتحت ہے۔ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ۔ مگر کچھ لوگ جو جاہل ہیں۔ اس قانون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قانون پر ماہر غور کرنے کے لیے مسلمان کو ترغیب دی تھی۔ مگر کافر اس کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں کہ وہ پرندوں کی طرح ہواؤں اور فضاؤں میں اڑ رہے ہیں۔ ان کے پاس بے شمار ہوائی جہاز ہیں۔ طیارے ہیں۔ جن کی وجہ سے آج وہ ربع مسکون پر حکومت کر رہے ہیں۔

کیا مسلمان کبھی غور کرے گا کہ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ میں کس قدر طلب حقائق ہیں؟

قرآن نے ہر کلمے کی جانب ہماری توجہ کو مبذول کیا ہے مگر افسوس کہ ہم ہر راہ و رفتار سے دور بیٹھے ہیں۔

حل لغات:- سَكَنًا :- مستقل اور ناقابل انتقال مکان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ۝

اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی میں بچاتے ہیں (زرہ)۔ یوں وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے کہ شاید تم مسلمان ہو جاؤ ۝ ف۱

۸۲- فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

۸۲- پھر اگر وہ نہ مانیں، تو تیرا ذمہ صاف سُنا دینا تھا ۝

۸۳- يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۝

۸۳- اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں، پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں بہت کافر ہیں ۝ ف۲

۸۴- وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝

۸۴- اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ پھر کافروں کو اذن نہ ہوگا، اور نہ ان سے عذر قبول کیے جائیں گے ۝

۸۵- وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ

۸۵- اور جب ظالم عذاب دیکھیں گے، تو نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ اور نہ انہیں

ف۱

[illegible]

ہیں۔ جو آرام و راحت کا باعث ہیں۔ یہ مسکن ہیں۔ تمہارے لئے خیموں اور قناتوں کا انتظام کیا ہے، کہ جہاں چاہو گھر بنالو۔ اور جو جگہ خوب ہیں ان کے لئے ماحول میں سایہ کا انتظام کیا ہے۔ وہ گھنے درختوں کے سائے آرام دیتے ہیں۔ تمہیں ملبوسات عطا کئے ہیں۔ جو سردی اور گرمی کے لئے مجد الجھاد گرانقدر ہیں۔ کچھ وہ ہیں، جو جنگ میں کام آتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ تم اللہ کی ان تمام نعمتوں کا استعمال کرو اور شکریہ ادا کرو۔

ف۲

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے تو ہیں۔ مگر اقرار نہیں کرتے۔ اور عملاً اس بات کا ثبوت نہیں دیتے، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں سے مشرف کر رکھا ہے۔

قیامت کے دن یہ لوگ صرف دربار خداوندی میں لا حاضر کئے جائیں گے۔ پیغمبر اور اللہ کے فرشتے ان کے خلاف شہادتیں دیں گے۔ اور کہیں گے کہ تم وہ ہو جنہوں نے اللہ کی بہت بڑی نعمت کو ٹھکرا دیا۔ یعنی تمہارے پاس اللہ کا رسول آیا۔ تم نے انکار کیا۔ تمہارے پاس اللہ کا ہادی اور مصلح آیا۔ تم نے منہ پھیر لیا۔ حالانکہ وہ تمہارے بھلے اور فائدے کے لئے آیا۔ تمہیں جہل و تاریکی کے مغاک سے نکالنے کے لئے آیا۔ تم کو علم و معرفت کا سبق دینے کیلئے آیا۔ اور تمہارے لئے برکات و فیوض کا خزانہ لایا۔ لیکن تم نے سوائے حق کو نہیں سنا۔ اس لئے آج تمہاری کوئی شنوائی نہیں کی جائے گی۔ تمہاری معذرت قبول نہیں کی جائے گی۔ اور تمہیں کچھ کہنے سننے کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حل لغات:- سرابیل - جمع سربال کی جمع ہے - بمعنی پیراہن، جامہ، قمیص، وافگنہ ۔ شہیدا - گواہ، مشاہد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يُنظَرُونَ ○
۸۶ - وَإِذَا رَأَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا
شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ
شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا
مِن دُونِكَ ۚ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۞
۸۷ - وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ
وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○
۸۸ - الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن
سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ○
۸۹ - وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ

مہلت ملے گی ○
۸۶ - اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے
بولیں گے، اے رب یہ ہمارے شریک ہیں
جنہیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔ تو وہ
شریک اُن کی بات اُن ہی پر ڈالیں گے
کہ تم جھوٹے ہو ○ ف۱
۸۷ - اور اُس دن اللہ کی طرف صلح کا پیغام ڈالیں گے
اور اُن کے جھوٹ اُن سے گم ہو جائیں گے
۸۸ - جو کافر ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
ہم اُنہیں عذاب پر عذاب بڑھائیں گے
بدلہ اُس کا جو شرارت کرتے تھے ○
۸۹ - اور جس دن ہم ہر اُمت میں اُنہیں میں کا ایک
گواہ اُن پر کھڑا کریں گے، اور تجھے لائے محمدؐ اُن پر

ف۱
قیامت کے دن جب وہ اپنے
معبودوں کو دیکھیں گے۔ تو اُن سے
کہیں گے، کہ اللہ جل شانہٗ یہی وہ لوگ
ہیں۔ جن کی ہم نے پرستش کی
تھی۔ اور اُس وقت اللہ تعالےٰ سے
معاملہ طلبی سے گڑگڑا کر کہیں گے
اُس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ
خدا کے ساتھ معبودوں کو شریک
ٹھہرانا جرم ہے۔ [illegible]

ہمارا گناہ عظیم ہے۔ اور یقیناً
توحید ہی صواب و حق کی راہ
ہے۔

حلِ لغات

السَّلَمَ - صلح و آشتی۔

شَهِيدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَنَزَّلْنَا
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِينَ ۝
۹۰- اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَإِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝
۹۱- وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ
إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝
۹۲- وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ

پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر
کتاب اتاری جس میں ہر شے کا بیان ہے
اور ہدایت اور رحمت اور بشارت (ہے)
مسلمانوں کے لئے ۝ ف۱

۹۰- اللہ انصاف اور بھلائی اور اہل قرابت کو
کچھ دینے کا حکم کرتا۔ اور بے حیائی اور نا معقول
بات اور سرکشی سے منع کرتا۔ تمہیں
سمجھاتا ہے۔ شاید تم یاد رکھو ۝ ف۲

۹۱- اور خدا کا عہد جب تم اس سے باندھو پورا کرو
اور پکی قسمیں کھا کر نہ توڑو۔ حالانکہ تم نے
اللہ کو قسموں میں اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے
اللہ جانتا ہے، جو تم کرتے ہو ۝

۹۲- اور تم اس عورت کی مانند نہ ہو، جس نے اپنا

آخری شہادت!

ف۱ جب تمام پیغمبر شہادتیں دے چکیں گے۔ تب حضور تشریف لائیں گے۔ اور یہ شہادت دیں گے کہ ان تمام انبیاء نے اپنے فرائض سعی کو باحسن وجوہ پورا کیا ہے۔

تمام شہادتوں کے بعد آپ کی شہادت ہونے کے صاف معنی یہ ہیں کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اب کسی دوسرے نبی کے لئے توقع و گنجائش نہیں کیونکہ آپ سب کے آخر میں شہادت دیں گے۔ آپ سارے نبیوں کے نبی اور کل پیغمبروں کے پیغمبر ہیں۔ آپ ہی التفات قیامت کے آخری مرکز التفات ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کے دروازے بند ہیں۔ کیونکہ قرآن کامل ہے۔ اس میں انسانیت دین کی سب چیزیں مذکور ہیں۔ اب تشریع و تہذیب کے لئے کسی نبو انتظار کی حاجت نہیں۔

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ یعنی ضروریات دینی کی تمام اصول چیزیں قرآن میں مذکور ہیں۔ یہ مقصود نہیں۔ کہ سب کچھ دنیا جہان کی تفصیلات اس میں بتلائی گئی ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب پند و ارشاد و ہدایت کے لئے مختص ہے۔ اس میں ہدایت اخلاق کا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ قرآن میں لفظ کل کا استعمال عربی الفاظ کے مطابق ہے۔ اس لئے استغراق مقصد نہیں۔ بلکہ عموم مقصود ہے۔

رُوحِ اخلاق

ف۲ اس آیت میں اسلام کی اساسی تعلیمات کا ذکر ہے یعنی اللہ کے احکام کا خلاصہ ذکر کر دیا ہے۔ یہ جامع کلام ہے کہ اسے اگر روح اخلاق سے تعبیر کیا جائے تو بجا ہے۔ عدل کے معانی میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ اس سے مقصود توحید ہے۔ بعض کہتے ہیں دین متوسط یعنی اسلام ہے۔ بعض کی رائے میں معاملات میں مساوات کا حکم ہے۔ مگر لفظ عام ہے۔ یہ تمام صورتیں عدل پر یکساں بولا جاتا ہے۔ توحید اس لئے عدل ہے، کہ یہ ابا ! (باقی برصفحہ ۹۹۳)

www.KitaboSunnat.com

غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ
تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ
اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ
اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ
وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○
٩٣- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
٩٤- وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا
بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ
ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

سُوت بعد محنت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کر
تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد کرنے کا
حیلہ بناتے ہو۔ محض اس لئے کہ ایک گروہ
دوسرے گروہ سے (مال میں) بڑھ جائے۔ اللہ تمہیں اس سے
آزماتا ہے۔ اور اللہ قیامت کے دن تمہاری
اختلافی باتوں کو تم سے کھول کر بیان کرے گا ○ ف۱
٩٣- اور اگر اللہ چاہتا، تو سب کو ایک ہی دین
پر کر دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرے اور
جسے چاہے ہدایت کرے۔ اور تمہارے اعمال
کی تم سے پوچھ ہوگی ○
٩٤- اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان حیلہ د
بناؤ۔ کہ کہیں جمے پیچھے کوئی قدم ڈگ
جائے۔ اور تم اللہ کی راہ سے روکنے کا

اعتدال و توازن کی راہ ہے۔ بُت پرستی اپنی تمام جزئیات سمیت مذموم ہے۔ علم جہالت میں غلو ہے۔ اس لئے کہ اس سے قبل کے تمام ادیان میں افراط و تفریط ہے۔ یہودیت میں کوتاہی اور ظاہر پرستی داخل ہے۔ تو تشدد کی آمیزش ہے۔ عیسائیت میں شریعت سے بے نیازی ہے۔ صرف اخلاقی نصائح کا ذکر ہے کوئی قانون اور ضابطہ نہیں۔ جو حقیقت بڑا الحاد ہے۔ آریہ مذاہب میں تعمق ہیں۔ وہاں ہر بات مبالغہ آمیز ہے۔ خرافات و اوہام کا مجموعہ ہے۔ وہ مذہب جس میں ظاہر پرستی بھی ہو۔ اور روحانیت بھی۔ اجمال اور شریعت کی تفصیل بھی۔ معارف الٰہی کا ذکر بھی ہو اور فلسفہ و حکمت بھی۔ تو وہ صرف اسلام ہے جو اعتدال و توازن میں سمویا ہوا ہے۔ کوئی بات بے اعتدالی کی نہیں۔ ہر حکم فطرت کے ترازو میں تُلا ہوا۔ اور عقل کے پیمانہ میں نپا تلا ہے ○

عدل کے معنے معاملات میں مساوات کے عام طور پر یہ ہیں کہ مسلمان پیکر انصاف ہو صداقت شعار ہو۔ احسان مرتبہ اخلاق کا دوسرا نام ہے۔ معاملات میں احسان کے معنے یہ ہوں گے کہ ہم اپنے فرائض منصبی سے زیادہ کچھ کریں۔ اس کے بعد اللہ کا حکم یہ بھی ہے۔ کہ اقربا کی خدمت کی جائے۔ ان سے مروت و مواسات کا سلوک کیا جائے۔ ان کو ہر طرح پر ترجیح دی جائے۔ بُرائیوں اور فواحش سے باز رہنے کی بھی تلقین ہے۔ فَحْشَآءِ سے بڑھ کر بُرائی مراد ہے جو نمایاں اور ظاہر ہو۔ مُنْكَر کے معنے عیب کے ہیں جسے قلب و ضمیر بُرا سمجھے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان اخلاق کا نہایت بہتر نمونہ ہو ○

ف۱

ان آیات میں وفاء عہد کی تلقین کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ تمہیں عہد و معاہدہ کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ مضبوط عہد کرنے کے بعد محض اس لئے کہ تم طاقتور حلیف کا ساتھ دو۔ عہد توڑ دو۔ کیونکہ تمہاری مثال بڑھیا دیوانی کی سی ہوگی۔ جو سوت کات کر تاگا تاگا کر دے ○

قرآن کی اصطلاح میں عہد وہ التزام ہے جو شرع، اخلاق یا کسی کی جانب سے تمہارے اوپر عائد ہوتا ہو۔ یا جسے تم خود اپنے او

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
۹۵- وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۚ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝
۹۶- مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ
الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
۹۷- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

باعث ہو کر عذاب چکھو۔ اور تمہیں
بڑا عذاب ہو ۝
۹۵- اور عہد خدا کے مقابلہ میں حقیر قیمت نہ
لو۔ جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ
تمہارے لیے اچھا ہے۔ اگر تم
جانو ۝ ف۱
۹۶- جو تمہارے پاس ہے' جاتا رہے گا اور جو
اللہ کے پاس ہے، وہ باقی ہے۔ اور ہم
ثابت قدموں کو ان کے نیک کاموں کا
ضرور بدلہ دیں گے ۝
۹۷- مرد ہو یا عورت۔ جو مسلمان ہو کر
نیک کام کرے۔ ہم اسے اچھی
زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور

مسلمان خادم دین ہوتا ہے

ف۱

یعنی مسلم کو اپنی اغراض نفسانی کے لیے دین فروشی کسی طرح مناسب اور موزوں نہیں۔ کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں عارضی اور فانی ہیں۔ اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ باقی اور دائم ہے۔ اس لیے عقلمند وہ ہے جو دائم اور باقی رہنے والی چیز کا سودا عارضی اور فانی چیز سے کرے۔

غرض یہ ہے کہ مسلمان دینی مفاد کو دنیوی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ دنیا میں اس کا مطمح نظر ہوتا ہے کہ بہتر سے بہتر طریقے سے دین کی خدمت ہو۔ یہ وجہ ہے کہ اس طرح دیندار کسی طرح گھاٹے اور ٹوٹے میں نہیں رہتے۔ بلکہ ان کو دنیا و دین دونوں کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مسلمان کا دین بچ گا۔ بلکہ اور ترقی ہو جاتی ہے۔

وہ دنیا طلب تو ضرور کرتا ہے۔ مگر دینی خواہشوں کی تکمیل کی حد تک۔ حاصل وہ صرف دیندار ہوتا ہے۔ اور یہ دین کی خاصیت ہے۔ کہ وہ دنیا کی کسی نعمت سے بھی محروم نہیں رہتا۔ دیندار اور دنیادار انسان میں صرف حرص و آز کا فرق ہے۔ دنیادار حرص کے لحاظ سے بڑھا ہوتا ہے وہ خواہشات نفس کا مطیع ہوتا ہے۔ اور دیندار انسان محض اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے خواہشات نفس پر پورا پورا قابو رکھتا ہے۔

حل لغات

بِعَهْدِ اللّٰهِ۔ یعنی دینی احکام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
۹۸۔ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○
۹۹۔ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○
۱۰۰۔ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ○
۱۰۱۔ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ

ان کے اچھے کاموں کا جو وہ کرتے تھے بدلہ دیں گے ○ ف۱
۹۸۔ سو جب تو قرآن پڑھے۔ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ ○ ف۲
۹۹۔ ان لوگوں پر جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا زور نہیں چلتا ○
۱۰۰۔ اس کا زور صرف انہیں پر چلتا ہے جو اس کے دوست، اور شرک ہیں ○
۱۰۱۔ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو وہ کہتے ہیں تو تو مفتری ہے، بلکہ

ف۱

اسلام نے حصول مراتب میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اسلام کی نگاہ میں مرد و عورت مساویانہ طور پر اللہ کی چوکھٹ پر جھک سکتے ہیں۔ اعمال صالحہ کے میدان میں دونوں یکساں بڑھ سکتے ہیں۔ نیکی اور پاکیزگی کے حصول میں دونوں برابر کوشش کر سکتے ہیں۔

اس لئے قرآن کہتا ہے کہ مرد و عورت میں جو کوئی بھی بشرط ایمان نیک عمل کرے گا۔ وہ نہایت پاکیزہ زندگی بسر کرے گا۔

ف۲

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس کے نزدیک تعلق لگاؤ کی تقدیس ضروری ہے۔ ذہن و خیال کی پاکیزگی لازم ہے۔ تاکہ اس مقدس کلام کی پہنائیوں تک رسائی ہو سکے۔ وہ شخص جو نفس کا ناپاک ہے۔ جس کے قلب میں خباثت ہے۔ جس کا باطن درست نہیں۔ وہ اس کے فیوض و برکات سے استفادہ نہیں کر سکتا اسی لئے ارشاد ہے۔ کہ جب قرآن پڑھو تو شیطانی وساوس کو دور کر لو۔ دل کو پاک اور یکسو کر لو۔ اعوذ پڑھ لو۔ غرض یہ ہے کہ پوری پاکیزگی کے ساتھ اس پاک کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

حل لغات

فاستعذ باللہ۔ خدا کی پناہ میں آ۔ یعنے حصار توحید میں جگہ حاصل کر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

اکثر ان میں نہیں جانتے ○

۱۰۲- قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ
مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَ
بُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ○

۱۰۲- کہہ دو۔ اسے پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ ایمانداروں کو ثابت رکھے۔ اور مسلمانوں کو ہدایت و بشارت ہے ○ ف۱

۱۰۳- وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ
إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ
الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ
وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ○

۱۰۳- اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ (یہ بھی) کہتے ہیں کہ محمدؐ کو ایک آدمی سکھلاتا ہے۔ حالانکہ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں (کہ فلاں شخص سکھلاتا ہے) اس کی زبان عجمی ہے۔ اور یہ فصیح عربی زبان ہے ○ ف۲

۱۰۴- إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ ۙ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

۱۰۴- جو اللہ کی باتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت نہ کرے گا۔ اور انہیں دکھ دینے والا عذاب ہوگا ○

۱۰۵- إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ

۱۰۵- جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے،

قرآن اختراع نہیں ہے!

ف۱ بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ قرآن دماغی اختراع ہے حضورؐ نے خود اختراع کیا ہے۔ اور اللہ کی جانب اسے منسوب کر دیا ہے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ اسے روح القدس لے کر آئے ہیں۔ یہ حق و صداقت کا اعلان ہے۔ کہ جو لوگ ذہنی اضطراب میں مبتلا ہیں ان کی تسلی و تسکین ہو۔ اس میں ہدایت و بشارت ہے۔ مگر ایمان و تجربہ شرط ہے۔

وہ کتاب جس نے قوم کے اخلاق کو بدل دیا ہو۔ جس نے گمراہی و ضلالت سے نکالا ہو۔ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کی ہو۔ اور قوم کو خوشخبریوں کا مہبط بنایا ہو۔ کیا وہ دماغی اختراع ہو سکتی ہے؟

کیا یہ اختراع اور جھوٹ کا نتیجہ ہے کہ قوم ترقی کے فراز اعلیٰ تک پہنچ گئی۔ پستی اور حضیض سے نکل کر ایمان کی بلند ترین چوٹیوں پر متمکن ہو گئی۔ کیا جھوٹ میں یہ قوت ہے۔ کہ اخلاق کو بدل دے

عادات کو سنوار دے؟ قوموں کو بلند کر دے؟ اور خاص کر کے افکار کو بیدار کر دے؟

ف۲ مخالفین کو خیال تھا۔ کہ حضورؐ نے قرآنی معارف کو کسی شخص سے سیکھ لیا ہے۔ اور ان کے اپنے علم و بصیرت کا نتیجہ و ثمرہ نہیں ہے۔ اور وہ آدمی جس سے حضورؐ نے سیکھا ہے عجمی ہے۔ اس لئے تعین میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے حبشی ہے۔ کسی کے خیال میں عداس ہے کسی کی رائے میں ابن یسیرہ ہے۔ بہر حال وہ کوئی عجمی ہے؟

قرآن کہتا ہے۔ اگر حضورؐ نے عجمی سے سیکھا ہے۔ تو پھر اس میں یہ فصاحت و بلاغت کہاں سے ہے؟ کیونکہ عجمی اثرات اس میں نمایاں نہیں؟

بات یہ ہے کہ اصل میں [illegible] مخالفین [illegible] وہ حضورؐ کی ساری زندگی [illegible] مخالفین [illegible] آپ نے ساری زندگی میں کہیں تعلیم حاصل نہیں کی۔ ایک [illegible] نظام دین کسی آدمی سے سیکھ لیں [illegible] ہے [illegible] باقی [illegible]

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝
۱۰۶- مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ
اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ
مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ
مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
۱۰۷- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ
اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
۱۰۸- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

وہی جھوٹی باتیں بناتے۔ اور وہی
جھوٹے ہیں ○
۱۰۶- جو کوئی بعد ایمان اللہ کا منکر ہوا سوائے
اس کے کہ جس پر زبردستی ہوئی۔ اور اس کا دل
ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ مگر وہ جو
دل کھول کر منکر ہوا۔ سو ان پر اللہ
کا غضب ہے۔ اور ان کے لیے
بڑا عذاب ہے ○ ف۱
۱۰۷- یہ اس لیے کہ انہوں نے آخرت پر دنیا
کی زندگی کو پسند کیا۔ اور خدا کافر
لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○
۱۰۸- یہ وہی ہیں۔ جن کے ف۲ دلوں،
اور کانوں، اور آنکھوں پر اللہ نے

اور پھر وہ استاذ کہیں ... سے ... گیا۔ اور اُسے کہیں
دکھ دیا۔ کہ میاں ... تو ... لکھایا پڑھایا ہے تم پشیمان
نہ ہو جاؤ۔ کہیں یہ شخص جو مجتہد اور علم و بصیرت کا
مالک ہو۔ اس نوع کی حیرت انگیز کتاب پیش کر سکتا
ہے۔ جو علوم و معارف کا خزانہ ہو ○

ف۱

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ ۔ الآیۃ ۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ غرض یہ
ہے کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور ارتداد
اختیار کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اور عذاب کے
مستحق ہیں۔ الا یہ کہ وہ مجبور ہوں۔ جنھیں کے لیے
... کا اظہار کریں۔ مگر دل میں ایمان کا دریا موجزن ہو
... اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ○
... مجبوری کے وقت ... جائز تو ہے۔ مگر بہتر
... کا اظہار استقلال سے کیا
... ○

ف۲

اس آیت میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے
کہ کن لوگوں کے دل پر مہریں لگی ہیں۔ کون محروم ہیں
جن پر وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ ارشاد ہے
کہ وہ لوگ جنھوں نے عمداً دنیا کو دین پر ترجیح دی
جنھوں نے جان بوجھ کر کفر کو قبول کیا۔ اور جو دین کے
معارف سے آگاہ نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے
پارہ کی ابتدائی آیات جن میں خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ پر بحث کی گئی ہے ○

حلِ لغات

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ۔ یعنی کشادہ دل کے
ساتھ اظہار کفر کرے ○
قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۔ یعنی بہلانے والے دل
میں تبدیلی کی استعداد نہیں رہی ... دیکھنے والی آنکھ بصیرت

www.KitaboSunnat.com

أَبْصَارِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○

مُہر لگائی۔ اور یہی غافل ہیں ○

۱۰۹- لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

۱۰۹- بے شک آخرت میں وُہی نقصان اٹھائیں گے ○

۱۱۰- ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا ۚ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○

۱۱۰- پھر تیرا رب اُن کے لئے جنہوں نے ایذا دیئے جانے کے بعد ہجرت کی۔ پھر جہاد کیا اور ثابت قدم ہو کے رہے۔ اُن باتوں کے بعد تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ف۱ ○

ع ۱۴

۱۱۱- يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

۱۱۱- جس دن ہر کوئی اپنے نفس کی طرف سے جھگڑتا ہوا آئے گا۔ اور ہر کسی کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔ اور اُن پر ظلم نہ ہو گا ○

۱۱۲- وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

۱۱۲- اور اللہ نے مثال سنائی، کہ ایک گاؤں

اسلام جرأت آموز ہے!

ف۱

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں مصیبتیں کو برداشت کیا۔ جنہوں نے گھر اور وطن کی آسائشوں کو چھوڑا۔ جنہوں نے مسافرت اور ہجرت اختیار کی۔ جنہوں نے نفس اور باطل قوتوں کے خلاف جہاد کیا۔ ان کے لئے اللہ کی بخششیں اور عنایتیں ہیں۔ وُہی اس کی مغفرت اور رحمت کے مستحق ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بحالت مجبوری مشقت سے محفوظ رہنے کے لئے کفر کا اظہار جائز ہے۔ بہتر نہیں۔ یعنی اللہ ایسے آدمی کی لغزش پر مواخذہ نہیں کرے گا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ فضیلت کی چیز ہے۔ اس جواز کو جو مخصوص حالات میں قابلِ معافی ہے۔ عام کرنا۔ اور اسے فضیلت دینا غیرتِ فطرت کی توہین کرنا ہے۔

اسلام جرأت اور اظہارِ حق کو بہترین فضیلت قرار دیتا ہے۔ وہ مسلمان کو مجاہد دیکھنا چاہتا ہے جو پوری جسارت کے ساتھ باطل کے خلاف صف آرا ہو سکے۔ اور وہ جو بزدل ہے۔ جہاد سے جی چراتا ہے۔ مجاہد نہیں کہلا سکتا۔ یہ کمزوری اور بزدلی کا کھلا اعتراف ہے۔ اسلام جھوٹ فریب یا ریا کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ اس کی تعلیم واضح اور بین ہے۔ وہ ہرگز تصنعات و تکلفات کو چھپانا نہیں چاہتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا
رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ
فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ
وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○
۱۱۳- وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ
وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○
۱۱۴- فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ
حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○
۱۱۵- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ
وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

(یعنی کہ) امن چین میں تھا۔ ہر جگہ سے با
فراغت اُس کے پاس اُس کا رزق چلا
آتا تھا۔ پھر اُس شہر نے اللہ کے احسانوں کی
ناشکری کی تو خدا نے بھوک اور خوف کا لباس
اُسے پہنایا۔ اُن کی کرنی کے سبب ○
۱۱۳- اور اُن کے پاس اُنہیں میں سے ایک رسول آیا
تو انہوں نے اُسے جھٹلایا۔ اس لئے انہیں عذاب نے آ پکڑا
اور وہ ظالم تھے ○ ف۱
۱۱۴- سو مسلمانو! تم اللہ کا دیا ہوا حلال اور پاک رزق
کھاؤ۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو،
اگر تم اُسی کو پوجتے ہو ○
۱۱۵- اللہ نے تو تم پر صرف مُردار حرام کیا
ہے۔ اور خُون، اور سُور کا گوشت،

ف۱
غرض یہ ہے کہ اللہ
کی اطاعت اور اس کی
سپاس گزاری بہترین
نعمتوں کو کھینچ لیتی ہے۔ جو
خدا کی نعمتوں کو ٹھکراتا
ہے۔ وہ تمام نعمتوں
کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور خوف و حزن کو
اپنے اوپر مسلط کر لیتا
ہے۔

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا
عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○
۱۱۶- وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا
حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ○
۱۱۷- مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ○
۱۱۸- وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا
مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ
وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا

اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو نہ زور کرتا ہو۔ اور نہ ہی زیادتی، اور عاجز ہو گیا۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

۱۱۶- اور تم اپنی زبانوں کی دروغ گوئی سے یوں نہ کہو، کہ یہ حلال ہے، اور یہ حرام۔ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اُن کا چھٹکارا نہ ہوگا ○

۱۱۷- تھوڑا فائدہ ہے۔ اور انہیں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا ○

۱۱۸- اور یہود پر ہم نے وُہی حرام کیا تھا جو پہلے ہم تجھے سُنا چکے۔ اور اُن پر ہم نے کچھ ستم نہیں کیا تھا۔ لیکن وُہ اپنی

کون کون چیزیں حرام ہیں؟

ف ۱

قرآن حکیم ایک مکمل شریعت ہے اس میں توحید و تفرید کے معارف بھی ہیں۔ اور ضروری آداب و اخلاق بھی۔

کامل نظام مذہب کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس میں ضروریات انسانی کی ہر چیز موجود ہو۔ چنانچہ قرآن سب باتوں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔

کھانا پینا بھی چونکہ تہذیب انسانی کا ایک ضروری جزو ہے اس لئے قرآن اس کے متعلق بھی ضروری ہدایات سے تعرض کرتا ہے قرآن کہتا ہے۔ پاکیزہ چیزیں بلا تکلف کھاؤ۔ جن میں مضرت نہ ہو۔ جو ناپاک نہ ہوں۔ جن کو ذوق سلیم گوارا کر لے۔ جن کے کھانے سے اخلاقی و مذہبی مضرتیں نہ پیدا ہوں۔ اور جو چیزیں ان صفات سے عاری ہوں۔ وہ غذا کے قابل نہیں وہ حرام ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) مُردار۔ اس کے کھانے سے خساست پیدا ہوتی ہے قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔ زندہ قومیں اس کے کھانے سے پرہیز کرتی ہیں۔ صحت کے لئے بھی مُضر ہے۔ پیٹ میں تعفن پیدا کرتا ہے۔

(۲) خون۔ یہ عہد وحشت کی یادگار ہے۔ اس سے درندگی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دانتوں اور معدہ کے لئے سخت مُضر ہے۔ عرب خون کو رکھ لیتے تھے۔ اور دہی کی طرح جم جانے پر کھاتے تھے۔

(۳) سؤر کا گوشت۔ یہ تشنج کے مرض کو پیدا کرتا ہے جدید تحقیقات کے مطابق اس کے کھانے سے فوری موت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں اس کے متعلق بڑے بڑے مضمون لکھے گئے۔ یہ واسطے شہوت میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے کھانے والی قومیں بے غیرت ہوتی ہیں۔ ان میں جنسی غیرت کا مادہ اُٹھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے آج یورپ میں سب کچھ موجود ہے۔ مگر (باقی برصفحہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○
١١٩- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا
السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا ۙ
اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○
١٢٠- اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا
لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ○
١٢١- شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَ
هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○
١٢٢- وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ
وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

جانوں پر آپ ستم کرتے تھے ○
۱۱۹- پھر تیرے رب کی یہ صفت ہے کہ جنہوں نے نادانی سے بدی کی۔ پھر بعد اس کے تائب ہوئے۔ اور اصلاح کر لی۔ تو اس توبہ کے بعد تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○
۱۲۰- اصل میں ابراہیم پیشوا خدا کا فرماں بردار یک طرفہ شخص تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا ○
۱۲۱- اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار تھا۔ خدا نے اُسے پسند کیا۔ اور راہِ راست دکھلائی ○
۱۲۲- اور ہم نے اُسے دُنیا میں خوبی بخشی اور وہ آخرت میں نیکوں میں

حرمت مقتضی ہے۔ کیونکہ وہ کثرت سے سؤر کا گوشت کھاتے ہیں۔ رُوحانی لحاظ سے یہ حرص و آز کے جذبات کو ابھارتا ہے ؂
(۴) غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔ اس سے نظامِ شرک کی تائید ہوتی ہے۔ اسلام چونکہ توحید کا مذہب ہے۔ اس لئے تمام ایسے ذرائع بند کر دینا چاہتا ہے۔ جن سے شرک کے پنپنے کا احتمال ہو ؂

حلِّ لغات

اُمّۃً - [illegible] کیا جاتا ہے۔ [illegible] کے معنے [illegible] کرنے کے ہیں۔ [illegible] لام [illegible] کے معنے [illegible] ہیں۔ [illegible] جب [illegible] ہوتا ہے۔ تو اس کی جانب [illegible] ؂

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحِيْنَ ۝

۱۲۳ - ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

۱۲۴ - اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

۱۲۵ - اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

ہے ۝

۱۲۳ - پھر ہم نے تیری طرف وحی بھیجی، کہ تُو ابراہیم کے مذہب پر چل جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور وہ مُشرکوں میں نہ تھا ۝

۱۲۴ - ہفتے کا دن اُنہیں لوگوں پر مقرر ہوا تھا، جنہوں نے اُس میں اختلاف کیا۔ اور تیرا رب قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں میں فیصلہ کرے گا ۝ ف ا

۱۲۵ - تُو حکمت اور عُمدہ نصیحت سے اپنے رب کی راہ پر بُلا - اور اُن کو اس طرح الزام دے، جس طرح بہتر ہو - تیرا رب اُسے خوب

جُمعہ کا اِحترام!

ف ا

اسلام اور دیگر ادیان میں اصولاً کوئی اختلاف نہیں البتہ بعض لوگوں نے اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت میں اللہ کے حکموں میں اختلاف و تشتت پیدا کر لیا ۔

جُمعہ کا دن ہمیشہ سے دینی فرائض کے لئے مختص رہا ہے ۔ مگر یہود و نصاریٰ نے اس میں اختلاف کیا ۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے ۔ ہم سے پہلی قوموں پر بھی جمعہ کا احترام واجب تھا ۔ مگر اُنھوں نے از راہِ عِناد اس میں اختلاف کیا ۔ اور اللہ نے اس معاملہ میں ہماری صحیح راہنمائی فرمائی ۔ ہمیں توفیق مرحمت کی کہ جمعہ کے احترام کو قائم رکھیں ۔ اس صُورت میں اخْتَلَفُوْا کے معنے یہ ہوں گے کہ اُنھوں نے نبی کی تعلیمات میں اختلاف پیدا کیا ۔ نہ یہ کہ سبت کے تعیّن میں اختلاف کیا ۔

حَلِّ لُغات

حَنِيْفًا ۔ موحد توحید کے لئے وقف ۔

سَبْت ۔ احترام کا دن ۔ عیسائیوں میں اتوار اور یہودیوں میں ہفتہ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○	جانتا ہے۔ جو اُس کی راہ سے گمراہ ہُوا ہے۔ اور وہ ہدایت یافتوں سے بھی خوب آگاہ ہے ○ ف۱
۱۲۶- وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○	۱۲۶- اور جو تم بدلہ دو، تو اتنا ہی دو، جس قدر تمہیں تکلیف پہنچی ہے، اور جو تم صبر کرو، تو صبر صابرں کے لئے خوب ہے ○
۱۲۷- وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○	۱۲۷- اور صبر کر، اور بغیر خدا کی مدد کے تُو صبر نہ کر سکے گا۔ اور اُن پر غم نہ کھا، اور اُن کے فریبوں سے تنگدل نہ ہو ○ ف۲
۱۲۸- اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ ع ۱۶ / ۲۲	۱۲۸- بے شک اللہ (خدا سے) ڈرنے والوں اور نیکوں کے ساتھ ہے ○

ف۱

دعوت و بشارت کا صحیح ترین اصول بتاتا ہے۔ یعنے جب خدا کے دین کی طرف لوگوں کو بلایا جائے تو نہایت عجیب سادہ انداز میں موعظت اور پند کے طریق پر صلح جوئی اور رواداری کے ساتھ اگر اختلاف کا موقع آ گئے، تو احسن طریق سے اُس کو نبٹایا جائے مقصد جدل و تعصب نہ ہو۔

حضور کا یہی طریق دعوت و تبلیغ تھا۔ یہی وجہ تھی، لوگ کھچے کھچے اسلام کے قریب آتے۔ اور اُسے قبول کر لیتے۔ حضور جب مخالف کو سمجھاتے، تو ایسے جاذب طریق سے کہ دل میں اتر جائے۔

آج حضرات علماء کے اخلاق بگڑ چکے ہیں وہ تبلیغ و اشاعت کی نفسیات سے آگاہ نہیں۔ وہ نہیں جانتے، قول بلیغ کیا ہے، کس طریق سے لوگوں کو حق و صداقت کی طرف بلانا چاہیے۔ قاعدہ ہے کہ اچھی بات بھی برے انداز میں پیش کیجئے تو لوگ ٹھکرا دیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کلمۂ حق کا اظہار کیا جائے۔ مگر سلجھے ہوئے انداز میں، جس میں لوگوں کی نفسیات کی رعایت نہ ہو۔

ف۲

اس میں حضور کی شفقت و ہمدردی کا ذکر ہے۔ اور آپ سے کہا گیا ہے۔ کہ ان کی بدبختی پر غم نہ کھاؤ۔ جی تھوڑا نہ کرو۔ ان کو آزاد چھوڑ دو یہ تمام باطل تدبیروں کو آزما دیکھیں۔ تمہارے خلاف سازشیں کر لیں۔ اللہ انہیں ناکام رکھے گا۔ اور یہ اپنے مقصد میں ذلیل و خوار ہوں گے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۱۱) رُكُوْعَاتُهَا (۱۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

۲- وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا ۝

۳- ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

سُورۂ بنی اسرائیل

مکی ــــ آیتیں ۱۱۱ ــــ رکوع ۱۲

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام (کعبہ) ف۱ سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دی ہے لے گیا، تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں، بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے ۝

۲- ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا کہ میرے سوا تم کسی کو کارساز نہ جانو ۝

۳- (اے) ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں چڑھایا تھا۔ نوح بندہ شکرگزار تھا ۝

روح اور جسم کی انتہائی پرواز

ف۱ میں اس وقت جبکہ مکہ میں حضورؐ کے ہم وطنوں کی ناقابل برداشت تکلیفیں دی جا رہی تھیں۔ حضورؐ کے وطن مالوف سے نکال باہر کرنے کی سازشیں کی جا رہی تھیں۔ عین اس وقت جب زمین والوں نے کوشش رسالت کو برباد کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ جب یہ طے پا چکا تھا کہ اس شمع ہدایت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر دیا جائے۔ آسمان پر اس کے عروج و ارتقاء کے سامان ہو رہے تھے۔ قضا و قدر کے دفاتر میں معراج و تقدم کے ہنگامہ طرز ہو چکے تھے۔

اللہ کی مشیت نے آپ کو اٹھایا۔ اور مسجد اقصیٰ تک لے آئی۔ یہ مسجد اقصیٰ گویا مثال اس لئے تھا۔ کہ آپ کو فتوحات اسلامی کی وسعت کا اندازہ ہو۔ کفار و معاندین کو معلوم ہو کہ جس شخص کو تنگ آ کے وطن سے نکال کر شام کو خوش ہو رہے ہیں گم ہو جائے گا۔ یعنی جس شخص کو تم وطن سے نکال رہے ہو۔ ساری دنیا اس کا وطن قرار پائے گی۔

حضورؐ آسمانوں تک گئے۔ اور جب حد سدرہ کو چھوتے ہوئے جناب باری تک پہنچ گئے۔ باتیں ہوئیں۔ اسرار دین سمجھائے گئے۔ نمازیں عطا ہوئیں اور جنت کی تفصیلات دی گئیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ قرب الٰہی کا بلند ترین مقام حصہ میں آیا۔

یہ معراج کی پرواز جسم و جسد کے ساتھ تھی۔ یا روح و نفس کے ساتھ محل بحث و نظر ہے۔ اہل حدیث و تفسیر کی اکثریت معراج جسمانی کی قائل ہے اور میں سمجھتا ہوں عارف باللہ حضرت صدیق اکبر نے ایک جملہ میں اس تمام کد و کاوش کا فیصلہ کر دیا ہے۔ ان کی قوت ایمانی نے اجتہاد و فکر سے مربوط کر لیا ہے جو عقل و فکر کو سینکڑوں برس کے بعد بھی میسر نہ ہو سکا۔ فرمایا کہ انا اصدقہ بابعد منہ، اصدقہ بخبر من السماء۔ یعنی جب میں نے آپ کی نبوت و رسالت کے کوائف کو مان لیا۔ جب یہ تسلیم کر لیا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ کتابیں عطا کی جاتی ہیں۔ اور نبوت و رسالت ایک رشتہ محبت ہے۔ تو پھر معراج میں کیا استبعاد ہے؟ خدا نے اپنے محبوب ترین بندے کو اپنے ہاں بلا لیا ہے اس میں کیا اعتراض ہے؟

فلسفہ و عقل کی تمام حجتیں بے معنی ہیں۔ جو خدا زمین کو حرکت سے محفوظ رکھ کر آفتاب کو محوری گردش پر مجبور کر سکتا ہے۔ جس کے اشارے (باقی برصفحہ ۔۔۔)

حل لغات: ۱۔ سُبحٰن۔ تقدیس کے لئے ہے۔ یعنی معراج کے سلسلہ میں جس قدر اعتراضات۔ عقل کی وادی کہیں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسراء سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ - وَ قَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا۝

۴ - اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف کہہ سنایا۔ کہ تم زمین میں دو بار فساد کرو گے۔ اور نہایت مغرور سرکش ہو گے۝

۵ - فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ کَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۝

۵ - پھر جب اُن دو فسادوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا۔ تو ہم نے اپنے سخت جنگ کرنے والے بندے تم پر مسلط کر دیئے۔ پھر وہ گھروں میں آ گھسے۔ اور خدا کا وعدہ ہونا تھا۝ ف

۶ - ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا۝

۶ - پھر ہم نے اُن پر تمہیں غلبہ دیا، اور مال اور اولاد سے تمہیں مدد دی، اور تمہارا لشکر بڑھایا۝

۷ - اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ

۷ - اگر تم بھلائی کرو تو اپنے ہی لئے بھلائی کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو بھی اپنے لئے۔ پھر جب

اشارہ پر تمام انجم گھوم رہے ہیں۔ کیا وہ ایک لطیف و سبک جسم کو آسمان پر نہیں اٹھا سکتا؟

انسان کی تو یہ جرأت ہے کہ فضائے آسمانی میں اُڑ رہا ہے۔ ہوائی جہاز کی ایجاد و ترقی ہو چکی۔ اس طرح کے پر لگ گئے ہیں۔ جنہیں لگا کر وہ پرندوں کی طرح اُڑتے پھریں۔ چاند اور مریخ تک پہنچنے کی جدوجہد ہو رہی ہے کیا خدا کی دسترس میں یہ نہیں کہ اپنے محبوب کو اپنے یہاں بلا لے۔ معلوم ہوا ارباب بے علم فلسفہ اور سائنس کی بحثیں بیکار ہیں۔ البتہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ احادیث میں کیا مذکور ہے۔ اور ائمہ حدیث و تفسیر کی اکثریت نے کیا رائے قائم کی ہے؟

سو قرآن کہہ چکا کہ اُس نے معراج جسمانی کی تائید میں ہمارے رشتہ میں اشارہ کیا ہے کہ روحانی کی تائید نہیں ہوتی۔ ائمہ تفسیر بھی کثرت کے ساتھ معراج جسمانی کے قائل ہیں۔ سادگی کے مجدد اعظم علامہ رازی سے [illegible] معراج جسمانی کے معترف ہیں اور نہایت قوی دلائل پیش فرماتے ہیں۔

اسی میں اس قسم کے الفاظ، اس وقت پیدا ہوتے ہیں، جب

بصیرت دینی سے محرومی ہو اور دماغ پر دیو عقل مسلط ہو۔

بنی اسرائیل کی تباہی!

ف اللہ کا قانون ہے کہ جب قوموں کا اخلاق بگڑ جاتا ہے۔ فواحش کا ارتکاب کھلم کھلا ہونے لگے۔ دیانت اور احترام دلوں سے اٹھ جاتے۔ شہوت کا غلبہ ہو۔ تو اس قوم کی ذلت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ رسوائی کو قریب کر دیتا ہے۔ اور کسی طاقتور زبردست قوم کو ان پر مسلط کر دیتا ہے تاکہ غلامی کی صعوبتوں سے دوچار ہوں۔ اور انہیں آزادی کے ناجائز استفادہ کا نتیجہ معلوم ہو۔ تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ سے بے اعتنائی ناقابل عفو جرم ہے۔

بنی اسرائیل نے جب حق و صداقت سے روگردانی کی اور طرح طرح کی کوتاہیاں اُن میں پھیل گئیں۔ تو وہ عبادت کے گھروں کو بھی ویران کر گئے۔ اُس نے اُن کو سخت سزائیں دیں۔ پھر توبہ و استغفار اور رجوع و انابت کے بعد حضرت داؤد نے اُس سے جہاد کیا۔ اور فتحیاب ہوئے۔ اسی کے بعد پھر بنی اسرائیل بگڑ گئے۔ اُن میں بدستور دین کی (باقی بر صفحہ ۹۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ
وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ
اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
تَتْبِيْرًا ۝

پچھلا وعدہ آیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندے بھیجے جو تمہارے
کہ وہ تمہارے چہرے اداس کر دیں اور مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے
پہلی بار گھس پڑے (داخل ہو گئے) تھے اور جس پر غالب آئیں
اس کو پوری طرح برباد کریں ۝

۸- عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ
وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا
جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

۸- اب (امید) ہے، کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے
اور جو تم (نافرمانی میں) لوٹو گے تو ہم بھی (سزا میں) لوٹیں گے
اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو جیل خانہ بنایا ہے ۝

۹- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ
هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝

۹- یہ قرآن وہ راہ دکھلاتا ہے، جو بہت
سیدھی ہے۔ اور نیک اعمال مومنین کو
بشارت دیتا ہے، کہ ان کے لئے
بڑا اجر ہے ۝ ف

۱۰- وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

۱۰- اور جو آخرت کو نہیں مانتے۔ ان کے لئے
دکھ کا عذاب ہم نے تیار کیا ہے ۝

بے غیرتی ہونے لگی۔ اور کھلے بندوں اخلاق کی حدود
سے تجاوز کیا جانے لگا۔ تو اللہ نے بخت نصر کو ان پر مسلط
کر دیا۔ اس نے ہزاروں کو تیغ و خنجر کے گھاٹ اتارا۔ ہزاروں
کو اسیر بنایا۔ لاکھوں روپے کا سونا چاندی لوٹا۔ بیت المقدس
کو ڈھایا۔ ان کی قیمتی املاک چھین لیں۔ یعنی بیت المقدس کا
بنی اسرائیل کو ذبح کیا۔ عورتوں کی بے حرمتی کی۔ تورات کے
نسخے آگ میں جھونک دیئے۔ مذہبی صحیفوں کو پاؤں تلے
روندا۔ تاکہ یہ لوگ ذلیل ہوں۔ ان کی جھوٹی مذہبیت کو
صدمہ پہنچے۔ اور یہ بھی بد معاشیوں کا مزا چکھیں ۔
اس کے بعد پھر ان کی سنی گئی۔ اور انھیں ان دشمنوں سے
مخلصی ملی۔ مگر وعدہ یہ تھا۔ کہ جب تک نیک رہو گے
اللہ کا فضل تم پر سایہ فگن رہے گا۔ اور جب بگڑو گے،
اللہ بھی نظریں پھیر لے گا۔

ف

یعنی قرآن حکیم جس مسلک کی دعوت دیتا ہے۔ وہ قویم
عقل و دانش کے قرین اور موافق ہے۔ سعادت انسا
نی کی تمام راہیں اس میں مذکور ہیں۔ انسانی بہتری و بہبود کا راز
اس میں مضمر ہے۔ اس کی تعلیمات ایسی ہیں جو سب
کے لئے قابل عمل ہیں۔ سب کے لئے مفید ہیں اس کی
تعلیم چھوٹے بڑے سب کے لئے یکساں قابل عمل ہے
بے شک وہ سب سے بالا ہے۔ مگر بشارت و خوشخبری ان
کے لئے ہے۔ جو مومن ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمان
و یقین کا اجالا ہے۔ جنھیں تعصب نہیں۔ اور جو آنکھوں اور
کانوں کو ہمیشہ کھلا رکھتے ہیں۔

حلّ لغات

حَصِیْرًا۔ حصر کے معنی احاطہ کرنے اور تنگی کرنے کے
ہیں۔ وَاحْصُرُوْهُمْ۔ [illegible]
اور تکلیف دو ترجمہ کئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱- وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

۱۱- اور آدمی جیسے دعاءِ خیر کرتا ہے۔ ویسے ہی بددعاء بھی کرتا ہے۔ اور انسان جلد باز ہے ۝

۱۲- وَ جَعَلْنَا الَّیْلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۝

۱۲- اور ہم نے رات اور دن دو نشان مقرر کیے ہیں۔ پھر ہم نے رات کا نشان مٹایا اور دن کا نشان دیکھنے کو بنایا۔ تاکہ تم اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو۔ اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر شے کا بہ تفصیل بیان کیا۔ ف۱

۱۳- وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

۱۳- اور ہر آدمی کا پرندہ (تقدیر) ہم نے اس کی گردن میں چمٹا دیا ہے، اور قیامت کے دن ہم اس کے لیے کتاب نکالیں گے کہ وہ اسے کھلا پائے گا ۝ ف۲

ف۱

یعنی دن رات میں ان کی تبدیلی و تغیر میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ جس طرح رات اور دن دونوں مخلوقات کے لیے یکساں مفید ہیں اسی طرح عبرت و نصیحت کے لئے ایمان و کفر کا باقی رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک کفر کی تاریکی و سیاہی موجود نہ ہو۔ ایمان کی روشنی کس طرح ظاہر ہو سکتی ہے۔

وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا سے مقصود یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہدایت و استدلال کے تمام مسائل سے بحث کی ہے۔ اور وہ تمام چیزیں بیان کر دی ہیں۔ جن کی ہمیں بطور ذریعۂ راہنمائی کے حاجت ہے۔

نامۂ اعمال ہر شخص کے اندر موجود ہے!

ف۲

اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ سے مقصود یہ ہے کہ نامۂ اعمال ہر شخص کے اندر حقی طور پر موجود ہے تمام اعمال لوحِ قلب پر مرتسم ہیں۔ تمام نقوش دماغ میں ثبت ہیں۔ جب ضرورت ہوگی۔ یہی نقوش ابھر آئیں گے۔ اور اعمال روشن طور پر ہمارے سامنے آ جائیں گے اور کہا جائے گا۔ جو کچھ تم نے دنیا میں کیا ہے۔ یہاں صاف صاف پڑھ لو۔ صحیفۂ اعمال کھلا ہے۔ انسانی دماغ کی صنعت کا روان جیبوں کی طرح ہیں بعض ایسے مخفی ذرائع موجود ہیں۔ جن میں ہمارے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ رہتا ہے۔ قیامت کے دن نگاہوں میں تیزی پیدا ہو جائے گی۔ اور ہم خود ان نقوش کا مطالعہ کر سکیں گے۔ تمام ذہنی واردات ہمارے سامنے موجود ہوں گی۔ اور ہم عبرت کا مرقع بنے ہوئے چشم حیرت سے اعمال کو دیکھیں گے اور دل ہی دل میں نادم ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴- اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

۱۴- پڑھ اپنی کتاب۔ آج تو خود ہی اپنا حساب لینے والا کافی ہے ۝

۱۵- مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

۱۵- جو ہدایت پر آتا ہے اپنے ہی لئے آتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوتا ہے۔ اپنے ہی بُرے کو ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دُوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ اور ہم عذاب[ف۱] نہیں کرتے جب تک کوئی رسُول نہ بھیجیں ۝

۱۶- وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

۱۶- اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم بھیجتے ہیں پھر وہ اُس حکم میں نافرمانی کرتے ہیں، تب اُن پر وعدۂ عذاب ثابت ہو جاتا ہے۔ پھر ہم انہیں اکھاڑ پھینکتے ہیں ۝

۱۷- وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

۱۷- اور نوح کے بعد ہم نے بہت اُمتیں ہلاک کیں۔ اور تیرا رب اپنے بندوں کے

ف۱

اسلامی قانون مکافات یہ ہے۔ کہ ہر شخص بجائے خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے تناسخ غلط ہے۔ اور ہدیہ کفارہ بھی صحیح نہیں۔ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہے کوئی شخص کسی کے کام نہیں آسکے گا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا سے مراد یہ ہے۔ کہ عذاب کے لئے تکذیب کی ضرورت ہے اور تکذیب کے لئے پیغام کی حاجت ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ عذاب سے قبل اتمام حجت ہو چکے، تاکہ انہیں یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ ہم نے اعمال صالحہ کے لئے مقدور بھر کوشش کی تھی۔ اور ہمیں ناحق عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

یہ یاد رہے۔ کہ عذاب سے مراد تمام تکالیف نہیں، جو مادی مصائب مقصود ہیں۔ بلکہ عذاب وہ ہے جسے متحقق طور پر عذاب کہا جا سکے۔ جس کے متعلق تصریحات ہوں کہ عذاب ہے۔

دوسری بات غور طلب یہ ہے۔ کہ نَبْعَثَ سے غرض یہ نہیں کہ ہر عذاب سے قبل ایک نبوت کا ظہور ضروری ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر عذاب سے قبل اتمام حجت ضروری ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں اگر عذاب آئے۔ تو یہ کسی نئی نبوت کے انکار کا نتیجہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس لئے عذاب آئے گا کہ خدا کا پیغام اسلام کی شکل میں موجود ہے۔ اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور اس کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

حلِّ لُغات

اَمَرْنَا۔ یعنی اَمَرْنَا بِطَاعَةٍ۔ بعض نے اَمَرْنَا سے مراد کَثَّرْنَا لیا ہے۔ یعنی ہم امراء کو تعداد میں بڑھا دیتے ہیں اور تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ کہ خیر المال مهرة مامورة۔ سے کثیر النسل ہو سکتا ہے اس سے غرض تفسیر ہو کیونکہ عرب یہ بھی کہتے ہیں۔ فوامیر خیرهم مامورة۔

www.KitaboSunnat.com

بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ○

۱۸ - مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا
لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ
ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىہَا
مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ○

۱۹ - وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا
سَعۡیَہَا وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ
کَانَ سَعۡیُہُمۡ مَّشۡکُوۡرًا ○

۲۰ - کُلًّا نُّمِدُّ ہٰۤؤُلَآءِ وَ ہٰۤؤُلَآءِ
مِنۡ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَمَا کَانَ
عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا ○

۲۱ - اُنۡظُرۡ کَیۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَہُمۡ
عَلٰی بَعۡضٍ ؕ وَ لَلۡاٰخِرَۃُ اَکۡبَرُ

گنہگاروں کا دانا بینا کافی ہے ○

۱۸ - جو دُنیا کا طالب ہے، فوراً ہم اُس کو اسی دُنیا
میں جو چاہیں بخشتے ہیں جس کو ہم دینا چاہیں۔
پھر ہم نے اُس کے لئے دوزخ مقرر کیا ہے جس میں
ملامت سُن کر اور مردُود ہو کر داخل ہوگا ○

۱۹ - اور جو آخرت کا طالب ہے، اور مومن ہو کر
اُس کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے سو اُن کی
کوشش قابل شکرگزاری ہے ○

۲۰ - اِن کو اور اُن کو ہر کسی کو ہم تیرے رب کی
بخشش میں سے پہنچائے جاتے ہیں، اور تیرے رب
کی بخشش رُو نہیں کی گئی ○ ف ۱

۲۱ - دیکھ ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت دی
ہے۔ اور آخرت میں تو بڑے درجے

نیکی اور بُرائی دونوں کے لئے یکساں مواقع موجود ہیں!

ف ۱

اللہ نے دُنیا میں دو قسم کے گروہ پیدا کئے ہیں، ایک وُہ ہے جس کا نصب العین دین کی بھلائیوں کو حاصل کرنا ہے۔ جو اپنی تمام قوتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہے۔ جس کا مقصد حیات گلشن اسلام کی آبیاری ہے۔ اور دُوسرا وہ ہے جو دن رات دُنیا طلبی میں مصروف رہتا ہے۔ جس کی تگ و دو محض نفس کی خواہشات تک محدود ہے۔ اور آخرت سے بے پروا اور غافل ہے۔

اللہ اس گروہ کو جو طالب حق ہے اور بیدار ہے، ذکاوتِ ذہن اور تدبر کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اور اُن کی مشکلات میں راہنمائی فرماتا ہے۔ اور وُہ جو صرف جیفۂ دُنیا کا گرویدہ ہے۔ جس کی کوتاہ بینی اُسے دُنیا کی حدُود سے تجاوز نہیں کرنے دیتی ہمیشہ بُرائی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور اللہ نے ایسے سامان پیدا کر رکھے ہیں کہ اُسے طریق معصیت میں بھی قوت ملتی ہے۔

کُلًّا نُّمِدُّ ہٰۤؤُلَآءِ کے یہی معنی ہیں، کہ اللہ نے انسانی فطرت اور دُنیا کو اس ڈھب پر بنایا ہے کہ نیکی اور بُرائی دونوں کے لئے مواقع اور تسہیلات ہیں یکجا انسان نیک مواقع سے استفادہ کرتا ہے، اور بدکردار بُرے حالات سے بہرہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ دُنیا کا نظام یا کارگاہِ فطرت دونوں کے لئے یکساں معین و مددگار ہیں۔

حَلِّ لُغَت

الْعَاجِلَۃُ: دُنیا۔ مَحۡظُوۡرًا: منقوص، یا ممنوع۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

۲۲- لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

ع

۲۳- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝

۲۴- وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

۲۵- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ

ہیں۔ اور بڑی فضیلت ۝

۲۲- اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرا کہ تو ملامت سن کر اور بے کس ہو کر نہ بیٹھے ۝

۲۳- اور تیرے رب نے حکم دیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین سے نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڈھے ہو جائیں۔ تو ان کو اف بھی نہ کہہ، اور نہ ان کو جھڑک۔ اور ان کے سامنے ادب سے بات کر ۝ ف۱

۲۴- اور مہربانی سے عاجزی کے بازو ان کے لئے جھکا۔ اور کہہ کہ اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھے پالا ہے ۝

۲۵- جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے

ف۱

ان آیتوں میں دو چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ توحید کا اور والدین کی اطاعت اور آداب کا۔ اس لئے کہ ان دونوں میں ایک قسم کی نسبت اور مشابہت ہے۔ والدین کی پرورش، ان کی شفقت و محبت ربوبیت کبریٰ سے مشابہ ہے۔ جو شخص والدین کا اطاعت شعار ہے وہ ربوبیت کبریٰ کو بھی پہچان سکے گا۔ جس کا نام توحید ہے۔ اور جو والدین کا مطیع و فرمانبردار نہیں، جو عارضی ربوبیت سے غافل ہے۔ وہ اصلی رب کا بطریق اولیٰ منکر ہوگا۔ یعنی جو خدا پرست ہے، وہ حقوق انسانی کی نگہداشت کر سکے گا۔ اور جس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں۔ وہ انسانی فرائض کو کیونکر محسوس کر سکتا ہے؟ جو انسان کا شکر گزار نہیں۔ وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

آیت کا مقصد یہ ہے، کہ توحید اصل اصول ہے خدا کا فیصلہ ہے۔ عقل کا تقاضا ہے۔ اسی طرح والدین کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ ان کے ساتھ مروت و اخلاق لازم ہے۔ گستاخی کے کلمات سے احتراز چاہیئے۔ انہیں نا ملائم اور درشت انداز میں مخاطب کرنا جائز نہیں۔

حلِّ لُغات

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ۔ یعنے کلمۂ تنفر سے انہیں مخاطب نہ کرو۔ جس سے والدین اذیت و دقت محسوس کریں۔

www.KitaboSunnat.com

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا○	اگر تم نیک ہو۔ تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے ○
٢٦- وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا○	٢٦- اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ اور فضول خرچ نہ ہو ○
٢٧- اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا○	٢٧- بیشک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے ○ ف۱
٢٨- وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا○	٢٨- اور جو تو اپنے رب کی رحمت (رزق) کے انتظار میں جس کے ملنے کی تجھے امید ہو کبھی ان سے منہ پھیرے تو انہیں نرم کلام سے جواب دے ○
٢٩- وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا○	٢٩- اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور بالکل اسے کھول بھی نہ دے کہ بیٹھا پچھتایا کرے اور لوگوں کی ملامت سہے ○ ف۲

انسانی حقوق کی رعایت!

ف۱

اسلام جہاں عقائد پر زور دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اللہ کی چوکھٹ پر جھک جائیں، دوگانہ پڑھیں۔ اور تخلق باخلاق اللہ کے زیور سے آراستہ ہوں۔ وہاں وہ حقوق انسانی کی مراعات کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ عزیز داری اور قرابت کا خیال رکھو۔ رشتہ و تعلق کی حرمت کو ملحوظ رکھو۔ مسکینوں اور محتاجوں کا خیال رکھو۔ مسافروں اور غریب الوطن لوگوں کی مدد کرو۔ یعنی اسلام صرف نماز روزہ کا نام نہیں۔ پرہیزگاری اور عبادت سے تعبیر نہیں۔ بلکہ اسلام میں یہ بھی داخل ہے کہ تمہارے ماں باپ تم سے خوش ہوں۔ تمہارے عزیزوں سے تمہارے تعلقات بہتر ہوں۔ تمہارے دل میں مسکینوں اور غریبوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ موجزن ہو۔ تمہارا گھر مسافروں اور مہمانوں کے لئے کھلا رہے۔ اور اگر تمہیں ان لوگوں سے اختلاف کرنا پڑے تو لڑائی اور جنگ درست نہیں۔ بلکہ دل نشین انداز میں انہیں سمجھا دو۔ عزیزوں سے لڑائی۔ انسانی حقوق سے تغافل، والدین کی نافرمانی، ناخوشی، مسافر اور غریبوں سے بدسلوکی، یہ جائز نہیں، مسلمان وہ ہے۔ جو اللہ کو خوش رکھے۔ اور اس کی مخلوق کو بھی۔

اَلْمُبَذِّرِیْن۔ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ کے دیئے ہوئے مال کو معصیت کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو استعمال نہیں کرتے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا۔ تبذیر کسے کہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ انفاق المال فی غیر حقہ یعنے ناحق اور نامناسب طور پر دولت کو صرف کرنا۔

یہ یاد رہے کہ تبذیر و اسراف کا اطلاق صرف گناہوں کے کاموں پر ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص معصیت کے لئے ایک پائی بھی صرف کرتا ہے تو یہ تبذیر اور اسراف میں داخل ہے۔ حسب حیثیت نعمت یا مقدور کے موافق لباس و خوراک اسراف میں داخل نہیں۔ اگر ایک شخص نیک ہے اور صالح ہے اور مالدار بھی ہے تو وہ بے شک ٹھاٹ کے ساتھ رہے بشرطیکہ اللہ کی نعمتوں کا اظہار ہو ریاکاری اور غریبوں کو مرعوب کرنا مقصود نہ ہو۔ (باقی برصفحہ ٦٨١)

تشبیہ ہے۔ کہ بخیل کے ہاتھ کشادہ نہیں ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ع ۴

۳۰۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ○

۳۰۔ تیرا رب جس کی چاہے روزی فراخ کرے اور جس کی چاہے تنگ کرے، وہ اپنے بندوں کا دانا بینا ہے ○

۳۱۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○

۳۱۔ اور افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ انہیں اور تمہیں ہم رزق دیتے ہیں اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے ○

۳۲۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۚ وَسَآءَ سَبِيْلًا ○

۳۲۔ اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ۔ کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے ○

۳۳۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○

۳۳۔ اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے، اُس کو نہ مارو مگر حق پر۔ اور جو ظلم سے مارا گیا۔ تو اس کے وارث کو ہم نے زور دیا ہے سو اسے چاہیے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بے شک اسی کی مدد ہوتی ہے ○

بقیہ ف۲ حاشیہ

اس آیت میں مسلمانوں کو اعتدال کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے۔ اور اسے کہا ہے، کہ اپنی مالی حالت کا جائزہ لیتا رہے۔ نہ اس قدر شاہ خرچ ہو، کہ جو کچھ ہاتھ لگے۔ صرف کر دیا جائے۔ اور بعد میں پشیمانی اٹھانا پڑے۔ اور نہ بخل و امساک کا اعلیٰ ہو۔ یہ بین بین ہے۔ افسوس مسلمان آج خرچ کے معاملہ میں بالکل محتاط نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بکمال مہربانی کر ہر بات سمجھا دی ہے۔ مسلمان محنت سے روپیہ کماتا ہے۔ اور رسم و رواج کی پابندیوں میں اُڑا دیتا ہے۔ اور وُہ روپیہ جو اللہ کی نعمت ہے محض فضول باتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ آج کسب و اکتساب کے جس قدر اسباب ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں۔ مگر پھر بھی مسلمان مفلس ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی آمد و خرچ میں تناسب نہیں۔ وہ آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ محتاج رہتا ہے۔ ؎

چو دخلت نیست خرچ آہستہ تر کن!
کہ می گویند ملاحان سرودے
بکوہستان اگر باران نہ بارد!
بسالے دجلہ گردد خشک رودے!

حلِّ لغات

سُلطٰنًا۔ یعنے انتقام کا حق۔ تین باتوں کی وجہ سے ایک مجرم کا خون بہانا مباح ہو جاتا ہے۔ قتل، زنا، ارتداد۔

www.KitaboSunnat.com

۳۴ - وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠
وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ
كَانَ مَسْئُوْلًا ○

۳۴ - اور مال یتیم کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر بطریق مناسب، جب تک وہ جوان ہو۔ اور عہد کو پورا کیا کرو۔ عہد کی بابت پرسش ہوگی ○

۳۵ - وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○

۳۵ - اور جب ناپو تو پیمانہ پورا بھرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت عمدہ ہے ○

۳۶ - وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

۳۶ - اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے درپے نہ ہو۔ بے شک کان، اور آنکھ، اور دل، ان سب کی اس سے پرسش ہوگی ○ ف۱

۳۷ - وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○

۳۷ - اور زمین میں اتراتا ہوا نہ چل، نہ تو زمین پھاڑ سکتا ہے، اور نہ پہاڑوں کی بلندی پر پہنچ سکتا ہے ○

حرمتِ نفس اور دیگر اخلاقی نصائح

ف۱

ان تمام اخلاق و آداب کو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی بہترین دانائی یہ ہے، کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا جائے۔ جو شخص اللہ اور اس کے بندوں کو نہیں پہچانتا۔ وہ بے وقوف اور بے عقل ہے۔

اس سے قبل والدین کی اطاعت، توحید، عزیزوں اور قرابت داروں سے حسن سلوک کی تلقین کی تھی اسراف و تبذیر سے روکا تھا۔ میانہ روی اور اقتصاد پر ابھارا تھا۔ عربوں کو قتل اولاد کے فعل شنیع سے یہ کہہ کر روکا تھا، کہ خدا رزق کا ذمہ دار اللہ ہے۔ جب اس نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ اس کے لئے رزق کا سامان بھی مہیا کردے گا۔ تم محض بھوک اور افلاس کی وجہ سے ان کی موت نہ چاہو۔

زنا کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ یہ بدترین فعل ہے۔ اس سے نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ معاملات وغیرہ تباہ ہو جاتی ہے۔ قوم میں بزدلی اور کمینہ (بدعملی) پیدا ہو جاتی ہے اور اخلاقی لحاظ سے قوم مردہ ہو جاتی ہے۔

ان آیات میں چند اخلاقی احکام اور فرائض بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں:۔

(۱) حرمتِ نفس۔ یعنی یہ جائز نہیں، کہ بلا کسی وجہ کسی شخص کو زندگی کے حق سے محروم کر دیا جائے، کیونکہ اس طرح دنیا میں ابتری اور بدنظمی پھیل جاتی ہے

(۲) یتیم کی عزت۔ یتیم کے مال کو اس کی حفاظت کے لئے صرف کرو۔ اور جب تک وہ جوان نہ ہو، دیانتداری کے ساتھ مال کی نگہداشت کرو۔

(۳) پورا پورا تولو۔ اور پورا ناپ کرو۔

(۴) بے تحقیق بات نہ مانو۔ کیونکہ اللہ نے قلب و دماغ کو ذمہ دار اور مسئول بنایا ہے۔

(باقی بر صفحہ ٦٨٣)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۸- كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۝

۳۸- ان سب باتوں کی برائی تیرے رب کو ناپسند ہے۝

۳۹- ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۝

۳۹- یہ تعلیم اس حکمت سے ہے جو تیرے رب نے تجھ پر وحی کی ہے۔ اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرا۔ ورنہ تو ملزم راندہ ہو کر جہنم میں ڈالا جائے گا۝

۴۰- اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا۝

۴۰- کیا تمہیں خدا نے بیٹوں کے لیے چن لیا، اور آپ فرشتوں میں سے بیٹیاں لے بیٹھا ہے؟ تم بڑی بات بولتے ہو۝

ع

۴۱- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۝

۴۱- اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ اور یہ ان میں نفرت ہی بڑھاتا ہے۝

۴۲- قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا

۴۲- کہہ اگر اس کے ساتھ اور معبود ہوتے، جیسے

(بقیہ حاشیہ)

(۵) تکبر کا اظہار نہ کرو۔

(۶) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

یہ عام معاملات کی باتیں ہیں۔ جن پر دنیا کا نظام عمرانی قائم ہے۔ جب تک ان اصول پر عمل نہ ہو۔ دنیا کا امن خطرے میں رہتا ہے۔ اسلام چونکہ فطرتاً استحکامی و تسلی مذہب ہے۔ اس لیے قرآن ان سیدھی حقائق کو بھی زینت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔

حلِ لغات

لَا تَقْفُ۔ پیچھے نہ پڑ، پیچھے نہ لگ۔

مَرَحًا۔ اظہار مسرت میں غلو، اترانا، تکبر کرنا۔

مَدْحُوْرًا۔ راندہ، بھگایا۔ یہ دحور کے معنی ہیں۔ دفع کرنا، دھتکارنا، اور دور پھینکنا۔

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُوْنَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝

وہ کہتے ہیں تو وہ سب صاحب عرش کی طرف دست درازی کی راہ نکال لیتے ۝ ف۱

۴۳- سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

۴۳- وہ پاک اور بالا تر ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں بہت بلند ہے ۝ ف۲

۴۴- تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۚ إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

۴۴- ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور کوئی شے نہیں ہے جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ وہ بردبار بخشنے والا ہے ۝ ف۳

۴۵- وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝

۴۵- اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ ڈال دیتے ہیں ۝ ف۴

۴۶- وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ

۴۶- اور ان کے دلوں پر ایک ڈھکنا رکھتے ہیں کہ

ف۱

اللہ کی توحید خاص اسلامی عقیدہ ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ کبھی مظاہر فطرت کی یکسانی کو تائید میں پیش کیا۔ کبھی خود نفس انسانی کی پہنائیوں کی طرف توجہ دلائی کبھی مشرکین کے عقائد کی تعبیر کی غلطی بتائی کہ شرک عقلاً محال ہے چنانچہ اس آیت میں مشرکین کے عقیدۂ شرک پر اعتراض کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اگر واقعی بت خدا ہیں۔ جنہیں تم پوجتے ہو تو پھر ہونا یہ چاہیئے کہ انہیں صاحب عرش کا قرب خاص حاصل ہو۔ جو اللہ کے نزدیک ذی مرتبت اور ذی وجاہت ہوں۔ ورنہ تمہیں یہ قرب کیونکر عطا کر سکتے ہیں! جبکہ خود وہ قرب سے محروم ہیں۔ آیت کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ کے سوا اور خدا بھی موجود ہیں تو پھر اللہ کے ساتھ انہیں ہر بات میں تعرض کرنا چاہئے۔ لڑائی اور فساد برپا ہونا چاہئے۔ اور پھر اس صورت تخالف میں دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جانا چاہئے ۝

ف۲ یعنی اللہ بلند و برتر ہے۔ قرآن حکیم اللہ کے تخیل کو نہایت اعلیٰ اور برتر شکل میں پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ شائبۂ شرک سے پاک ہے۔ اس کی نزاہت اور وحدانیت کا تقاضا ہے کہ تعبیر جمال ہو۔ کسی وصف میں اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہ پایا جائے۔ وہ ہر لحاظ سے جسم و مکان سے بھی بے نیاز ہو ۝

اللہ کی تسبیح!

ف۳ یعنی اس کے لئے شرک کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی حمد و ستائش کر رہا ہے۔ اور عمل و قول سے اطاعت شعاری کا اظہار کر رہا ہے۔ ہر چیز تسبیح کناں ہے اگرچہ ناشکرا اور نافرمان انسان اشیاء کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ سب چیزیں اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر شے کے لئے قدرت کی ترتیب اور بقاء و فنا اور فطرت کی جانب سے ایک قاعدہ مقرر ہے ہر چیز مقررہ نظام کے ماتحت برقرار اور قائم ہے۔ یہ اطاعت شعاری اور فطرت کے قوانین کی پابندی بے جان چیزوں کی تسبیح ہے ۝

(باقی بر صفحہ ۶۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○

قرآن کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ڈال دی ہے اور جب تو قرآن میں اپنے رب واحد اکیلے کا ذکر کرتا ہے تو نفرت کر کے اپنی پیٹھ پھیر کر الٹے بھاگ جاتے ہیں ○

۴۷- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○

۴۷- ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کس نیت سے قرآن سنتے ہیں یعنی سننے کی۔ جب تیری طرف کان لگاتے اور جب آپس میں سرگوشی کرتے ہیں۔ جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیرو ہو ○ ف۱

۴۸- اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ○

۴۸- دیکھ تجھ پر کیسی مثالیں بٹھاتے ہیں اور گمراہ ہوتے ہیں سو راہ نہیں پا سکتے ○

۴۹- وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○

۴۹- اور کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو گئے۔ تو کیا ہم نئی پیدائش میں اٹھیں گے ؟ ○

۵۰- قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○

۵۰- تو کہہ، تم پتھر ہو جاؤ۔ یا لوہا بن جاؤ ○

(بقیہ حاشیہ)

ف۱

غرض یہ ہے، کہ کفار اپنی فطری صلاحیتوں کو ضائع کر چکے ہیں۔ کہ ان میں تحمل کا مادہ نہیں رہا۔ جب یہ قرآن سنتے ہیں، تو تعصب و جہالت کی دیواریں ان کے آگے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اس لیے استفادہ سے محروم رہتے ہیں۔

حضور سحر زدہ نہیں تھے!

ف

حضور کو سحر زدہ کوتاہ نظری کی وجہ سے کہتے تھے جب یہ دیکھتے کہ نبوت کے اسرار ان کی سمجھ سے بالا ہیں اور اسلام کے عجیب و غریب نظام کو سمجھنے کی صلاحیت ان میں موجود نہیں۔ تو حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہوئے اس کو بعثت نبی کو جادو وغیرہ کی جانب منسوب کر دیتے۔ اصل یہ ہے کہ نبوت ہموار ہونے کی دانائی و عقل کا نام ہے، نبی فہم و فراست کے لحاظ سے انسانیت کا آخری نقطہ ہوتا ہے اس کے اعمال و افعال میں نظم و ترتیب قائم رکھنے کیلئے بے پناہ بصیرت کی حاجت ہے۔ جو لوگ اس بصیرت و آگاہی کو محروم ہوتے ہیں۔ وہ سہل اندیشی کی بنا پر کہہ دیتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ترتیب اور غرض و مقصد کی وحدت نہیں۔ اس لئے یہ دیوانہ یا سحر زدہ ہے۔ حالانکہ اصل میں وہ منصب نہایت بلند نگاہ انسان ہوتا ہے۔ جس طرح ایک گنوار شائستہ اور مہذب شہری کے اعمال و افعال سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور وہ مجبور ہے، کہ اس کی بعض حرکات کو محض جنون سے تعبیر کرے۔ اسی طرح یہ گنوار بھی مجبور تھے۔ کہ حضور کے اعمال کو جنون و سحر کہیں۔

حل لغات

وَقْرًا۔ بوجھ، ثقل۔ رُفَاتًا۔ ما تکسر و تفرق من الشیء۔ ہڈیاں کو ٹوٹ کر اور ریزہ ریزہ ہو کر ریت کی طرح چورا ہو جانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۱- اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ
فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ
فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ
اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○
۵۲- يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ
وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ○
۵۳- وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ
اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ
بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ
عَدُوًّا مُّبِيْنًا ○
۵۴- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ
يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ

۵۱- یا کوئی اور مخلوق جو تمہیں بڑی معلوم ہو،
پھر وہ کہیں گے کہ ہمیں کون پھر اُٹھائے گا؟ تو کہہ
جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ پھر تیری طرف
اپنے سر ہلائیں گے۔ اور ٹھٹھے سے کہیں گے
قیامت کب ہوگی؟ تو کہہ شاید وہ نزدیک ہی ہو ○ ف۱
۵۲- جس دن وہ تمہیں پکارے گا۔ پھر تم اُس کی تعریف کرتے
ہوئے جواب دو گے اور گمان کرو گے کہ ہم تھوڑی دیر رہے ○
۵۳- اور میرے بندوں سے کہہ کہ وہی بات کہیں
جو بہتر ہے۔ شیطان اُن میں آپس میں لڑائی
کراتا ہے۔ بے شک شیطان آدمی کا صریح
دشمن ہے ○
۵۴- تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے
تم پر رحم کرے، یا چاہے تمہیں عذاب دے

ف۱

مکہ والوں کا ایک شبہ آپ کی تعلیمات کے متعلق یہ تھا کہ اس میں حشر و نشر کے کوائف کا ذکر ہے، وہ کہتے تھے، یہ کیونکر ممکن ہے، کہ مرا ہوا انسان جی اٹھے۔ اور مردہ ہڈیوں میں حرکت و عمل پیدا ہو جائے۔ اُن کے خیال میں یہ زندگی، جب ختم ہو جائے۔ تو پھر اس کا اعادہ نہیں ہو سکتا۔ اور ہم ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سو جاتے ہیں۔ بعثت اور حشر اجساد کا عقیدہ ان کے لئے نہایت حیرت انگیز تھا۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ تمہیں اس میں کیا استعجاب ہے۔ کیا اللہ نے تم کو عدم سے لا کر وجود کی دنیا میں آباد نہیں کیا ہے؟ کیا اس نے تمہیں بغیر کسی ذریعہ کے پیدا نہیں کیا؟ جب اُسی نے اس سے پہلے تمہیں پیدا کیا تھا۔ تو وہ تمہیں پھر بھی زندگی بخش سکتا ہے۔ جب حقائق و اسباب کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔ تو اُس کے اختیار میں یہ بھی ہے کہ ان کو بدل بھی دے۔ وہ پتھر اور لوہے کو انسانوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے، کہ تم جو کچھ بھی ہو جاؤ۔ تم میں لوہے اور پتھر کی سی سختی اور صلابت بھی پیدا ہو جائے تب بھی وہ تمہیں زندہ انسانی صورت میں تبدیل کر دے گا۔ یہ سب کچھ اُس کے اختیار میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ
وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا۝

٥٥- وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ
النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ
زَبُوْرًا۝

٥٦- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ
وَلَا تَحْوِيْلًا۝

٥٧- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ
اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ
عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُوْرًا۝

اور ہم نے تجھے اُن پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا

٥٥- جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اُن کو تیرا رب
خوب جانتا ہے۔ اور بعض نبیوں کو ہم نے
بعض پر بزرگی دی۔ اور داؤدؑ کو ہم نے
زبور دی ۝ ف۱

٥٦- تُو کہہ۔ اللہ کے سوا جن کو تم (معبود) سمجھے ہو
اُن کو پکارو، سو نہ وہ تمہاری تکلیف دُور کرنے
پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ بدلنے پر ۝

٥٧- وُہ جنہیں پکارتے ہیں وُہ خود اپنے رب کی
طرف وسیلہ کی تلاش میں ہیں کہ کون اُن میں
اُس کا زیادہ مقرب ہے اور اُس کی رحمت کے اُمیدوار
اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرے
رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ۝ ف۲

فرقِ مراتب

ف۱

اسلامی عقیدہ یہ ہے، کہ تمام انبیاء یکساں طور پر قابلِ احترام ہیں۔ سب کی عزت کرنا چاہئے اور سب کو اللہ کی جانب سے معزز عزت پر فائز سمجھنا چاہئے۔ البتہ مرتبے اور درجے کے لحاظ سے فرقِ مراتب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلّت کا خلعت عطا کیا گیا۔ جناب موسیٰؑ کو شرفِ مکالمہ بخشا گیا حضرت مسیحؑ رفعت سے نوازے گئے۔ سلیمانؑ کو بادشاہت اور حضرت داؤدؑ کو زبور دی گئی۔ غرضیکہ سب انبیاء اپنے اندر کچھ نہ کچھ خصوصیات رکھتے ہیں جن کی وجہ سے وُہ ایک دُوسرے سے افضل ہیں۔

ف۲

کئے والے فرشتوں کی عبادت کرتے تھے عیسیٰ مسیحؑ و عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس آیت میں یہ بتایا ہے، کہ تم جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو۔ وُہ تو خود محتاج ہیں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی بڑی کوشش یہی رہتی ہے۔ کہ اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے جب ان کی یہ حالت ہے، تو کیونکر وہ تمہارے شرک پر خوش ہو سکیں گے ؟

حلِّ لغات

تَحْوِيْلًا ۔ تبدیلی، پھیرنا، ہٹانا۔

www.KitaboSunnat.com

۵۸- وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ
مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ
مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۚ كَانَ
ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ○
۵۹- وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ
اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۚ وَ
اٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ
اِلَّا تَخْوِيْفًا ○
۶۰- وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ
بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ
اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۚ

۵۸- اور کوئی (نافرمان) بستی نہیں جسے ہم قیامت
کے دن سے پہلے ہلاک نہ کریں۔ یا سخت
عذاب میں نہ ڈالیں۔ یہ کتاب میں (تقدیر
کی) لکھا ہوا ہے ○
۵۹- اور ہم نے معجزے بھیجنا اس لیے موقوف کر دیئے
ہیں کہ اگلے لوگوں نے انہیں جھٹلایا تھا۔ اور
ہم نے ثمود کو بطور دلیل (یعنی معجزہ) اونٹنی دی تھی
پھر اس پر انہوں نے ظلم کیا۔ اور معجزے ہم
ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں ○ ف۱
۶۰- اور جب ہم نے تجھ سے کہا کہ تیرے رب نے
لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور وہ دکھلاوا جو ہم نے
تجھے دکھلایا تھا اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت
ہوئی ہے ہم نے لوگوں کیلئے فتنہ ٹھہرایا۔ اور ہم انہیں ڈراتے

ف۱

مشرکین کا ایک اعتراض یہ تھا کہ ہمارے طلب کئے معجزے کیوں پورے نہیں ہوتے؟ کیوں مکے کے پہاڑ درمیان سے نہیں ہٹ جاتے؟ اور کیوں نہریں نہیں بہتیں جیسی ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ اس کو کیوں پورا نہیں کیا جاتا؟ قرآن کہتا ہے۔ تمہیں معجزہ طلبی کی عادت ہو گئی ہے۔ تم عجائب پرستی کے مرض میں مبتلا ہو تم سے پہلے تمام معجزات دکھائے جا چکے ہیں۔ مگر انکار کرنے والوں نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ اور ایماندار لوگوں نے ایمان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اس لئے آج اگر تمہارے مطالبوں کو پورا بھی کر دیا گیا۔ جب بھی تم انکار ہی کرو گے۔ تم سے ایمان کی توقع نہیں۔ آیات و معجزات کا مقصد تو یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں خوف پیدا ہو۔ تم اللہ سے ڈرو۔ اور جب خوف و انقیاد کی نعمتوں سے تم تہی دامن رہتے ہو۔ تو اب معجزات کے دکھانے سے کیا فائدہ؟ ۔

ثمود کی قوم کو دیکھو۔ انہوں نے ہلاکت کے لئے معجزہ طلب کیا۔ انہیں اونٹنی کا معجزہ دیا گیا۔ ان سے کہا گیا۔ اس اونٹنی کا وجود بطور نشانی کے ہے۔ اس کی بے حرمتی نہ کرنا۔ ورنہ مٹ جاؤ گے انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ کا عذاب آ گیا۔ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ قوم ثمود کی طرح مٹ جاؤ ۔

حلِّ لغات

بالآیٰت۔ خوارق۔ معجزات ۔

الرؤیا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ مشاہدہ عینی کو رؤیت سے تعبیر کیا ہے ۔

والشجرۃ الملعونۃ۔ خاص شکل میں جیسے جو مرغوب ہو عرب اسے زقوم اور ملعون کہتے تھے۔ اس لئے یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝

۶۱- وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۝

۶۲- قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝

۶۳- قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۝

۶۴- وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ

ہیں مگر یہ ڈرانا اُن کی سرکشی کو اور بھی بڑھاتا ہے ○ ف۱

۶۱ - اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا کیا میں سے سجدہ کروں جسے تُو نے مٹی سے بنایا؟ ○ ف۲

۶۲ - پھر بولا دیکھ تو اس کو جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیگا تو میں سوائے تھوڑے لوگوں کے اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں گا ○ ف۳

۶۳ - فرمایا، چلا جا۔ اُن میں سے جو تیرے تابع ہوگا۔ تو تم سب کی سزا دوزخ ہوگی، پورا بدلہ ○

۶۴ - جسے تُو اپنی آواز سے اُن میں سے بہکا سکے، بہکا۔ اور اپنے سوار اور پیادے

مدارکِ رُوحانیہ کا ارتقاء

ف۱ اس آیت میں بتایا ہے کہ معراج جسمانی کا معجزہ قابل انکار نہ تھا۔ مگر تم نے انکار کیا۔ حالانکہ اس میں کیا استبعاد ہے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آپ لوگ اس حیرت انگیز ارتقاء سے عبرت حاصل کرتے۔ اور حضورؐ کے مدارک رُوحانیہ کی برتری کے قائل ہوتے نہ یہ کہ انکار کرتے ہو۔

اسی طرح قرآن میں شجر زقوم کا ذکر کیا گیا۔ اور تمہیں اعتراض سُوجھا، کہ آگ میں کیونکر اشجار پیدا ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ تم وہاں کی آگ کی نوعیت سے واقف نہیں۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سب کچھ اختیار میں ہے۔

جب ان باتوں نے تم میں سوائے انکار کے اور کوئی جذبہ پیدا نہیں کیا، تو مزید معجزات سے کیا حاصل۔

ف۲ آدمؑ اور فرشتوں کے قصہ کو قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنی قدر و منزلت سے آگاہی ہو۔ اور وُہ اپنے رتبہ فضیلت سے آشنا ہو۔ اس میں جذبۂ خودداری پیدا ہو۔ اور وُہ سوائے اللہ کے اور کسی کی چوکھٹ پر نہ جُھکے۔ انہیں معلوم ہو کہ فرشتے تک ہمارے احترام میں جُھک جاتے ہیں۔ یہ حصہ بائبل میں مذکور نہیں ہے۔ یہ حضورؐ کے خصائص میں سے ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش کے واقعات بیان فرماتے ہیں۔

ف۳ شیطان کو مہلت دی گئی، کہ وُہ ایک وقت مقررہ تک زندہ رہے۔ مگر اس کی زندگی کے یہ معنی نہیں ہیں، کہ وُہ لامحالہ سب کو گمراہ کر دے گا۔ بلکہ صاف صاف کہہ دیا گیا۔ کہ تم اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لے آؤ۔ تم انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے وُہ سب کچھ کر دیکھو۔ جو تمہارے اختیار میں ہے۔ اُن سے جھوٹے وعدے کرو۔ خواہشات نفس پر قبضہ کرو۔ دل کی گہرائیوں میں سما جانے کی کوشش کرو۔ اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرو۔ مگر یاد رکھو میرے مخلص بندے تیری دسترس سے باہر ہیں۔ اُن پر تیرا قبضہ نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي
الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا
يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○
۶۵ - اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ○
۶۶ - رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ
فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ
كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○
۶۷ - وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ
فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۚ
وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○
۶۸ - اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ

اُن پر چڑھا لا۔ اور مال اور اولاد میں اُن کا
شریک ہو، اور اُنہیں وعدہ دے اور شیطان
اُنہیں سوائے فریب کے اور کچھ وعدہ نہیں دیتا ○
۶۵ - جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہ ہوگا
اور تیرا رب کارساز کافی ہے ○
۶۶ - تمہارا رب وُہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں
کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کا فضل (روزگار)
تلاش کرو۔ وہ تم پر مہربان ہے ○
۶۷ - اور جب دریا میں تم پر سختی آتی ہے تو خدا کے
سوا اُن سب کو جنہیں تم پکارا کرتے تھے بھول
جاتے ہو۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی پر بچا لاتا ہے تو تم
منہ موڑتے ہو، اور انسان ناشکرا ہے ○ ف۱
۶۸ - کیا تم اس سے نڈر ہو کر وہ تمہیں جنگل کے کنارے

فطرتِ انسانی کا اقرار!

ف۱

انسانی فطرت ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت اس کی تمام قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کے مخفی نقوش جو ہوا و ہوس کے توغل کی وجہ سے دب جاتے ہیں، اُبھر آتے ہیں۔ جب کہ مصیبت کے بادل عقل و قلب پر اضطراب و انتشار بن کر چھا جاتے ہیں، توحید الٰہی کے نقوش کو کھلنے کا موقع ملتا ہے۔ اسرار منکشف ہوتے ہیں، اور دل کی گہرائیوں میں یقین چمکنے لگتا ہے۔ اس آیت میں اس کیفیت و حال کی جانب قرآن حکیم نے انسان کو متوجہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے جب تم تکلیفوں اور مصیبتوں میں اللہ کو یاد کرتے ہو اور اس کے نام کے ساتھ تسلی و تسکین حاصل کرتے ہو تو عافیت و امن کی حالت میں کیوں اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہو؟ کیا وہ خدا جس نے تمہیں مشکلات سے نجات دی ہے۔ پھر تمہیں مشکلات میں نہیں پھنسا سکتا؟ تم عذاب الٰہی سے بے خوف ہو؟ تمہیں مطلقاً خیال نہیں کرتے ہو؟ جس نے جنگل کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کی۔ متلاطم سمندر سے تمہاری کشتی کو پار لگایا اور اگر وہ زمین میں تمہیں دھنسا دے۔ تو یہ اُس کی قدرت میں ہے۔ اسی طرح وہ تمہیں سمندر میں غرق بھی کر سکتا ہے۔ یہ سب اُس کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جب انسان بے چارگی اور بے بسی کا یہ عالم ہے۔ تو پھر جو لمحہ عافیت سے گزر جائے اُسے اللہ کی بخشش اور نوازش سمجھنا چاہئے کہ اس نے ہمیں مہلت دی۔ اور ہمارے گناہوں کی ہمیں فی الفور سزا نہیں دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ
حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝
۶۹- اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ
تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ
قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا
كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ
عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝
۷۰- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى
كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝
۷۱- يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ
فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسا دے
پھر اپنے لئے کوئی کارساز نہ پاؤ۔
۶۹- یا اس سے نڈر ہو کر پھر تمہیں دوسری بار
دریا میں لائے۔ اور تم پر آندھی کا جھونکا
بھیجے۔ اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں غرق
کرے پھر تم اپنے لئے ہم پر کوئی اس کا
دعویٰ دار نہ پاؤ!
۷۰- اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں
خشکی اور دریا میں سواری بخشی۔ اور پاکیزہ
رزق دیا۔ اور اپنی خلقت میں سے بہتوں پر
انہیں افضل ٹھہرایا۔ ف۱
۷۱- جس دن ہم سب آدمیوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے
پھر جس کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ میں دی جائیگی

ف۱

اسلام سے قبل انسان کو فی نفسہ گناہگار اور مجرم قرار دیا جاتا تھا۔ انسان کے لئے ضروری تھا کہ وہ کائنات کی ہر چیز کا احترام کرے۔ وہ پہاڑوں کے سامنے جھکے۔ دریاؤں کو پوجے بتوں کو سجدہ کرے۔ آفتاب ماہتاب اور ستاروں کو معبود سمجھے سانپ اور بچھوؤں کو دیوتا قرار دے۔ غرض کہ ہر کوئی اس کی جبین ناز کا تشنہ ہے۔ قرآن ان معبودوں سے خالف رہے۔ دنیا کی ہر چیز کو قابل عبادت سمجھے۔

قرآن نے انسان کے مرتبہ کو بلند قرار دیا۔ جنت اس کا مسکن ٹھہرایا۔ اور فرشتے اس کی تعظیم کے لئے جھکے۔ احسن تقویم اور تکریم کا خلعت عطا ہوا۔ اور سے پایا کہ انسانی مخلوق کائنات کی ہر شے سے افضل ہے۔ بحر و بر کی حکومتیں اس کے سپرد ہیں۔ چاند اور ستارے اس کے مسخر ہیں۔ سورج اس کا خادم ہے۔ اللہ نے اسے عزت دی ہے۔ اسے مکرم و محترم بنایا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

حلِ لغات

حاصبًا۔ اگر حصب سے مشتق ہو۔ تو اس کے معنی شدت سے پھینکنے کے ہوں گے۔ اور اگر حصباء سے نکلا ہو۔ تو معنی ہوں گے سنگریزے برسانے والی آندھی یا اولے برسانے والے ابر ہونگے کیونکہ حصباء کے معنے پتھر اور کنکر کے ہیں۔

قاصفًا۔ قصف کے معنی توڑنا، وہ تیز ہوا جو درختوں کو اکھاڑ دے۔ اور سخت آواز۔

تبیعًا۔ تعاقب کرنے والا۔

بِاِمامِھِم۔ امام کے معنے عربی میں قابل اقتداء کے ہیں یہاں مفسرین نے پانچ معانی بیان فرمائے ہیں:-

(۱) نبی مراد ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔

(۲) کتاب اعمال مراد ہے۔ حسن ضحاک اور ابوالعالیہ کا یہی مذہب ہے

(۳) مذہبی کتب مثل قرآن و توریت وغیرہ مقصود ہے۔ (۴) آخر کی یہ ہے۔ یعنی ہر شخص کو اس کی ان کے نام سے پکارا جائے گا۔ اہل زبان اس تاویل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

وہ اپنی کتاب پڑھیں گے۔ اور ان پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ۝

۷۲۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

۷۲۔ اور جو اس دنیا میں اندھا رہا۔ وہ آخرت میں اندھا ہے اور راہ سے بہت دور ہے ۝

۷۳۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝

۷۳۔ اور وہ تو تجھے ہماری وحی سے جو ہم نے تیری طرف نازل کی ہے بچلانے ہی لگے تھے تاکہ تو اس کے سوا کچھ ہم پر افترا کرے اور اس وقت وہ تجھے دوست بنا لیتے ۝

۷۴۔ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۝

۷۴۔ اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تو ان کی طرف تھوڑا سا جھک ہی جاتا ۝ ف۱

۷۵۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

۷۵۔ اور اگر ایسا کرتا تو ہم تجھے زندگی میں اور موت کے بعد دونا مزہ چکھاتے۔ اور تو اپنے لئے ہم پر کوئی مددگار نہ پاتا ۝

۷۶۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ

۷۶۔ اور وہ لوگ تو تجھے زمین (مکہ) سے دل برداشتہ

پیغمبرانہ ذمہ داریاں

ف۱ آیت کے شانِ نزول میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور بعض کے نزدیک مکی۔ اس اختلاف کی بناء پر واقعات بھی مختلف ہیں۔ یہاں ثقیف والوں کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چند رعایتوں اور خصوصیتوں کے طالب تھے۔ جو اسلامی مساوات کے منافی تھیں۔ اور مکہ میں حجرِ اسود کا قصہ بھی کہنے والے حضورؐ کو مجبور کرتے تھے۔ کہ جس طرح آپ اس پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ ہمارے بتوں کا بھی احترام کریں۔ لیکن یہ اختلاف ہے۔ اس آیت کا مفہوم بہرحال واضح ہے۔ مخالفین چاہتے تھے کہ حضورؐ کو کسی نہ کسی طرح باتوں میں لگا کر روک دیا جائے۔ اور اسلام کی راہ استقلال سے منحرف کر دیا جائے۔ منصر تعلقے فرماتے ہیں۔ تم اس باب میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر صرف انسان ہو تو تمہارے حربے شاید کارگر ہو سکیں۔ مگر وہ پیغمبر بھی ہوتا ہے یعنی نفسِ بشری کے ساتھ وہ نفسِ نبوی بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو ورغلانا سخت دشوار ہے۔ انبیاء کو راسخ قوت

استقلال دیا جاتا ہے۔ ان کا قلب جبرائیل کا مہبط ہوتا ہے۔ ان کا دماغ مطلعِ انوار ہوتا ہے۔

آیت کا یہ مقصد ہرگز نہیں۔ کہ حضورؐ واقعی شرک کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ یا کفار کی حامی بھری تھی۔ اور اللہ نے انھیں ان کے چنگل سے نکالا۔ کیونکہ یہ معنی منصبِ نبوت کے منافی ہیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ مخالفین اسلام کی کوششیں یہی رہتی تھیں کہ وہ اپنے مقاصد مشئومہ کی تکمیل کریں۔ اور حضورؐ کو جادۂ مستقیم سے منحرف کر دیں۔ اور بات یہ ہے کہ وہ ضرور کامیاب بھی ہو جاتے۔ جس حد تک ان کی مساعی کا تعلق ہے۔ مگر آپ پیغمبر ہوتے اور آپ کو اللہ کی جانب سے تثبیت کی نعمت دی جاتی۔

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ سے غرض یہ بتانا ہے کہ پیغمبرانہ ذمہ داری کس حد تک اہم ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ عام اخلاقی سطح سے بہرحال بلند ہو۔

حلِ لغات

كَادُوْا ۔ کاد ۔ قریب واقع ہونے کے ہے۔ وقوع ضروری نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا
لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

کرنے ہی لگے تھے تاکہ تجھے زمین سے نکال دیں اور اس صورت میں بھی تیرے بعد تھوڑے ہی دن رہیں گے ۝

۷۷۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ
رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

ع ۸
۷۷۔ یہ دستور پڑ گیا ہے ف۱ ہمارے ان رسولوں کا جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا اور تو ہمارے دستور میں تبدیلی نہ پائے گا ۝

۷۸۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ
اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ
اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝

۷۸۔ سورج ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کر۔ اور قرآن فجر کو (پڑھا کر)۔ بے شک فجر کا قرآن مشہود ہے ۝ ف۲

۷۹۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً
لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

۷۹۔ اور کچھ رات قرآن کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے زائد حکم ہے۔ شاید تیرا رب تجھے تعریف کے مقام میں کھڑا کرے ۝

۸۰۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ
اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

۸۰۔ اور کہہ اے رب مجھے (مدینہ میں) پسندیدہ طور سے داخل کر۔ اور پسندیدہ طور سے (مکہ سے) نکال لے اور اپنی طرف سے مجھے ایک حکومت کی مدد

ف ۱

مشرکین کی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر ہے کہ یہ لوگ آپ کے وطن سے خارج کرنے کے لئے کس قدر کوشاں ہیں۔ اور کس کس طرح سے یہ آپ کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ آپ اپنا وطن مالوف ترک کر دیں۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ انبیاء کی ایذا دہی کے بعد اللہ کا عذاب آتا ہے۔ اور مخالفین کی قوتوں کو نابود کر دیا جاتا ہے۔ یہ سنت الٰہی ہے جس میں خلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال بدر میں ان مکہ کے کافروں سے قدرت نے پوری طرح انتقام لے لیا۔ جو حضور کے نکال دینے کا موجب بنے تھے۔

ف ۲

مجوسی سورج کی عبادت کرتے اور عموماً اس وقت کرتے جس وقت سورج کامل عروج پر ہو۔ قرآن نے نماز کے اوقات ایسے رکھے ہیں۔ جبکہ سورج زوال پذیر ہو جائے۔
دُلُوک وہ وقت ہے۔ جب سورج افق سے ڈھل جاتا ہے اور یہ تین دفعہ ہوتا ہے۔ ظہر کے وقت جب سورج پہلی دفعہ زوال پذیر ہوتا ہے۔ عصر کے وقت جب دوسری دفعہ دوسرے رخ میں افق سے سورج ڈھلتا ہے۔ اور تیسری دفعہ جب افق مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔
لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے غرض یہ ہوگی کہ ظہر و عصر دُلُوکِ الشَّمْس۔ غَسَقِ الَّيْلِ رات کی نماز ہے۔ یعنی عشاء اور قُرْاٰنَ الْفَجْرِ صبح کی۔ اس طرح پانچوں نمازوں کا ذکر قرآن کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

حلِّ لُغات

نَافِلَةً لَّكَ ۔ یعنے زیادت و برکت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَصِيْرًا ○

۸۱- وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○
۸۲- وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○
۸۳- وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ
وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
كَانَ يَـُٔوْسًا ○
۸۴- قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ
فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ○
۸۵- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ
مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ

دے ○
۸۱- اور کہہ ، حق آیا۔ اور باطل نکل بھاگا
بے شک باطل نکل بھاگنے والا ہے ○
۸۲- اور قرآن میں سے ہم وہ باتیں نازل کرتے ہیں
جو مومنین کے لیے صحت اور رحمت ہیں مگر ظالموں
کا نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے ○ ف۱
۸۳- اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں تو وہ ٹلا جاتا
ہے۔ اور اپنی کروٹ (شکر سے) موڑ لیتا ہے اور جب
اُسے برائی چھوئے تو ناامید ہوتا ہے ○
۸۴- تو کہہ ہر کوئی اپنے طور طریقے پر کام کرتا ہے سو
تیرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو خوب راہ یافتہ ہے ○ ف۲
۸۵- اور رُوح کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ روح
میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور تمہیں تھوڑا علم

حق آگیا

ف۱ قرآن مجید حق و صداقت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ باطل اس کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ تمام دُنیا نے کفر کو پکار کر کہہ دیا۔ کہ اب تمہاری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ حق ظہور پذیر ہو چکا ہے۔ آفتاب نکل آیا ہے۔ اب کفر کی تاریکیوں کے لیے گنجائش نہیں۔ دُنیا میں اب صرف صداقت اور سچائی کی حکومت ہوگی۔ اور اسلام کا آفتاب جلوہ افگن ہوگا۔ کیونکہ؟ اس لیے کہ قرآن ہی وہ کتاب ہے۔ جو فطرت کے اسرار و رموز کے چہرہ پر سے نقاب اُٹھاتی ہے۔ جو حق کی ترجمان ہے۔ جس سے دل کی تمام بیماریاں دُور ہوتی ہیں اور رحمت مجسم اور شفاء کامل ہے۔

وہ تمام اعتراضات اور شکوک، جو دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور الحاد و کفر کا موجب بنتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کا بہترین حل موجود ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ جو ضمیر کے اسرار سے آگاہ ہے۔ دماغ کے خطرات سے واقف ہو۔ اور جس کے سامنے نفس کی مستور خواہشیں بھی واشگاف ہیں۔ مگر ظالم اور حق ناشناس طبیعتیں اس کی برکات سے محروم رہتی ہیں۔ اور سوائے خسارہ اور گھاٹے کے ان کے حصہ میں اور کچھ نہیں آتا۔

ف۲ فطرت انسانی کی کمزوریوں کی طرف اشارہ ہے کہ نازو نعمت کے وقت محسن حقیقی کو بھول جاتا ہے اور تکلیف کے وقت مایوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مسرتوں اور خوشیوں میں اللہ کو یاد رکھنا چاہیے تھا۔ اور مصیبت میں تو خشوع کے ساتھ اس کے سامنے زیادہ جھکنا چاہیے تھا۔ یہ اکثریت کا مرقع ہے۔ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ جو دونوں حالتوں میں شاکر رہتے ہیں۔ دُنیا کی آسائشیں ان کے لئے وجہ ابتلاء ہوتی ہیں۔ اور مصیبتیں باعث آمرزش۔

حل لغات

زھق ۔ زھوقا کے معنے مغلوب اور ہلاک ہونے کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

٨٦- وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝

٨٧- اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

٨٨- قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

٨٩- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

دیا گیا ہے ۝ ف

٨٦- اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے تیری طرف نازل کی ہے اسے لے جائیں پھر تو اپنے لئے ہم پر کوئی وکیل نہ پائے کہ لا دے ۝

٨٧- مگر تیرے رب کی مہربانی سے۔ کیونکہ تجھ پر اس کا بڑا فضل ہے ۝

٨٨- تو کہہ اگر سب آدمی اور جن ایسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں۔ تو اس کی مانند ہرگز نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں ۝

٨٩- اور ہم نے آدمیوں کے لئے اس قرآن میں ہر ایک مثال کو طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگوں نے ناشکری ہی کی ۝

ف

یہاں کس روح کے متعلق پوچھا جا رہا ہے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ قرآن نے روح کو متعدد معانی میں استعمال کیا ہے۔ روح جبرئیل کو بھی کہتے ہیں اور قرآن کو بھی۔ اسی طرح روح سے مراد روح حیوانی بھی ہے۔ جس پر زندگی کا دارومدار ہے۔ مفسرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہاں روح سے متعارف روح مراد ہے۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔ اس قسم کے سوالات کا تعلق مذہب سے نہیں ہے۔ پیغمبر کے فرائض میں یہ چیز داخل نہیں ہے۔ کہ وہ تمہیں روح کی حقیقت سمجھائے وہ اس لئے آیا ہے۔ تاکہ روح کو جو کچھ بھی وہ ہے گناہوں اور معصیت سے بچائے۔ اسے تزکیہ و تطہیر سے اس قابل بنائے کہ وہ فضائے قدس میں پرواز کر سکے۔ تمہارا علم محدود ہے۔ تم اس کی گہرائیوں کو نہیں پا سکتے اور لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ اس کی حقیقت کو سمجھ سکو۔ آج بھی جبکہ ہمارا علم ترقی کر چکا ہے۔ ہم روح کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہم بہت زیادہ نہیں جان سکیں گے۔ کیونکہ ہمارا علم صرف محسوسات تک محدود ہے۔ اور وہ بھی ناقص طریق پر۔ ہمارے لئے کسی چیز کی پوری حقیقت سے آگاہ ہونا ناممکن ہے۔

حَلِّ لُغات

ظَهِيْرًا - پشت پناہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۹۰ - وَ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ یَنۡۢبُوۡعًا ۙ﴿۹۰﴾

۹۰ - اور کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان لائیں گے یہاں تک کہ تو زمین سے ہمارے لئے ایک چشمہ جاری کرے

۹۱ - اَوۡ تَکُوۡنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡہٰرَ خِلٰلَہَا تَفۡجِیۡرًا ۙ﴿۹۱﴾

۹۱ - یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو پھر تو اس کے درمیان نہریں جاری کرے ○

۹۲ - اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمۡتَ عَلَیۡنَا کِسَفًا اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیۡلًا ﴿ۙ۹۲﴾

۹۲ - یا جیسے تو کہا کرتا ہے آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے گرادے۔ یا تو فرشتوں کو اور اللہ کو سامنے لے آئے ○ ف۱

۹۳ - اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا کِتٰبًا نَّقۡرَؤُہٗ ؕ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾

۹۳ - یا کوئی سونے کا گھر تیرے پاس ہو جائے یا تو آسمان پر ہمارے سامنے چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک تو ہم پر ایک کتاب اُتار لائے کہ ہم اسے پڑھ لیں تو کہہ میرا رب پاک ہے۔ میں تو ایک بھیجا ہوا آدمی ہوں ○

۹۴ - وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ

۹۴ - اور لوگوں کو ایمان لانے سے جب ان کے پاس

پیمبروں کا دائرہ اختیار

ف۱ قرآن بے مثل اصطبح تو ہر معیار کمال ہے۔ انسانی ذہنیت ہر حالت میں اس کا جواب ممکن نہیں۔ اس میں ہر نوع کے لوگوں کے خیالات ملحوظ رکھے ہیں۔ ایک عامی انسان سے لے کر فیلسوف و دانا تک کے لئے اس میں ہدایت ہے۔ ہر دماغ کے لوگ اس کی قسموں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر بدبخت کہنے والے، جن کی ذہنیت مسخ ہو چکی ہے۔ کم کنجیں میں مبتلا ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس نسخہ کیمیا سے فائدہ حاصل کریں۔ بلا ضرورت معجزات طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جناب ہم تو جب مانیں گے جب یہاں مکے کی سنگلاخ زمین میں پانی کے چشمے پھوٹ نکلیں یا یہاں انگور اور کھجوروں کے باغات ہوں۔ یا آپ اتنے امیر اور متمول ہوں۔ کہ آپ کا مکان سونے کا ہو۔ یا آسمان پر آپ ہماری آنکھوں کے سامنے چڑھیں۔ اور کتاب لے آئیں۔ اور یا پھر عذاب ہی آ جائے اور آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے۔ جیسا کہ تو آپ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے۔ تم لوگ منصب نبوت کو نہیں سمجھے۔ بھلا ان خوارق کا آپ سے کیا تعلق، آپ تو رسول ہیں اور انسان ہیں۔ اور پابند ہیں۔ کہ احکام الٰہی کی پیروی کریں۔ اس لئے تمہاری خواہشات کی تکمیل بلا ارادہ الٰہی از خود نہیں کر سکتے۔ اگر تمہاری آنکھیں بینا ہوں۔ تو نفس نبوت اور نوع پیغام کو دیکھو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ صفحات قرآن میں کس قدر معانی کے دریا بہہ رہے ہیں۔ انگور اور کھجور تو کیا چیزیں ہیں۔ حکمت و دانائی کے گھنے بار آور شجر اس میں موجود ہیں جن کے پھل سے دنیا ہمیشہ شیریں کام رہے گی۔ تم قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہو کر دیکھو۔ تو تمہیں چاندی سونے کے محلات بھی میسر مل جائیں۔ اور قیصر و کسریٰ کے سر بفلک قصر تو فتح ہو کے اور تمہاری فتوحات اور کامرانی کا غلغلہ بلند ہوگا۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ اسلام واقعی اللہ کا مذہب ہے۔ جو ہر طرح مرفع و اعلیٰ ہے ○

www.KitaboSunnat.com

جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ
اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○
۹۵- قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ
يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ
مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ○
۹۶- قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ○
۹۷- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ
يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ
دُوْنِهٖ ۚ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى
وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۚ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ○
۹۸- ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

ہدایت آئی صرف اسی بات نے روکا کہنے لگے
کیا اللہ نے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے ○
۹۵- کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے
ہوتے، تو ہم ان پر آسمان سے ایک فرشتہ رسول
بنا کر بھیجتے ○ ف۱
۹۶- کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ ہے
بے شک خدا اپنے بندوں کو خبردار ہے دیکھنے والا ○
۹۷- اور جسے اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پر ہے اور جسے
گمراہ کرے ان کے لئے اس کے سوا تو کسی کو رفیق نہ
پائے گا۔ اور ہم قیامت کے دن انہیں اوندھے منہ ف۲
اندھے اور گونگے اور بہرے کرکے اٹھائیں گے
ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب بجھنے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے ○
۹۸- یہ ان کا بدلہ ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا

ف۱

در اصل وجہ اعتراض یہ تھی کہ ان کے خیال میں انبیاء بشر نہیں ہونا چاہئیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ نبوت اور انسانی اوصاف کا جمع ہونا ... ان کی نخوت و غرور کو گوارا نہیں تھا کہ ان کا ہم جنس انسان نبوت کے خلعت سے نوازا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت معقول جواب دیا ہے۔ کہ کم بختو! زمین پر جب تم جیسے انسان بستے ہیں۔ تو انبیاء بھی انسانوں میں سے ہونا چاہئیں۔ تاکہ تم صحیح معنوں میں ان کی اطاعت کر سکو۔ اور یہ نہ کہہ سکو کہ صاحب ہم فرشتوں کی پاکبازی کو کب پہنچ سکتے ہیں! عجیب بات ہے۔ جو بات تمہارے بھلے کی ہے۔ اسی سے تمہیں چڑ ہے۔ اور اسی بات کے تم مخالف ہو۔

کافر منہ کے بل چلیں گے!

ف۲ اللہ کی ہدایت نور ہے۔ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ جان بوجھ کر گمراہی قبول کر لیتے ہیں اور حقائق کی جانب سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ واقعات کو دیکھتے ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں۔ جن سے ہدایت کی قابلیت چھین جاتی ہے۔ اور محرومی و بدبختی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ جب اللہ نے انہیں ہدایت نہیں دی۔ اور یہ تعصب و جہالت کی وجہ سے اسلام کی روشنی سے فیضیاب نہیں ہوئے۔ تو اب کون انہیں سمجھا سکے گا؟ اور کون ان کا مددگار اور چارہ ساز ہو سکے گا؟ ان لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل چلایا جائے گا۔ یہ ایک نوع کی سزا ہے۔ جس طرح دنیا میں انہوں نے ہمیشہ سیدھی راہ کی مخالفت کی۔ اور ہمیشہ راہ صواب سے ہٹ کر چلے۔ اسی طرح آخرت میں انہیں سلامت روی نصیب نہ ہوگی۔ اور کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے الٹے پاؤں کی روش پسند کی۔ تو آج یہاں تمہاری سزا یہی ہے کہ منہ کے بل چلو۔ حضور سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ منہ کے بل کس طرح چل سکیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ جس طرح اب پاؤں کے بل چلتے ہیں۔ یعنی جو خدا انہیں پاؤں کے بل دنیا میں چلا رہا ہے۔ وہ عقبیٰ میں منہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ
رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝
٩٩- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ
يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا
لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا
كُفُوْرًا ۝
١٠٠- قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ
رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ
وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝
١٠١- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ
جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ

انکار کیا اور کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہوگئے
ہم پھر نئی پیدائش میں بھی اٹھیں گے؟ ف۱ ○
۹۹- کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ جس خدا نے
آسمان زمین کو پیدا کیا۔ وہ ان کی مانند پیدا کرنے
پر قادر ہے اُن کے لئے ایک وقت (موت کا)
ٹھہرا رکھا ہے جس میں کچھ شبہ نہیں، سو ظالم بغیر ناشکری
کئے نہیں رہتے ○
۱۰۰- تو کہہ، اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے
مالک ہوتے تو اس خوف سے کہ سب ختم نہ ہو جائیں خرچ نہ کرتے
انہیں بند ہی کر رکھتے اور انسان دل کا تنگ ہے ف۲ ○
۱۰۱- اور ہم نے موسیٰ کو کھلی نو نشانیاں دیں، تو بنی
اسرائیل سے پوچھ، کہ جب موسیٰ ان کے
پاس آیا۔ تو فرعون نے اُسے کہا، کہ اے موسیٰ میں

ف۱

آخرت کے متعلق ایک گروہ کو ہمیشہ شک رہا ہے، اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں عاقبت کا یقین نہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس شبہ کو کئی سورتوں میں ذکر فرمایا ہے اور جواب دیا ہے تاکہ ہر زمانہ کے متشکک لوگ تسلی و اطمینان حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کو پہلی دفعہ پیدا کرنے میں ہمیں کوئی تکلف نہیں ہوا، تو اب فنا کے بعد بھی ہمیں دوبارہ منصہ شہود پر لانا کیا مشکل ہے۔ جو چیز ایک مرتبہ بغیر کسی وسیلہ اور مادہ کے پیدا ہو سکتی ہے اس کا ہزار مرتبہ کوئی پیدا ہونا بھی ممکن ہے۔ البتہ اگر تمہیں اللہ پر یقین نہیں، اور تم اللہ کو نہیں مانتے، تو پھر حشر و نشر کے کوائف پر بحث کرنا قطعاً غلط ہے۔ ہونا یہ چاہئے کہ نفس خدا کے مسئلہ پر پہلے بحث کر لی جائے۔

ف۲

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ دراصل اس قسم کے شبہات تمام تر دلوں کی اس لئے نہیں پیدا ہوتے کہ تمہیں ان مسائل کے سمجھنے میں الجھن ہوتی ہے، یا یہ مسائل ناقابل فہم ہیں، بلکہ یہ انکار و تمرد محض اس لئے ہے کہ تم حضور کی نعمت نبوت کو فراخدلی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے۔ تمہارے دلوں میں بخل ہے اور تم نہیں چاہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی مصلحت کو ہر کس و ناکس کے سامنے پیش کریں۔ اس میں تم اپنی توہین سمجھتے ہو۔ تم کے خزانے اگر تمہیں ملتے، تو تم اس بخل سے ہرگز خرچ نہ کرتے تمہیں رنج ہے، تو یہ ہے، کہ ہدایت عام ہوئی جاتی ہے۔ اور تم جیسے بڑے لوگوں کے لئے کوئی وجہ تخصیص نہیں رہی۔

بات یہ ہے کہ انسان فطرتاً بخل پسند ہے۔ کشادہ دلی کے ساتھ دوسروں کی خوبیاں تسلیم نہیں کرتا۔ اور ایک شخص کے فضائل و محاسن کا محض اس لئے انکار کر دیتا ہے، کہ وہ خود کیوں ان سے متصف نہیں۔

حل لغات

قَتُوْرًا۔ بخیل، تنگ دل، قتر سے بنا ہے، جس کے معنے تنگی اور ضیق کے ہیں۔ تِسْعَ اٰیٰتٍ۔ وہ نو معجزے جو فرعون کو دکھائے گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ○
۱۰۲- قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ
اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ○
۱۰۳- فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ○
۱۰۴- وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ○
۱۰۵- وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۚ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○
۱۰۶- وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى
النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ

تجھے جادو کا مارا ہوا سمجھتا ہوں ○
۱۰۲- موسیٰ بولا کہ تو جان چکا ہے کہ ان کو سوائے آسمان
و زمین کے رب کے اور کسی نے نازل نہیں کیا سوجھ بوجھ
کے لئے ہیں اور اے فرعون میں تجھ کو ہلاک ہونے والا سمجھتا ہوں ○
۱۰۳- پھر فرعون نے انہیں اس ملک میں سے بے چین کرنا چاہا
پھر ہم نے اُسے اور اُس کے سب ساتھیوں کو غرق کر دیا ○
۱۰۴- اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا
کہ تم زمین میں بسو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا
ہم تمہیں سمیٹ کر جمع کر لائیں گے ○
۱۰۵- اور ہم نے سچ کے ساتھ اُسے نازل کیا اور وہ سچ کے ساتھ
نازل ہوا اور ہم نے تجھے تو صرف خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیلئے بھیجا ہے ○
۱۰۶- اور ہم نے قرآن کو پڑھنے کا وظیفہ کیا جدا جدا کر کے
تا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے اُسے پڑھے اور ہم نے اس کو

حضرت موسیٰ کی کامیابی

ف ۱

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی آزادی کے لئے تشریف لائے اور فرعون کو حجت کی نشانیاں دکھائیں، اور کہا کہ میں خدا کی طرف سے حریت و آزادی کا پرچم لہرانے آیا ہوں۔ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بنی اسرائیل کی غلامی کو ختم کروں، اور تجھے کیفر کردار تک پہنچاؤں۔ تو فرعون نے ازراہ کبر کہا۔ میری رائے میں تمہارا دماغ صحیح نہیں ہے۔ میری حکومت کو کون الٹ سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ مجھے اپنی صداقت پر یقین ہے۔ اور دل میں تو بھی جانتا ہے کہ مجھے میرے رب نے بھیجا ہے۔ اور مجھے دلائل سے نوازا ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ تمہارے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی ہے۔ اور تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے ہو۔ چنانچہ یہی ہوا کہ موسیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہوا۔

غرض یہ ہے جس طرح موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون کامیاب نہیں ہوا۔ اسی طرح آپ کے مقابلہ میں یہ لوگ بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمہ گیر قانون یہ ہے، کہ صداقت کے علم کو بلند کیا جائے۔ اور جھوٹ کو سرنگوں کیا جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ حق پرستوں کی جماعت رسوا اور ذلیل ہو۔ اللہ اپنے بندوں کی بہر حال حمایت کرتا ہے اور انہیں ہر قسم کے ابتلاء میں کامیاب فرماتا ہے۔

حلِ لغات

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ۔ ظن کے معنے یہاں یقین کے ہیں قرآن نے کثرت سے ظن کو یقین کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔
مَثْبُوْرًا۔ ملعون، تباہ حال، خائب و خاسر، ہلاک وغیرہ۔
لَفِيْفًا۔ اکٹھے۔ یہ اسم جمع ہے۔ اصمعی کی رائے میں یہ ہے جس کا واحد موجود نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْزِیْلًا

۱۰۷- قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا
یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
سُجَّدًا ۝

۱۰۸- وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ
وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝

۱۰۹- وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ
یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ السجدۃ

۱۱۰- قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَیًّا
مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا
تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ
ابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝

بتدریج نازل کیا (۲۳ برس تک) ○ ف۱

۱۰۷- تو کہہ اے (نبی) کہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں قرآن سے پہلے علم دیا گیا ہے (اہل کتاب) جب یہ قرآن اُن کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑی پر گر کر سجدہ کرتے ○

۱۰۸- اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور ہونا ہے ○

۱۰۹- اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں اور قرآن اُن کی عاجزی بڑھاتا ہے ○ ف۲

۱۱۰- تو کہہ اللہ کو پکارو، یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے پکارو، سو اس کے اچھے نام کئی ایک ہیں اور تو اپنی نماز میں چلا کر نہ پڑھ اور نہ چپکے پڑھ۔ اور اس کے درمیان کی راہ تلاش کر ○ ف۳

ف۱

قرآن حکیم بتدریج نازل ہوا ہے۔ ضرورت کے مطابق اترتا ہے تا کہ سینوں میں محفوظ رہے۔ اور لوگ اپنی ضروریات کا حل اس میں دیکھ کر اس کی صداقت کے قائل ہوں۔ کیونکہ کلام جو اسی طرح اور حل ہو وہ زیادہ موثر اور زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

ف۲

یعنی قرآن حکیم کی خوبیاں مسلّم ہیں۔ وہ لوگ جو صاحب علم ہیں جنہیں اللہ کے کلام سے ذوق ہے۔ وہ جب اس کو سنتے ہیں تو سر نگوں ہو جاتے ہیں اور اظہار تشکر کے لیے بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہو جاتے ہیں۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ کلام انسانی دماغ کا اختراع نہیں۔ تم اگر اس نعمت سے محروم ہو۔ اور اس کو نہیں مانتے۔ تو اس کی وجہ سے قرآن کے فضائل میں کمی نہیں ہوتی کیونکہ ذوق سلیم رکھنے والے لوگوں میں اس کو مقبولیت کا درجہ حاصل ہے۔

ہر زبان میں خدا کا نام لو!

ف۳

قرآن حکیم تمام بنی آدم کی مشترکہ کتاب ہے۔ اس لیے اس میں التزام ہے کہ تمام اختلافات انگیز چیزوں کی مخالفت کرے۔ اور نوع مذہب کے مرکز پر سب کو جمع کر دے۔ اور ان تمام تفریقات کو مٹا دے۔ جن کی وجہ سے وحدت انسانیت تار تار ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو یاد کرو۔ سب جائز ہے۔ بشرطیکہ خدا کے جمال و جلال کو ملحوظ رکھا جائے یہ محض لفظی اختلافات ہیں کہ اللہ تو ہمارا خدا ہے۔ اور رحمٰن مسلمانوں کا خدا ہے۔ یہ ناقابل التفات ہے۔ سارے اچھے نام اور تمام اچھی صفتیں اللہ کے ساتھ متصف ہو سکتی ہیں۔ تم خدا کو جس نام کے ساتھ چاہو، یاد کرو۔ یہ لفظی اختلافات ہیں۔ خدا بہرحال ایک ہے۔ اور وہی سب کا مالک و خالق ہے۔ اور سب کے لیے یکساں واجب الاحترام و عبادت ہے۔ ان اختلافات اسمی سے اس کی ذات میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ کیا پانی کو آب، ماء، اور واٹر کر دینے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے؟ (باقی بر صفحہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۱- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۠

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّیَّةٌ

(اٰیَاتُهَا ۱۱۰) (رُكُوْعَاتُهَا ۱۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ

۲- قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ

۳- مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۙ

۱۱۱- اور کہہ اللہ قابل تعریف ہے جس نے کوئی بیٹا نہیں لیا اور اُس کی سلطنت میں کوئی اُس کا شریک نہیں اور ذلت سے بچانے کو کوئی اُس کا دوست نہیں اور اس کی بڑائی کو خوب بیان کر ○

سُورہ کہف ف۱

مکی ــــــ آیتیں ۱۱۰ ــــــ رکوع ۱۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی۔ اور اس میں کچھ عیب نہ رکھا ○

۲- ٹھیک اُتاری ہے تاکہ وہ اس کی طرف سے ایک سخت آفت سے ڈرائے اور نیک اعمال مومنین کو بشارت سنائے کہ اُن کے لئے اچھا اجر ہے ○

۳- جس میں وُہ ہمیشہ رہیں گے ○

(بقیہ حاشیہ)

جب نہیں بدل جاتی، تو مشترکہ مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے سے کیوں کفر لازم آتے؟

بات یہ ہے کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت محترم اور اعلیٰ نام تخیل پیش کیا ہے۔ جس میں تجسیم و حلول کا شائبہ تک نہیں۔ اس لئے اگر اس تخیل کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو پھر مختلف زبانوں میں اس کا نام لینا قابل اعتراض نہیں رہتا۔

آداب دُعا میں یہ ہدایت فرمائی۔ کہ دُعا نہ تو بلند آواز میں ہو۔ کہ خشوع و خضوع پیدا نہ ہو سکے۔ اور نہ اتنی آہستہ ہو۔ کہ کان بھی نہ سُن سکیں۔ بلکہ درمیانی راہ اختیار کی جائے۔ کیونکہ اسلام تو کہتے ہی اس طریق کو ہیں جو وسط اور درمیانی ہو۔

سُورہ کہف!

ف۱

مکی سورۃ ہے۔ اس کے فضائل میں سے ہے کہ جو شخص اس کی دس اوّل آیتیں پڑھ لے گا، دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ ان دس آیتوں میں وہ حقائق و معارف ہیں، کہ اُن کے جان لینے کے بعد مرد مومن دجّال و فریب کی راہوں سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور ایمان کی اُس بلند جگہ پر متمکن ہو جاتا ہے، جہاں سے اُس کو نیچے اُتارنا ناممکن ہے تفصیل آئندہ صفحے پر دیکھئے۔

حلِّ لُغات

عِوَجًا- کجی، ٹیڑھا پن، پیچیدگی۔

قَیِّمًا- برقرار رکھنے والی، قائم رکھنے والی۔

بَاْسًا- عذاب، شدت، سختی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
وَلَدًا ۝

۴- اور اُنھیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ
اولاد رکھتا ہے ○

۵- مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ
اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

۵- اُنھیں اس قول کا کچھ علم نہیں اور نہ ان کے باپ (دادا)
کو اس کا کچھ علم تھا۔ بڑا بول ہے جو ان کے مونھوں سے نکلتا
ہے۔ جھوٹ ہے جو وہ کہتے ہیں ○

۶- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ
اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

۶- پھر شاید تو پچھتا پچھتا کر ان کے پیچھے اپنی جان گھونٹ
ڈالے گا کہ وہ اس حدیث (قرآن) پر ایمان نہیں لاتے ○

۷- اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً
لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

۷- جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسی کی رونق کیلئے بنایا
تاکہ اہل دنیا کو آزمائیں کہ ان میں سے کون نیک کام کرتا ہے ○

۸- وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا
جُرُزًا ۝

۸- اور جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے چھانٹ کر
میدان کر دیں گے ○ ع ۱

۹- اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ
الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

۹- کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ والے
ہماری نشانیوں میں کچھ اچنبھا تھے! ○

سورۂ کہف کی دس آیتیں!

ف ۱

اللہ کی ان دس آیتوں میں جو معارف بیان فرمائے ہیں ان کو سمجھ لینے کے بعد گمراہی کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔ اور قلب جازم اور وقت سے متنیر ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں یہ معارف درج ہیں:-

(۱) قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں مطالب واضح اور صاف ہیں۔

(۲) یہ ہماری تمام ضروریات دینی کی کفیل ہے۔ اس صحیفۂ قیم کے بعد مزید تجدید و بعثت کی ضرورت نہیں۔

(۳) توحید کی راہ استقامت اور سلامت روی کی راہ ہے، مسلمان کا نصب العین ہمیشہ یہی رہے گا کہ ایک خدا کے سامنے جھکے۔

(۴) عقیدۂ شرک کی تمام صورتیں اور شکلیں غیر علمی اور غیر یقینی ہیں اور اللہ کی تقدیس پر اتہام و افترا ہے۔

(۵) جناب رسالت پناہ، اُمت کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے لئے اُن کے دل میں بے حد کرب و بے چینی تھی فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ میں اسی جانب اشارہ ہے۔ اس لئے آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مکمل اور تشفی بخش ہے۔

(۶) دنیا کی آرائش و زینت ناپائدار اور فانی ہے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہ کر آئندہ زندگی کے لئے تیاری کریں۔

(۷) اللہ کے نیک بندے ابتلاء کے وقت مایوس نہیں ہوتے۔ اور اللہ سے ہدایت و راہنمائی کی توفیق چاہتے ہیں۔

کیا یہ حقائق ایسے نہیں کہ انسانیت کو فروغ دیں۔ اور ذہن کو زیغ کی گمراہیوں سے بچائیں؟

حلِّ لغات

بَاخِعٌ۔ جان کھونے والا۔

جُرُزًا۔ زمین بے گیاہ، بنجر، غیر آباد، ناقابل زراعت۔

الرَّقِیْمِ۔ وہ جگہ ہے، جسے بائبل میں راقم کہا گیا ہے۔ وہ بستی جس میں اصحاب کہف کا قصہ لوگوں کے علم میں آئے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا
رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ
لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○
۱۱- فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ
سِنِيْنَ عَدَدًا ○
۱۲- ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ
اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ○
۱۳- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ
اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى ۖ ○
۱۴- وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا
رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ
نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ

۱۰- جب وہ جوان غار میں جا بیٹھے۔ پھر بولے
اے رب ہم پر اپنی طرف سے رحم کر اور بنا دے
ہمارے کام کی درستی ○
۱۱- پھر ہم نے انہیں غار میں چند برس
سُلا دیا ○
۱۲- پھر ہم نے انہیں جگایا تاکہ ہم معلوم کریں کہ دونوں
فرقوں میں سے کس نے اُن کے غار میں رہنے کی مدت یاد رکھی ہے ○
۱۳- ہم ٹھیک ٹھیک تجھے اُن کا قصہ سناتے ہیں وُہ
چند جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے
اُن کو ہدایت زیادہ دی ○ ف۱
۱۴- اور اُن کے دل پر ہم نے گرہ لگائی کہ جب وُہ اُٹھے بولے
ہمارا رب زمین اور آسمان کا رب ہے ہم ہرگز
اُس کے سوا کسی اور معبود کو نہ پکاریں گے ورنہ ہم نے

ف۱

اصحاب کہف وہ قدیم چند موحد شخص تھے،
جو بت پرست حکومت کے مظالم سے تنگ
آکر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور آبادیوں سے
دُور اپنے لئے ایک غار کو پسند کر لیا۔ مدت
تک دُنیا و مافیہا کو فراموش کئے ہوئے
اُس میں پڑے رہے۔ اور یادِ الٰہی میں
مشغول رہے۔ اور جب باہر نکلے تو معلوم
ہُوا، کہ ظالم حکومت کا دور ختم ہو چکا ہے
اور ساری دُنیا عیسائیت کے پرچم تلے
جمع ہے۔

یہ ہجرت کی قدیم ترین صورت ہے
اسلام یہ نہیں چاہتا، کہ مسلمان ذہنی و
عملی غلامی کو گوارا کریں۔ وُہ مسلمان کو
ہر وقت اللہ کی محبت میں سرشار دیکھنا
چاہتا ہے۔

حلِ لغات

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ۔ یعنی دُنیا
کی جانب سے انہیں بالکل بے خبر کر دیا۔
جمہور مفسرین نے نیند اور سکر طویل کے
معنے لئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذًا شَطَطًا ○
۱۵- هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا ○
۱۶- وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ
لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ
لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ○
۱۷- وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ
عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ
تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ
مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ

قول عقل سے دور ہوگا ○
۱۵- یہ ہماری قوم ہے جس نے اس کے سوا کئی معبود ٹھہرائے ہیں ان کے ثبوت پر دلیل واضح کیوں نہیں لاتے پس جو اللہ پر جھوٹ باندھے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے ؟ ○
۱۶- اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جو اللہ کے سوا ہیں۔ الگ ہو گئے۔ تو اس غار میں چل بیٹھو تمہارا رب اپنی رحمت تم پر پھیلائے گا۔ اور تمہارے کام میں تمہیں آرام بخشے گا ○ ف۱
۱۷- اور اے محمدؐ تو دھوپ کو دیکھے گا جب نکلتی ہے ان کے غار سے بچ کر داہنی طرف کو جاتی ہے اور جب ڈوبتی ہے تو بائیں طرف کو کترا جاتی ہے اور وہ وہاں کشادہ میدان میں ہیں ف۲ یہ بات اللہ کی [illegible] معجزوں میں سے ہے

اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے

ف۱

جب کوئی قوم اللہ کے لیے اپنی آسائشوں کو ترک کر دے اور توحید کے لیے تمام تکلفات کو چھوڑ دے عقیدے کی حفاظت و حیات کے لیے دکھ اور مصائب برداشت کرلے، تو اللہ کی رحمتیں اسے گھیر لیتی ہیں اور تمام سامان حیات اس کے لیے مہیا ہو جاتے ہیں۔ اصحاب کہف۔ یہ چند نفوس قدسیہ تھے جو ظالم استبداد سے گھبرا کر اللہ کی پناہ میں آگئے۔ اور دین حق کے تحفظ کے لیے غار اور کھوہ کی زندگی پر قناعت کرلی۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ کہ جب تم نے بت پرستی سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اور یہاں آگئے ہو تو خوف و ہراس کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہاری مدد کریں گے اور یہاں وہ لطف تمہیں میسر ہوگا۔ جو بڑے بڑے ایوانوں میں تمہیں میسر نہ ہوگا •

ف۲

یعنی ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو جگہ پسند فرمائی ہے۔ وہ دھوپ سے محفوظ ہے۔ سورج طلوع و غروب کے وقت کترا کر نکل جاتا ہے۔ اور یہ لوگ آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہتے ہیں۔ البتہ ہوا پہنچتی رہتی ہے۔ کیونکہ ہوا کے لیے غار کا دہانہ موجود ہے۔ خدا کی جانب سے یہ حسن انتظام خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے •

حل لغات

شَطَطًا۔ غلو، مبالغہ، اعتدال سے گزرنا، حد سے زیادہ، بعید از عقل •
مِرْفَقًا۔ وسیلہ، راحت، آسائش •
فَجْوَةٍ۔ کشادہ جگہ، فراخ مقام •

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ
تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ○
۱۸ - وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۖ
وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ
الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ
مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ○
۱۹ - وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ
قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا
لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا
رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا
أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ
فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ

جسے اللہ نے راہ دکھائی وہی راہ یاب ہوا اور جسے وہ
گمراہ کرے تو اس کے لیے کوئی راہنما دوست نہ پائے گا ○
۱۸ - اور تو سمجھے گا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں
اور ہم ان کی داہنی اور بائیں کروٹیں بدلتے رہتے
ہیں۔ اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنی باہیں پھیلائے
پڑا ہے۔ اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ
پھیر کر بھاگے اور تیرے دل میں ان کا خوف سما جائے ○ (ف ۱)
۱۹ - اور اسی طرح ہم نے انہیں ایک نیند سے جگا دیا تھا
کہ آپس میں لگے پوچھنے ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی
یہاں رہے ہو بولے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں
بولے تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کس قدر رہے ہو تم
اپنے میں سے ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر میں بھیجو
تو دریافت کرے کہ پاکیزہ کھانا کس کی دکان پر ہے کہ

ف ۱

یہاں ایک عرصہ تک یہ لوگ رہے۔ اور نوعِ صالحت کی زندگی بسر کی۔ آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ اور یہی حالت میں موت آئی، کہ یہ لوگ کسی نہ کسی کیفیت عبادت میں مشغول تھے۔ کوئی سجدے میں تھا، کوئی رکوع میں، کوئی کھڑا تھا، اور کوئی جھکا ہوا۔ اس لئے باہر سے دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ زندہ ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ موت کی نیند سو رہے تھے۔

کتا بھی غار کی دہلیز پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا۔ اور وہ بھی اسی کیفیت میں طعمۂ اجل ہو چکا تھا۔ اس لیے منظر کو اس وقت بھی اچھی طرح دیکھا جا سکتا۔ جبکہ غور کیا جاتا۔ کیونکہ یہ لوگ جس غار میں پناہ گزین تھے وہ نہایت تاریک تھا۔ اور اول نظر میں تو یقیناً دل دہل جاتا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو دہشتناک بنا دیا ہے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا۔ اور لَوِ اطَّلَعْتَ میں اس وقت کی حالت بیان فرمائی ہے یعنی اگر تم اس وقت موجود ہوتے، تو تم بھی پہلی نظر میں انہیں زندہ خیال کرتے۔ اور جب تمہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ زندہ نہیں مُردہ ہیں۔ تو مارے خوف کے بھاگ جاتے۔

حلِّ لغات

أَيْقَاظًا۔ جیتے جاگتے۔ جمع یَقِظ بمعنے بیدار۔
رُقُودٌ۔ موت کی نیند سوتے ہوئے۔ جمع رَاقِد بمعنے سوتے والا۔ خواب کنندہ۔
بِوَرِقِكُمْ۔ سکہ، روپیہ۔

بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝
۲۰- إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝
۲۱- وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۝
۲۲- سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ

اس کو تمہارے پاس لے آئے اور نرمی سے بولے اور کسی کو تمہارے حال کی خبر نہ دے ○ ف۱
۲۰- اگر اہل شہر تم پر قابو پائیں گے تمہیں سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین میں تمہیں لوٹا لیں گے اور اس صورت میں تم کبھی نجات نہ پاؤ گے ○
۲۱- اور یوں ہم نے اُن کے حال سے لوگوں کو خبردار کیا تاکہ وہ جانیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں شک نہیں۔ جب وہ اپنی بات میں جھگڑ رہے تھے انہوں نے کہا کہ ان کے اوپر ایک عمارت بناؤ۔ اُن کو اُن کا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جو اُن کے معاملہ میں غالب رہے انہوں نے کہا کہ ہم ان پر ایک مسجد بنائیں گے ○ ف۲
۲۲- وہ کہیں گے کہ وہ تین شخص ہیں چوتھا ان کا کتا ہے

ف۱

طویل مدت کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ وہ اٹھے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی مدت یہاں رہے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ شاید ایک دو دن اس عالم سکر و بیہوشی میں گزرا ہے۔ اپنے کسی ساتھی کو شہر میں بھیجا۔ کہ وہ نفیس کھانا خرید لائے۔ اسے تاکید کی کہ مخفی جائے اور ہشیار رہے ایسا نہ ہو مخالفین پکڑ لیں۔ اور پھر غلط عقائد کے ماننے پر مجبور کر دیں۔

یہ تمام عرصہ انہیں بہت تھوڑا معلوم ہوا۔ اس لئے کہ وہ جس حالت میں تھے۔ اُسی میں زندہ ہو گئے۔ انہوں نے یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ زہد و عبادت کی کثرت سے شاید تھوڑی سی بے ہوشی طاری ہو گئی ہو۔

اصحاب کہف کی دوبارہ عزت افزائی

ف۲- اللہ کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں۔ اصحاب کہف کا ایک آدمی جب شہر میں پہنچا۔ تو اس کے پاس پرانا سکہ تھا۔ لیکن پرانی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ لوگ حیران ہوئے کہ یہ لوگ کیونکر یہاں موجود ہیں؟ کیفیت دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ اس زمانہ کی حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر پہاڑ کے کسی غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے چنانچہ یہ لوگ پکڑے گئے۔ مگر اس وقت ان کے ہم عقیدہ لوگ ہی برسر اقتدار تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی بہت عزت کی گئی اب یہ بحث تھی کہ ان کی جگہ غار پر عمارت بنائی جائے۔ جو بطور یادگار کے رہے۔ غور فرمائیے۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ یہ لوگ اپنی قوم سے تنگ ہو کر بھاگے تھے۔ اور یا یہ کیفیت ہے کہ لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔

اور اس واقعہ سے جہاں یہ مقصود تھا۔ کہ ان لوگوں کو جو خدا کی پناہ میں آ گئے ہیں۔ عزت بخشی جائے۔ اور انہیں بتا دیا جائے۔ کہ اللہ اپنے بندوں کی ہمیشہ دستگیری کرتا ہے وہاں یہ بھی مقصود تھا۔ کہ منکرین قیامت کو قیامت و حشر نشر کا ایک منظر دکھا دیا جائے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ قیامت کے بعد مردوں کو زندہ کرنا اسی طرح ممکن ہے جس طرح ان اصحاب کہف کا موت کے بعد زندہ (باقی بر صفحہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ○

اور بعض کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا اُن کا کتا ہے بن دیکھے انکلیں دوڑاتے ہیں اور بعض کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ تو کہہ میرا رب اُن کا شمار بہتر جانتا ہے اور لوگ اُنہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے لوگ۔ سو تُو اُن کے بارہ میں جھگڑا نہ کر مگر سرسری جھگڑا اور اُن کے بارہ میں کسی اہل کتاب سے دریافت نہ کر ○ ف۱

۲۳ - وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ○

۲۳ - اور کسی شے کی بابت یوں نہ بول کہ میں کل کروں گا ○ ف۲

۲۴ - إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ○

۲۴ - مگر انشاء اللہ کے ساتھ اور جب تجھے انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو اُس وقت اپنے رب کو یاد کر اور کہہ شاید میرا رب مجھے اس (مستقبل) سے زیادہ قریب نیکی کی راہ سمجھائے ○

۲۵ - وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ○

۲۵ - اور اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو برس رہے اور نَو برس اور زیادہ رہے ○

ہو جانا۔ اصحاب کہف کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ یہ لوگوں کی محض قیاس آرائیاں ہیں۔ جو اس آیت میں مذکور ہیں ۔

قرآن حکیم نے غیر ضروری جزئیات کو اس لئے بیان نہیں کیا کہ قرآن کا مدعا کوئی ناول یا افسانہ پیش کرنا نہیں۔ بلکہ جو چیز مقصود ہے کہ اللہ کے چند بندوں نے جب متاع ایمان کی حفاظت کے لئے ہمہ پہلو سعی کیا۔ تو ہم نے کس طرح ان کی اعانت کی، اور ظلم و حکومت کو ان کے سامنے بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا۔ اور یہ مقصد اس طرح تک بالکل واضح ہے۔

ف۱

قرآن حکیم میں اور بائبل میں بہت بڑا مابہ الامتیاز ہے کہ بائبل میں غیر ضروری جزئیات و تفصیلات مذکور ہوتی ہیں اور قرآن صرف مغز و اصل پر اکتفا کرتا ہے۔ قرآن کا مقصد ہے کہ ایام اللہ یا واقعات کو عبرت آموز طریق سے بیان کیا جائے اس لئے وہ تفصیلات کو اکثر نظر انداز کر جاتا ہے۔

اصحاب کہف کی زندگی کا وہ پہلو جو ہمارے لئے سبق آموز ہو سکتا تھا۔ بیان فرما دیا۔ اب اس بات کی بحث کہ اصحاب کہف کون کون شخص تھے۔ تعداد کیا تھی۔ بالکل غیر ضروری ہے۔ اس طرح کی تفصیلات بسا اوقات اس روح و مقصد سے دور کر دیتی ہے جس کی وجہ سے قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد بہت کم لوگ جانتے ہیں آپ بھی اس میں زیادہ جستجو نہ کریں۔ کیونکہ جہاں تک غرض و غایت انہیں کا تعلق تھا۔ واضح کر دیا گیا۔ آپ اسی قدر معلومات پر اکتفا کریں۔ جو وحی کے ذریعہ بتا دی گئی ہیں۔

مستقبل کے متعلق ادعا نہ کرو!

ف۲

ہر کام کے لئے اللہ کی طرف سے ایک وقت مقرر ہے اور ہر بات میں مصلحتیں ہوتی ہیں جنہیں کوتاہ نظر انسان نہیں سمجھ سکتا اس لئے اسے چاہیئے کہ اپنی ہر بات میں اس عاجزانہ نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھے یعنی کبھی ادعا کے ساتھ مستقبل کے متعلق کچھ نہ کہے کہ یہ ایسا ہی ہو گا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶- قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ؗ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝

۲۶- تو کہہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جس قدر وہ ٹھہرے آسمان و زمین کا علم غیب اسی کو ہے کیا خوب دیکھتا اور کیا خوب سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی دوست نہیں، اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۝

۲۷- وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ؕ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

۲۷- اور تیرے رب کی کتاب میں سے جو تجھ پر وحی کی گئی ہے اس کو پڑھ، کوئی اس کی باتیں بدل نہیں سکتا، اور تو اس کے سوا ہرگز کہیں پناہ نہ پائے گا ۝

۲۸- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

۲۸- اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے ہیں (یعنی فقراء مکہ) تو ان کے ساتھ بلا رہ، اور تیری آنکھیں ان کی طرف سے پھر نہ جائیں کیا تو حیات دنیا کی زینت ڈھونڈتا ہے اور اس شخص کا مطیع نہ ہو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور

کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے۔ اُسے نہیں معلوم۔ کل جو آفتاب طلوع ہوگا۔ وہ بری تائید میں طلوع ہوگا یا مخالفت میں۔ اصحاب کہف پر ظلم توڑنے والے لوگوں کو دیکھئے۔ حکومت وقت کے دعاوی کیا تھے یہی نا کہ ہم خدا پرستوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ ان کا نشان تک باقی نہیں رہنے دیں گے۔ اس ادعا کا کیا حشر ہوا۔ وہ تین صدیوں میں حکومت کا تخت اُلٹ گیا۔ متکبر غارت ہو گئے۔ اور غار میں پناہ لینے والے معزز و ممتاز ہو گئے۔ اور خدا پرستوں کا اقتدار قائم ہو گیا۔

اس قصے میں ایک تعلیم یہ بھی تھی۔ کہ حضور کی وساطت سے اس قسم کے ادعا کرنے والوں کو متنبہ کیا گیا کہ غیب اور آئندہ کے متعلق پیشگوئی کرنے کا تمہیں کوئی استحقاق نہیں۔ کائنات میں اللہ کی بادشاہت ہے۔ اس لئے وہی کچھ ہوگا، جو خدا کو منظور ہے۔

حل لغات

مُلْتَحَدًا - جائے پناہ۔ لحد سے بنا ہے۔ جس کے معنے آغوش قبر کے ہیں۔

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ - صبح و شام یعنے ہر وقت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

۲۹ - وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ
شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ
اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ
بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا
يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ
بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○
۳۰ - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ ۚ
۳۱ - اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا
مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ
ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ

اس کا کام حد سے نکلا ہوا ہے ○ ف ۱

۲۹ - اور کہہ دو یہی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ جو کوئی
چاہے ایمان لائے۔ اور جو چاہے کافر رہے ف ۲
ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کی جس کی
قناتوں نے انہیں گھیر لیا ہے۔ اور اگر فریاد کریں گے
تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائیگی جو پیپ جیسا ہے
منہ بھون ڈالے گا۔ برا پینا ہے اور بری جگہ آرام لینے کی ○

۳۰ - جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم (ایسے)
نیکوں کا اجر نہیں کھوتے ○

۳۱ - ان کے لیے رہنے کے باغ ہیں۔ ان کے نیچے
نہریں بہتی ہیں۔ ان کو وہاں زیور پہنایا جائے گا
سونے کے کڑے۔ اور وہ پتلے اور
گاڑھے ریشمی سبز کپڑے پہنیں گے

پیغمبر مساکین!

ف ۱ قرآن حکیم میں بعض باتیں بصیغۂ امر بولی گئی ہیں۔ مگر اس سے مراد خبر ہے۔ اور ایک واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ یہاں بھی بالکل یہی انداز بیان ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور شاید ان عام لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا پسند نہ فرماتے تھے جو غریب اور مفلس تھے۔ اور قرآن حکیم میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے آپ ان لوگوں کے ساتھ رہنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ اشتباہ یہ ہے کہ حضور ہمیشہ ابوذرؓ سلمان فارسیؓ اور اس قسم کے غریب اور مفلس عقیدتمندوں میں بے تکلفی سے بیٹھتے۔ اور انہیں صبح و شام وقت گزارتے۔ امراء کو یہ ناگوار تھا۔ کہ وہ اس حالت میں آپ سے ملیں۔ چنانچہ وہ کہتے کہ جناب ہم اس حلقہ میں بیٹھ کر آپ سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ ان کے کپڑوں سے بو آتی ہے۔ اور ہماری طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے آپ بھی ان سے الگ ہو جائیے۔ مگر وہ پیغمبر جو افلاس و فقر کو اعزاز بخشنے کے لئے آیا تھا۔ کیونکر ان کی باتوں کو مان لیتا۔ قرآن کی زبان میں ان کو بتایا گیا۔ کہ گو یہ مفلس ہیں۔ مگر دولت ایمانی ان کے دل مالا مال ہیں۔ ان کے کپڑوں سے گو تمہیں بو آتی ہو مگر دل ذکر خدا سے مہک رہے ہیں۔ یہ مخلص ہیں، خدا پرست ہیں تم انہیں حقیر سمجھو۔ تمہیں اختیار ہے مگر قدرت کی جانب سے یہ طے شدہ امر ہے۔ کہ یہی لوگ دنیا میں انقلاب پیدا کریں گے تم حرص و ہوا کے بندے ہو۔ تمہارے دلوں پر غفلت کے حجاب پڑے ہوئے ہیں۔ تم اسلام کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ تم جب تک دنیا کی ان کثافتوں میں پڑے ہوئے ہو صحبت نبوی سے فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ اور تم ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ پیغمبر مخلص مساکین کو چھوڑ کر تم مغرور اور متکبر انسانوں کے ساتھ بیٹھا کرے۔

ف ۲ اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ ایمان ایک ذاتی ایک حقیقت ہے۔ چاہو تو اس سے اپنی جھولیاں بھر لو اور چاہو تو محروم رہو۔ ذلیل تمہاری وجہ سے غربا اور مساکین سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔

حل لغات ۱ - فُرُطًا - حد سے چھوڑ کرنے والی بات ۔ سُرَادِق - پردے، قناتیں، شامیانے، سرا پردہ ۔ اَسَاوِرَ - اَسْوِرَۃ کی جمع

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۟

وہاں تکیے لگا کر تختوں پر بیٹھیں گے اچھا ثواب اور اچھا آرام ہے ○ ف۱

۳۲- وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَیْنَهُمَا زَرْعًا ۟

۳۲- تم انہیں دو آدمیوں کی مثال سنا۔ ان میں سے ایک کو ہم نے دو انگور کے باغ دیئے۔ اور ان دونوں کے گرد کھجور کے درخت تھے اور ان دونوں کے بیچ میں ہم نے کھیتی رکھی ○

۳۳- كِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَ لَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَیْـًٔا ۙ وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۟

۳۳- دونوں باغ اپنا پھل دیتے اور کچھ کم نہ کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے درمیان نہر جاری کی ○

۳۴- وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَ هُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ۟

۳۴- اور اس شخص کو میوے ملتے تھے پھر اس نے اپنے حریف (ساتھی) سے باتیں گفتگو میں کہا میں تجھ سے مال اور جتھے میں زیادہ ہوں ○

۳۵- وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ

۳۵- اور اپنے باغ کے اندر گیا۔ اور وہ اپنی جان

ف۱

جو لوگ دنیا میں اسلام کی وجہ سے خوش زندگی کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اسلام کے اصول کو بلند کرتے رہتے ہیں، اخروی زندگی میں انہیں تمام ان چیزوں سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ جن کا تعلق انسانی اعزاز و فخر سے ہے۔

جن کے لبادے یہاں بوسیدہ، اور دریدہ ہیں۔ انہیں ابریشم و قاقم دیا جائے گا۔ پہننے کے لئے زیور ہوں گے اور ٹھاٹ کی زندگی ہوگی۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ اللہ نے ان کے تحفۂ اعمال کو قبول فرما لیا ہے۔

حلِ لغات

حَفَفْنٰهُمَا۔ ان کے گرداگرد۔ حف سے ہے۔ جس کے معنی گھیرنے اور کسی شے کے احاطہ کر لینے کے ہیں۔

یُحَاوِرُهٗ۔ محاورہ کے معنے باہم گفتگو کرنا ہے۔

لِنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝

ظلم کرتا تھا۔ بولا۔ میں خیال نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہو ۝

٣٦- وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

٣٦- اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کی گھڑی قائم ہو۔ اگر میں اپنے رب کی طرف پھر پہنچا یا بھی جاؤں تو ان باغوں سے بہتر جگہ پاؤں گا ۝ ف

٣٧- قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝

٣٧- اُس کے حریف نے باتوں میں اُس سے کہا کہ کیا تُو اُس کا مُنکر ہُوا جس نے تجھے مٹی سے بنایا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر تجھے پُورا مرد بنا دیا ۝

٣٨- لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝

٣٨- لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شریک نہیں ٹھہراتا ۝

٣٩- وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

٣٩- اور جب تُو اپنے باغ میں آیا۔ تُو نے کیوں نہ کہا کہ جو اللہ چاہے سو ہی ہوتا ہے بغیر اللہ کے کچھ زور نہیں

سرمایہ داری کا غرور

ف لکھنے والے مال و دولت کے نشہ میں سرشار تھے تمول کا خمار گنسوں میں تھا۔ اور امارت کا سودا دماغ میں بسا رہا تھا مُسلمان اُستاذ غریب تھے اس لئے وہ ازراہ کبر مسلمانوں سے نفرت کرتے۔ ان کے مذہب کو غربت و مسکنت کا مذہب سمجھتے اور کہتے کہ ہم ایسے دین کو قبول نہیں کر سکتے۔ جس کے ماننے والے دُنیوی حیثیت سے ہم سے بلند و اعلیٰ نہ ہوں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری مثال اُن دو آدمیوں کی سی ہے جن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہر نعمت سے بہرہ ور کیا ہے۔ اُس کے پاس شاداب باغ اور کھیت ہیں۔ بکثرت دوست و مددگار ہیں۔ مگر مغرور و متکبر ہے۔ اپنے جاہ و حشم کو دیکھتا ہے۔ اور پُھولا نہیں سماتا۔ اس کے خیال میں یہ عیش و کامرانی دائمی ہے۔ اور آخرت میں بھی برعم خود عزت و افتخار کا تنہا سزاوار ہے۔ وہ اپنے دُوسرے خدا پرست ساتھی سے کہتا ہے۔ میرے پاس شاداب باغات ہیں۔ دولت تم سے زیادہ ہے۔ یہ سب باتیں اس انداز سے کہتا ہے کہ گویا ان تمام نعمتوں کو اُس نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کے فضل وکرم کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ مومن اور خدا پرست اس کی تمام شیخی کی باتوں کو سُنتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ کفر ہے۔ اللہ کے ساتھ اپنے نفس کو شریک ٹھہراتا ہے۔ تمہیں اپنی قوت پر نہیں، بلکہ اللہ کی توفیق پر خوش ہونا چاہئے تھا۔ اور یہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ سب کچھ اللہ کی ضمانت سے مجھے ملا ہے۔ اور جب تک اللہ چاہے گا۔ اُس کا فضل وکرم میرے شامل حال رہے گا تم مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو، اور تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ مجھے تم سے کہیں زیادہ دولت دے سکتا ہے۔ اس کے خزانے سدا معمور رہتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری دولت لُٹ جائے۔ اللہ کا عذاب آ جائے اور تمہارے باغات خاک ہو جائیں۔ چنانچہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو چشم عتاب دیکھتے ہیں۔ اور کان کی آن میں اس کا تمول (باقی برصفحہ ...)

www.KitaboSunnat.com

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝

اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھتا ہے ۝

۴۰ - فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ یُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۝

۴۰ - تو شاید میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر (باغ) دے اور تیرے باغ پر آسمان سے عذاب بھیج دے اور وہ صبح کو چٹیل میدان ہو جائے ۝

۴۱ - اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝

۴۱ - یا اس کا پانی سوکھ جائے۔ پھر تو تلاش سے بھی اُسے نہ لاسکے ۝

۴۲ - وَ اُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝

۴۲ - اور اس کا پھل گھیر لیا گیا۔ پھر صبح کو اپنی لاگت پر جو اس میں خرچ کی تھی ہاتھ ملتا اٹھا۔ اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ۝

۴۳ - وَ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝

۴۳ - اور اللہ کے سوا اس کی کوئی جماعت مددگار نہ ہوئی۔ اور نہ وہ بدلہ ہی لے سکا ۝

خاک میں ملا دیتے ہیں۔ باغ اُجڑ جاتا ہے۔ بیلیں گر گئی ہیں۔ سارا خرمن جل جاتا ہے۔ اب وہ کفِ افسوس ملتا ہے اور کہتا ہے۔ اے کاش! میں اپنے رب کی عنایتوں کا معترف ہوتا۔ اور اس دولت و تموّل کو دائمی نہ سمجھتا۔

اس مثال میں وہ شخص جو کبر و غرور کا مجسمہ ہے۔ کفار کہ سے ملتا جلتا ہے۔ اور خدا پرست انسان مسلمانوں کا جو اسلام کا نمائندہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ مکّے والو! تمہیں مسکینوں کو بنگاہِ حقارت نہ دیکھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ بلندی پر پہنچا دے اور تم تمام آسائشوں سے محروم ہو جاؤ۔ یہ مال و دولت و آزمائش کے لئے تمہیں دیا گیا ہے۔ کہ تم کہاں تک اس کے امین ثابت ہوتے ہو۔ جب تم غرور کا اظہار کرو گے۔ اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرو گے۔ تو اللہ تم سے یہ نعمتیں چھین لے گا۔ اور ان لوگوں کو دے دیگا۔ جو اس کے فرمانبردار بندے ہوں گے۔

سو بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ اللہ نے مکّہ والوں سے اقتدار چھین لیا۔ اور مسلمانوں کو عطا کیا جو مسکین مگر خدا کے شکرگزار اور دوست تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے وارث ٹھہرے۔ اور جو تھوڑی سی دولت پاس رہ جانے سے مغرور ہو رہے تھے وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ حق شناس قوموں کو آگے بڑھاتا ہے اور ان قوموں کو جن کا سرمایہ عمل محض تعلّی اور بڑائی ہو۔ گرا دیتا ہے۔ اور فنا کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔

حلِّ لغات

غَوْرًا۔ عمق، گہرائی، نیچے اتر جانا۔
عُرُوْشِهَا۔ جمع عرش، بچھے ٹٹی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۴- هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

۴۴- اسی مقام پر سب اختیار سچے اللہ کیلئے ثابت ہے۔ وُہی بدلہ اور ثواب دینے میں بہتر ہے ○

۴۵- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝

۴۵- اور حیاتِ دُنیا کی مثال تو انہیں سُنا وہ پانی کی مانند ہے جو ہم نے آسمان سے نازل کیا- پھر اُس میں روئیدگی رل مل گئی پھر کل کو چُورا چُورا ہو گئی- اُسے ہوا نے اُڑایا- اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے ○ ف

۴۶- اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

۴۶- مال اور بیٹے حیاتِ دُنیا کی زینت ہیں، اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وُہ تیرے ربّ کے پاس ثواب میں اور اُمید میں بہتر اور خوب ہیں ○

۴۷- وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى

۴۷- اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تُو

باقیاتُ الصالحات

ف یہ آیت سابقہ تمثیل کا تتمہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو دُنیا کی آب و تاب سے مرعوب ہیں اور آخرت سے غافل، اُن کو بتایا جائے کہ یہ عروس حشمت و دولت چند ہی دنوں میں اپنا سُہاگ کھو بیٹھے گی- دُنیا کی مثال کس قدر عمدہ اللہ تعالے نے بیان فرمائی ہے۔ کہ جیسے برسات میں ہری ہری گھاس بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی تازگی و شادابی آنکھوں میں ایک سُرور پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح دُنیا بظاہر خُوشنما و خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ اور تمہارے لئے سرمایۂ نشاط و سرور پہنچاتی ہے۔ مگر خزاں میں جس طرح گھاس سُوکھ جاتی ہے۔ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ اسی طرح دُنیا بھی خزاں کے آنے پر اسی وقت اس کی خوبصورتی اس سے چھن جاتی ہے۔

آج جو شخص مالدار ہے۔ سرمایہ و دولت میں کھیل رہا ہے۔ کل مفلس اور قلاش پھرتا ہے۔ اور ایک حبّہ اس کے پاس نہیں رہتا۔

بچے اور جوان جہاں باپ کی آنکھوں کا نُور ہیں- اچانک موت کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں- اور ان کے چراغ سکون و عیش گُل کر جاتے ہیں- یہ ہے دُنیا کی مسرتوں کا انجام۔

اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر محبت کس چیز سے کی جائے۔ اور کن چیزوں کو دیرپا اور نتیجہ خیز سمجھا جائے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ باقیات الصالحات زیادہ بہتر ہیں، زیادہ نیک انجام ہیں، اور زیادہ مرغوب۔

یعنی ایسے کام کرو۔ جو باقی رہنے کی صلاحیت رکھتے ہوں دُنیا مٹ جائے۔ مگر تمہارے اعمال کے نقوش اس کی لوح سے نہ مٹ سکیں۔ ایسے کام کرو۔ جو قوت کو زندہ کر دیں۔ قوم کو آگے لے جائیں۔ [illegible] کیونکہ وہاں صرف اعمال ہی باقی رہنے والی چیز ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے پاس صحیح معنوں میں سرمایۂ مسرت و سرور ہے وہ اعمال صالحہ کو اپنا نصب العین بنائے (باقی بر صفحہ آئندہ)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ
نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ
۴۸ - وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ
جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ
بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ
مَّوْعِدًا ۝
۴۹ - وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ
يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا
يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ
اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ
وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝
۵۰ - وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

زمین کو کھلی دیکھے گا اور ہم اُن سب کو اٹھائیں گے
تو ہم ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے
۴۸ - اور وہ سب صف بستہ تیرے رب کے سامنے پیش
کیے جائیں گے۔ تم ہمارے پاس آئے جیسے ہم نے
تمہیں پہلے پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم نے گمان کیا تھا کہ
ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ہی نہ ٹھہرائیں گے۔ ف۱
۴۹ - اور کتاب رکھی جائے گی اُس وقت تو مجرموں کو
دیکھے گا کہ کتاب کے لکھے ہوئے سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ
کہیں گے کہ افسوس ہم پر اس کتاب کا کیا حال ہے کہ
کوئی چھوٹی یا بڑی بات ایسی نہیں جو اس میں درج
نہ ہو۔ اور جو عمل کیے تھے وہ سب اپنے سامنے موجود
پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا
۵۰ - اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو

مال و دولت۔ اور عزت و جاہ عارضی چیزیں ہیں۔ تم جانتے ہو لاکھوں [illegible] بے شمار [illegible] زمین کے نیچے مدفون پڑے ہیں۔ آج انہیں کون جانتا ہے۔

مگر کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے [illegible] زندہ ہیں۔ باوجود زمانہ کے حوادث کے لوگوں کے دلوں میں [illegible] ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو [illegible] دنیا میں رہ کر اس کی [illegible] سے کبھی خوش [illegible] اللہ کو اپنا نصب العین قرار دے [illegible]

ف۱

قرآن حکیم کا یہ طرز بیان ہے کہ واقعہ کی تصویر کھینچ دیتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم واقعہ کی تمام جزئیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ قیامت اور حشر و نشر کے متعلق جتنی آیتیں [illegible] ہیں۔ سب میں اسلوب بیان کی [illegible] ہیں اور طرز بیان اس درجہ موثر ہے۔ کہ قیامت کے احوال کو پڑھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ اور یہ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے آپ پر قیامت گزر رہی ہے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اور ان تمام کیفیات کو دیکھ رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ تم ہمارے پاس پہلی حالت میں لائے جاؤ گے۔ یعنی فطرت میں تمام تکلفات دنیا ہی میں دھرے رہ جائیں گے۔ تمہارا خیال یہ تھا۔ کہ ہم کبھی تم کو اپنے پاس نہ بلائیں گے۔ اور تمہارے لئے اعمال کے نتیجے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ مگر آج تمہارا یہ زعم غلط ثابت ہو رہا ہے۔ آج تم ہمارے حضور میں کھڑے ہو۔ اپنے اعمال کی فہرست تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور دیکھ رہے ہو کہ [illegible] سے لے کر بڑے سے بڑے [illegible] سب [illegible] اس میں مندرج ہیں۔ کہو اب کیا جواب ہے [illegible] خوب سوچ لو۔ یہ وقت آنے والا ہے اور وہ اتنا سخت وقت ہوگا۔ اگر کوئی شخص تمہیں ان مشکلات سے مخلصی نہیں دلا سکے گا۔ اس سے قبل کہ موت کے فرشتے آئیں تمہارا فرض ہے کہ اپنی آئندہ زندگی پر غور کرو۔ اور زاد آخرت مہیا کرو۔

[illegible] گزر رہے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۔ كَانَ مِنَ
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۔
اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ
مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۔ بِئْسَ
لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝

تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا۔ سو اپنے رب کے فرمان سے نکل بھاگا۔ پس کیا تم میرے سوا اس (ابلیس) کو اور اس کی اولاد کو دوست ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور ظالموں کا بدلہ برا ہے ۝

۵۱ - مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۔
وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ۝

۵۱ - آسمان اور زمین کی پیدائش میں نے ان (ابلیس اور اس کی اولاد) کو نہیں دکھلائی اور نہ خود ان کی پیدائش انہیں دکھلائی۔ اور میں اپنا بازو گمراہ کرنے والوں کو نہیں بنایا کرتا ۔

۵۲ - وَیَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ
یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ
مَّوْبِقًا ۝

۵۲ - اور جس دن وہ کہے گا کہ میرے شریکوں کو جو تمہارے گمان میں تھے اب پکارو۔ پھر وہ پکاریں گے پھر وہ انہیں جواب نہ دیں گے۔ اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کی جگہ قائم کریں گے ۝

۵۳ - وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

۵۳ - اور مجرم آگ کو دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ وہ

انسانی فطرت کی بلندیاں!

ف۱

مشرکین کو سنایا ہے کہ تم سمجھو اپنی فطرت کی بلندیاں کو محسوس کرو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے مسجود ملائک بنایا تھا تمہیں اس منصب پر فائز کیا تھا۔ کہ دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق تمہارے سامنے جھکے۔ تمام کائنات پر حکومت کرو۔ ذرے سے آفتاب تک سب چیزیں تمہاری مسخر کر دیں۔ تاکہ تم اللہ کی نیابت کے فرائض ادا کرو، اور اس کی عظمت کی گواہی دو۔ مگر تم ہو کہ نفس کی ابتلا میں مبتلا ہو۔ شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ غیر اللہ کی پرستش کو عبادت سمجھتے ہو۔ کیا یہ لوگ جن کو تم عرش الوہیت پر بٹھا رہے ہو۔ اللہ کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے آسمان کا کوئی حصہ بنایا ہے یا زمین کی پیدائش میں ان کا کوئی بہرہ ہے؟ اور جب یہ عالم مخلوقات کی طرح محتاج، مجبور ہیں۔ تو تم کیوں ان کی عبادت کرتے ہو۔ آہ انسان کس قدر جاہل اور ظالم ہے۔ اتنا بلند مرتبہ ہو کر دوسروں کے آگے جھکنا فرض سمجھتا ہے اور اپنی فطرت سے ناآشنا ہے ۔

حلِّ لغات

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ ۔ مقصد یہ ہے کہ وہ کائنات کی تخلیق کے وقت شاہد و معاون نہیں تھے جو کہ خدائی اور ساجھے کے مستحق ہوں ۔

عَضُدًا ۔ بازو، یا معاون ۔

مَّوْبِقًا ۔ ہلاکت کی جگہ۔ بعض کے نزدیک یہ جہنم کی ایک وادی ہے یا حصہ ہے جسے جہنم کے مختلف طبقات کے لیے برزخ کہنا چاہیئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

۵۴- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۝

۵۵- وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ
جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ
اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝

۵۶- وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا
بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِیْ وَمَآ
اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝

اُس میں گرنا ہے مگر اُس سے ہٹ جانے کا موقع نہ پائیں گے ؀

۵۴- اور ہم نے اس قرآن میں آدمیوں کے سمجھنے کو ہر ایک کہاوت کو طرح طرح سے بیان کیا ہے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے ۝ ف۱

۵۵- اور آدمیوں کو جب اُنکے پاس ہدایت (قرآن) آئی قرآن کو ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار مانگنے سے صرف اسی بات نے روکا کہ اگلوں کی رسم (یعنی قہر آلہی) اُن پر آئے یا اُن کے سامنے عذاب آ کھڑا ہو ۝ ف۲

۵۶- اور ہم رسولوں کو بشارت سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔ اور کافر باطل جھگڑے لا کر جھگڑا کرتے ہیں کہ حق کو باطل سے گرادیں اور اُنھوں نے ہمارے آیتوں کو اور جن سے ڈرائے گئے ٹھٹھا ٹھیرالیا ہے ۝

قرآن نسلِ انسانی کی مشترکہ میراث ہے!

ف۱

قرآن حکیم چونکہ تمام نسلِ انسانی کی مشترکہ میراث ہے اس لئے اس میں ہر طبقہ اور ہر نوع کے انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا سامان موجود ہے۔ اس میں اُن لوگوں کے لئے بھی تسکین ہے جو حکمت و فلسفہ کے دلدادہ اور جویاں ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو فلسفہ و حکمت سے زیادہ ، رُوحانیت سے شغف رکھتے ہیں۔ طرزِ بیان میں تخیلات بھی ہیں، خطابیات بھی ہے منطق بھی ہے۔ اور تشبیہات اور استعارے بھی، ترغیب اور ترہیب بھی۔ غرضیکہ فلسفہ قیادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں۔ جو اس میں تفصیل کے ساتھ موجود نہ ہو مگر انسان بالطبع جھگڑالو ہے۔ اس لئے اس چشمۂ ہدایت و عرفان سے کماحقہٗ استفادہ نہیں کرتا۔ اور اللہ کی رحمت و فیضان سے محروم رہتا ہے ؀

ف۲

یعنے قرآن کی تعلیمات صداقت اور سچائی پر مبنی ہیں اور یہ منکرین محض تعصب کی وجہ سے ان کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ گمراہی بڑھتی گئی۔ اور عناد و دشمنی نے غیرتِ حق کو برانگیختہ کر دیا۔ تو اللہ کا قانون مکافات حرکت میں آجائے گا۔ اور یہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکیں گے ؀

حلِّ لُغَات

مَثَلٍ۔ صفت ، حال ، داستان ، قصہ ؀
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں کا سا معاملہ یعنی قانون مکافات ؀
قُبُلًا۔ سامنے ، مقابل ؀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۷- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا
قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ
وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ
اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا
اِذًا اَبَدًا ۝
۵۸- وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا
لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ
لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ
مَوْئِلًا ۝
۵۹- وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ

۵۷- جو کوئی اپنے رب کی آیتوں سے سمجھایا گیا اور اس نے اُس سے منہ موڑا اور اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو بھول گیا، اُس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ ہم نے اُن کے دلوں پر پردہ ڈالا اور کانوں میں گرانی تاکہ قرآن کو نہ سمجھیں۔ اور اب اگر تو اُنہیں ہدایت کی طرف بُلائے تو وہ کبھی ہدایت پر نہ آئیں گے ○ ف۱

۵۸- اور تیرا رب بخشنے والا، رحمت والا ہے اگر اُن کے کئے پر اُن کا مواخذہ کرے، تو فوراً اُن پر عذاب بھیج دے۔ بلکہ اُن کے لئے ایک میعاد ہے اُس سے اِدھر کہیں پناہ کی جگہ نہ پائیں گے ○

۵۹- اور یہ بستیاں (سدوم وغیرہ کی) ہیں جنہیں ہم نے

ف۱

یہ اُن کی قساوتِ قلبی اور بدبختی کی انتہائی صورت ہے۔ کہ دل مسخ ہو گئے ہیں، اور کانوں میں حق کے لئے قوتِ سماعت نہیں رہی۔

یہ یاد رہے کہ یہ محض ایک اندازِ بیان ہے اور وہ اعراض و غفلت کی کوتاہیاں ہمیشہ ان سے سرزد ہوئیں۔ انہوں نے خود دلوں کو تعصب و عناد کی تاریکیوں سے آلودہ رکھا، اور کانوں کو حق کی آواز سے ناآشنا۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت تغافل و انکار کو دلوں پر پردہ ڈال دینے سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے۔ ان لوگوں نے کبھی اس بات پر اعتراض نہیں کیا۔ کہ قرآن ہمیں ناقابلِ اصلاح ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بالکل ہمارے ارادوں کی ترجمانی ہے۔

حلِ لغات

مَوْئِلًا۔ مرجع و ماویٰ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۟

ہلاک کیا جب وہ ظالم ہو گئی تھیں اور ہم نے ان کی ہلاکت کا وقت مقرر کیا تھا ○

۶۰- وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰىٓ اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝

۶۰- اور جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں برابر چلوں گا۔ جب تک مجمع بحرین پر نہ پہنچوں یا برسوں تک ہی چلتا جاؤں ○ ف۱

۶۱- فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝

۶۱- پھر جب دونوں مجمع بحرین پر پہنچ گئے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے۔ پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر اپنی راہ نکال لی ○

۶۲- فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝

۶۲- پھر جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ۔ ہم نے اپنے اس سفر میں تکلیف اٹھائی ہے ○

۶۳- قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ

۶۳- بولا۔ تُو نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا۔ میں مچھلی بھول گیا۔ اور اس کا ذکر کرنا مجھے

موسیٰ اور خضر!

ف۱ حضورؐ سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں میں جن مباحث اور قصص کا چرچا تھا۔ اُن میں ایک بحث یہ بھی تھی، کہ اصحاب کہف کون تھے۔ موسیٰ اور خضر کا قصہ کیونکر ہے۔ اور ذوالقرنین کے حالات کیا ہیں؟ اس لئے ان کو حضورؐ سے بھی ان مسائل کے متعلق پوچھنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے علم کے لئے ان قصوں کی حقیقت بیان فرمائی۔ اور نکات و معارف کی جانب اشارہ فرمایا۔ جو اس قصے کے ضمن میں پنہاں ہیں اصحاب کہف کے قصہ میں بتایا کہ خدا پرستوں کو خدا کیونکر کامیاب و کامران فرماتا ہے۔ اور کیونکر باطل پرستوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس قصہ میں علم کی وسعت کی جانب ہماری توجہ کو مبذول کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ایک نبی اور پیغمبر بھی باوجود حصول کمالات کے علم کی پہنائیوں سے پوری طرح بہرہ ور نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰؑ کے ابتدائی عہد نبوت کا ہو۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کو جب تورات مل چکی۔ اور احکام و فرائض عنایت ہو چکے۔ تو ضرورت تھی کہ ان احکام کا طریق استعمال ان کو بتایا جائے۔ حضرت خضرؑ کے ذریعہ اس ترتیب کا انتظام ہو گیا انہوں نے واقعات کو اس رنگ میں پیش کیا۔ کہ حضرت موسیٰؑ قضا و فیصلہ کے اسرار و رموز سے آگاہ ہو گئے۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ فیصلہ و قضا کے وقت صرف ظاہری صورت حالات پر بھروسہ کرنا بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فیصلے سے قبل مقدمہ کی ظاہری و باطنی سطح کا اچھی طرح سے جائزہ لے لیا جائے۔

حضرت خضرؑ کے متعلق زیادہ تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور نہیں۔ حضرت موسیٰ وہی حضرت موسیٰ ہیں جو فرعون کے مد مقابل ہیں۔ اور بنی اسرائیل کی نجات کے داعی ہیں بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن میشا بن یوسف ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اس کی تردید فرمائی ہے۔ بہرحال قصہ کا آغاز یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (باقی بر صفحہ ۶۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا الشَّيْطٰنُ أَنْ أَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ○

شیطان ہی نے بھلا دیا۔ اور اُس نے عجب طور سے دریا میں راہ لی ○

۶۴- قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○

۶۴- موسیٰ نے کہا یہی وہ جگہ ہے جس کی ہم تلاش میں تھے پھر دونوں اپنے نقش قدم شناخت کرتے پیچھے لوٹے

۶۵- فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○

۶۵- پھر دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس پر ہم نے اپنی طرف سے رحمت کی تھی اور اپنے پاس سے ہم نے اسے علم سکھلایا تھا ○

۶۶- قَالَ لَهٗ مُوسٰى هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰٓى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○

۶۶- موسیٰ نے اُس سے کہا کیا میں اس شرط پر تیری پیروی کروں کہ جو بھلائی تجھے سکھلائی گئی ہے تو مجھے سکھلائے ○

۶۷- قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

۶۷- کہا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر کی طاقت نہ رکھے گا ○

۶۸- وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○

۶۸- اور تو کیونکر اس بات پر صبر کرے گا جس کی سمجھ بوجھ تیرے قابو میں نہیں ○

۶۹- قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا

۶۹- کہا۔ ان شاء اللہ تو مجھے صابر پائے گا،

طلب علم کے لیے سفر کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک ملازم ہے۔ اس کے پاس زادِ راہ ہے۔ حضرت موسیٰ کی منزل دور ہے۔ وہ وہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔ جہاں دو دریاؤں کا سنگم ہے۔ ملازم سے اثنائے سفر میں جبکہ تھک جاتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ کھانا لاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت کھانا غائب ہے۔ جب آپ سستانے کے لئے پتھر پر بیٹھے تھے۔ اس وقت مچھلی جھولے میں سے نکل کر پانی میں جا گری۔ اور بھاگ گئی۔ اب کیا پکائیں۔ اور کیا کھائیں۔ حضرت موسیٰ کو معلوم تھا کہ یہی وہ مقام ہے۔ جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اُن کو حق تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا ہوگا۔ کہ جہاں تمہاری مچھلی خود بخود پانی میں جا گرے گی۔ وہی خضر کا مقام ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ خوشی سے اچھل پڑے آپ نے فرمایا۔ یہی تو وہ جگہ ہے۔ جہاں ہم پہنچنا چاہتے ہیں ۔

حلِ لغات

حُقُبًا ۔ حقبۃ کی جمع ہے۔ طویل مدت کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ حضرت موسیٰ کی طلب صادق کو ظاہر کرتا ہے کہ کیونکر وہ حصول علم کے لئے ساری عمر صرف کر دینے کے لئے تیار ہیں ۔

غَدَآءَنَا ۔ ناشتہ کھانا ۔ نَصَبًا ۔ تھکن، سفر کی کوفت، تکان ۔ رُشْدًا ۔ بہتر کی بات ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ○

٧٠- قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ○

٧١- فَانْطَلَقَا ٭ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ○

٧٢- قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

٧٣- قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ○

٧٤- فَانْطَلَقَا ٭ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ○

اور میں تیرے کسی حکم کی نافرمانی نہ کروں گا ○

٧٠- کہا تو اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو کسی بات کا مجھ سے سوال نہ کیجیو جب تک کہ میں اس کا آپ ہی تجھ سے ذکر نہ کروں ○

٧١- پھر وہ دونوں چلے، تا آنکہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا تو نے اس لیے پھاڑ ڈالا کہ کشتی والوں کو ڈبو دے۔ تو نے برا کام کیا ○ ف۱

٧٢- بولا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا ○

٧٣- کہا میری بھول پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کر اور میرے کام کے سبب میرے سر پر سختی نہ ڈال ○

٧٤- پھر دونوں چلے، تا آنکہ ایک لڑکے سے ملے تو خضر نے اسے مار ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا تو نے ایک بے گناہ جان کو بغیر کسی جان کے بدلے مار ڈالا۔ یہ تو تو نے ناپسند کام کیا ○

حضرت موسیٰ کا تقاضائے اصلاح اور خضر کی عاقبت اندیشی

ف۱ حضرت موسیٰ جب خضر سے ملتے ہیں تو طلب علم کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رہیں۔ حالانکہ صحبت سے استفادہ کریں۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم صرف کتابیں پڑھا دینا نہیں بلکہ استاد شاگرد کو ہر لحظہ اپنے ساتھ رکھے۔ اور اس کی دماغی تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت خضر کہتے ہیں صبر و برداشت شرط ہے۔ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو جو کچھ بھی دیکھو، اس پر خاموشی سے غور کرنا ہوگا۔ اور جب تک میں تمہیں خود نہ بتاؤں، تم مجھ سے سوالات نہ کرنا۔ مقصد یہ تھا کہ شاگرد پہلے عجیب و غریب حالات کے مشاہدہ کے لئے مستعد ہو جائے۔ حضرت موسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ اب استاد اور شاگرد دونوں نے سفر اختیار کیا کشتی پر بیٹھے حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ جس کشتی پر سفر کر رہے ہیں۔ استاد نے اس کے ایک تختہ کو توڑ دیا ہے۔ یہ دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا۔ اور جذبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نوجوان ہو گیا۔ اور باوجود شرط کے پوچھ ہی تو لیا۔ کہ حضرت آپ نے یہ کیا ستم ڈھایا۔ جو دو کشتی کو توڑ دیا۔ حضرت خضر مسکرائے اور کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم خاموشی سے واقعات کا مطالعہ نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ کو فوراً احساس ندامت ہوا۔ سمجھ گئے کہ آپ صاحب بصیرت ہیں۔ بلاوجہ حرکت نہ کی ہوگی۔ پھر آگے بڑھے، کشتی سے اترے، دیکھا کہ ایک لڑکا کھیل رہا ہے۔ حضرت خضر نے اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ اب حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہو سکا۔ بے قرار ہو کر پوچھا۔ کہ کیوں صاحب بلا قصور ایک بے گناہ معصوم کو مار ڈالنا کہاں کی بھلائی ہے۔ آپ نے یہ بہت برا کام کیا ہے؟

اس قصہ میں دو باتیں بتانا مقصود ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر میں جذبہ اصلاح کس قدر جوش کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ وہ نہیں برداشت کر سکتا کہ برائی کا کسی ارتکاب اس کے سامنے کیا جائے۔ وہ اس کو روکنے کی کوشش کرے گا۔ اور لوگوں کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر واقعہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ کہ دانا حضرت کا فرض ہے کہ تمام واقعات پر دقت نگاہی سے دیکھیں ظاہری صورت حال سے دھوکا نہ کھائیں۔ تفصیل آئندہ صفحہ میں دیکھئے۔

حل لغات

اِمْرًا۔ خطرناک اور بہت اہم چیز۔ چنانچہ جب کوئی واقعہ خطرناک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵- قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

۷۶- قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي عُذْرًا ○

۷۷- فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ○

۷۸- قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ○

۷۹- أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ

۷۵- بولا، کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز نہ صبر کر سکے گا ○

۷۶- موسیٰ بولا، اگر میں اس کے بعد تجھ سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ تو میری طرف سے معذور ہو گا ○

۷۷- پھر دونوں چلے اور ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس دونوں آئے اور ان سے کھانا مانگا، انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کیا، وہاں خضر نے ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی خضر نے اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ موسیٰ بولا اگر تو چاہتا تو اس محنت پر ان کو مزدوری لے سکتا تھا ○ ف۱

۷۸- اس نے کہا اب مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہے اب میں تجھے اس کا بھید جس پر تو صبر نہ کر سکا، بتاؤں گا ○ ف۲

۷۹- وہ کشتی چند محتاجوں کی تھی، جو دریا میں کام کرتے

حضرت خضر کا حسن سلوک اور گاؤں والوں کی بدبختی

ف۱ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام طویل مسافت طے کرنے کے بعد ایک گاؤں میں پہنچے۔ بھوک سے بے قرار ہو رہے تھے گاؤں والوں سے کہا ہم مسافر ہیں۔ ہمیں اپنا مہمان بناؤ۔ انہوں نے از راہ شقاوت انکار کر دیا اور شرف مہمان نوازی سے محروم رہے۔ حضرت خضر ان کی اس حرکت سے قطعاً ملول نہ ہوئے۔ اتفاق سے ایک دیوار پر نظر پڑی، دیکھا کہ گرنے کے قریب ہے۔ آپ اٹھے اور اس کی تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے روکا، اور کہا کہ گاؤں والوں کی اخلاقی معاوضات سے بھی زیادہ بد اخلاق ہے کہ مسافر کو ایک وقت کا کھانا بھی نہیں کھلا سکتے تو ہرگز اس ہمدردی اور حسن سلوک کے مستحق نہیں۔ آپ کو اگر یہ کام کرنا ہی تھا تو کم از کم اپنی محنت کا معاوضہ تو مانگ لیجئے۔ کیونکہ مزدوری مقرر کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت خضر نے کہا بس اب صحبت ہو چکی۔ آپ کے ساتھ میری نہیں نبھ سکتی۔ لہٰذا رفاقت ہو چکی۔ اب میں ان باتوں کی تاویل بتائے دیتا ہوں جن کو دیکھ کر آپ سے صبر نہ ہو سکا اور اب آپ میں جدائی ہے۔

اس زمانے میں نہ ہوٹل تھے، نہ آمد و رفت میں آسانیاں تھیں، نہ سفر کرنے والے کثرت سے ہوں، اور شہروں میں مسافروں کا ہجوم رہے۔ تاہم شدید حادثات کے تحت اگر کوئی شخص سفر اختیار کرتا تو راستے میں جو گاؤں پڑتے وہاں کے لوگ بخوشی اس کی مہمان نوازی کے لئے تیار رہتے۔ حضرت موسیٰ اور خضر نے انہیں حالات کے تحت اور اسی حق کی بنا پر ضیافت کا مطالبہ کیا۔ مدد اس قسم کی استمداد انبیاء کی بلندی کے لئے کسر شان نہیں۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء بھی ازدیاد علم کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور علم کے لئے کوئی آخری حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ علم ایک سمندر ہے ناپیدا کنار۔ بجز اللہ تعالیٰ کے ہر شخص ہر حالت میں محدود علم کا مالک ہے۔ اور اسے ضرورت ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔

خضر کے جوابات

ف۲ ان آیات میں حضرت خضر نے جناب موسیٰ کو جن امور کو دیکھ کر تعجب ہوا تھا ان واقعات کے باطن کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ منصب نبوت، اور قضاء و قدر کے لئے کس قدر مختلف چیزیں ہیں

کچھ بھی ضرورت ہے۔ بساوقات واقعات کا ظاہر فطرت انسانی کی جانب طبیعت ... کرتا ہے۔ اور اس سے ... تاج ... ہو سکتے ہیں ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَعِيْبَهَا وَكَانَ
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ
غَصْبًا ۝
۸۰- وَأَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ أَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِيْنَآ أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ
كُفْرًا ۝
۸۱- فَأَرَدْنَآ أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ
زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا ۝
۸۲- وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا
وَكَانَ أَبُوْهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ
أَنْ يَّبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا

تھے، سو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان
کے پرے ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی زبردستی
چھین لیتا تھا ۝ ف۱
۸۰- اور وہ لڑکا جو تھا، تو اس کے والدین مومن تھے
سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ لڑکا سرکشی اور کفر کر کے ان کو
عاجز نہ کر دے ۝ ف۲
۸۱- سو ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا رب ان کے لئے ستھرائی
اور محبت میں اس سے بہتر اور زیادہ لگاؤ رکھتا لڑکا بدل دے۔
۸۲- اور وہ دیوار جو تھی سو شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی، ف۳
اور اس کے نیچے ان کا خزانہ گڑا تھا۔ اور ان کا
باپ نیک شخص تھا۔ سو تیرے رب نے چاہا کہ وہ
دونوں جوان ہو کر اپنا وہ خزانہ تیرے رب کی
رحمت سے (خود) نکالیں۔ اور میں نے یہ

ف۱ حضرت خضر نے بتایا کہ کشتی کو عیب دار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان غریب ملاحوں کے لئے بہر حال وسیلہ روزگار بنی ہے۔ اب اندازہ ہو گا کہ اگر وہ بھی کو درست ہی اپنے لئے مخصوص کر لے۔ ان مسکینوں کی گزر صرف کشتی پر تھی۔ اس وقت کا بادشاہ ظالم اور غاصب تھا۔ رعایا کی ہر اچھی چیز چھینوا لیتا۔ اور اپنے لئے مخصوص کر لیتا۔

ف۲ لڑکے کو اس لئے اٹھا لیا کہ اس کے والدین نیک اور صالح تھے اس کی چال چلن اور قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑا ہو کر کفر و سرکشی کا پیکر ہو گا والدین کو سخت مصیبت میں ڈال دیگا۔ اس لئے اس کی زندگی سے محروم رہنا والدین کے لئے خیر و برکت کا موجب تھا۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ کسی شخص کے متعلق اس قسم کا آخری فیصلہ عام انسان نہیں کر سکتے۔ یہی کہ حضرت موسیٰ بھی ظاہراً اس واقعہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ اس کے لئے خضر کی سی نگاہیں چاہئیں۔ جو مستقبل کی تاریکیوں کو خیال کی روشنی میں دیکھ سکیں۔

ف۳ دیوار کے متعلق بتایا کہ اس کے نیچے یتیموں کا ایک خزانہ مخفی تھا اگر اس کو گرنے سے دیکھا جاتا، تو لوگ یتیموں کے ہوش سنبھالنے سے پہلے لے لیتے۔ اور اس طرح وہ ایک بہت ضروری امانت سے محروم رہتے۔

بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ جس طرح حضرت خضر کا الہام موسیٰ کی شریعت کے بظاہر مخالف تھا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اولیاء اللہ کا الہام ظاہری شرع کے مخالف ہو۔ اور حقیقت میں درست ہو۔

یہ استدلال غلط ہے۔ حضرت خضر کے الہامات بالکل موسوی شریعت کے مطابق تھے۔ بات صرف یہ تھی کہ حضرت موسیٰ نے دقت نظر سے کام نہیں لیا۔ اور قانون کا مقصد صرف یہ سمجھا کہ اس کا تعلق ظواہر سے ہے۔ خضر نے انہیں بتایا کہ یہ درست نہیں۔ شریعت ظاہر و باطن کی محتوی ہوتی ہے یہ چیز وہ ہے جس کی نگاہ واقعات اور حقائق کی گہرائیوں تک پہنچے۔

حل لغات

یُرْهِقَهُمَا۔ ارہاق سے ہے۔ جس کے معنی بلوغ کی حد تک پہنچنے اور دشوار کرنے کے ہیں۔
زَكٰوةً۔ اخلاق کی پاکیزگی۔ پاک طینتی۔
رُحْمًا۔ ہمدردی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ
مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ؕ۠
۸۳۔ وَیَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ
قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ
۸۴۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ
مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۙ
۸۵۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا
۸۶۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا
قَوْمًا ؕ۬ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ
تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا
۸۷۔ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ
ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

کام اپنی طرف سے نہیں کیا، یہ اس کا بھید ہے
جس پر تُو صبر نہ کر سکا ○
۸۳۔ اور وہ (یہود) تجھ سے اے محمد ذو القرنین کا حال پوچھتے
ہیں تُو کہہ اب اس کا ذکر میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں ○
۸۴۔ ہم نے اُسے زمین میں قدرت دی اور ہر شے کا
سامان بھی اُسے دیا ○ ف
۸۵۔ پھر وہ ایک راہ پر چلا ○
۸۶۔ یہاں تک کہ جب سُورج ڈوبنے کی جگہ پر جا پہنچا تو
اس نے سورج کو کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا۔ اور وہاں
اُس نے ایک قوم کو دیکھا ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو انہیں
عذاب دے یا اُن میں خوبی رکھ دے ○
۸۷۔ بولا جو کوئی ظالم ہے ہم اُسے عذاب دیں گے
پھر وہ اپنے رب کی طرف جائے گا، اور وہ بھی اُسے
بہت بُرا عذاب دے گا۔ وہاں ایک قوم آباد تھی۔ اس نے دریافت
کی کہ ہم سے ظالمانہ سلوک نہ کیا جائے۔ ہم مروّت اور
احسان کے خواہشمند ہیں۔ ذوالقرنین نے انہیں تسلی
دی اور کہا، تم ظلم نہ دکھاؤ۔ میں نیکو کاروں سے نیک سلوک
کروں گا۔

ف
قرآن حکیم نے بتایا ہے۔ کہ یہودیوں کے تعلقات مشرکین
مکہ سے بہت زیادہ تھے۔ بنابریں مشرکین مکہ ان سے اسلام
کے متعلق اعتراضات پوچھتے رہتے۔ انہوں نے کہا ہو گا
پیغمبر اسلام سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرو۔ اگر
معلوم ہو کہ اس کا منبع علم کیا ہے۔
چنانچہ انہوں نے حضورؐ سے پوچھا۔ یہ آیات جواباً میں
نازل ہوئیں۔
قرآن حکیم کا مخصوص طرز بیان ہے، کہ وہ غیر ضروری
تفصیلات کو چھوڑ دیتا ہے اور قصے کے صرف اس حصہ کو
بیان کرتا ہے جس کا تعلق انسانی رشد و ہدایت سے ہے۔
چنانچہ قرآن حکیم نے بتایا، کہ خدائے تعالیٰ نے اُسے وسیع
اقتدار دے رکھا تھا۔ وہ بہت بڑا فاتح تھا۔ اس کا شوق جہانبانی
اُسے سمندر کے کنارے تک لے گیا۔ جہاں اس نے سورج
کو دیکھا، کہ گدلے پانی میں ڈوب رہا ہے۔ یعنی وہ خشکی سے

حلّ لُغات

ذُو الْقَرْنَیْنِ۔ قرن وسعت یا عظمت اقتدار سے
تعبیر ہے۔ حضورؐ نے حضرت سے کہا تھا۔ اِنَّ لَكَ بَیْتًا
فِی الْجَنَّةِ وَاَنْتَ ذُو قَرْنَیْهَا۔
مَكَّنَّا۔ تمکنت سے ہے جس کے معنی قدرت اور توانائی
کے ہیں۔
تَغْرُبُ۔ مراد یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ بمعنی لئے
وَجَدَهَا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُكْرًا ۝

۸۸- وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ
جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ
اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

۸۹- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

۹۰- حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا
تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ
دُوْنِهَا سِتْرًا ۝

۹۱- كَذٰلِكَ ؕ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

۹۲- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

۹۳- حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ
مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
قَوْلًا ۝

سخت عذاب دے گا ۝

۸۸- اور جو کوئی ایمان لایا اور نیک کام کئے، اس کیلئے اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اُسے اپنے کام میں آسان بات کہیں گے ۝

۸۹- پھر ایک اور راہ (یعنی منزل) چلا ۝

۹۰- یہاں تک جب سورج نکلنے کی جگہ جا پہنچا تو اُس نے اس کو ایسے لوگوں پر طلوع ہوتے پایا، جن کیلئے ہم نے سُورج کے ورے کچھ پردہ ہی نہ رکھا تھا ۝

۹۱- یُوں ہی ہے۔ اور اس کے پاس کی خبر خوب ہمارے قابو میں آچکی ہے ۝

۹۲- پھر وہ ایک اور راہ چلا ۝ ف

۹۳- یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں کے درمیان جا پہنچا، تو اُن دو دیواروں سے اُس طرف اُسنے ایک قوم کو پایا، جو بات نہیں سمجھتے تھے ۝

معیارِ حکمرانی

ف مغرب میں فتوحات کے بعد جب ذوالقرنین نے مشرق کا رخ کیا، تو وہاں ایک خانہ بدوش قوم پائی، یہ لوگ بہت وحشی تھے۔ اس کے بعد وہ دوسری جانب بڑھا۔ یہاں دو اونچے اونچے پہاڑ تھے۔ اور درمیان میں ایک درہ تھا۔ یہاں کچھ لوگ آباد تھے۔ انھوں نے اپنی زبان میں کہا۔ جسے ذوالقرنین نہیں سمجھتے تھے۔ کہ یاجوج ماجوج کی قومیں ہمارے ہاں آکر لوٹ مار کرتی ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں؟ تاکہ ہم ان کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں۔ ہم اس کام کے معاوضہ میں آپ کو کچھ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ تمہارے روپے پیسے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر تم میرا ساتھ دو۔ تو میں ایک مضبوط دیوار تعمیر کر سکتا ہوں۔ جس پر یاجوج و ماجوج کی قومیں غالب نہ آسکیں گی۔ چنانچہ ذوالقرنین نے ان کی اعانت سے ایک دیوار تعمیر کرا دی۔ اور ان کو ہمیشہ کے لئے بیرونی حملے سے محفوظ کر دیا۔

ذوالقرنین کون تھا؟ اس کی تعمیر کردہ دیوار کہاں ہے؟ یاجوج و ماجوج کن قوموں کا نام ہے؟ اس قسم کے سوالات ہیں۔ جن کا جواب تفسیر سے متعلق نہیں۔ تاریخ سے متعلق ہے۔

قرآن کا مقصد یہ بتانا ہے۔ کہ ذوالقرنین نہایت نیک اور صالح بادشاہ تھا۔ وہ صرف فاتح نہ تھا۔ بلکہ نوع انسانی کا سچا ہمدرد بھی تھا۔ وہ فتوحات کی وسعت کے ساتھ ایمان دار اور مخلوق کے دلوں کو تسخیر کرنے والا بھی تھا۔ وہ صرف بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ نیک خصال اور مصلح انسان تھا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ کے فرائض کیا ہیں۔ بادشاہ وہ نہیں جو رعیت کے مال و دولت پر غاصبانہ قبضہ جمالے۔ اور عیش کرے (باقی برصفحہ ...)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۴- قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ
مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ
خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
سَدًّا ۝
۹۵- قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ
بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝
۹۶- اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى
بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى
اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ
عَلَيْهِ قِطْرًا ۝
۹۷- فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا
لَهٗ نَقْبًا ۝
۹۸- قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

۹۴- وہ بولے، اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج زمین
میں بڑے فسادی ہیں۔ پس کیا ہم تجھے اس شرط
پر خراج دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار
بنا دے ۝
۹۵- بولا جو میرے رب نے مجھے مقدور دیا ہے وہ بہتر ہے سو تم محنت میں
میری مدد کرو تاکہ میں ان کے اور تمہارے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دوں ۝
۹۶- تم لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ۔ یہاں تک کہ جب انہوں
نے دونوں پہاڑوں کے درمیان کا میدان لوہے سے بھر کر برابر کر دیا
تو ذوالقرنین نے کہا تم سب آگ کو دھونکو۔ یہاں تک کہ جب سب لوہا آگ کر دیا
تو ذوالقرنین نے کہا کہ پگھلا ہوا تانبا میرے پاس لاؤ کہ اس کے اوپر ڈال دوں ۝
۹۷- پھر ان یاجوج ماجوج کو طاقت نہ ہوئی کہ اس پر چڑھ سکیں
اور اس میں سوراخ بھی کر سکے ۝
۹۸- کہا یہ میرے رب کی رحمت کے ہی جب میرے رب کا

(بقیہ حاشیہ)

بادشاہ وہ ہے۔ جو رعایا کا خادم ہو۔ اور جاہ و عرض محض ذرہ نفسی سے متاثر ہو کر محکوموں کی فلاح و بہبود کے متعلق سوچے۔ یہ وہ معیار حکمرانی ہے جس کو بادشاہوں کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ خدمت اور اصلاح کو دستور عمل بناؤ۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی دلوں میں پیدا کرو تاکہ تمہاری حکومت لوگوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ ورنہ حکمرانی اور سفاکی باہم مترادف حیثیتیں ہوں گی جو ہرگز قابل تعریف نہیں ہو سکتیں •

حلِ لغات

خَرْجًا۔ خرچ۔ مد دخل •
رَدْمًا۔ مضبوط دیوار •
قِطْرًا۔ پگھلا ہوا تانبہ •
نَقْبًا۔ سوراخ، نقب اسی سے ہے •

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ
رَبِّي حَقًّا ۝
۹۹- وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي
بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۝
۱۰۰- وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ
عَرْضًا ۝
۱۰۱- الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ
ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝
۱۰۲- أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا
عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا
أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝
۱۰۳- قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝
۱۰۴- الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وعدہ آئے گا۔ وہ اس دیوار کو ڈھا دے گا، اور میرے
رب کا وعدہ سچا ہے ۝
۹۹- اور اس دن ہم بعض کو بعض میں موجیں مارتا چھوڑ دیں گے
اور نرسنگا پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے ۝
۱۰۰- اور اس دن ہم کافروں کے سامنے جہنم پیش
کریں گے ۝ ف۱
۱۰۱- جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے پردہ میں تھیں
اور وہ سن نہ سکتے تھے ۝
۱۰۲- کیا کافر سمجھتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو
حمایتی ٹھہرائیں؟ ہم نے کافروں کی مہمانی کے
لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ۝ ف۲
۱۰۳- تو کہہ کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ اعمال میں زیادہ زیاں کار کون ہیں ۝
۱۰۴- وہ جن کی کوشش حیات دنیا میں اکارت گئی

ف۱

ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کی تفصیلات کے بعد موعد حشر کی جانب توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اصل حکمرانی اللہ کے لئے مختص ہے۔ قیامت کا وعدہ سچا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا۔ جب سب لوگ خدا کے حضور میں جمع ہوں گے۔ اور مکافات عمل کی بنا پر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا۔ اس وقت منکرین حق جن کی آنکھیں حقائق سے بے نور ہیں، جہنم میں پھینکے جائیں گے۔ آج جو اللہ کی یاد سے غافل ہیں، اس کا سننا ان کو بار گوش معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ بصیرت سے محروم ہیں۔ اس دن پچھتائیں گے۔ ولات حین مناص •

ف۲ یعنی تعجب کی بات یہ ہے کہ شرک ان لوگوں کو پکارتے ہیں۔ جو میرے بندے ہیں۔ اور جنہیں اپنی بندگی پر ناز ہے۔ کیا ان سے یہ لوگ چارہ سازی کی امید رکھتے ہیں؟ کیا ان کا خیال ہے۔ کہ یہ لوگ ان کی خاطر طوق عبودیت اتار کر پھینکیں گے۔ اور مسند الوہیت پر بیٹھ جائیں گے۔ فرمایا ان کا یہ خیال محض وہم ہے۔ مخلص بندے ان کی مشرکانہ حرکات سے یکسر بیزار ہیں •

حلِ لغات

نُزُلًا ۔ ضیافت، مہمانی۔ بطور طنز و تہکم کے ہے •

www.KitaboSunnat.com

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝
۱۰۵- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَ
لِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝
۱۰۶- ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَ
اتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝
۱۰۷- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝
۱۰۸- خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝
۱۰۹- قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ
رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ
كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ
مَدَدًا ۝

اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں ۝ ف۱
۱۰۵- وہی اپنے رب کی آیتوں اور اس کی ملاقات کے
منکر ہیں سو ان کے اعمال اکارت ہوئے سو ہم ان کے لئے
قیامت کے دن تول قائم نہ کریں گے ۝
۱۰۶- یہ ان کا بدلہ جہنم ہے اس سبب کہ وہ کافر ہوئے اور
میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا ٹھہرایا ۝
۱۰۷- جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ان کی مہمانی
کے لیے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ ہیں ۝ ف۲
۱۰۸- ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ۝
۱۰۹- تو کہہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی
بن جائے، تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے
سمندر خرچ ہو جائے گا، اور اگرچہ ہم ویسا ہی ایک
اور سمندر مدد میں لائیں ۝ ف۳

اعمال کے متعلق اسلام کا فلسفہ!

ف۱ خود فریبی کی انتہا ہے کہ انسان برائی کا ارتکاب کرے اور پھر یہ یقین رکھے کہ اس کا دامنِ عصمت قطعاً گناہ سے آلودہ نہیں ہوا۔ اور اپنے اعمال میں حق بجانب ہے۔ اس قسم کے لوگ نہایت درجہ کے بدبخت اور شقی ہیں۔ ان سے توبہ و انابت کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ معصیت کو ثواب اور شر کو خیر سمجھتے ہیں۔ ان کا زاویۂ نگاہ بدل چکا ہے۔ اور یہ قبولِ حق کی استعداد کھو چکے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اعمال کے مقدار و افعال کے حجم کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کی نظر نصب العین پر پڑتی ہے۔ جو شخص بلند نصب العین کو اپنے اعمال و افعال کا محور قرار دیتا ہے۔ وہ اسلام کی اصطلاح میں نیک ہے اور جو کوئی نصب العین نہیں رکھتا۔ یا پست و ذلیل مطمحِ نظر کا مالک ہے۔ اس کا ہر عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

ف۲ منکرین کا انجام واضح کرنے کے بعد اب مومنین کا مآل بتایا ہے کہ ان کا مقام فردوس ہے۔ جس میں یہ لوگ ابدی زندگی بسر کریں گے۔ کفار کے لئے نُزُل کے لفظ کو بطور طنز کے استعمال فرمایا تھا۔ یہاں مومنوں کے لئے بھی ضیافت ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ابدی زندگی کے خاطر مدارات میں ہر لحظہ تنوع ہوگا۔ اور یہ لوگ جنت میں اس طرح آرام و آسائش سے رہیں گے جس طرح کوئی عزیز مہمان رہتا ہے۔ اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں عمل کا درجہ کتنا بلند ہوگا۔

خدا کا علم

ف۳ اس سورۃ میں اصحاب کہف، موسیٰ و خضر، اور ذوالقرنین کے قصوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے حکم و معارف کے دریا بہائے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ کیونکر حق و صداقت کے لئے ثبات و دوام مقدرات میں ہے۔ اور اللہ کا علم کس قدر وسیع و متنوع ہے کہ موسیٰ و خضر دونوں اس بحرِ بیکراں سے مستفید ہوتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ حکمرانی اور طاقت بخشی میرے اختیار میں ہے۔ میں جسے چاہوں سرفراز کروں اور جسے چاہوں چشم زدن میں قعرِ ذلت کے گھاٹ اتار دوں۔ (باقی برصفحہ ۴۲۸)

حل لغات :- وزنًا - تول۔ فردوس - جنت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١١٠- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ ع ١٢

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (٩٨) رُكُوْعَاتُهَا (٦)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

١- كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ
عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝
٢- اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝
٣- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ
وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ

١١٠- تو کہہ، میں بھی آدمی ہوں تمہاری مانند میری طرف
وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود فقط ایک معبود ہے پس
جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا اُمیدوار ہے اُس کو چاہئے
کہ نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں
کسی کو شریک نہ بنائے ۝

سُورۂ مریم

مکی ـــ آیتیں ٩٨ ـــ رکوع ٦

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١- کٓھٰیٰعٓصٓ۔ یہ تیرے رب کی رحمت کا بیان ہے
اُس کے بندہ زکریا پر ۝ ف١
٢- جب اُس نے اپنے رب کو ہلکی آواز سے پکارا ۝
٣- بولا، اے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہو گئیں
اور سر سے بڑھاپے کا شعلہ بھڑک اٹھا، اور میں کبھی

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علمی وسعت علم اور عظمت شان کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ بتایا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میرا علم انبیاء اور ان ہی کتابوں تک محدود ہے۔ تم میرے علم کی وسعتوں کو نہیں پا سکتے۔ یہ قصے، ارشد و ہدایت کے طریقے، اور دوزخ اور جنت کی تفصیلات تو بقدر ضرورت تم کو بتادی گئی ہیں۔ ورنہ میری بے شمار عجائبات قدرت ہیں، اور بے انتہا الطاف و کرم اور جود و عطا۔ جن کی تعبیر کے لئے تمہارے پاس الفاظ تک نہیں۔ میری صفات بے حد کے سامنے سمندر ایک قطرہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب نے اب تک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق بتایا ہے، اور جہاں علوم نے جس حد تک ترقی کی ہے۔ الوہیت کے چہرے سے نقاب اٹھائے ہیں اور ذات حق کے بارہ میں انسان جو کچھ سمجھا ہے۔ محض بقدر ظرف و استعداد کے ہے۔ ورنہ ذات باری اور اس کے لامحدود قوانین کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔ وہ بہتر و اسفر کے ہے۔ ہمارا علم محدود ہے۔ اور وہ ذات اقدس لامحدود۔ اسی لئے فرمایا ہے فخر دو عالم خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ۔

اللہ کے اندازہ ہائے بخشش!

ف١ سورۂ مریم کا آغاز جس واقعہ سے کیا ہے۔ حقیقت میں یہ سابقہ آیت کی تفسیر ہے۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا کوئی مقرر و متعین اندازہ نہیں۔ ہم اُس کی وسعتوں کا صحیح صحیح جائزہ نہیں لے سکتے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کی بخشش کن طریقوں اور واسطوں سے ہوتی ہیں۔ ہمارا علم محدود ہے تو اس کے دینے اور بخشنے کے انداز لامحدود ہیں۔

حل لغت

وَهَنَ الْعَظْمُ۔ ضعف و ناتوانی سے تعبیر ہے۔ کیونکہ بڑھاپے میں ہڈیوں میں قوت حیات کم ہو جاتی ہے۔

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ۔ بالوں کی سفیدی کو شعلوں سے تشبیہ دینا کمال بلاغت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بالکل اچھوتی تشبیہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○

تجھ سے اے رب دُعا کر کے محروم نہیں رہا ○

۵ - وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ○

۵ - اور میں اپنے بعد وارثوں سے ڈرتا ہوں، اور میری عورت بانجھ ہے۔ سو تُو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث بخش ○ ف۱

۶ - يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○

۶ - جو میرا وارث ہو اور اولادِ یعقوب کا بھی وارث ہو اور اے رب اسے پسندیدہ کر ○

۷ - يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○

۷ - اے زکریاؑ! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اُس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس وقت سے پہلے ہم نے کسی کو بھی اس کا ہمنام نہیں کیا ○ ف۲

۸ - قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ○

۸ - بولا۔ اے رب میرے لڑکا کیونکر ہوگا، حالانکہ میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا (یعنی سوکھ گیا) ○

۹ - قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

۹ - فرمایا۔ یونہی ہوگا، تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ

ف۱

واقعہ یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ جب بڑھاپے میں ہو گئے۔ اور دیکھا کہ قوم جو اصلاح و ہدایت کی محتاج ہے اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے بعد ان کا کوئی اہل جانشین نہیں۔ جو ان کے کام کو سنبھال سکے۔ تو بیٹے کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ اللہ سے دُعا مانگی اور کہا۔ خدایا میں بوڑھا اور بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ بیوی نے جو صلاحیت اولاد کی اور تو کو اب ہے۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں عمر بھر کی ساری تبلیغ رائیگاں نہ ہو جائے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ میرے بعد نیک اور مستعد اولاد ہو۔ جو اس بارِ عظیم کو اچھے کندھوں پر اٹھا لے۔ اور میں دین کی جانب سے بالکل مطمئن ہو کر دنیا سے رخصت ہوں۔ ساتھ ہی مشکل بھی ہے کہ بیوی بانجھ ہے اور خود بوڑھا ہوں۔

ف۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ دعا قبول ہے۔ تیرے ہاں بیٹا ہوگا اس کا نام یحییٰ رکھنا۔ بڑا سعادت مند اور تابع ہوگا۔ زکریا ان حیران ہو جاتے ہیں اور فرطِ حیرت سے پوچھتے ہیں۔ کیا ان ضعف و

ساری عمر کے باوجود بھی مجھے اولاد عطا کی جائے گی؟ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں! میرے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ ایسا ہی ہوگا۔ غور فرمائیے۔ کیا واقعی اس کی صفات لامحدود نہیں۔ اب تک یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اولاد کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب انسان اس وقت معینہ سے تجاوز کر جائے تو اولاد سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی گوناگوں حکمتوں نے ثابت کر دیا۔ کہ اس کے ارادہ اور بخشش کو ہم اپنے محدود علم میں نہیں لا سکتے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ انسان کو کسی حالت میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی بخششوں کا امیدوار رہنا چاہیے۔

حلِ لغات

عَاقِرًا۔ عمر کے بہت چلنے سے بانجھ ہو جانے اور مجبور کر سکنے والی ویران عورت کو کہتے ہیں۔ جہاں اولاد نہ ہو سکے۔ یعنی ناقابلِ اولاد ہے۔

رَضِیًّا۔ خوش آئند اور پسندیدہ خو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝

آسان ہے اور میں نے تجھے پہلے بنایا اور تو کچھ چیز نہ تھا ۝

۱۰- قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝

۱۰- بولا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو چنگا بھلا لوگوں سے تین رات بول نہ سکے گا ۝

۱۱- فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ۝

۱۱- پھر وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا پھر ان کی طرف اشارہ کیا کہ صبح اور شام تسبیح کرتے رہو ۝ ف۱

۱۲- يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝

۱۲- اے یحییٰ زور سے کتاب تھام لے اور ہم نے طفلی میں اُسے حکم دیا (یعنی نبوت) ۝

۱۳- وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝

۱۳- اور اپنی طرف سے شفقت اور ستھرائی (بھی) اور وہ پرہیزگار تھا ۝ ف۲

۱۴- وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

۱۴- اور اپنے والدین سے نیکی کرتا تھا اور سرکش نافرمان نہ تھا ۝

انسانی تقاضے

ف۱ ... اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کی سن لی۔ اور ان کو بشارت دی ... ایک سعادت مند لڑکا ہوگا۔ حضرت زکریا نے فرمایا ... باپ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد ... هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ۔ کہ اس قسم کے خرق عادات جلوے کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔ حضرت زکریا اس جواب سے گو مطمئن ہو گئے مگر تقاضائے بشریت سے مزید تسلی کے لئے پوچھا کہ اس وقت سعادت کی علامتیں کیا ہوں گی؟ کیونکہ انبیاء جہاں نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں اور تائید الٰہی سے نوازے جاتے ہیں۔ وہاں بشری تقاضے بھی ان میں موجود رہتے ہیں۔ اور قدرتاً ان کے دل میں بھی وہی سوالات پیدا ہوتے ہیں جو ایک انسان کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عدم تکلم علامت ہے۔ عدم تکلم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حضرت زکریا سے ان دنوں گفتگو کی قوت سلب ہو جائے۔ اور وہ لوگوں سے مخاطب نہ ہو سکیں۔ اور دوسری یہ کہ وہ گفتگو سے پرہیز کریں۔ اور ایک قسم کا روزہ رکھیں۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ ان اوقات میں حضرت زکریا اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں۔

نیک اولاد

ف۲ حضرت یحییٰ ... ہوئے بڑے باپ کی آغوش ربانیت میں تربیت پائی۔ سن رشد کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اب کتاب و رسالت کو قوت کے ساتھ تھام لو اور صبر و استقلال کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہو جاؤ ... بعد ان کے اوصاف بیان کئے ہیں کہ وہ لڑکپن ہی سے سمجھدار تھے ... نرم دل اور پاکیزہ اعمال تھے۔ پرہیزگار تھے۔ والدین کے اطاعت گزار تھے۔ ان کی سیرت میں سرکشی و بغاوت کا عنصر قطعاً موجود نہ تھا۔

درحقیقت ان اوصاف کا پیغمبر کی ذات میں نبوت سے قبل جمع ہونا ضروری ہے۔ تاکہ آگے چل کر وہ دنیا کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو سکے۔

حل لغات

الْمِحْرَاب۔ زاویۂ عبادت۔ یا حجرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵- وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝	۱۵- اور سلام ہے اُس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن جی کر اٹھ کھڑا ہوگا ۝
۱۶- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝	۱۶- اور کتاب (قرآن) میں مریم کو یاد کر، جب اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں الگ ہو بیٹھی ۝
۱۷- فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝	۱۷- پھر اُن کی طرف سے ایک پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اُس کی طرف اپنی رُوح کو بھیجا، پھر وہ اس کے سامنے پورا انسان بن کر ظاہر ہوا
۱۸- قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝	۱۸- مریم نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تُو پرہیزگار ہے ۝ ف۱
۱۹- قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝	۱۹- کہا، میں تو تیرے رب کا بھیجا ہُوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں ۝
۲۰- قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝	۲۰- وہ بولی، میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ اور کسی آدمی نے مجھے نہیں چھُوا، اور میں ہرگز بدکار بھی نہیں ۝
۲۱- قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ	۲۱- بولا، یوں ہی ہوگا۔ تیرے رب نے کہا ہے یہ کام مجھ پر

مسیح کا تولد!

ف۱ ان آیات میں حسبِ ذیل نکات کا ذکر ہے۔

۱- حضرت مریمؑ کا کسی جنسی یا غیر جنسی ضرورت کے لیے خلوت اختیار کرنا۔

۲- جبریلؑ کا انسانی شکل میں نمودار ہونا۔ اور حضرت مریمؑ کا اظہارِ پاکبازی اُن سے اپنے خوف کا اظہار کرنا۔

۳- جبریلؑ کا فرمانا، کہ میں ایک خاص ضرورت سے آیا ہُوں یعنی تم کو پاکباز لڑکے کی خوشخبری سُنانی۔

۴- مریمؑ کا اظہارِ تعجب کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ میں شادی شدہ نہیں ہُوں، اور کسی مرد سے میرا کبھی تعلق ہُوا۔

۵- جبریلؑ کا فرمانا کہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل سہل ہے وہ بدون عوامل کے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ انداز بیان بجز مسیح کی بے پدر ولادت کے کسی شےِ پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ شادی پیغام نہیں، جیسا کہ بعض کرتا عقل لوگوں نے سمجھا ہے۔ فرشتے کا خلوت میں ملنا۔ اور جنسی خواہشات کے وقت اسکے سامنے ہونا کہ اس وقت حقیقت پر خوشخبری زیادہ موثر انداز ہو سکتی ہے۔ مریمؑ کا اظہارِ تعجب اس لئے ہے کہ وہ شادی شدہ ہے اور نہ کلیسا کے شروط کے مطابق شادی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا كَذٰلِكِ فرمانا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود شادی شدہ نہ ہونے کے ایسا ہوگا۔ تاکہ مادہ پرست یہودی ابتدا ہی سے مسیح سے متاثر ہو جائیں۔

واقعات کا یہ رنگ بتلاتا ہے۔ کہ یہ چیزیں بالکل بطور خرقِ عادت کے ہیں۔ عام واقعات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق مان لینے کے بعد قدرت کی وسعتوں کو خاص صورتوں اور شکلوں میں محدود سمجھ لینا نادانی ہے۔ اللہ چاہے تو آسمان سے انسان برسا سکتا ہے۔ زمین سے پیدا کر سکتا ہے۔ وہ پہاڑوں کی صلابت کو روئی کی سی نرمی سے تبدیل کر دے۔ تو کون مانع ہو سکتا ہے۔ پھر ایک عورت کے پیٹ سے بچے کا تولد کیوں حیرت انگیز ہو۔ خدا کے کاموں کو حالات پر نہیں پرکھا جاتا، ابوالبشر ہوسکتا ہے، باوجود بے پدر پیدا ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ○

۲۲- فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ○

۲۳- فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ○

۲۴- فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○

۲۵- وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○

۲۶- فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

آسان ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ بات طے شدہ تھی ○

۲۲- پھر مریم اس کے ساتھ پیٹ سے ہو گئیں، پھر اس کو لے کر کسی دور کے مکان میں چلی گئیں ○

۲۳- پھر جننے کا درد اسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا، بولی، کاش کہ میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی، اور بھولی بسری ہو جاتی ○ ف

۲۴- پھر اس کے نیچے سے اس نے اسے آواز دی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے ○

۲۵- اور اپنی طرف کھجور کا تنہ ہلا۔ تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی ○

۲۶- سو کھا، اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ، اور جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہیو کہ میں نے خدا کے لئے روزہ کی منت مانی ہے۔ سو آج میں ہرگز کسی آدمی سے

بغیر باپ تولید کے امکانات

ف اللہ تعالیٰ کو جب یہ منظور ہوا کہ مسیح علیہ السلام کو بطور خرق عادت کے پیدا کرے تو پہلے حضرت مریم کو اس کی اطلاع دی۔ اس کو یقین دلایا کہ لوگوں کے اعتراضات کا ہدف بنے گی۔ اور پھر قدرت کا فیصلہ فرمایا۔ فَحَمَلَتْهُ سے عام طبعی مدت حمل ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مریم میں پہلے سے اللہ تعالیٰ نے فعل و انفعال کی قوتیں جمع رکھی ہوں۔ اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ لڑکیاں لڑکے بن گئی ہیں، کہ بہت سے نوجوان مرد عورت بن گئے۔ اور بہت سی شادی شدہ عورتیں عمل کی صحت میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ نظریہ اختلاط شخصیت اس بات کا ثبوت ہے کہ بعض عورتوں میں قدرت کی جانب سے تذکیر کا مادہ موجود ہو سکتا ہے۔

بعض اوقات جب عورت حد سے زیادہ ذہین ہو۔ اور اس کی قوت تخیلہ بدرجہ غایت نازک ہو تو اس وقت بھی محض یقین اور خیال کی قوت سے حمل ٹھہر سکتا ہے۔ طبیعت خود بخود اس قسم کے عناصر پیدا کر لیتی ہے جو اس تبدیلی کے لئے ضروری ہیں۔

قوت خیال کا اثر بہت گہرا ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک حساس عورت کو یقین ہو جائے۔ اور نفخ روح کا عمل بھی بروئے کار آ جائے۔ تو پھر بغیر مرد کے حمل ٹھہر جانا مشکل نہیں؛ بہرحال اس باب میں اصل چیز قرآن کی تصریحات ہیں۔ جب قرآن نے اس تبدیلی کا ذکر تفصیل و وضاحت سے فرمایا ہے۔ تو پھر اب مسلمان کے لئے شک اور تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

حل لغات

قصیا۔ دور کی جگہ۔ اقصے المدینۃ۔

نسیا۔ بھول جانے کے لائق جو چیز ہو۔

سریا۔ چشمہ یا نہر۔ بعض سلف سے سرو کے معنے قریب حضرت کریم منش شخص کے بھی کئے ہیں۔ مگر یہ کچھ صحیح نہیں معلوم ہوتے کیونکہ تحتک کا لفظ بتلاتا ہے کہ کوئی ہمہ تغیر نہیں ہو سکتی۔ نیز اس کے بعد ہی بطور نتیجہ ترتب کے کلی واشربی کا لفظ آیا ہے۔ جو اس بات پر دال ہے کہ یہاں معنے چشمہ و نہر کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْسِیًّا ۝

۲۷- فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ۝

۲۸- یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۝ۖۚ

۲۹- فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۝

۳۰- قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝ۙ

۳۱- وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ۙ

۳۲- وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ؗ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا

بولوں گی ۝ ف

۲۷- پھر مریم لڑکے کو اپنے لوگوں کے پاس لے گئیں وہ بولے اے مریم تُو نے بہت بری حرکت کی ۝

۲۸- اے ہارون کی بہن تیرا باپ بد آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی ۝

۲۹- اس پر مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے ہم اس سے جو گہوارہ میں بچہ ہے کیونکر کلام کریں ۝

۳۰- بچہ بولا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب (انجیل) دی اور نبی بنایا ہے ۝

۳۱- اور مجھے مبارک کیا جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ ہوں ۝

۳۲- اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ٹھہرایا اور مجھے

ف

حضرت مریم صدمہ کی وجہ سے بے قرار ہو گئیں۔ اور جنگل کی طرف نکل کھڑی ہوئیں۔ وہیں حضرت مسیح تولد ہوئے۔ اس طرح سے بچہ کی پیدائش بجائے خود حضرت مریم کے لئے موجب رنج تھی۔ اس پر مزید یہ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اور پھر بے سروسامانی کا یہ عالم کہ پاس کوئی چیز نہیں جس سے گزارہ ہو سکے۔ اس لئے ضعف فطرت کی کمزوری سے انہوں نے اضطراراً پکار کر یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ فرما دیا۔ حالت کا تقاضا یہی تھا کہ ان کے منہ سے اس قسم کے کلمات نکلیں۔

اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ حضرت مریم کو فرشتے نے پکار کر کہا فکر نہ کرو۔ اس بے سروسامانی میں بھی ضروری چیزیں موجود ہیں۔ تر و تازہ کھجوریں۔ اور چشمہ کا صاف اور شیریں پانی۔ اور سب سے زیادہ غم غلط کرنے والا، اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا لخت جگر۔

حضرت مریم کا چپ رہنا۔ اس کو صوم کے لفظ سے تعبیر کرنا اس کے معنے یہ ہیں کہ اس زمانے میں روزہ کی یہ شکل بھی

تھی۔ غالباً حضرت زکریا کو بھی اسی مدت کی تلقین کی گئی تھی۔

حل لغات

اِمْرَاَ سَوْءٍ۔ برا آدمی۔ سَوْءٍ کا لفظ گو عام بُرائی کے لئے موضوع ہے۔ مگر اس کا انتساب جب انسان کی طرف ہو۔ تو اس سے مراد اخلاق کی برائی ہوتی ہے۔

بَغِیًّا۔ بدکار۔

بَرًّا۔ نیک۔ اسلوک، احقوق آشنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَقِيًّا ۝

ظالم بدبخت نہیں بنایا ۝

٣٣- وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝

٣٣- اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں جی اٹھوں گا ف

٣٤- ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝

٣٤- یہ ہے عیسیٰ بن مریم۔ سچی بات ہے جس میں (نصاریٰ) شک کر رہے ہیں ۝ ف

٣٥- مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

٣٥- خدا کو لائق نہیں کہ کوئی بیٹا رکھے، وہ پاک ہے جب کوئی بات ٹھہراتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتی ہے ۝

٣٦- وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

٣٦- اور عیسیٰ نے کہا کہ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو، یہ راہِ راست ہے ۝

٣٧- فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

٣٧- پھر فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا سو بڑے دن کی حضوری کے وقت کافروں کے لئے واویلا ہے ۝

٣٨- اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

٣٨- جس دن یہ ہمارے سامنے آئیں گے کیا کچھ سنیں گے اور کیا کچھ دیکھیں گے لیکن ظالم آج کے دن صریح گمراہی میں ہیں ۝

حضرت مسیح کا بولنا

ف جب بہتان اور بدشگونی سے یہودیوں نے بچہ اٹھا کر مریم پر اعتراض کیا کہ کیا غضب ہے، تمہاری گود میں یہ کیسا بچہ ہے، تمہارا باپ تو پارسا تھا۔ اور تمہاری ماں بھی عفیفہ نیک اصل تھی۔ پھر یہ بچہ کہاں سے آ گیا!

مریم چپ ہو گئیں اور بچہ کی جانب اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو، غلام یا بکل ابتدائی حرکت تھی۔ حضرت مریم نے یہ سوچا ہو گا کہ جب خرق عادت کے طور پر بچہ پیدا ہو سکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو خاص طور پر پیدا فرمایا ہے تو کیا اس صورت حالات میں اللہ میری برات نہ فرمائے گا۔ اور عیاں ہو سکے کہ یہ بچہ خود بول کر حقیقت حال واضح کر دے۔ یہودی اس جواب پر ہنسے اور کہا۔ بھلا یہ بچہ کس طرح بولے گا۔ یہ اس عمر میں ہمارے شبہات کا جواب کیسے دے سکتا ہے۔ حضرت مسیح کے ہونٹ ہلے اور آپ نے بولنا شروع کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے نبوت کے منصب پر فائز کیا ہے اور کتاب عنایت فرمائی ہے، یہ بات خود یہودی قوم کے لئے ہر حالت میں باعث برکت و سعادت ہے۔ میں نماز و زکوٰۃ کے احکام پر عمل پیرا رہوں گا۔ اور اس کو دنیا میں پھیلاؤں گا۔ والدہ کے حق میں بہتر سلوک کروں گا۔ اور میری ولادت اور موت اور اس کے بعد بعثت یہ سب چیزیں میرے لئے اللہ کی جانب سے سلامتی کی باعث ہیں۔

ظاہر ہے یہ جواب یہودیوں کے لئے حیران کن اور مسکت ہو گا۔ مسیح کا اس وقت بولنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء میں ابتدا ہی سے استعداد موجود ہوتی ہے اور ان کے زمانہ قادہ دماغ میں پیغمبری کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ وہ بچپن میں بھی نبوت کی جانب راہنمائی رکھتے ہیں اگرچہ وہ اس عہدہ جلیلہ پر فائز نہیں ہوتے۔ مگر غیر شعوری طور پر ان میں تمام کمالات نبوت موجود ہوتے ہیں جن کی ایک پیغمبر کو ضرورت ہوتی ہے۔

ف ٢ حضرت مسیح کی پیدائش ایک طرف یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوئی۔ اور دوسری جانب مسیحی حضرات نے بھی ٹھوکر کھائی کہ حقیقت سے دور جا پڑے۔ عیسائی مذہب کے متبعین نے یہ سمجھا کہ مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے خدائی پر دال ہے۔ وہ ایک انسان کیونکر نہیں ہو سکتے، ان کو خود اللہ تعالیٰ نے جنا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ بیٹے کا تولد ہونا ان کی الوہیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ میری جلالت قدرت کا ایک ثبوت ہے۔ میں جب چاہتا ہوں محض ارادہ سے بڑی سے بڑی کائنات کو پیدا کر دیتا ہوں۔ مجھے کسی سہارے اور شریک کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۹ - وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡحَسۡرَۃِ اِذۡ قُضِیَ الۡاَمۡرُ ۘ
وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ وَّ هُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝

۳۹ - اور اے محمدؐ! انھیں حسرت کے دن سے ڈرا جب معاملہ فیصل
ہوگا اور اب تو وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ۝

۴۰ - اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَ مَنۡ عَلَیۡهَا وَ
اِلَیۡنَا یُرۡجَعُوۡنَ ۝

۴۰ - ہم ہی زمین کے اور ہر کسی شخص کے جو زمین پر ہے وارث ہوں گے
اور وہ سب ہماری طرف آئیں گے ۝

۴۱ - وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِبۡرٰهِیۡمَ ۬ؕ اِنَّهٗ کَانَ
صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ۝

۴۱ - اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر۔ بے شک وہ
سچا نبی تھا ۝ ف۱

۴۲ - اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا
یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا ۝

۴۲ - جب اس نے اپنے باپ کو کہا کہ ابا جان تم اسے کیوں
پوجتے ہو جو نہ سن سکے اور نہ دیکھ سکے اور نہ تمہارے کچھ کام آئے ۝

۴۳ - یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا
لَمۡ یَاۡتِکَ فَاتَّبِعۡنِیۡۤ اَهۡدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝

۴۳ - اے میرے باپ مجھے وہ علم ملا ہے جو تجھے نہیں ملا
سو تو میرے تابع ہو جا۔ میں تجھے سیدھی راہ دکھلاؤں گا ۝

۴۴ - یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ
کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا ۝

۴۴ - اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر شیطان
رحمٰن کا نافرمان ہے ۝

۴۵ - یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ

۴۵ - اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ رحمٰن کی طرف سے تجھے

ف۱

یہ تیسرا قصہ ہے۔ مکے کے منکرینِ حق بظاہر حضرت ابراہیم کی عقیدت کا دم بھرتے اور احترام کرتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ تم اگر تم واقعی خلوص سے حضرت ابراہیم سے عقیدت رکھتے ہو۔ تو پھر بت پرستی کیسی؟ وہ ابراہیم سے دوستی، محبت کا دعوے اور پھر شرک کا ارتکاب، یہ دو چیزیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔ حضرت ابراہیم تو صدیق تھے۔ یعنی توحید اسلامی کے پرجوش علمبردار۔ انھوں نے توحید کے سلسلے میں کبھی تعلق کا پاس نہیں کیا۔ انھوں نے اپنے باپ کو جب دیکھا کہ بت پرستی کے مرض میں مبتلا ہے تو صاف کہہ دیا۔ ابا! ان بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہو جن میں نہ تو بولنے کی سکت ہے نہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اور قطعاً ناکارہ ہیں۔ کیا تم لوگوں میں یہ جرأت ہے کہ اپنے بزرگوں کی مخالفت کر سکو۔ اپنے ہم قوم اور ہم قبیلہ لوگوں کو شرک کی آلائشوں سے باز رکھ سکو۔ کیا تم میں ہمت ہے کہ جرأت کے ساتھ عقیدہ توحید کو قبول کرو۔ اور کھلے بندوں بتوں کی بیچارگی کا اعلان کرو۔

حضرت ابراہیم اس وقت پیدا ہوئے جب بابل اور قرب و جوار میں ستارہ پرستی اور بت پرستی کا رواج عام تھا۔ جب ہر جگہ بت پرستی کے بڑے بڑے ہیکل موجود تھے۔ اور حکومت وقت ان کی مؤید تھی۔ وہ جب جوان ہوئے۔ اس صورت حالات کو گوارا نہ کر سکے۔ بت کے مجوسوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اور نمرود تک جا کر متصادم ہوئے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ آسمان پر چمکنے والے تمام چھوٹے بڑے ستارے فنا و زوال ہونے والے ہیں۔ سب غروب اور زوال و فنا کی منزلوں سے گزرتے ہیں۔ اس لئے یہ خدا نہیں ہو سکتے۔ خدا وہ ہے جس نے ان سب کو تابانی بخشی ہے۔ اور جو ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم کی دعوت اسلامی میں خاص بات یہ ہے کہ انھوں نے دعوت کا آغاز اپنے گھر سے کیا ہے۔ اور سب سے پہلے اپنے باپ کی اصلاح کے لئے کوشش کی۔ کیا مصلحین کو معلوم ہو کہ تبلیغ و دعوت کا صحیح اور مؤثر طریق کیا ہے؟

صحیح منظم طریق تبلیغ یہ ہے کہ پہلے قریب کے اہل کی اصلاح کی جائے۔ جب وہ سنور جائے تو پھر آہستہ آہستہ قدم باہر نکالے جائیں۔

حل لغات

صِدِّیۡقًا۔ انتہا درجہ کا صداقت شعار۔ وہ شخص جس کا قول اور زبان یکساں

مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

عذاب آجائے اور پھر تُو شیطان کا ساتھی ہو جائے ۝

۴۶- قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِيًّا ۝

۴۶- بولا۔ اے ابراہیم کیا تُو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے؟ اگر تُو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کروں گا اور جا ایک مدت تک مجھ سے دُور ہو ۝

۴۷- قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِيًّا ۝

۴۷- ابراہیم بولا السلام علیک۔ میں جلد اپنے رب سے تیرے لیے مغفرت مانگوں گا۔ وہ مجھ پر مہربان ہے ۝ ف۱

۴۸- وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِيًّا ۝

۴۸- اور میں تم سے اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے یکسُو ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں اور امید ہے کہ میں اپنے رب سے دُعا کر کے بے نصیب نہ ہوں گا ۝

۴۹- فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

۴۹- پھر جب وہ اُن سے اور اللہ کے سوا اُن کے معبودوں سے جنہیں وہ پکارتے تھے یکسُو ہوا، تو ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب بخشا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا ۝ ف۲

۵۰- وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

۵۰- اور ان (تینوں) کو ہم نے اپنی رحمت سے (بہت کچھ) دیا اور ہم نے ان کے لیے سچا بول اُونچا رکھا ۝

ف۱

باپ نے بُتوں کی محبت میں بیٹے کو رُعب و داب سے کام لیا اور دھمکایا کہ کیا میں اپنے خداؤں کو چھوڑ دوں؟ میں ہرگز اپنے عقائد سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ان خیالات میں اُلجھے رہو۔ تُو نا توحید کے عقیدے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور دُور ہو جا۔ اب میرے اور تیرے درمیان اختلاف کی ایک عظیم خلیج حائل ہے ۔

حضرت ابراہیم صدیق تھے۔ حق گوئی اور دلیری ان کا خاص وصف تھا۔ اُنھوں نے یہ سب کچھ سُنا۔ اور نہایت استقلال اور عزیمت سے جواب دیا۔ کہ جناب خدا کی راہ میں میں کسی کی آسائش کی قطعی پروا نہیں کرتا۔ میں بُتوں کے ساتھ ساتھ تم کو بھی چھوڑ دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرا خدا میری دستگیری فرمائے گا۔ اور ہرگز مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا ۔

ہجرت الی اللہ کے ثمرات

ف۲ جب کوئی شخص اللہ کے لیے تمام لذات کو چھوڑ دے۔ مال و دولت، آرام اور اقرباء کی ہمدردیوں سے جُدا ہو جائے۔ اور وطن کی آسائش اور اس کے تعلقات سے یکسر محروم قرار پائے، تو اس وقت اس کی تسکین قلب کے لیے اللہ کی مدد کا ہاتھ بڑھتا ہے۔ اور طرح طرح کی مسرتوں سے مسرور کر دیتا ہے۔ غور فرمائیے۔ دُنیا کو چھوڑ دینا آسان ہے مگر خالق کائنات کو کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس کارساز کے ساتھ اگر اپنے تعلقات قائم ہیں۔ تو پھر ساری مخلوق کی بےاعتنائی اور بے وفائی اگر دِق کرتی گیا۔ تو پھر یہاں کی مسرتوں میں کیا لطف ہے ۔

حضرت ابراہیم اس اہم نکتے سے خوب واقف تھے۔ جب اُنھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ دعوت حق کو قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور مجھے ہجرت پر مجبور کر رہے ہیں۔ تو فوراً ہجرت الی اللہ پر مستعد ہو گئے۔ اور اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کو چھوڑ دیا ۔

اب اللہ کی مہربانیاں ملاحظہ ہوں کہ وطن سے بے وطن ہو گئے اللہ نے اسحاق جیسا بیٹا۔ اور یعقوب جیسا پوتا بخشا۔ اور دونوں بزرگ اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔ اور ان کے علاوہ مال و دولت دیا۔ عزت دی۔ علاوہ قبولیت بخشی۔ اور ہر جگہ کے معزز لقب سے مشرف ہو گئے ۔

۵۱۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰى ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝

۵۱۔ اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر۔ بے شک وہ چنا ہوا اور رسول نبی تھا ۝

۵۲۔ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝

۵۲۔ اور ہم نے اُسے کوہِ طور کی داہنی جانب سے پکارا اور بھید بتانے کو اُسے اپنے نزدیک کیا ۝

۵۳۔ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَآ أَخَاهُ هٰرُونَ نَبِيًّا ۝

۵۳۔ اور ہم نے اپنی رحمت سے اُسے اُس کا بھائی ہارون نبی بخشا ۝ ف۱

۵۴۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝

۵۴۔ اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کر، وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا ۝

۵۵۔ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝

۵۵۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا ۝ ف۲

۵۶۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝

۵۶۔ اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر۔ بے شک وہ سچا نبی تھا ۝ ف۳

ف۱

حضرت موسیٰ بھی اُن محبوبوں میں ہیں، جنھیں رب چاہتے تھے۔ فرمایا، وہ ہمارے خاص مقربین میں سے تھے ہم نے انھیں نبوت و رسالت کا خلعت بخشا۔ اور طور پر شرفِ مکالمہ عطا ہوا۔ اور ہارون کو بھی نبی بنایا۔ بکمال مرتبے کے شریک حال رہیں۔ اور ان کو دعوت و تبلیغ میں مدد گاری دکھائیں۔

ف۲

یہودی اور عیسائی حضرت اسمٰعیل کی بزرگی کے قائل نہ تھے اس لئے قرآن حکیم نے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ وہ گروہ میں ایک اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ مذہبی اور دینی جوش کا یہ عالم تھا۔ کہ گھر کے تمام لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔ اس لئے ان اوصافِ حسنہ کی وجہ سے وہ اللہ کے محبوب پیغمبر تھے۔

ف۳

حضرت ادریس کے نام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انھیں درس و تعلیم سے بہت زیادہ شغف تھا۔ چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ انھوں نے ضروریاتِ اولیہ میں بہت سی چیزیں ایجاد کیں۔ اُن کا زمانہ حضرت نوحؑ سے پہلے ہے۔ رفعتِ مکانی سے مراد درجات میں بزرگی ہے۔

حلِّ لغات

مُخْلَصًا۔ خاص کر لیا گیا۔ خالص کیا ہُوا۔ برگزیدہ۔
اَهْلَهُ۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے معنے علاوہ اپنے گھر والوں کے، جاننے والوں اور معتقدین کے ہوں۔

۵۷- وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

۵۸- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ
حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ
وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَ
اجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ
الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ۝

۵۹- فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا
الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ
يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

۶۰- اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا
يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝

السجدۃ

۵۷- اور ہم نے اُسے اونچے مکان پر اٹھا لیا ۝

۵۸- یہ وہ ہیں جو اولادِ آدم میں سے نبیوں میں ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا۔ اور ان کی نسل میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں چڑھا لیا تھا۔ اور اولاد میں سے ابراہیم و اسرائیل کی اور ان میں سے جنہیں ہدایت کی اور برگزیدہ کیا۔ جب رحمٰن کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے تھے ۝ ف۱

۵۹- پھر اُن کی جگہ ایسے ناخلف لوگ جانشین ہوئے کہ نماز چھوڑ دی اور شہوتوں کے تابع ہو گئے سو عنقریب اُن کو اُن کی گمراہی کی سزا ملے گی ۝ ف۲

۶۰- مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا ۝

پاکباز اسلاف!

ف۱ یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کے جذبات موجزن تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائی تھی۔ اور جو مقبول بندے تھے۔ ان لوگوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے ان کے مہربان . . کا کلام پڑھا جاتا۔ تو فرطِ عقیدت سے اس کے سامنے جھک جاتے۔ اور رقت و انفعال کے جذبات ان پر طاری ہو جاتے۔ اللہ کے حضور میں سجدہ کناں ہوتے۔ اور کمالِ عجز و محبت کا اظہار کرتے ۔

غرض یہ ہے کہ وہ لوگ جو ان حضرات سے تعلق و ارادت رکھتے ہیں اُن کو چاہیے کہ ان کے دلوں میں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کا جوش ہو۔ وہ بھی انہیں پاکیزہ جذبات کے حامل ہوں۔ وہ بھی خدا کے احکام کو نہایت دلجمعی سے سنیں۔ اور نماز و عبادت میں خلوص کے ساتھ مشغول ہوں۔ بات یہ بھی کہ عرب بالعموم اس کا دعویٰ رکھتے تھے کہ ان انبیاء کے نام لیوا ہیں۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ان سے ایک گونہ تعلق کو ظاہر کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں حالانکہ خیال میں مسلمان جس تعلیم کو مانتے تھے۔ وہ ان انبیاء کی تعلیم سے بالکل مختلف تھی۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے خیالات کو بدعت سے تعبیر کرتے اور علی الاعلان کہتے کہ ہمارے علماء اور آباء و اجداد ہرگز ان خیالات کے حامی نہ تھے۔ اس لئے قرآن حکیم کو ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ انبیاء کے حالات بیان کرے۔ اور ان کی تعلیمات واضح طور پر پیش کرے اور بتائے کہ تم راہِ راست پر گامزن نہیں ہو۔ تم ان کو اپنے غلط مسلک پر تکیہ ہو۔ اور کج روی سے باز آ جاؤ ۔

نااہل جانشین!

ف۲ خَلْفٌ سے مراد برے جانشین ہیں۔ جو سلف کی روایات کے حامل نہ ہوں۔ لبید کہتا ہے ؎

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم وبقیت فی خلف کجلد الاجرب

یعنی ان لوگوں کے بعد جو بچا ہے ایسی پیدا ہوئے جو برائے نفس کی پیروی اور خواہشات کی تکمیل میں دینی فرائض کو دیانتداری سے (باقی برصفحہ ۴۴۰)

۶۱- جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا۝

۶۲- لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا۝

۶۳- تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا۝

۶۴- وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا۝

۶۵- رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا۝

۶۱- ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے بن دیکھے اپنے بندوں کو وعدہ کیا۔ بے شک اُس کا وعدہ آنے والا ہے○ ف۱

۶۲- وہاں بیہودہ بات نہ سُنیں گے مگر سلام اور اُن کا رزق صبح اور شام وہاں اُنہیں ملا کرے گا○

۶۳- یہی جنّت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو وارث کریں گے جو متقی ہیں○

۶۴- اور ہم بغیر تیرے ربّ کے حکم کے نہیں اُترتے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان میں ہے سب اسی اللہ کا ہے۔ اور تیرا ربّ بھولنے والا نہیں○

۶۵- وہ آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیانی اشیاء کا ربّ ہے۔ سو تُو اُس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ۔ کیا تُو اُس کے نام کا سا کوئی پہچانتا ہے؟○

بھول گئے۔ اور تم گویا انہیں لوگوں کے نقش قدم پر ہو۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ کے بعد وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو قوم اپنے مذہبی فرائض سے غفلت برتتی ہے۔ اور جس کے دل سے عجز و نیاز مندی کے جذبات خارج ہو جاتے ہیں۔ وہ شہوات کی جانب جھک پڑتی ہے۔ اور اس کے دل و دماغ پر شہوانی و جنسی خیالات مستولی ہو جاتے ہیں۔

بہرحال اس نوع کے لوگ یقیناً اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتیں گے۔ اور جس مادی زندگی انہیں تباہ کر سکے گی۔

ف۱

ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اور ایمان و عمل کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ جو خواہشات و شہوات کی پیروی نہیں کرتے۔ اور اپنے دلوں میں تقویٰ و پرہیزگاری کے جذبات پیدا کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ لوگ اطمینان و سلامتی کے ساتھ ابدی زندگی بسر کریں گے۔

حلِّ لغات

(صفحہ ۴۳۸)

اِسْرَآءِیْل۔ حضرت یعقوب کا دوسرا نام ہے۔ عربی زبان میں اسرائیل کے معنے برگزیدۂ خدا، یا بندۂ خدا کے ہیں۔

غَیًّا۔ گمراہی کی سزا، گمراہی، ہر بری بات۔

www.KitaboSunnat.com

۶۶ وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۝

۶۶۔ اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مرگیا تو کیا پھر زندہ کر کے (قبر سے) نکالا جاؤں گا؟ ۝

۶۷۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۝

۶۷۔ کیا انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اسے پہلے بنایا۔ اور وہ کچھ بھی نہ تھا ۝

۶۸۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝

۶۸۔ سو تیرے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ہم انہیں گھٹنوں کے بل جہنم کے گرد حاضر کریں گے ۝

۶۹۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝

۶۹۔ پھر ہم ہر فرقہ میں سے اسے جو رحمٰن سے سب سے زیادہ اکڑنے والا تھا کھینچ کر الگ کریں گے ۝ ف۱

۷۰۔ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝

۷۰۔ پھر ہم انہیں خوب پہچانتے ہیں جو دوزخ میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں ۝

۷۱۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝

۷۱۔ اور تم میں سے ایک بھی نہیں ہے مگر اس پر ضرور پہنچیگا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم ہے اور مقرر کیا گیا ۝ ف۲

۷۲۔ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

۷۲۔ پھر ہم متقیوں کو (دوزخ سے) نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اسی

حشر کا ثبوت اور لفظ ورود کی تشریح

ف۱ اس سے قبل کی آیت میں عبادت پر استقلال کی تلقین کی گئی تھی۔ اس میں اس شبہ کا ذکر ہے جو منکرین کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اللہ کی عبادت سے روگرداں رہتے ہیں۔ وہ شبہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیونکر ہم دوبارہ جی اٹھیں گے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ جیسے ہم دنیا میں پورے طور پر جسم کی حالت میں ہوں۔ اور گلنے سڑنے کے بعد زندگی کا نقش مٹ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم اپنی پیدائش پر غور کرو کہ اس سے پہلے تم کہیں موجود تھے کس قسم کی وجہ سے اللہ کے سامنے سر نیاز نہیں جھکاتے ہو گویا کہ خدا نے تمہیں خلعت وجود نہیں بخشا۔ سمجھو اور یقین کرو۔ کہ جس نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا ہے۔ وہ دوبارہ زندہ کر سکے گا۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔ کیونکہ جو کریم عدم سے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ افگن کر سکتا ہے وہ فنا کے بعد بھی گزر جانے کی نعمتوں سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔ فَوَرَبِّكَ سے مراد اللہ کی ربوبیت کو حشر کے لئے بطور ثبوت پیش کرنا ہے یعنی اگر اس دنیا کا نظام کسی ربوبیت و نظم کا مرہون منت ہے تو پھر اس کا کھلا تقاضا ہے کہ ربوبیت عمل کے لئے ایک الگ عالم کا وجود تسلیم کیا جائے جہاں کا قانون سب کے لئے تو ممکن ہو۔ جہاں مظلوم کی فریاد سنی جائے اور ظالم کو سزا دی جائے۔ جہاں سفارش اور سرمایہ داری کے تمام امتیازات اٹھ جائیں۔ جہاں کزور اور پاکباز انسانوں کو اللہ کے خلاف عدم مساوات کا گلہ نہ رہے۔ اور جو ایسا مقام ہو کہ اس میں صرف اپنے اعمال زندگی و مسرت کا باعث ہو سکیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم تمام منکرین کو حشر کریں گے کہ جہاں کے معبودان باطل کے جہنم کے گرد جمع کریں گے پھر ان میں زیادہ سخت مجرمین کو چھانٹ لیں گے۔ اور دیکھیں گے کون کون سے لوگ نار جہیم کے مستحق ہیں یعنی یہ سب باتیں قاعدہ اور تقسیم کے ماتحت ہوں گی۔ ثُمَّ کا لفظ یہاں تراخی بیان کے لئے ہے۔

ف۲ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے عموماً تین پہلو اختیار کئے ہیں۔

(۱) اس سے مراد کفار ہیں۔ جیسا کہ سیاق و سباق کا تقاضا ہے یعنی ان لوگوں کو ذکر اوپر کی آیتوں میں چلا آ رہا ہے۔ کہا نہیں (باقی بر صفحہ ۴۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهَا جِثِيًّا ○

۷۳- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ○

۷۴- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ○

۷۵- قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○

۷۶- وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا

اوندھا پڑا چھوڑ دیں گے ○

۷۳- اور جب ہماری کھلی آیتیں اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تو کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے مرتبہ اور مجلس (یعنی سوسائٹی) کس کی بہتر اور اچھا ہے ○

۷۴- اور ہم اُن سے پہلے بہت سی جماعتوں کو جو سامان اور نمود میں اُن سے اچھی تھیں ہلاک کر چکے ہیں ○

۷۵- تو کہہ جو گمراہی میں ہے، سو چاہیے کہ رحمٰن اسے ڈھیل میں لمبا کھینچے۔ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے وہ چیز جس کا وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی) یا عذاب، اور یا قیامت۔ تب جانیں گے کہ کون مرتبہ میں برا، اور فوج میں کمزور تھا ○ ف۱

۷۶- اور جو ہدایت پر ہیں خدا اُن کی ہدایت اور

موت کے بعد اٹھایا جائے گا۔ اور کافر آخرت ہی کے اصول کے مطابق ہمیشہ دونوں سزا دی جائے گی۔ سابقہ آیات اور اس میں صرف انداز بیان کا فرق ہے۔ ان آیتوں میں تمام صیغے غائب کے ہیں۔ اور اس آیت میں صیغہ خطاب کا ہے۔ اور محض یہ تفاوت اس آیت کو دوسری آیتوں سے علیحدہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس قسم کا اختلاف قرآن کی بیشمار آیتوں میں موجود ہے۔ بلکہ بلاغت یہ چاہتی ہے۔ اس کا تعلق ماسبق کی آیتوں سے منقطع نہیں ہوا۔ بات صرف یہ ہے کہ وہ لوگ جو کہ حشر کے معاملہ میں شبہات و شکوک کا اظہار کرتے تھے۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ تمہیں دوبارہ ہی اٹھنے پر تعجب ہے اور ہم تو تمہیں گھسیٹ کر جہنم میں جھونکیں گے۔

اس صورت میں ثُمَّ نُنَجِّي میں ثم تراخی بیان کے لئے ہوگا۔ یعنی معنے یہ ہوں گے کہ تم لوگ تو سب کے سب جہنم میں جاؤ گے۔ البتہ جو مومن اور متقی ہیں اُن کے لئے ہمارا انتظام یہ ہے۔ کہ ان کو نجات کا پروانہ دیا جائے گا اور اصحاب جہنم سے قطعاً الگ رکھا جائے۔

تائید میں یہ آیتیں پیش کی جا سکتی ہیں جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ

یعنی نیک کردار لوگ جہنم سے کہیں دور رہیں گے۔ دوسری جگہ تصریح ہے کہ نیک اور پاکباز لوگ تو جہنم کی آواز تک نہ سنیں گے۔ پائیں گے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا کیونکہ ہر گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائے گا۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ۔ گویا اس صورت میں آیات کے مطابق سیاق و سباق کے قرین اور مومن کی شایان شان ہے۔

(۲) آیت عام ہے۔ مومن و کافر دونوں کو شامل ہے۔ البتہ لفظ ورود کے معنے داخل کے نہیں۔ بلکہ حضور و قرب کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ سب لوگ ایک مرتبہ جہنم کے قریب جائیں گے اور اس کو دیکھیں گے۔ تاکہ اللہ کے عذاب سے آگاہ ہوں۔

قرآن میں اور عربی لغت میں ورود ان معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ محاورہ ہے کہ وردت القافلة البلدة۔ یعنی قافلہ شہر کے قریب پہنچا۔ قرآن میں ہے وَلَمَّا وَرَدَ مَاۗءَ مَدْيَنَ۔ ظاہر ہے اس سے مراد محض قریب ہونا ہے۔

(۳) آیت عام ہے۔ لفظ ورود سے مراد دخول ہے۔ مگر مسلمانوں کو جہنم میں داخل ہونے سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ بلکہ ان کے لئے جہنم کی آگ ابراہیم کی آگ ثابت ہوگی۔ چنانچہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ جہنم میں نیک و بد

[illegible]

وہ سب ... گے۔ مگر نیکوکاروں کے لئے وہ برودت و سلامتی میں تبدیل ہو جائے گی۔ — غرض یہ ہے کہ مسلمان بہرحال جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ مومن کو کوئی ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

بڑھاتا ہے۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے پاس ثواب اور انجام کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہیں ○ ف۱

۷۷- اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝

۷۷- بھلا تو نے اُس کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ مجھے (قیامت میں) مال و اولاد ملے گی

۷۸- اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝

۷۸- کیا وہ غیب کو جھانک آیا ہے یا رحمٰن کے پاس سے اقرار لے لیا ہے؟ ○ ف۲

۷۹- كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

۷۹- ہرگز نہیں۔ جو وہ کہتا ہے ہم لکھ رکھیں گے اور اس کے عذاب میں لمبا بڑھاتے جائیں گے ○

۸۰- وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝

۸۰- اور جو وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا

۸۱- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝

۸۱- اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی معبود پکڑ رکھے ہیں تاکہ وہ اُن کے مددگار ہوں ○

۸۲- كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

۸۲- ہرگز نہیں وہ اُن کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہوں گے ○

کیونکہ خیر و برکت کا سبب ہو سکتا ہے۔ جب کہ تم خود اچھی حالت میں نہیں ہو، تم مفلس ہو، کمزور ناتواں ہو۔ اور ہمیں اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ ہماری حیثیت تم سے کہیں بلند ہے۔ ہم شان و شوکت اور ہم و نمود کے لحاظ سے تم سے بہت بڑھ کر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ تم کوتاہ نظر ہو، تمہاری نگاہیں ہمیشہ واقعات کی سطح پر رہتی ہیں۔ تم نے کبھی اقوام و ملل کی تاریخ پر غور و فکر کیا ہے؟ تم نے کبھی ان کے عروج و زوال کی داستان سنی ہے اور تم نے کبھی کوشش کی ہے کہ ان تباہیوں اور ہلاکتوں کے اسباب تک پہنچو۔ جن کی وجہ سے بڑے بڑے شعوب و قوم کی نیند سو گئے۔ تم ابھی ظاہری حالت پر مغرور ہو۔ تھوڑی سی پونجی اور دولت پر تمہارا گھمنڈ ہے۔ یہ عالم ہے کہ حق کی آواز کو ٹھکرا رہے ہو۔ تم نہیں جانتے جو امتیں سکتی ہیں اس دُنیا میں شان و حشمت کے ساتھ نمودار ہوئیں اور بالآخر رسوائی و نکبت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحۂ دہر سے مٹ گئیں۔ جن کا نام و نشان تک نہیں رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے ظاہری ٹھاٹ باٹ پر اتنا بھروسہ کیا کہ اللہ کے قوانین کو بھول گئے۔ اور اللہ کے بندوں کو محض اپنے سے حقیر و ذلیل کہ ان کے پاس دولت ایمان کے ساتھ سیم و زر کے انبار کیوں موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم جلد باز اور مستعجل نہیں۔ گنہگار کو سنبھلنے، اور اصلاح اعمال کا پورا پورا موقع عنایت فرماتے ہیں۔ اُس کے آرام و آسائش میں یکایک مداخلت نہیں کرتے۔ اور نہیں چاہتے کہ بغیر انتباہ اس کو تباہ کر دیا جائے۔ مگر انسان ازراہ کج فہمی اس ڈھیل کو جو ہماری رحمت پر مبنی ہے اپنی بے گناہی اور صداقت شعاری پر محمول کرتا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اگر اس کی سرکشیاں اسی طرح باقی رہیں اور اصلاح کے مواقع سے اس نے استفادہ نہ کیا۔ تو اللہ کا عذاب اس کو گھیرے گا۔ یا قیامت میں جب اس کو ٹھکانہ نہ ملے گا۔ اور کوئی یار و مددگار پاسداری نہ کر سکے گا۔ تب اس کو محسوس ہوگا کہ بیچارے اور مسکین مسلمان آج مجھ سے کہیں بلند حیثیت میں ہے۔

ف۱ اللہ تعالیٰ کا جس طرح یہ قانون ہے کہ مجرموں کو اس وقت تک نہیں پکڑتا۔ جب تک وہ گمراہی و ہلاکت کی آخری منزل تک نہیں پہنچ جاتے، اسی طرح اس کا یہ بھی قانون ہے کہ جو لوگ اس کی ہدایت قبول کر لیتے ہیں تو وہ مزید توفیق و استعداد کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان کے کاموں کو مسائل و حکم سے معمور کر دیتا ہے۔ وہ نیکی اور تقویٰ کی صحیح تڑپ اور قیمت سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی کا نصب العین یہی قرار پاتا ہے کہ وہ دُنیا میں اللہ کے (باقی)

عاص بن وائل سے حضرت خباب بن الارت نے قرضہ وصول کرنا تھا۔ تو اس نے کہا کہ میں تو اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک (باقی بر صفحہ ۴۳۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳- اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ○

۸۳- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں اُبھار کر خوب اچھالتے رہیں ○

۸۴- فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ○

۸۴- تو تُو ان پر جلدی نہ کر ہم تو ان کے لیے شمار پوری کر رہے ہیں ○

۸۵- يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○

۸۵- جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے ○

۸۶- وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ○

۸۶- اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے ○

۸۷- لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○

۸۷- انہیں شفاعت کا اختیار نہ ہوگا مگر اُس کو جس نے رحمٰن سے اقرار لے لیا ہے ○ ع۱

۸۸- وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ○

۸۸- اور کہتے ہیں کہ رحمٰن بیٹا رکھتا ہے ○

۸۹- لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـــًٔا اِدًّا ○

۸۹- البتہ تم بُری چیز لائے ○

۹۰- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○

۹۰- قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں ○

۹۱- اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○

۹۱- اس لیے کہ وہ رحمٰن کے لیے بیٹا ثابت کرتے ہیں ○ ف۲

تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کا انکار کر دو۔ خباب نے عشق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سرشار ہو کر کہا کہ یہ کبھی ممکن نہیں۔ نہ زندگی میں نہ موت کے وقت نہ اس وقت جب کہ تم خدا کے ہاں پیش کیے جاؤ گے۔ عاص کمینے نے اس جذبے کی ہنسی اُڑائی۔ اور کہا کہ بعثت کا عقیدہ اگر بقول تمہارے صحیح ہے۔ تو میں وہاں بھی آخر اسی حیثیت سے جاؤں گا۔ وہاں معاملہ چکا دوں گا۔ مطمئن رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے کیونکر معلوم ہو گیا کہ عقبیٰ میں بھی اس کی مالداری کی حیثیت قائم رہے گی۔ کیا اُمور غیب وہ جانتا ہے یا اللہ سے اس نے اس بات کا عہد لیا ہے۔

ارشاد ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ وہ عذاب کیا جائے گا۔ اور ہمارے روبرو نہایت بے بسی اور بیچارگی کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

ف۱ مشرکوں کا ذکر ہے کہ ان لوگوں نے اس اُمید پر کہ ان کے معبودان قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے اور جہنم کی آگ سے بچائیں گے ان کی پرستش شروع کر دی۔ حالانکہ یہی لوگ قیامت کے ہول سے ان معبودوں کو بھول جائیں گے اور ان کی عبادت سے یکسر انکار کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ شرک و کفر کی گمراہیاں ان کی طبیعت و ذوق کے موافق ہیں جہاں شیاطین کی جانب سے تحریک ہوئی۔ یہ متاثر ہو گئے۔

ارشاد ہے کہ اللہ کے پاکباز بندوں کے لیے تو وہاں عزت و احترام کا سامان موجود ہے۔ انہیں بارگاہ رحمت میں فرشتے تعظیم و توقیر سے پہنچا دیں گے مگر یہ لوگ جو بت پرستی کے مجرم ہیں جنہوں نے دنیا میں نفس کی پوجا کی ہے۔ جنہوں نے شخصیتوں اور قوتوں کے سامنے سروں کو جھکایا ہے بحیثیت مجرم اور گنہگار کے پیش کیے جائیں گے۔ ان کی تمام توقعات غلط ثابت ہوں گی کوئی شخص ان کی سفارش نہ کر سکے گا۔

ہولناک عقیدہ

ف۲ بت پرستی اور شرک اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ اس لیے کہ اس سے نفس انسانی میں ذلت و انکسار کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور انسان اس فطری شرافت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو اس کا مقصود حقیقی ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ تمام کائنات سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ نیز شرک کا عقیدہ اس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے تخیل کو سخت صدمہ پہنچاتا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۷۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲- وَمَا يَنۢبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝
۹۳- اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝
۹۴- لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝
۹۵- وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝
۹۶- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝
۹۷- فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝
۹۸- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ ع

۹۲- اور رحمٰن کو لائق نہیں کہ بیٹا کرے ○
۹۳- آسمانوں اور زمین میں کوئی نہیں ہے کہ رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر نہ آئے ○
۹۴- اس نے انہیں گھیر لیا ہے اور ان کا شمار کر رکھا ہے ○
۹۵- اور وہ سب قیامت کے دن اس کے پاس اکیلے آئیں گے ○
۹۶- بے شک جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کو رحمٰن محبت دے گا ○ ف۱
۹۷- سو ہم نے یہ قرآن تیری زبان میں آسان کیا ہے تاکہ تو اس سے متقیوں کو بشارت دے اور اس سے جھگڑالو لوگوں کو ڈرائے ○ ف۲
۹۸- اور ان سے پہلے ہم بہت امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کیا ان میں سے تو کسی کو بھی دیکھتا ہے یا کسی کی آواز بھی سنتا ہے ○

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۳۵ رُكُوْعَاتُهَا (۸)

سورۃ طٰہٰ

مکی ۔۔۔ آیتیں ۱۳۵ ۔۔۔ رکوع ۸

اور کوئی شخص معرفت و سلوک کی راہوں کو شرک کے وسیلوں سے طے نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا آئینۂ قلب شرک کی آلائش سے اندھا ہو جاتا ہے اور معرفت کی شعاعیں اس میں نفوذ نہیں کر سکتیں۔

اس لئے قرآن ہر نوع کے شرک کا تخیل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے اسے کھلی گمراہی قرار دیتا ہے۔ اور ابن اللہ کا عقیدہ تو قرآن کے نزدیک بدترین قسم کا شرک ہے۔ جو نقلاً ناقابل فہم و دھوکا خیز ہے۔ کیونکہ اس میں شرک کی ہر شکل و صورت پنہاں ہے۔ جو عقیدہ توحید کے بالکل منافی ہے۔ ابن اللہ کے عقیدہ کو مان کر اللہ کے بے نیاز و بے عیب ہونے کی کسی گوشے میں حیثیت باقی نہیں رہتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ عقیدہ اتنا بودا، اتنا بدرنگ اور بھدا ہے کہ آسمان میں بھی اس کے لئے قوت برداشت موجود نہیں۔ اندیشہ ہے کہ پہاڑ بھی اس افترا کو سن کر مارے خوف کے دہل جائیں۔ اور اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ گو اس عقیدے کی شناخت اور برائی بدیہی اور واضح ہے مگر عوام اسے قبول کر لیتے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اس کی مخالف ہے۔ اور عقل و تمیز کی نفی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعتیں اور یہ سب لوگ جو ان کے درمیان ہیں، ہمارے علم و اقتدار میں ہیں، تو ہم کو بیٹے اور سہارے کی کیا ضرورت ہے!

یاد رکھو، یہ سب لوگ جنہیں تم خدا کا بیٹا اور اس کا شریک اور سہیم ٹھہراتے ہو، اس کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں۔ قیامت کے دن جب یہ خدا کے حضور میں آئیں گے۔ تو بالکل تنہا بغیر یار و مددگار! عقیدت مندوں کا گروہ ان کے ساتھ نہ ہوگا۔

ف۱ یعنی اللہ کے پاکباز بندے محبوبیت اور عزت کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیتے ہیں اور خدا ان لوگوں کے دلوں میں جذبات عقیدت و محبت پیدا کر دیتا ہے۔

ف۲ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان حقائق کو عربی میں کیوں بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ ان باتوں کو خوش اسلوبی سے اوروں تک پہنچا سکیں۔

حل لغات

وُدًّا۔ محبوبیت، محبت ۔ لُدًّا۔ جمع الد۔ جھگڑالو، ضدی بات کرنے والے ۔ رِكْزًا۔ گن من آواز۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- طٰهٰ ۝
۲- مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝
۳- اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝
۴- تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝
۵- اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝
۶- لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝
۷- وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝
۸- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝
۹- وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝
۱۰- اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ

۱- طٰہٰ ۝
۲- قرآن ہم نے تجھ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت کھینچے ۝
۳- مگر جو ڈرے اس کے لئے نصیحت ہے ۝ ف۱
۴- یہ اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا
۵- وہ رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے ۝ ف۲
۶- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے
۷- اور اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ بھید اور اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے
۸- اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اچھے اچھے نام اسی کے ہیں ۝
۹- اور کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی ہے؟ ۝ ف۳
۱۰- جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے تمہارے پاس انگارا لاؤں

ف۱ سورۂ طٰہٰ مکی ہے اور عام مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی توحید، نفس اور توحید و حشر کا بیان ہے۔

حضورؐ جب یہ خیال فرماتے کہ لوگ دعوت و رشد کی مساعی کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ تو آپ کو قدرتاً تکلیف محسوس ہوتی۔ کیونکہ لوگوں کی گمراہی و ضلالت سے آپ کو روحانی کوفت محسوس ہوتی۔ آپ یہ چاہتے تھے کہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں آجائیں۔ اور جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ اس پر قرآن حکیم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ قرآن کی آواز پر وہی لوگ لبیک کہیں گے جن کے دلوں میں خشیت الٰہی کا جذبہ موجزن ہے۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جن میں قبول حق کی استعداد موجود ہے۔ اس لئے آپ ان لوگوں کی محرومی اور بدبختی پر افسوس اور ملال کا اظہار نہ کریں۔ یہ لوگ محروم اور بدنصیب ہیں۔

صفات، حالات و شیون اور تائیدات

ف۲ قرآن حکیم میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کے متعلق استعمال ہوئے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو بطور صفات کے استعمال ہوتے ہیں جیسے علیم، حکیم، رب اور غفور و رحیم وغیرہ۔ ایک وہ ہیں جو شئون و حالات کی تشریح کے لئے آتے ہیں۔ بطور صفت کے ان کا استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے لفظ استوا کہ یہ ایک خاص حالت اور شان پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو بیان کرنا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں کہیں بھی بطور مستوی کے یہ لفظ نہیں آیا ہے۔ اور احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں کہیں مستوی علی العرش کا لفظ مذکور نہیں۔ یہ ایک حقیقت شرعی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مگر یہ ایک حالت ہے جلال سروری کی۔ تیسری قسم یہ ہوتی ہے کہ الفاظ متشابہات کے طور پر استعمال ہوں اور ظاہری معنی میں مقصود نہ ہوں۔ جیسے ید، وجہ یا عین کا لفظ کہ جب ان کا استعمال ہوتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ معنے جو بیان کئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ ان میں تاکید اور تفخیم پیدا کر دیں۔ مثلاً ... غرض اس مفہوم کی تائید ہے ... فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ میں بجائے خود ...

مشتمل ہی صفت علمی کو بیان کرتا ہے۔ لفظ یمین سے قرآنی حفاظت کا مفہوم ظاہر کرنا مقصود ہے جیسے ارشاد ہے۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا۔ ف۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○

۱۱- فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ○

۱۲- اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ○

۱۳- وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ○

۱۴- اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○

۱۵- اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ○

۱۶- فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ○

۱۷- وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○

۱۸- قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا

یا آگ کے پاس رستے کا پتہ پاؤں ○

۱۱- پھر جب اس کے پاس آیا تو پکارا گیا کہ اے موسیٰ ○

۱۲- میں تیرا رب ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اتار کہ تو مقدس وادی طویٰ (ملک شام) میں ہے ○ ف۱

۱۳- اور میں نے تجھے پسند کیا سو جو تجھے وحی کی جاتی ہے اُسے سُن ○ ف۲

۱۴- میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی بندگی کر اور میری یاد کے لیے ہی نماز پڑھا کر ○

۱۵- بے شک قیامت آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کو چھپاؤں، تاکہ ہر کوئی اپنی کوشش کا بدلہ پائے ○

۱۶- سو تجھے قیامت کے فکر سے وہ شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا، اور اپنی خواہش نفس کا تابع ہے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا ○

۱۷- اور اے موسیٰ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ ○

۱۸- بولا یہ میری لاٹھی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں

ہوئے تو بیوی ساتھ تھی راستہ کی تاریکی اور سردی میں آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بجز جنگل اور سنسان راستہ میں آگ کہاں! بے چینی تھی کہ دور سے شعلے اٹھتے معلوم ہوئے۔ اہل و عیال سے کہا تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں شاید آگ کے کچھ انگارے لے آؤں جن سے تم بدن گرم کر سکو۔

حضرت موسیٰ کو آگ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، قرآن حکیم نے اس کی تفصیل نہیں بتائی ہے۔ مفسرین کہتے ہیں اس وقت حضرت کی بیوی درد زہ سے بے تاب تھیں، رات تھی، سردی تھی، تنہائی تھی، جنگل میں جہاں دور دور تک کوئی شخص موجود نہ ہو۔ جہاں آگ تک میسر نہ ہو۔ یہ وقت کس قدر نازک ہو جاتا ہے۔ یہ وقت انتہائی گھبراہٹ اور اضطراب کا ہے۔ مگر آپ جب کوہ طور پر پہنچے، دیکھئے کہ موسیٰ علیہ السلام سب کچھ بھول جاتے ہیں اور جلوہ ہائے الوہیت کی لذتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وادی طویٰ میں تجلیات

ف۱ موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کے لیے آگے بڑھے۔ اور ایک وادی میں پہنچ گئے۔ جو تجلیات سے معمور تھی۔ مخاطب کیا گیا۔ کہ میں تمہارا رب ہوں جس نے تمہیں بلایا ہے۔ قریب آؤ۔ اور جوتا اتار دو۔ یہ مقام پاک اور متبرک ہے۔

موسیٰ جس چیز کو آگ سمجھے۔ وہ حضرت اللہ تعالیٰ کی تجلی تھی یعنی ایک صورت اختیار کی اور ایک عنوان ظہور۔ تصوف کی اصطلاح میں تجلی ایک جنس ہے۔ جس کے ماتحت الوہیت کی مختلف نوعیں آ جاتی ہیں۔

تجلیات کی بڑی بڑی قسمیں یہ ہیں۔

(۱) عام کائنات میں حسن و جمال، نظم و نسق، افادہ اور شہود۔

(۲) مخصوص مقامات الٰہی و ساوی میں تعین اور وضح ظہور۔

(۳) قلب بارز میں القاء۔

(۴) کلام وحی اور الہام۔

(۵) معجزات اور خوارق۔

یعنی اللہ تعالیٰ انسانی توجہات کو اپنی ذات پاک کی جانب متوجہ کرنے کیلئے جو بھی صورت اختیار کرے۔ وہ تجلی ہے۔

ف۲ یہاں سے تجلی بصورت الہام کا آغاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ میں نے تمہیں منتخب کر لیا ہے۔ جو کچھ ارشاد ہو اسے توجہ سے سنو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَ لِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ○

اور اپنی بکریوں پر اس سے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور مجھے اس میں اور بھی فائدے ہیں ○

۱۹- قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰى ○

۱۹- فرمایا، اے موسیٰ! اسے پھینک دے ○

۲۰- فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ○

۲۰- اس نے پھینک دیا، تو فوراً دوڑتا سانپ بن گیا ○

۲۱- قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○

۲۱- فرمایا، اسے پکڑ لے اور خوف نہ کر، ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر پھیر دیں گے ○ ف

۲۲- وَ اضْمُمْ یَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰى

۲۲- اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے لگا، وہ بغیر برائی سفید نکلے گا، یہ دوسرا معجزہ ہے ○

۲۳- لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰى ○

۲۳- تاکہ ہم اپنے بڑے معجزوں میں سے تجھے کچھ دکھلائیں ○

۲۴- اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○

۲۴- تو فرعون کی طرف چلا جا، کہ وہ سرکش ہو گیا ہے ○

۲۵- قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ○

۲۵- بولا، اے رب میرا سینہ کشادہ کر ○

۲۶- وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ○

۲۶- اور میرا کام آسان کر ○

۲۷- وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ○

۲۷- اور میری زبان کی گرہ کھول دے ○

تیرا اول میرے کلام کا سبب ہے۔ سنو، اور توجہ سے سنو۔

اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہے۔ نبوت کا خلعت یونہی نہیں پہنا دیا جاتا۔ بلکہ اس کے لئے انتخاب اور اصطفا کی ضرورت ہے۔ ابتدا ہی سے انبیاء میں ایک قسم کا جوہر قابلیت ہوتا ہے۔ جو وقت مقررہ کے آ جانے پر اظہار پذیر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت جب کہ ذہن و دل کی قوتیں پختہ ہو جاتی ہیں، مقام نبوت پر انبیاء کو فائز کرتے ہیں۔ اور رشد و ہدایت کے لئے دنیا میں بھیج دیتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام عمر کی اس منزل میں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں نبوت کا بار گراں اٹھانا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور سنو تمہیں نبوت دی گئی۔ پیغام یہ ہے کہ صرف میری عبادت کرو۔ میری یاد میں نماز پڑھو۔ قیامت کو مت بھولو۔ مکافات عمل کا اصول پیش نظر رکھو۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کا برابر بدلہ ملے گا۔ اور خواہش نفس کی پیروی سے احتراز کرو۔

ف اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ مقصد تھا کہ ان کو معجزات و خوارق سے آشنا کیا جائے۔ اور ان کو بتایا جائے کہ تیرے عصا میں باطل کو نگل جانے کی پوری قوت موجود ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جو اس تخاطب و عنایت الٰہی سے لطف اندوز ہو چکے تھے سلسلہ کلام آگے بڑھایا۔ عصا کے فوائد بیان کئے۔ اور کہا اس میں اور بھی مصلحتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ اس کو ذرا زمین پر پھینک تو دو۔

موسیٰ نے دیکھا کہ وہ خشک لکڑی کا لٹھ زندہ اور خوفناک سانپ کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس پر موسیٰ ڈر گئے۔ ارشاد ہوا گھبراؤ نہیں۔ یہ پھر لٹھ بن جاتا ہے۔

ایک اور معجزہ عنایت ہوا۔ ہاتھ جو بغل میں دبایا۔ اور پھر نکالا۔ تو بالکل براق اور چمکتا ہوا۔

فرمایا۔ جاؤ۔ نبوت کی قوتوں سے مسلح ہو کر فرعون کا مقابلہ کرو جس نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ اور ان سے ذلت و تذلیل کا سلوک کرتا ہے۔

لٹھ کا سانپ بن جانا۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ جس طرح بے جان اور بے حس لکڑی ہماری قدرت سے سانپ بن سکتی ہے اسی طرح بنی اسرائیل جو شاخ کہن کی طرح اب بالکل مردہ اور بے کار ہو چکے ہیں ہماری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸ - يَفْقَهُوا قَوْلِي ○	۲۸ - کہ وہ میری بات سمجھیں ○
۲۹ - وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ○	۲۹ - اور میرے اہل میں سے میرے لئے ایک وزیر بنا ○
۳۰ - هَارُونَ أَخِي ○	۳۰ - میرا بھائی ہارون ○
۳۱ - اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ○	۳۱ - اُس سے میری کمر مضبوط کر ○
۳۲ - وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ○	۳۲ - اور اسے میرے کام میں شریک کر ○
۳۳ - كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ○	۳۳ - تاکہ ہم تیری تسبیح کریں ○
۳۴ - وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ○	۳۴ - اور تجھے کثرت سے یاد کریں ○
۳۵ - إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ○	۳۵ - تُو ہمارا حال دیکھتا ہے ○ ف۱
۳۶ - قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ○	۳۶ - فرمایا، اے موسیٰ! تیرا سوال تجھے ملا ○
۳۷ - وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ○	۳۷ - اور ہم نے ایک اور دفعہ بھی تجھ پر احسان کیا تھا ○
۳۸ - إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ○	۳۸ - جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ وحی کی جو بتلانے کے لائق تھی ○
۳۹ - أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ	۳۹ - یہ کہ لڑکے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دے، پھر دریا اُس کو کنارہ پر ڈال دے گا،

موسیٰ کی دُعا

ف۱ جب نبوت مل چکی۔ اور کام کی نوعیت بھی بتادی گئی۔ کہ فرعون سے مقابلہ ہے۔ اس کی سرکشی اور طغیان کے خلاف جہاد ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس خاص باب میں توفیق اعانت چاہی۔ فرمایا میرے سینہ کو انشراح وضاحت کے انوار سے بھر دو۔ میرے کام میں آسانیاں بہم پہنچا۔ زبان میں طلاوت و بلاغت پیدا کر۔ کہ وہ جبابرہ وقت کی گھر گوشوں تک پہنچ سکے۔ اور میرے بھائی ہارون کو بھی میرا شریک کار بنادے۔ تاکہ ہم دونوں مل کر تیری تسبیح خوانی کریں۔ تیرا پیغام بنی اسرائیل کے ہر فرد تک پہنچائیں۔ اے اللہ تُو ہمارے حالات سے آگاہ ہے۔ ہماری ضروریات کو جانتا ہے۔ اس لئے اس خدمت جلیلہ کے لئے میری امداد فرما۔ اللہ نے فرمایا۔ منظور ہے۔ موسیٰ! تیری سب باتیں سُن لی گئیں۔ تمہیں یہ سب نعمتیں دے دی گئیں۔ تم جاؤ۔ اور بے باکانہ فرعون کے ظالم کا مقابلہ کرو۔

موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام کے لئے اللہ کی توفیق اور اس کی اعانت ضروری ہے۔ انبیاء اور اللہ کے پاکباز بندے بھی اس کی کرم فرمائیوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اس دُعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُعا میں اگر خلوص ہو۔ دُعا مانگنے والا اگر نیک کام کے لئے پوری توجہ کے ساتھ دعا مانگے۔ اور صرف اللہ کو اپنا کارساز سمجھے۔ تو وہ اس دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اور اطمینان کے لئے دل میں ڈال دیتا ہے کہ دُعا قبول ہوگی۔

دُعا بجائے خود ایک عبادت ہے۔ ایک لذت ہے۔ عجز سے بھیک مانگنا ہے۔ اور کامیابی و کامرانی کا یقین ہے۔ اور وہ لوگ جو اس لذت سے شناسا ہیں۔ وہ قبول اور عدم قبول سے بھی بے پروا ہو جاتے ہیں۔ ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اپنے نیازمندانہ تعلقات قائم رکھیں۔ اور بہرحال اپنی احتیاج اور اس کے غناء کو محسوس کرتے رہیں۔ جیسے بھیک مانگنے والے ہیں۔ ان کا نصب العین بھی مانگنا ہے اور اس کیفیت سے سرور حاصل کرنا ہے۔ کہ اس محبوب حقیقی سے ایک نسبت خاص قائم ہے اور بس۔

حل لغات:۔ قوی ازری = مضبوط سہارا، مددگار اور شریک کار۔

سُؤْلَكَ = سوال، مطالب۔ اَنِ اقْذِفِیْهِ = قذف سے ہے۔ پھینکنے، ڈال دینا، پھینک دینا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ○

موسیٰ کو) اور میرا دشمن اسے اٹھا لے گا، اور میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈالی، اور تاکہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے ○ ف۱

۴۰- اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓي اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ○

۴۰- جب تیری بہن جا رہی تھی، اور کہتی تھی میں تجھے ایک شخص بتاؤں جو اس لڑکے کو پالے پھر ہم تجھے تیری ماں کی طرف لے آئے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور تو نے ایک شخص کو قتل کیا اور ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا سا جانچنا، پھر تو اہل مدین میں کئی برس رہا، پھر تو اے موسیٰ اس گھڑی میں تقدیر کے موافق آ پہنچا ○

۴۱- وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ○

۴۱- اور میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ○

۴۲- اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ○

۴۲- تو اور تیرا بھائی معجزے لے کر جاؤ، اور میری یاد میں تم دونوں سستی نہ کرو ○

ف۱

ام موسیٰ کی جانب وحی کے معنے یہ ہیں، کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ کہ موسیٰ کو دریا میں صندوق میں رکھ کر بہا دو۔ وہ امن وسلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچ جائے گا۔ اور دشمنوں کے ہاں تربیت حاصل کرے گا۔ ام موسیٰ کا ایمان ملاحظہ ہو کہ لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے دریا میں پھینک رہی ہیں کتنا زبردست عقیدہ ہے۔ کس قدر مطمئن ہیں کہ نتائج سے بے پروا ہو کر اپنے بیٹے کو موجوں کے سپرد کر رہی ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کی اعانت دیکھئے۔ کہ اس نے ام موسیٰ کے تقویت ایمان کے فرو میں حضرت موسیٰ کو شاہی محلات میں پہنچا دیا۔ اور تربیت کے لئے یہ سامان کیا۔ کہ ماں ہی کو دودھ پلانے کی خدمت سونپی گئی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ اسی طرح حیرت انگیز طور پر ان کی مدد فرماتا ہے۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى سے غرض یہ ہے کہ ابتدائی تمام منزلیں طے کر چکنے کے بعد اب تم اس انداز خاص تک پہنچ گئے ہو۔ جہاں ضرور ہے کہ تمہیں اپنی خدمات کے لئے مختص کر لیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۳- اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○

۴۳- تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے

۴۴- فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○

۴۴- سو اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ سوچے یا ڈرے ○ ف۱

۴۵- قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ○

۴۵- دونوں بولے کہ اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر تعدی کرے یا جوش میں آ جائے ○

۴۶- قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ○

۴۶- فرمایا۔ ڈرو نہیں، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ○

۴۷- فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○

۴۷- سو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں سو تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انہیں دکھ نہ دے۔ ہم تیرے رب کی طرف سے نشانی لیکر تیرے پاس آئے ہیں اور سلامتی اس کی جو ہدایت کا پیرو ہے ○

۴۸- اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○

۴۸- ہم کو وحی آئی ہے کہ جو کوئی جھٹلائے اور منہ موڑے اسی کو عذاب ہوگا ○

شیریں گفتار ہونا مبلغ کیلئے ضروری ہے

ف۱ فرعون کے پاس بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں جتنی ہیں یہ ہے کہ وہ کچھ بھی ہوں کہ آپ اللہ کے ذکر میں لگے رہنا ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھنا میری یاد سے غافل نہ ہو جانا۔ اور ہر وقت معبود حقیقت اور بندہ مومن کے تعلقات کو قائم رکھنا۔ ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے قلوب میں پاکیزگی موجود رہتی ہے اور انسان دنیا کی تمام لذتوں کو آخرت کے مقابلہ میں حقیر سمجھتا ہے۔ ذکر و شغل کی برکات سے قلوب میں عزیمت و توانائی پیدا ہوتی ہے اور ولولے ابھرتے اور روشن ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ اکسیر ہے جس کے باعث چہروں پر نور اور قلب میں سرور و حزن ہوتا ہے۔ اور یہی وہ کیمیا ہے جس سے بہرہ ور ہونے والا انسان حقیقتاً نہایت خوش قسمت انسان ہے۔

موسیٰ اور ہارون چونکہ ایک جابر و قاہر اور ادنیٰ قوت سے نبرد آزما ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان میں ایسی تمام اسباب سے زورآزمائی ہو۔ اور فرعون کے عسکر کے مقابلہ میں ان کے پاس بھی اللہ کی زبردست اعانت موجود ہو۔

علماء اور رہنمایان دین کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے کہ وہ بھی اللہ کے اس ارشاد کو ذہن میں رکھیں اور تمام اصلاح پر عمل فرمائیں جو ہم نے پہلے ... ایک اور خدا پرست انسان بننے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب کبھی خود کسی جابر کے پاس جاؤ جس کا نام فرعون ہے تو نہایت نرمی اور ملاطفت سے پیش آنا۔ ملاطفت اور شیرینی سے باتیں کرنا۔ ممکن ہے اس کے دل میں اثر پیدا ہو سکے اور اس کی نیکی پر خشیت الٰہی غالب ہو جائے۔ یہاں ذرا ملاحظہ کیجئے۔ فرعون کے مقابلہ میں جو جابر ہے۔ ظالم ہے۔ اور جو انتہائی سرکش ہے۔ اپنے مبلغ کو نرمی اور ملاطفت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ سوچئے اور بتائیے کہ ہمارے علماء اور قدیسیان طریقت کا رویہ عام مسلمانوں کے مقابلہ میں کیا ایسا ہی ہے وہ مسلمان جو کلمہ گو ہیں۔ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور فروعی اختلافات کی بنا پر کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں ... علماء اور مرشدین کس نخوت اور درشتی سے پیش آتے ہیں!

ف۲ فرمایا فرعون سے جا کر بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کرو ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۹۔ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝	۴۹۔ وہ بولا۔ اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟
۵۰۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝	۵۰۔ کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی مناسب صورت عطا فرمائی، پھر اسے ہدایت فرمائی ۝
۵۱۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝	۵۱۔ بولا۔ پہلی امتوں کا کیا حال ہے؟ ۝
۵۲۔ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝	۵۲۔ کہا۔ ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے ۝
۵۳۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝	۵۳۔ وہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے سڑکیں چلائیں، اور آسمان سے پانی اتارا، سو اس سے ہم نے مختلف اقسام کی سبزی بوٹی نکالی ۝
۵۴۔ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝	۵۴۔ کھاؤ اور اپنے چارپائے چراؤ، بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝
۵۵۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ	۵۵۔ زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے

ع

مطالبہ کرو۔ اس سے کہو، ہم اللہ کے رسول ہیں۔ تو اس بات پر مامور ہیں کہ بنی اسرائیل کی غلامی اور قیمت کو آزادی اور حریت سے بدل دیں۔ تو تمہیں زیبا نہیں، کہ مزید تعجیبات اور عذاب میں ہماری قوم کو مبتلا کرو ہم تمہارے پاس معجزات اور خوارق لے کر آئے ہیں۔ بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ ہدایت و رشد کو قبول کر لو اور ان مطالبے سے باز آجاؤ۔

ف۔ حکومتوں کی ہمیشہ یہ ذہنیت رہی ہے کہ محکوموں کو غیر متعلق مسائل میں الجھا دیا جائے۔ اور اصل مطالبے سے ان کی نگاہیں پھیر دی جائیں چنانچہ موسیٰ اور ہارون نے جب فرعون سے کہا، کہ ہم تمہارے پروردگار کی جانب سے رسول مقرر ہو کر آئے ہیں۔ اور ہمارا مطالبہ یہ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو۔ تو اس نے بجائے اس کے کہ اصل مطالبے کے متعلق کچھ جواب دے۔ یہ کہا۔ کہ تمہارا پروردگار کون ہے؟ میں تو ابھی تک یہی نہیں جان سکا۔ موسیٰ نے نہایت حکیمانہ جواب دیا کہ رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور پھر ہر چیز کے فرائض عمل واجبات سے مرتب کئے۔ اور تم جو کہ باوجود فرعونی الوہیت کے بنی اسرائیل پر مظالم ڈھا رہے ہو۔ اس کے بعد اس نے سوالات کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ کہنے لگا۔ تو تمہارے خیال میں پہلے سب لوگ گمراہ تھے؟ آخر جب تم نہیں آئے تھے۔ اس وقت لوگوں کے پاس اللہ کا کونسا پیغام تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا جواب دیکھئے کتنا جچا تلا ہے کہ اس کے بعد کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں رہی۔ فرمایا۔ گذشتہ قوموں کے حالات اللہ کو معلوم ہیں۔ اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ و مستتر نہیں۔ غرض یہ تھی کہ فرعون غیر متعلق بحثوں میں الجھانے لگے۔ ایسے جامع اور مستقل جواب دیئے کہ اس کو اصل مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

حلِّ لغات

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى۔ پہلی قومیں، گذشتہ زمانے کے لوگ

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے، نہ بھولتا ہے۔

لِّاُولِي النُّهٰى۔ نہیۃ کی جمع۔ معنے عقل والوں کے لئے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝
٥٦- وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ
وَأَبَىٰ ۝
٥٧- قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا
بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝
٥٨- فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ
نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝
٥٩- قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ
يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝
٦٠- فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝
٦١- قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ

اور اسی میں سے دوسری بار تمہیں نکالیں گے ۝
٥٦- اور ہم نے فرعون کو اپنے کل معجزے دکھائے سو
اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۝
٥٧- بولا اے موسیٰ کیا تو اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو سے
ہمیں ہماری زمین سے نکالدے ! ۝
٥٨- سو ہم بھی تیرے پاس ایک ایسا ہی جادو لائیں گے تو تو
ہمارے اور اپنے درمیان ایک صاف میدان میں ایک جگہ
وعدہ گاہ مقرر کر کہ اس کے خلاف نہ کریں نہ ہم اور نہ تو ۝
٥٩- کہا تمہارا وعدہ گاہ جشن کا دن ہے اور یہ کہ لوگ
پہر دن چڑھے جمع ہوں ۝ ف
٦٠- پھر فرعون واپس لوٹا، پھر اپنا فریب جمع کیا، پھر حاضر ہوا ۝
٦١- موسیٰ نے ان کو کہا کمبختی تمہاری خدا پر جھوٹ نہ
باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں عذاب سے تباہ کر دے

جادوگروں سے مقابلہ

ف حضرت موسیٰ کی معقول اور مسکت بحث سے مجبور ہو کر فرعون نے اصل سوال کی جانب توجہ منعطف کی۔ مگر عجیب تمکنت اور چالاکی سے کہنے لگا۔ اچھا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے شہروں سے نکال باہر کرو۔ ہم اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ ایک دن مقرر کرو۔ ہم بھی اپنے جادوگر بلاتے ہیں۔ تا کہ ان مقابلہ ہو جائے گا۔ اور معلوم ہو گا۔ کہ کون زیادہ کامیاب اور فتحیاب ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس خیال سے کہ اسے معلوم ہو کہ جادو کی حقیقت کیا ہے۔ اور معجزہ و سحر میں کیا فرق ہے۔ اس اعلان مبارزت کو قبول فرما لیا۔ اور کہا یوم الزینہ کو تم آ جانا۔ میلہ کی وجہ سے لوگوں کا اژدحام بھی ہو گا۔ اور سویرے صبح میں اس حقیقت کے اظہار کا موقع ہے گا۔ کہ تائیدات غیبی کس کے ساتھ ہیں۔

یوم الزینہ سے مراد وہ دن ہے جس دن قبطی، اور اسرائیلی۔ بصورت قبطی بچ بچ کر جشن مناتے تھے قرآن میں اس دن کی تعیین موجود نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کا خیال ہے۔ کہ عاشورا کا دن تھا۔

فرعون کی ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ آزادی و استقلال کے مطالبہ کو کس غلط رنگ میں دیکھتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بنی اسرائیل غلام ہیں۔ مظلوم ہیں۔ چار سو سال سے نہائت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ کہ وہ ان کی غلامی کی زنجیریں کاٹ دیں۔ فرعون یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کوششیں ہمیں ہمارے ملک سے محروم کرنے کے لئے ہیں۔ اور آزادی و استقلال بجائے خود کوئی چیز نہیں۔

حل لغات :- موعدا۔ ظرف زمان ومکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ کیدہ۔ مکر و فریب، مکر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝
٦٢- فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝
٦٣- قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝
٦٤- فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝
٦٥- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝
٦٦- قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝

اور جس نے جھوٹ باندھا، وہ نامراد ہوا ۝
٦٢- پھر وہ اپنے معاملے میں باہم جھگڑے اور پوشیدہ مشورہ کیا ۝ ف١
٦٣- بولے بیشک دونوں جادوگر ہیں ان کا ارادہ ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارا دین جو افضل ہے موقوف کر دیں ۝
٦٤- سو تم اپنا فریب جمع کرو، پھر صف باندھ کر آؤ اور آج جو غالب آیا، وہی جیتا ۝
٦٥- بولے۔ اے موسیٰ! یا تو ڈال، یا ہم پہلے ڈالیں ۝
٦٦- کہا نہیں تم ڈالو۔ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں دوڑتی ظاہر ہوئیں ۝

ف١

جب فرعون اپنے جادوگروں اور لشکر کے ساتھ پوری طرح تیار ہو کر مقابلہ میں آگیا۔ تو حضرت موسیٰ نے باعتقاد طور پر فرمایا کہ مجھ کو حقیقت و صداقت کے پیغام کو محض جادو سے تعبیر کر کے کیوں اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔ کیا تمہارے دلوں میں خوف موجود نہیں۔ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ یاد رکھو۔ اگر تمہارے تمرد کا یہی عالم رہا۔ تو تم تباہ و برباد کر دیے جاؤ گے۔ ان لوگوں نے یہ باتیں سنیں۔ اور آپس میں اختلاف رائے کا اظہار کرنے لگے۔ اور بالآخر اسی بات پر جمع ہو گئے جس کو فرعون نے ان میں پھیلایا تھا۔ کہ موسیٰ و ہارون دو جادوگر ہیں۔ جو چاہتے ہیں۔ کہ قبطیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔ اور ان کی دولت سے ان کو لپیٹ دیں۔ آخر اس پر اتفاق ہوا۔ کہ سب لوگ پوری تیاری کر کے صف آراء ہوں۔ تمام تدبیریں جو کار فرعون کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اور پوری قوت کے ساتھ باطل کا مظاہرہ کیا جائے۔

معلوم ہوتا ہے فرعون کے زمانہ میں سحر و جادو کا بہت چرچا تھا۔ مذہبی راہنما عموماً شعبدہ باز اور کرشمہ ساز ہوتے تھے۔ جو سادہ لوح قبطیوں اور اسرائیلیوں کو گمراہ کرتے۔ ابتداءً جب انہوں نے حضرت موسیٰ و ہارون کو بھی مسند رشد و ہدایت پر فائز دیکھا تو انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر یا جادوگر ہیں۔ کیونکہ ان کے زمانے میں اس قسم کے لوگ دینی اصطلاح میں ساحر و جادوگر کہے جاتے تھے۔

حل لغات

اِنْ هٰذٰنِ۔ میں اصحاب نحو و ادب نے بہت سی نحوی توجیہیں کی ہیں۔ مگر سب طرح کے جوابات اس الجھن کو دور نہیں کر سکتے کہ آخر قرآن میں اس غیر مانوس انداز کو کیوں اختیار کیا گیا۔ تفصیلات کا یہ مقام نہیں۔ یوں سمجھئے کہ ہر آیت کی ایک موسیقی ہوتی ہے اور اس آہنگ کی ذوقی مناسبت کا تقاضا یہ تھا کہ ھذٰن یہاں ... تمام آیت کی موسیقی قائم رہے اور یہ کمال بلاغت ہے۔
حِبَالُهُمْ۔ رسّے حبل کی جمع۔ عِصِيُّهُمْ۔ عصا کی جمع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷ - فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ○
۶۸ - قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ○
۶۹ - وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا
إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا
يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ○
۷۰ - فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا
بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ○
۷۱ - قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ
إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ
فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ
خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ
النَّخْلِ ۚ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا
وَأَبْقَىٰ ○

۶۷ - سو موسیٰ اپنے دل میں ڈر پانے لگا ○
۶۸ - ہم نے کہا مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا ○
۶۹ - اور جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ ڈال دے کہ ان کی بنت کو نگل جائے جو انہوں نے بنایا ہے۔ تو جادوگر کا فریب ہے اور جہاں جادوگر آئے وہ نامراد رہتا ہے ○
۷۰ - پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے بولے ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے ○ ف۲
۷۱ - بولا تم میرے حکم سے پہلے اس پر ایمان لائے یہی (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھلایا ہے سو اب میں تمہارے مقابل کے ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اور تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی چڑھاؤں گا اور تم جان لوگے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہتا ہے ○

معجزہ اور جادو کا مقابلہ

ف میدان مقابلہ میں مختلف قومیں جمع ہو گئیں۔ اور انتظار کیا جانے لگا کہ دیکھیں کون غالب رہتا ہے۔ جادوگروں نے ابتداء کی اور حضرت موسیٰ سے کہا۔ یا تو آپ کچھ ڈالئے۔ یا ہم ابتداء کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ پہلے جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اس کا مظاہرہ ہو جائے۔ اس کے بعد میں بھی اپنی طرف سے کچھ پیش کروں گا۔ دونوں حریف اپنی اپنی جگہ پر مطمئن تھے۔ اس لئے اس تقدم و تأخر کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ اور مقابلہ کا آغاز ہو گیا۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسے پھینکے۔ تو وہ ایسے دکھائی دینے لگے۔ کہ سانپ لہرا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ یہ افسوں گری دیکھ کر ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں تم غالب رہو گے۔ اپنا عصا جو تم نے داہنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ زمین پر پھینک دو۔ تمہارا یہ عصا اتنا بڑا اژدہا بن جائے گا کہ ان سانپوں کو جو جادو کی وجہ سے نظروں میں آ گئے ہیں نگل جائے گا۔ ... جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

سحر اصل میں دھوکا، فریب اور تخییلی قلب کا نام ہے۔ جادوگر کچھ تو خواص اشیاء کو جانتے تھے۔ جس سے عام لوگ آگاہ نہیں ہوتے اور کچھ تخییلی قوت کو بعض ریاضتوں سے بڑھا لیتے۔ جس کے باعث وہ جو کچھ چاہتے۔ عوام کی نظروں میں کر دکھاتے۔ یعنی ہوتا کچھ نہ تھا۔ محض ہاتھ کی چالاکی اور فن فریب سے وہ جھٹلا کر اپنی بزرگی اور عظمت کا یقین دلاتے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بظاہر رسے سانپ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ تو بشریت کی وجہ سے قدرے گھبرائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً اس غلط فہمی کو دور کر دیا۔ ارشاد ہوا کہ اس میں حقیقت موجود نہیں۔ یہ محض نظر بندی ہے۔ جادو اور دھوکا ہے۔ ان شاء اللہ تم غالب رہو گے۔

اور اس کے بعد جلد باطل کے واضح کر دیا۔ کہ اس طرح کے شعبدہ باز حق کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے۔ حق کے لئے کامیابی مقدرات میں سے ہے۔

اس قصے سے بطور استدلال کے معلوم ہوتا ہے (باقی بر صفحہ ...)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲ - قَالُوا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ
الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِىْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ
اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ؕ
۷۳ - اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا
وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○
۷۴ - اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ
لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا
يَحْيٰى ○
۷۵ - وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○
۷۶ - جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا

۷۲ - وہ بولے جو کھلی دلیلیں ہمارے پاس آگئی ہیں ان پر
اور اس پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم تجھ کو ترجیح
نہیں دے سکتے، پس جو حکم تو دینا چاہے وہ حکم دے، تو صرف
اسی دنیا کی زندگی میں حکم دے سکتا ہے ○
۷۳ - ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہمارے گناہ بخش دے
اور یہ گناہ بھی کہ تو نے ہم سے جبرًا جادو کرایا، اور اللہ
بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے ○
۷۴ - بے شک جو اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آیا اس کے
لئے جہنم ہے، نہ اس میں مرے گا اور نہ
جیے گا ○ ف۱
۷۵ - اور جو اس کے پاس باایمان ہو کر نیکیاں کر کے آیا،
تو ایسوں کے لئے بلند مرتبے ہیں ○ ف۲
۷۶ - ہمیشہ رہنے کے باغ، جن کے نیچے نہریں

کہ وہ شخص جو عالم دین ہے صحیح ہدایت کو لوگوں میں پھیلانا چاہتا ہے
اس کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام علوم میں ماہر ہو، جو اس کے مخالف
معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں تاکہ کسی علمی بات میں ان لوگوں سے مرعوب نہ ہو
کہ اس زمانہ میں جو الحاد پھیل رہا ہے اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے
کہ ہمارے علماء میں جو، اور شخص پیدا ہو گیا ہے وہ سائنس و فرنگ کے
طلسمات سے آگاہ نہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دشمن کی طرف سے
کس کس جگہ سے حملہ ہوتا ہے۔ غور فرمایئے موسیٰ کو بنی اسرائیل میں
اسی قسم کے اعلیٰ ترین معجزات دیئے گئے جس قسم کے شعبدات ان
میں رائج تھے، یہی وجہ ہے ان لوگوں کو معلوم ہوا، کہ جو شخص ہمیں ایمان و
اسلام کی دعوت دے رہا ہے، معارف و معلومات میں ہم سے کہیں آگے ہے

ف۲

جادوگروں نے اپنی ذہنی کاوشوں کے مقابلہ میں جب حقیقت کی جلوہ
گری دیکھی، تو چونکہ صاحب بصیرت تھے، خدائے قادر کے سامنے جھک
گئے اور بے اختیار پکار اٹھے، کہ ہم حضرت موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لاتے ہیں،
اس کی قدرتیں بے پناہ اور عظیم ہیں۔ فرعون نے جب یہ منظر آنکھوں سے
دیکھا، تو بے حد برہم ہوا۔ اور حاکمانہ انداز میں دھمکیاں دینے لگا، جادوگروں کے
دل میں چونکہ ایمان کی قوت داخل ہو چکی تھی، اس لئے وہ بے خوف
ہو گئے اور جرأت کے ساتھ فرعون سے کہہ دیا، کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو
کر گزرو۔ ہم اس دھمکی سے خائف نہیں ہیں، تیرا تعلق محض اس دنیا سے
ہے۔ ہمارے دل نور حق کی روشنی سے منور ہو چکے ہیں۔ وہاں غیر
اللہ کے خوف و ہراس کے لئے کوئی جگہ نہیں ○

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ نہ اس میں مرے گا، نہ جیئے گا
سے غرض یہ ہے، کہ جہنم کی زندگی ناگوار، تلخ اور ناگوار ہوگی۔ وہ زندگی
ہوگی کہ موت کی وجہ سے ختم بھی نہ ہو سکے۔ اور نہ اختیار میں ہوگا کہ زندگی
کے لوازم سے استفادہ کیا جائے ○
ف۲ حصول جنت کے لئے جس طرح ایمان شرط ہے اسی طرح عمل صالح
ضروری ہے۔ محض اعتقاد جمل کے لئے مفید نہیں ہوگا۔
اسلام تو ایمان و عمل دونوں کا نام ہے ○

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا
مَنْ تَزَكّٰى ۝
٧٧- وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ
بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي
الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا
تَخْشٰى ۝
٧٨- فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ
مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝
٧٩- وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝
٨٠- يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ
عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ
الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝

بہتی ہیں، وہاں ہمیشہ رہیں گے، یہ اس کا بدلہ ہے
جو پاک ہوا ۝
٧٧- اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی، کہ میرے بندوں کو
رات میں لے نکل، پھر ان کے لئے دریا میں خشک
رستہ بنا دے، اور تو ان کے آ پکڑنے کا خوف
خطرہ نہ کر ۝ ف۱
٧٨- پھر فرعون اپنی فوج لے کر ان کے پیچھے ہو لیا، تو گھیر لیا
اُن کو پانی نے جیسا گھیر لیا ۝
٧٩- اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ بتائی ۝
٨٠- اے بنی اسرائیل! تمہارے دشمن سے ہم نے
تمہیں نجات دی، اور کوہِ طور سے داہنی طرف
تم سے وعدہ کیا۔ اور تم پر من و سلویٰ نازل
کیا ۝

تائیدِ غیبی کے سامان!

ف۱ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بہر چند کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ مگر اس نے نہ مانا۔ اور چونکہ مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے غیب سے تائید کا سامان پیدا کر دیا۔ فرمایا۔ تم بنی اسرائیل کو رات کی تاریکی میں ارضِ مصر سے نکال لے جاؤ۔ اور پھر دریا میں عصا مارو تو خشک ہو جائے گا۔ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے اس میں رستہ بن جائے گا۔ جس کی وجہ سے تم دریا کو عبور کر سکو گے۔

فرعون کو جب معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ قوم کو ساتھ لے کر ارضِ مصر سے نکل بھاگنے کی کوشش میں ہیں۔ تو اس نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ تعاقب کیا۔ دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ترنگ امواج دریا نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو طعمہ بنا لیا۔ اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس سے یہ ہے کہ جب کوئی قوم اللہ پر توکل کر کے ہمت باندھ لیتی ہے۔ تو باوجود بے سروسامانی کے اللہ اس کی اعانت فرماتا ہے اور غیب سے اس کے لئے طرح طرح کے سامان پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

دیکھ لیجئے۔ وہ دریا جس نے موسیٰ اور اس کی قوم کو راستہ دیدیا۔ وہ فرعون کے لئے مرگ و ہلاکت کا سامان بن گیا۔ اس وجہ سے ظاہر ہے کہ خدائی مدد موسیٰ علیہ السلام کے شاملِ حال تھی۔ دریا کا پانی رک جانا اور اس میں راستہ بن جانا۔ یہ بصورت معجزہ ہے۔ عام حالات میں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جس نے دریا اور سمندر پیدا کئے ہیں اگر چاہے تو چشم زدن میں تمام سمندروں کو خشکی سے بدل دے اور ریت کو پانی کر دے۔ اس کی قدرت و استطاعت کے سامنے سب کچھ ممکن اور سہل ہے۔

ان کلمات میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ دیکھو ہم نے کس طرح تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دلائی۔ اور کیونکر تمہاری تربیت کے لئے موسیٰ کو طور پر آنے کی دعوت دی۔ پھر کن کن عنایات کے ماتحت تمہیں معیشت کے دھندوں سے آزاد رکھا۔

تم پر من و سلویٰ نازل کیا۔ تاکہ آزادی سے تم دین سیکھ سکو اور اللہ تعالیٰ کی ایک شاندار قوم بن سکو۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے رزاقی بوجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۱- كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ○	۸۱- اچھی چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں اور اس میں سرکشی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا، وہی ہلاک ہو گیا ○
۸۲- وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ○	۸۲- اور بیشک جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت پائے، میں اس کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں ○
۸۳- وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ○	۸۳- اور اے موسیٰ تُو نے اپنی قوم سے ایسی جلدی کیوں کی ○
۸۴- قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ○	۸۴- بولا وہ یہ میرے پیچھے ہی ہیں اور اے میرے رب میں نے تیری طرف آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تُو راضی ہو جائے ○
۸۵- قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ○	۸۵- فرمایا ہم نے تو تیرے پیچھے تیری قوم کو آزمایا، اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ○ ف
۸۶- فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ	۸۶- پھر موسیٰ غصہ میں بھرا ہوا غمگین اپنی قوم کی طرف لوٹا۔ کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا، کیا تم پر مدت بڑھ گئی

جس قدر عنایات کی بارش کی۔ یہ لوگ اتنے ہی غافل رہے۔ اور برابر سرکشی بڑھتی گئی۔

ان نعمتوں کے اظہار کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ حضور کے وقت کے یہودی اور عیسائی ان باتوں کو سمجھیں۔ اور ان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جو بھیجا ہے۔ تو ان کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور یہ بھی ان پر اللہ کا ایک مزید انعام ہے۔

سامری کا بچھڑا

ف۱ موسیٰ علیہ السلام جب طور پر پہنچے تو ان کے پیچھے بدبخت لوگوں کو موقع ملا کہ قوم میں گمراہی کے جراثیم پھیلائیں۔ چنانچہ سامری نامی ایک شخص نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ جو زیورات اور چاندی سونے کے ظروف تمہارے پاس ہیں۔ وہ مجھے دے دو۔ انہوں نے اس کی بات مان لی۔ اس نے پھر اس طرح چاندی اور سونے کو پگھلا کر ایک قالب تیار کیا۔ جو بچھڑے کی شکل کا تھا۔ اور اس میں ہوا کے آنے جانے کی وجہ سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ بنی اسرائیل جو ذہنی لحاظ سے پست اور ضعاف تھے۔ اور غالباً مصر میں گائے کی پرستش کے عادی ہو چکے تھے۔ سامری کے بچھڑے میں آ گئے۔ سامری نے کہا۔ یہ تمہارا اور موسیٰ کا رب ہے۔ تمہیں اس کی پرستش کرنا چاہئے۔ وہ بیچارے جذبۂ گاؤ پرستی اور اس کی شیرینی کی وجہ سے کہ سونے چاندی کا مرکب بول رہا ہے۔ گمراہ ہو گئے۔ اور لگے بچھڑے کو حقیقی خدا سمجھنے لگے۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اطلاع دی۔ تو وہ غضب و غصہ سے بھرے ہوئے واپس لوٹے۔ اور قوم سے سختی کے ساتھ احتساب کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی۔ کہ بے جان قالب کی پوجا شروع کر دی۔ کیا اللہ کے وعدے کے ایفاء میں کچھ دیر ہو گئی تھی۔ یا تمہیں عذاب الٰہی کی خواہش تھی۔

انہوں نے کہا۔ اس فعل کی ساری ذمہ داری سامری پر عائد ہوتی ہے ہم نے اس کے کہنے کے مطابق کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان احمقوں کو یہ بھی نہیں شعور ہے کہ خدا ہونے کے لئے صرف عجیب و نادر ہونا کافی نہیں۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کی ضروریات کو جانے۔ ان کی پکار سنے۔ اور قبول فرمائے۔ ان کو منافع و برکات سے بہرہ مند کرے۔ اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کرے۔ یہ بچھڑا دوسروں کی باتوں کا جواب بھی نہیں دے سکتا (باقی بر صفحہ

حلِ لغات: فَتَنَّا۔ آزمائش میں ڈال دیا۔ یعنی آزمائش کا ایک موقع پیدا کر دیا۔ اس لئے گمراہی کا انتساب سامری کی جانب کیا ہے۔ وَ اَضَلَّهُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ
عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ
مَّوْعِدِيْ ○
۸۷- قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا
وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ
الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى
السَّامِرِيُّ ○
۸۸- فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ
مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ ○
۸۹- اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ
قَوْلًا ۵ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ○
۹۰- وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ

تھی، یا تم نے یہ چاہا، کہ تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو۔ کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا؟ ○

۸۷- بولے ہم نے اپنے اختیار سے تیرے وعدہ کا خلاف نہیں کیا، مگر ہم پر قوم فرعون کے زیورات کے بوجھ لادے گئے تھے، سو ہم نے وہ پھینک دیئے پھر اس طرح سامری نے (اس کو) ڈھالا ○

۸۸- پھر اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنا نکالا، ایک دھڑ تھا جو گائے کی آواز دیتا تھا، پھر بعض بولے یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا بھی معبود، سو موسیٰ بھول کر چلا گیا ○

۸۹- کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور ان کے نفع نقصان پر کچھ اختیار نہیں رکھتا؟ ○

۹۰- اور پہلے انہیں ہارون کہہ چکا تھا، کہ

(بقیہ حاشیہ)

نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ پھر کیونکر اس کو خدائی مسند پر فائز قرار دیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ خدا وہ ہے، جو ہماری تمام ضروریات سے آگاہ ہے۔ جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اور ہر آن ہمارا خیال رکھتا ہے۔ وہ ایسی ذات بابرکت ہے۔ جس کے نام سے دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور جو ہمارے لئے ہر طرح موجب اطمینان اور راحت وسکون قلب ہے۔ مگر مشرک ہیں کہ اُن کی نظر ان معنوی حقائق تک بھی نہیں پہنچتی۔ وہ ہر عجیب و نادر چیز کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے۔ کہ خدائی کا تخیل کس درجہ بلند و ارفع ہے۔

حلِ لغات

اَوْزَارًا- جمع وِزر۔ بمعنے بوجھ۔

بنی اسرائیل چاندی سونے کے زیورات بجائے خود اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اب چونکہ وہ ان تمام باتوں کو چھوڑ چکے تھے۔ اور جنگل میں آباد تھے اسی لئے ان زیورات کو غیر ضروری بوجھ قرار دیا۔ اور آسانی سے اضاعت پر راضی ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝

۹۱- قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝

۹۲- قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ

۹۳- اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝

۹۴- قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝

۹۵- قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝

۹۶- قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ

اے قوم اس بچھڑے کے سبب تم بہکا دیئے گئے ہو اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو تم میرے تابع رہو اور میری بات مانو ۝

۹۱- بولے کہ ہم برابر اسی بچھڑے کے معتکف رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آ نہ جائے ۝

۹۲- موسیٰ نے کہا اے ہارون جب تُو نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہوئے تو تجھ کو کس چیز نے روکا ۝

۹۳- کہ تُو نے میری پیروی نہ کی کیا تُو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ۝

۹۴- بولا۔ اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑ۔ میں ڈرا کہ تُو کہے گا، کہ تُو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈالی، اور میری بات یاد نہ رکھی ۝ ف

۹۵- موسیٰ بولا۔ اے سامری تیرا کیا حال ہے؟ ۝

۹۶- وُہ بولا میں نے وہ کچھ دیکھا جو ان اسرائیلیوں نے نہ دیکھا

حضرت موسیٰ کی غیرت دینی

ف موسیٰ علیہ السلام قوم کی اس بت پرستی کی حرکت سے سخت طیش میں تھے۔ فرط غضب میں انھوں نے حضرت ہارون سے بھی سختی کے ساتھ باز پرس کی۔ اور کہا کہ تم نے یہ سب کچھ کیوں اپنے سامنے ہونے دیا۔ یہاں چند باتیں قابل غور ہیں :-

(۱) حضرت موسیٰ کی طبیعت میں فطرتاً سختی تھی۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ مقابلہ فرعون سے تھا۔ اور اس کی قوم کے جبابرہ سے۔

(۲) یہ غضب ذاتی طور پر نہ تھا۔ بلکہ دین کے مقابلے میں محض اللہ کی محبت کے جوش سے تھا۔

(۳) واقعات اسی نوع کے تھے۔ کہ موسیٰ جیسے پیغمبر کا غصہ سے بے تاب ہو جانا بالکل اضطراری تھا۔ کیونکہ انھوں نے بڑی مشکلوں سے بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکال کر یہاں رکھا تھا۔ تاکہ یہ گمراہی کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ یہاں بھی یہ لوگ محفوظ نہیں رہے۔ اور ساری محنت اکارت گئی تو غصہ سے بھڑک اُٹھے۔

(۴) موسیٰ جہاں پیغمبر تھے۔ وہاں انسان بھی تھے۔ اور بشری تقاضے اور میلانات ان میں موجود تھے۔

ان حقائق و حالات میں اگر انھوں نے ہارون کی ڈاڑھی پکڑ لی، اور بظاہر غیر موزوں الفاظ میں مخاطب فرمایا۔ تو بالکل طبعی اور منطقی امر تھا۔

اس جواب طلبی میں ہارون علیہ السلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وُہ سننے کے قابل ہے۔ کہتے ہیں۔ میں نے زیادہ زور کے ساتھ اس لئے ان لوگوں کو گوسالہ پرستی سے نہیں روکا۔ کہ ان میں تفریق نہ پیدا ہو جائے گویا ہارون علیہ السلام کی نظر میں اختلاف و تشتت کا مرض شرک کے مرض سے بھی زیادہ خطرناک اور ہولناک ہے۔ انھوں نے یہ تو گوارا کر لیا۔ کہ ایک جماعت کی جماعت گمراہی کے عقیدے پر جمی رہے مگر یہ گوارا نہیں کیا۔ کہ قوم میں اختلاف پیدا ہو۔ اور قوم دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ حضرت موسیٰ کے آ جانے کے بعد شرک توحید سے بدل سکتا ہے۔ اور قوم پھر ایک خدا کی پرستار بن سکتی ہے مگر شاید بمشکل پھر دو گروہوں میں بٹی ہوئی جماعت پھر سے ایک صورت میں منسلک ہو سکے۔ کیا ہمارے فرقہ ساز علماء اس حقیقت پر غور فرمائیں گے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ○

پھر میں نے اُس رسول (جبریل) کے نقش قدم میں سے ایک مٹھی خاک کی اُٹھا لی اور پھر اسے (بچھڑے کے پیٹ میں) ڈال دیا۔ میرے جی نے مجھے یہی سجھائی دی ○ ف

٩٧- قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ○

٩٧- موسیٰ بولا چلا جا، تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو ہر کسی سے کہا کرے گا کہ مجھے نہ چھوؤ، اور تیرے لئے ایک وعدہ ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا (یعنی عذاب قیامت)، اور اپنے معبود کو دیکھ، جس پر تو مجاور ہو بیٹھا تھا۔ ہم اس کو جلا دیں گے، پھر اسے دریا میں بکھیر دیں گے ○

٩٨- اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ○

٩٨- تمہارا معبود صرف وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر شے اُس کے علم میں سما رہی ہے ○

٩٩- كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

٩٩- گزشتہ خبروں میں سے ہم تجھے اے محمد (ﷺ) یوں قصے سُناتے ہیں، اور ہم نے تجھے اپنے پاس سے

ف

سامری نے جو یہ قصہ سُنایا ہے۔ کہ میں نے جبریل کے نقش قدم کو دیکھ لیا تھا، اور ایک مٹھی مٹی وہاں سے اُٹھالی تھی اور اس قالب میں ڈال دی تھی۔ تاکہ اس میں آواز پیدا ہو جائے۔ یا تقدس آ جائے۔ یہ محض اس کا اپنا وہم تھا۔ جیسا کہ اس نے خود تصریح کر دی ہے کہ یہ نفس نے مجھے ایسی سمجھا دیا تھا۔ اور قرآن حکیم نے اس بات کی صراحت نہیں فرمائی۔ کہ اس مٹی کی وجہ سے اس میں آواز پیدا ہو گئی تھی۔ نہ قرآن میں یہ مذکور ہے کہ جبریل کے نقش پا میں یہ تاثیر ہے۔

ابو مسلم اصفہانی نے بَصُرْتُ کے معنے علم کے لیے ہیں۔ اور فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ کے معنے سنت موسیٰ کی پیروی کے قرار دیے ہیں۔ ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ سامری نے کہا کہ میں نے معلوم کیا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہیں ہیں۔ اس لیے میں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کی پیروی اختیار کی۔ پھر چھوڑ دی اور گؤسالہ پرستی کی طرح ڈالی۔

حلِ لغات

اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ۔ یعنے تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی۔ کہ لوگ تم سے نفرت کریں گے۔ اور قریب نہیں پھٹکنے دیں گے۔

بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کی سزا اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ دی۔ کہ باقی عمر لوگوں سے بچھڑا رہا۔ کیونکہ قدرت نے اس کے بدن میں ایسا مادہ پیدا کر دیا۔ کہ وہ جس کو ہاتھ لگاتا یا کوئی اس کو چھوتا۔ تو جس کو ہاتھ لگ جاتا۔ اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہو جاتے۔ یہ تو صرف دنیا کے عذاب کی کیفیت تھی۔ عقبےٰ کا عذاب اس کے سوا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚۖ — نصیحت کی کتاب دی ہے ۝ ف۱

۱۰۰- مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝

۱۰۰- جو اس سے منہ موڑے وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ۝

۱۰۱- خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝

۱۰۱- اور اس بوجھ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور قیامت کے دن ان کے لئے برا بوجھ ہے ۝

۱۰۲- يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ۚۖ

۱۰۲- جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھیں کر کے اٹھائیں گے ۝

۱۰۳- يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝

۱۰۳- وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ تم تو صرف دس دن دنیا میں رہے تھے ۝

۱۰۴- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

۱۰۴- ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب ان میں اچھی راہ والا شخص کہے گا کہ تم تو صرف ایک ہی دن رہے تھے ۝ ف۲

۱۰۵- وَ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ

۱۰۵- اور پہاڑوں کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ

دُنیا کی جامع ترین کتاب

ف۱ قرآن حکیم میں کمال یہ ہے کہ اس میں رشد و اصلاح کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا گیا۔ ہر نوع اور ہر قسم کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ کہیں فلسفیانہ براہین کا انبار ہے۔ کہیں فطرت کے عجائبات سے استشہاد ہے۔ کہیں یہ کہا گیا ہے کہ خود اپنے نفسیات کا مطالعہ کرو۔ اور دل کی گہرائیوں کو دیکھو اور کہیں دنیا کے اہم اور مفید البیان اتفاقات گنائے گئے ہیں۔ اخلاق و معاشرت کی تفصیلات مذکور ہیں اور حکم و نصائح کا ذکر۔ علوم و عقائد کے مسائل بھی ہیں۔ اور اقوام و امم کے حالات بھی۔ یہی وجہ ہے کہ جامعیت کے اعتبار سے قرآن کا پایہ کائنات کے تمام صحیفوں سے کہیں بلند ہے ۝

ف۲ جو لوگ یہاں ان آسائشوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور آخرت کو اس درجہ بھول جاتے ہیں۔ کہ قرآن کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ ایک وقت آئے گا۔ جب کہ وہ پچھتائیں گے۔ ان کی گزشتہ زندگی کے لمحے بوجھ سے محسوس ہونے لگیں گے۔ اور یہاں کے تمام تعلقات کی اہمیت

حقیقت کھل کر رہ جائے گی ۝

يَوْمَ يُنْفَخُ سے مراد یہاں دوسری دفعہ صور پھونکنا ہے۔ اس وقت تمام لوگ اللہ کی حکمت و مشیت سے جی اٹھیں گے۔ قرآن و حدیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو دفعہ صور پھونکا جائے گا۔ ایک اس وقت جب اللہ کو یہ منظور ہو گا۔ کہ دنیا کا خاتمہ کر دیا جائے اور ایک اس وقت جب دوبارہ دنیا والے زندہ کئے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نفخ صور میں یہ تاثیر رکھی ہو۔ کہ وہ ایک وقت تو کائنات کی موت اور دوسرے وقت مخلوق کی زندگی کا موجب ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ یہ محض ایک اعلان اور تعبیر ہو اور بلاواسطہ زندگی اور موت میں اس کا دخل نہ ہو۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی چیز محال نہیں۔ یہ تخلیق و امانت کے مختلف طریقے اللہ کے شئون مختلفہ میں سے معدودے چند ہیں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہاں مطلقاً ارادہ کی ضرورت ہے۔ وسائل و ذرائع بالکل ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کو پیدا یا نابود کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے ارادے میں (دیکھو باقی برصفحہ [illegible])

حل لغات:- حِمْلًا- بوجھ و بار ۝ زُرْقًا- ازرق کی جمع ہے نیلی آنکھوں والے۔ عرب میں نیلی آنکھوں والا منحوس شمار ہوتا تھا۔ اس لئے ۔۔۔ [illegible] امثلھم ۔ [illegible] ۝

www.KitaboSunnat.com

يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝
١٠٦- فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝
١٠٧- لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝
١٠٨- يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ
وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝
١٠٩- يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا
مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ
قَوْلًا ۝
١١٠- يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝
١١١- وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ
وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝

میرا رب اُنہیں اُڑا کر بکھیر دے گا ۝
١٠٦- پھر زمین کو صاف میدان کر چھوڑے گا ۝
١٠٧- تُو زمین پر کوئی ٹیلا اور موڑ نہ دیکھے گا ۝
١٠٨- اُس دن سب لوگ بغیر اس کے کہ ادھر اُدھر کو مڑیں پکارنے
والے کے پیچھے ہو لیں گے۔ اور رحمٰن کیلئے آوازیں پست ہو جائیں گی
سو تُو سوائے نرم حس کی آواز کے اور کچھ نہ سنے گا ۝
١٠٩- اُس دن شفاعت کام نہ آئے گی۔ مگر جسے
رحمٰن نے اذن دیا۔ اور اُس کی بات پسند
آئی ۝ ف
١١٠- وُہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے
اور آدمی خدا کو علم کی رُو سے نہیں گھیر سکتے ۝
١١١- اور زندہ ہمیشہ رہنے والے کے آگے منہ جھکے ہوئے
ہونگے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا۔ وہ نامراد ہوا ۝

جنبش ہوتی ہے۔ اور وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جاتی ہے۔

اس کے بعد احوالِ قیامت کا بیان ہے اور بتایا ہے کہ انسانی علم کس درجہ ناقص ہے۔ جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ تو یہ لوگ مختلف قیاس آرائیاں کریں گے۔ کوئی کہے گا۔ ہم دس روز تک عالمِ برزخ میں رہے۔ اور کوئی کہے گا۔ کہ صرف ایک دن سے زیادہ نہیں۔ یہ کہنے والا اپنے زعم میں سب سے زیادہ صائب الرائے اور عقلمند ہوگا۔

ف

ان آیات میں مسئلہ شفاعت ذکر کر کے اللہ کی وسعتِ علمی اور اقتدارِ مطلق کا اظہار فرمایا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کی ذات ہمہ دان ہے کوئی چیز اور کوئی جگہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ با اقتدار ہے ایک وقت آئے گا۔ جب کہ تمام جبینیں اس کے سامنے جھکی ہونگی کسی شخص کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی۔ وہ جو چاہے گا۔ مقرر ہوگا جو کرے گا عین صداقت و انصاف قرار پائے گا۔ اس لئے وہ لوگ جو اس کے احاطۂ علمی کی وسعتوں سے آگاہ نہیں ہیں اور اس کے سامنے جرائم و مظالم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس دن نامرادی اور ناکامی سے دوچار ہوں گے۔

حلِّ لغات

قَاعًا صَفْصَفًا۔ صاف اور ہموار میدان۔

اَمْتًا۔ بلندی۔

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ زندگی اور حیات کا منبع اصلی اور تمام کائنات کے قائم اور باقی رکھنے والی ذات۔

علماء طبیعیات حیران و سرگرداں ہیں کہ مادہ میں زندگی کہاں سے آ گئی کیونکہ اس میں تو سوائے اشکال و مشخص کی ترتیب کے اور کسی قسم کی استعداد موجود نہیں۔ یہ خیال کہ زندگی جسم کی مختلف ترکیب کا نام ہے اب غلط ثابت ہو چکا ہے۔ علم الحیاتات کے ماہرین نے ایسے حشرات دریافت کئے ہیں جن کی ترکیب بالکل سادہ اور بسیط ہے مگر حیات اور زندگی ان میں موجود ہے۔ قرآن حکیم یہ کہہ کر علماء طبیعیات کی حیرانی دور کر دیتا ہے۔ کہ یہ تمام زندگی حی کے سرچشمہ فیضان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۲- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

۱۱۳- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

۱۱۴- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝

۱۱۵- وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝

۱۱۶- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝

۱۱۲- اور جس شخص نے مومن ہو کر نیک عمل کیے، اُسے نہ بے انصافی کا ڈر ہوگا، اور نہ کسی کے دبانے کا خوف ہوگا ○

۱۱۳- اور اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا اور اس میں ان باتوں کو جن سے ڈر پیدا ہو بار بار ذکر کیا ہے شاید وہ ڈریں، یا قرآن ان کے دل میں غور و فکر پیدا کرے ف۱

۱۱۴- تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے بڑا بلند مرتبہ ہے اور قرآن پڑھنے میں اے محمدؐ قبل اس کے کہ تیری طرف اس کی پوری وحی نازل ہو، جلدی نہ کر، اور کہہ کہ اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم دے ○ ف۲

۱۱۵- اور ہم نے آدم سے اس سے پہلے عہد کیا تھا سو وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس میں کچھ ہمت نہ پائی ○ ف۳

۱۱۶- اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے انکار کیا ○

ف۱

یعنی قرآن حکیم میں وعید اور عذاب کی تفصیلات اس لئے بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ذرہ بھر بھی اثر پذیری کی استعداد موجود ہے وہ خشیت الٰہی سے قلب کو معمور کر لیں۔ اور اس دنیا میں اللہ کی رضا کو حاصل کریں۔

تفہیماتِ قرآن بھی منزل من اللہ ہیں!

ف۲

جس طرح قرآن منزل من اللہ ہے۔ اور منشاء الٰہی کا ترجمان ہے اسی طرح اس کی تفصیلات جو قلب پیغمبر اوائل نبوت سے جلوہ گر ہوتی ہیں۔ منزل من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو تمام ضروری تفصیلات و وضاحت کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جب قرآن نازل ہو تو اس کے جاننے میں جلدی نہ کیجئے۔ جب تک کہ تفصیلات کا انکشاف نہ ہو جائے۔ اور وحی کے مقاصد تمام نہ ہو جائیں اور ہمیشہ دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فہم قرآن میں زیادہ سے زیادہ برکت عنایت فرمائے۔ پیغمبر جو عصر نبوت میں تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔ جس کی معلومات براہ راست مشکوٰۃ قدس سے مستنیر ہوتی ہیں جب ان کو اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وسعت علمی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو۔ اور کسی منزل پر بھی قناعت اختیار نہ کرو جس کے صاف صاف معنے یہ ہیں کہ نفس علم کی پہنائیاں بے حد وسیع ہیں۔ اور کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ پورے علم کا احاطہ کر سکے یہاں یہ ضروری ہے کہ شوق تحصیل برقرار رہے۔ اور کاروان طلب راستے میں کہیں قیام نہ کرے۔

ف۳ یہاں آدم علیہ السلام کی طرف سے [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۷- فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ
لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا
مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ○
۱۱۸- اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا
تَعْرٰى ○
۱۱۹- وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا
تَضْحٰى ○
۱۲۰- فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ
يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ
الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○
۱۲۱- فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَعَصٰۤى اٰدَمُ

۱۱۷- پھر ہم نے کہا اے آدمؑ یہ ابلیس تیرا اور تیری
زوجہ کا دشمن ہے، سو کہیں تم دونوں کو جنت سے
نہ نکلوا دے، پھر تو تکلیف میں پڑے ○
۱۱۸- جنت میں تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بھوکا ہو،
نہ ننگا ○
۱۱۹- اور نہ وہاں تو پیاسا ہو۔ اور نہ دھوپ
کھائے ○
۱۲۰- پھر شیطان نے آدمؑ کے دل میں ڈالا۔ بولا
اے آدمؑ کیا میں تجھے سدا جینے کا درخت
اور وہ سلطنت کہ پرانی نہ ہو، بتاؤں؟ ○
۱۲۱- پھر اس درخت سے دونوں نے کھایا پھر ان دونوں کو
شرمگاہیں معلوم ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر باغ کے
پتے ٹانکنے لگے۔ اور آدمؑ نے اپنے رب کی

بقیہ حاشیہ

صفت بیان فرمائی ہے۔ کہ ان سے اجتہادی لغزش کا صدور ہو گیا۔ عمداً قصداً نافرمانی کی جرأت انبیاء میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ منصب نبوت کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ اللہ کی فرمانبرداری کے جذبات کو عام کیا جائے۔ اور بڑے بڑے سرکشوں کو ربّ العالمین کے سامنے جھکا دیا جائے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے، کہ جو اطاعت شعاری کی تلقین کے لئے آیا ہے، وہ خود نافرمانی و عصیاں کا ارتکاب کرے؟ •

حل لغات

لَا تَظْمَؤُا۔ ظَمَأٌ پیاس کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد پیاس کی سختی اور ناگواری ہے۔ مطلقاً اشتہا مقصود نہیں •

شَجَرَةِ الْخُلْدِ۔ خلد کا درخت۔ جس کا پھل کھا کر دوامی نعمت حاصل ہو جائے •

يَخْصِفٰنِ۔ خصفٌ کے معنے اصل میں جوڑ گانٹھنے کے ہیں۔ یہاں مراد ہے کہ وہ بدن پر پتے چپکاتے تھے •

عَصٰى اور غَوٰى۔ عصیان اور غوایت کا لفظ چھوٹی بڑی سب لغزشوں پر بولا جاتا ہے •

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ۖ

۱۲۲- ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝

۱۲۳- قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۥ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝

۱۲۴- وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝

۱۲۵- قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

۱۲۶- قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

نافرمانی کی، سو راہ سے بہک گیا ۝

۱۲۲- پھر اس کے رب نے اسے نوازا، اور اس پر توجہ کی اور ہدایت کی ۝ ف

۱۲۳- فرمایا، تم دونوں یہاں سے اکٹھے اترو، ایک دوسرے کے دشمن ہو، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے۔ تو جو میری ہدایت کے مطابق ہوگا، وہ نہ بھٹکے گا، اور نہ دکھ اٹھائے گا ۝

۱۲۴- اور جو میری یاد سے منہ موڑے گا، اس کی معیشت تنگ ہوگی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے ۝

۱۲۵- وہ کہے گا، اے رب مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو بینا تھا ۝

۱۲۶- خدا فرمائے گا، اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں

ہمارا اصلی مقام جنت ہے!

ف اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اور تمام فرشتوں کو اس کے سامنے جھکایا۔ تاکہ اس میں عزت نفس کے جذبات بیدار ہوں اور وہ صحیح معنوں میں اللہ کا نائب کہلا سکے۔ پھر جنت میں جگہ دی تاکہ اس کو معلوم ہو کہ اس کا اصلی مقام جنت ہے اور اس کی فطرت میں نیکی اور خدا کا قرب لکھا ہے۔ مگر آدم شیطان کی عیارانہ باتوں میں آگیا۔ اور اس سے وہ لغزش ظہور میں آئی جو انجام کار جنت سے اخراج پر منتج ہوئی۔ شیطان نے کہا آدم کی بشری خواہشات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا جانتے ہو تمہیں شجر خضر سے کیوں روکا گیا ہے؟ اس لئے کہ کہیں تم اس درخت کے پھل کو کھا کر خلود و دوام کی نعمتیں نہ حاصل کر لو۔ اور تمہیں ہمیشہ کی بادشاہت نہ مل جائے۔ آدم کے دل میں ایک کھد بد پیدا ہوئی۔ اور تجسس اور معلومات کی خواہش سے کہ دیکھیں اس کے کھانے سے کیا ہوتا ہے۔ شجر ممنوعہ کے قریب گیا۔ اور پھل توڑ کر کھا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مادی اور کثافتی احساسات پیدا ہو گئے۔ ان کو معلوم ہوا کہ ان کے بدن پر لباس نہیں ہے اور انھیں لباس کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جنت کے پتوں سے تن ڈھانکنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ آدم کی لغزش اور عصیان کا نتیجہ تھا۔ مگر جب ان کو اپنی لغزش کا احساس ہوا۔ اور انھوں نے معافی مانگ لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر برگزیدہ کر دیا۔ مگر جنت سے ایک خاص وقت تک محروم رکھا۔ فرمایا۔ اب تمہاری یہاں گزر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تم میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ شیطان اور اس کی ذریت ہر وقت تمہاری تاک میں ہے۔ تم دنیا میں جاؤ۔ اور شیطان کا وہاں جا کر مقابلہ کرو۔ میری ہدایات وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہیں گی۔ تمہاری اولاد نے اگر اس سے تمسک کیا۔ تو وہ پھر اس مقام کو حاصل کر لے گی۔ اور اگر انھوں نے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ تو پھر قیامت میں خیر نہیں۔ بہت بری زندگی بسر کریں گے۔ وہاں مکافات عمل کے ماتحت جو سزائیں ملیں گی۔ وہ بالکل ہمارے اعمال کے مطابق ہوں گی۔ جیسے کہ وہ لوگ جو یہاں عمداً آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور حقائق کو نہیں دیکھتے۔ (باقی برصفحہ ۶۶۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○

سو تُو نے انہیں بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تُو بھلا دیا گیا ○

۱۲۷- وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○

۱۲۷- اور اسی طرح ہم اس کو بدلہ دیں گے جو حد سے باہر نکل گیا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا، اور بیشک آخرت کا عذاب سخت اور زیادہ پائدار ہے ○

۱۲۸- اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

۱۲۸- سو کیا انہیں اس بات سے ہدایت نصیب نہ ہوئی کہ ان سے پہلے ہم نے بہت سی امتوں کو ہلاک کیا جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں ○

۱۲۹- وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ○

۱۲۹- اور اگر ایک کلمہ جو تیرے رب کی طرف سے پہلے صادر ہو چکا ہے، اور ایک مقررہ وقت نہ ہوتا، تو عذاب فوراً آ چمٹتا ○ ف

۱۳۰- فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

۱۳۰- سو جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کر، اور سورج

تو جب اٹھیں گے۔ تو ان سے دیکھنے کی استعداد چھین لی جائے گی۔ وہ کہیں گے۔ پروردگار دنیا میں تو ہماری آنکھیں تھیں۔ یہاں کیوں ہم اندھے ہیں۔ اور نظر و بصر سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اس لئے کہ جب میری آیتیں اور نشانیاں تمہارے سامنے آئیں۔ تو تم نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور کبر و غرور سے میرے پیغام کو ٹھکرایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج جنت کی نعمتوں نے تم سے منہ پھیر لیا ہے اور تم اندھے ہو گئے ہو۔ کہ اب خدائے رحیم کی نعمتوں کو نہ دیکھ سکو۔

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ تم دنیا کی مصیبتوں سے ڈر کر تاب نہیں لاتے۔ اور نہیں جانتے کہ آخرت کا عذاب بہت زیادہ سخت اور ناقابل برداشت ہے اور پھر اس کی تلخیاں ایسی نہیں۔ کہ ختم ہو جائیں۔ وہ باقی رہنے والی ہیں۔

ف

قریش مکہ کی سرکشیاں جب حد سے بڑھ گئیں۔ اور وہ مسلمانوں کو ناقابل برداشت ایذائیں پہنچانے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں اپنی ثروت و جاہ پر مغرور نہ ہونا چاہئے اور محض اس لئے نازاں نہ ہونا چاہئے۔ کہ تمہارے پاس ثروت و دولت کے فراواں خزانے ہیں۔ تم سے پہلے گذشتہ قوموں نے بھی اللہ کی نافرمانی کی۔ اور کبر و غرور سے اس کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ اور اپنی مادی قوتوں پر بھروسہ کیا۔ مگر جب اللہ کے عذاب سے دوچار ہوئے۔ تو بالکل تباہ کر دیئے گئے اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی ڈھیل سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اس نے اگر تم کو بعض مصالح کی بنا پر ہلاک نہیں کیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ وہ تم سے خوش ہے۔ اس کے عذاب کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے جب کسی قوم کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو اس وقت خدائے تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے۔ بہرحال عذاب سے قبل اصلاح و توبہ کی مہلت دیتا ہے۔

حل لغات:- تُنْسٰى۔ یعنے تجھ سے بالکل بے اعتنائی ... یعنے حتمی اور یقینی عذاب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ
الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ
لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

۱۳۱ - وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۚ وَرِزْقُ
رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝

۱۳۲ - وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا ۚ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ
نَرْزُقُكَ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝

۱۳۳ - وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ

نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی
حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر۔ اور رات کی بعض
گھڑیوں اور دن کی اطراف میں تسبیح کر۔ شاید
تو راضی ہو ۝ ف۱

۱۳۱ - اور حیاتِ دنیا کی آرائش کے سامان پر جو ہم نے
ان میں سے بعض کو طرح طرح کے فوائد دیئے ہیں تو اپنی
طرف اپنی آنکھیں نہ پسار کہ اس میں ان کی آزمائش ہے
اور تیرے رب کا رزق بہتر اور پائدار ہے ۝

۱۳۲ - اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی
اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ تجھے
روزی دیتے ہیں اور آخر متقیوں ہی کا بھلا ہے ۝

۱۳۳ - اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے رب سے ہمارے لئے
کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ کیا ان کے پاس پہلوں میں کی

ف۱

ان آیات میں حضورؐ کو صبر و برداشت کی تلقین فرمائی ہے کہ اگر یہ بدبخت بدزبانی اور دشنام طرازی سے باز نہیں آتے۔ تو آپ ان سے اتنے بلند ہو جائیے کہ ان کو خود اپنے بداعمالی پر ندامت محسوس ہونے لگے اللہ کی عبادت کیجئے۔ اس کی حمد و ستائش کا اظہار کیجئے اور ان کے تکلفات کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے کہ یہ سب سامانِ عیش و طرب ان کے لئے وجہ آزمائش ہیں۔ تمہاری دولت حقیقی اور رہنے والا سرمایہ تو ہے جو تعلق آخرت سے ہے۔ خود قیام صلوٰۃ پر عمل کیجئے اور اپنے قریب کے لوگوں کو اس پر آمادہ کیجئے۔ اور رزق کی جانب سے بے نیاز ہو جائیے۔ ہم آپ کو دنیا کے فکر سے مستغنی کر دیں گے۔ تاکہ آپ فراغ قلبی کے ساتھ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا سکیں۔ ان سب احکام کا مقصد یہ نہیں۔ کہ حضورؐ میں صبر و برداشت کا مادہ نہیں تھا۔ یا تسبیح و ستائش کا جذبہ نہیں تھا، یا ان کی نظر دنیا کے تکلفات پر تھی۔ یا یہ کہ آپ دولت حاصل کرنے کی فکر میں تھے۔ بلکہ بات یہ ہے، کہ قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ حضورؐ کی سیرت کو احکام کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ اس لئے ماحصل ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ گو کفار مکہ حضورؐ کو بے حد ایذائیں پہنچاتے ہیں مگر آپ ان کے مقابلہ میں بہرحال صبر و برداشت ہیں۔ تسبیح و ستائش رب العزت سے کام ہے۔ اور گو کفار کی نظریں محض دولت و آسائش پر ہیں۔ مگر آپ قطعاً ان تکلفات سے بالا ہیں۔

حلِّ لغات

اَزْوَاجًا ۔ انواع و اقسام کے لوگ۔
زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ ۔ زندگی کا حسن و جمال۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ۝

۱۳۴۔ وَلَوْ أَنَّآ أَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝

۱۳۵۔ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

جو پہلی کتابوں میں ہے ۝

۱۳۴۔ اور اگر ہم اس سے پہلے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے، تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کے تابع ہو جاتے ۝ ف۱

۱۳۵۔ تو کہہ ہر کوئی منتظر ہے، پس تم منتظر رہو، عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون تھے، اور کس نے راہ پائی ۝

ع ۱۷

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ

مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۱۲) رُكُوْعَاتُهَا (۷)

سورۂ انبیاء

مکی

آیتیں ۱۱۲ ——— رکوع ۷

ف۱

مکہ والوں کی حالت یہ تھی ۔ کہ جب انہیں اصلاح و تہذیب کے پختہ و کامل پروگرام کی طرف بلایا جاتا ۔ تو وہ کہتے پہلے ہمیں ہماری مرضی کے مطابق نشانیاں دکھائیے ۔ پھر اس کے بعد ہم تمہاری دعوت پر غور کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ کیا انہوں نے پہلے صحف کو چھوڑ لیا ہے ۔ اور انبیاء سابقین کے بیانات پر غور کر لیا ہے ۔ وہ اگر عبرت و فکر سے ان گزشتہ آسمانی کتب کا مطالعہ کریں ۔ تو انہیں قرآن کی صداقت فوراً معلوم ہو جائے گی ۔

حلِ لغات

مُتَرَبِّصٌ ۔ منتظر ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○

۲- مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ○

۳- لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○

۴- قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؗ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

۵- بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا)

۱- لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں ○

۲- جو نئی نصیحت ان کے رب کے پاس سے ان کو آتی ہے کھیل میں ہی لگے ہوئے سنتے ہیں ○

۳- ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں اور ظالم لوگ چپکے چپکے مصلحت کی رکھتے ہیں یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے، پھر تم اپنی آنکھوں دیکھے جادو میں کیوں پڑتے ہو؟ ○ ف ۱

۴- پیغمبر نے کہا، میرا رب ہر بات جو آسمان اور زمین میں ہے جانتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

۵- بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن پریشان خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے سو کوئی نشانی لے کر

وقتِ حساب قریب ہے!

ف ۱ قرآن حکیم کا موضوع دل کی دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے اور دلوں کی گتھیوں اور صلاحیتوں کو ایمان کی قوت اور عبادت کی آسائیوں سے بدلنا ہے اس لئے اس کے نزدیک اصل چیز ذمہ داری کا احساس ہے، خشیت و خوف کا جذبہ ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ ہوشیاری اور آگاہی ہے جو لوگ قرآن کی پیاری پیاری آیات سنتے تو ہیں، لیکن بے پروائی سے عمل نہیں کرتے قرآن ان کو غافل قرار دیتا ہے۔ اور ان کے حق میں سخت تنبیہ کا اظہار کرتا ہے فرماتا ہے لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور یہ لوگ فنا کی منزل کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ مگر انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہوتا اور جب قرآن حکیم کی آیتیں نازل ہوتی ہیں۔ تو ان کی تلاوت بھی اور ڈھٹائی ہوتی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ کہ یہ تو ہماری طرح ایک انسان ہے کہ بلحاظ بشریت اور انسانیت اتنا بڑا مجرم ہے کہ وہ صاحب علم نہیں کیا جا سکتا۔ پھر وہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ خیالات پریشان کا ہیں بلکہ افترا ہے اور محض ایک شاعری ہے۔ اور نہیں معلوم کہ ان اعتراضات میں کوئی بات بھی معقول ہے۔ کیا بشر ہونا نبوت کے منافی ہے۔ کیا انسان کو عہدہ نبوت پر فائز نہیں ہونا چاہئے۔ کیا سحر و افسوں اتنا بڑا انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا خیالات پریشان زندگی کا دستور اصل بن سکتے ہیں۔ اور کیا شاعری میں یہ قوت ہے کہ وہ ٹھوس اور سچے خیالات زندگی کے متعلق پیش کر سکے۔

بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں چونکہ مذہب کی تڑپ نہیں تھی اور غفلت و جمود کے حجابات سے دل بے نور تھا۔ اس لئے قرآن کی روشنی انہیں محسوس نہ ہوئی۔ وہ آیات کو سنتے قیامت کے ہولناک ذکر سے کان آشنا ہوتے۔ مگر طبیعت میں تعلق اثر و گداز پیدا نہ ہوتا اور کچھ سب کے لئے مختلف بہانے بنا لیتے کبھی کہتے کہ یہ انسانی کلام ہے۔ کبھی کہتے جادو ہے۔ اور کبھی اسے افترا قرار دیتے اور شاعری سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ فی الحقیقت اس طرح کے اعتراض خود ان کی پراگندگی خیالات کے آئینہ دار ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کو سمجھنے سے قاصر ہے کیونکہ جس قسم کے اعتراضات پیش کئے گئے۔ ان کو قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ (باقی بچہ ۔۔۔)

حل لغات: ۱- یَلْعَبُوْنَ - یعنی بے اعتنائی اور بے توجہی برتتے ہیں۔ لعب کا لفظ عربی میں ہر ایسی بات کے متعلق بولا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ○

ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے لوگ بھیجے گئے تھے ○

۶- مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ○

۶- اُن سے پہلے کوئی بستی جسے ہلاک کیا ایمان نہیں لائی تھی، پس کیا یہ ایمان لائیں گے؟ ○

۷- وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○

۷- اور تجھ سے پہلے جو ہم نے بھیجے وہ بھی مرد ہی تھے اُن پر ہم وحی بھیجتے تھے، سو اگر تم نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں (یعنی اہل کتاب) سے پوچھ لو ○ ف

۸- وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ○

۸- اور ہم نے اُن کے ایسے بدن بھی نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں، اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہ تھے ○

۹- ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ ○

۹- پھر ہم نے اُن سے سچا وعدہ کیا سو انہیں اور جسے چاہا بچا لیا، اور مسرفوں کو ہلاک کیا ○

۱۰- لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

۱۰- ہم نے تمہاری طرف والے قریش! کتاب نازل کی ہے اُس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم کو عقل نہیں؟ ○

۱۱- وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ

۱۱- اور ہم نے بہت سی بستیاں جو ظالم تھیں توڑ پھوڑ

قرب قیامت کے معنی یہ ہیں کہ موت ہر آن یقینی ہے۔ اور موت کے بعد اعمال کے نیک و بد ہونے کا عالم قبر میں احساس ہو جاتا ہے۔ اسی سے جو مہر تعلیمی اور ضمنی ہے۔ اور جس کا آغاز موت کے بعد شروع ہو جاتا ہے اسی کو قیامت سے تعبیر کرنا چاہیے۔

بل کا لفظ عربی میں اضراب کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی پہلے جو مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ یا سمجھ میں آتا ہے۔ صحیح نہیں، صحیح وہ ہے جو اس کے بعد ذکر ہے۔ اس آیت میں بل ابطالی اضراب کے لئے نہیں بلکہ استدراک کے لئے ہے۔ یعنی جاہل لوگ قرآن حکیم کو خیالات پریشاں کہتے ہیں۔ وہاں اسے افترا سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسے شاعری بھی قرار دیتے ہیں۔

انبیاء بشر ہوتے ہیں ف اس آیت میں کفار کے اس شبہ کا جواب ہے کہ نبی عام انسانوں کی طرح ہیں۔ اس لئے ان کی اقتداء نہیں ہو سکتی۔ قرآن فرماتا ہے۔ جہاں تک انبیاء کی ماہیت کا تعلق ہے۔ سب کے سب [illegible] انسانوں کے [illegible] پیدا ہوا کرتے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ جسم و جبلت کے لحاظ سے، ذوق و خواہشات کے لحاظ سے بالکل انسان ہوں، تاکہ دوسرے انسانوں کے لئے اُن کی زندگی اسوہ اور نمونہ قرار پائے۔ ورنہ فوق البشر ہونے کی صورت میں وہ انسانوں کے لئے کامل راہنما نہ ہو سکتے۔ کیونکہ تابع اور پیروی کے لئے ضروریات اور حالات کا مشترک ہونا لازم ہے۔ جب تک ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہمارے راہنما کے آگے بھی تو یہی زندگی کی مشکلات ہیں، جو ہمیں پیش آتی ہیں۔ اور وہ باوجود ان مشکلات کے کامیاب زندگی بسر کرتے ہیں اس وقت تک اُن سے تحصیل اخلاق کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ کائنات میں جس قدر انبیاء آئے ہیں وہ اخلاق اور روحانیت کے اعتبار سے کہیں بلند و ارفع تھے۔ مگر سب کے سب انسان تھے۔ بشری ضروریات سے مستغنی نہ تھے۔ بھوک کی خواہش انہیں بھی بے قرار کر دیتی تھی۔ اور پیاس کی شدت کا بھی احساس ہوتا تھا۔ بیماریاں بھی آتی تھیں۔ اور موت بھی۔ مگر باوجود ان عوارض بشری کے وہ برگزیدہ تھے۔ اللہ کے پیامبر اور محبوب تھے۔ یقیناً [illegible] علماء سے پوچھو، جو آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو سمجھتے ہیں ان کا اتفاق ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○

کر برباد کیں۔ اور ان کے بعد دوسرے نئے لوگ پیدا کیے ○ ف

۱۲۔ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○

۱۲۔ پس جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً ہی وہاں سے بھاگنے لگے ○

۱۳۔ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ○

۱۳۔ بھاگو مت اور اسی کی طرف لوٹو جس میں تم آرام کرتے تھے اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ شاید تم کو کوئی پوچھے ○

۱۴۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

۱۴۔ بولے ہائے ہماری کم بختی ہم ظالم تھے ○

۱۵۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ○

۱۵۔ پھر یوں ہی کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ ○

۱۶۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○

۱۶۔ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے بطور کھیل کے نہیں بنایا ○

۱۷۔ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ

۱۷۔ اگر ہم کھلونا بنانا چاہتے، تو ہم اسے اپنے

وہ تمہیں جھکیں گے کہ عزت کے کیا معنے ہیں۔ بات اصل میں یہ تھی کہ کمینے لوگ یہ نہیں برداشت کر سکتے تھے کہ بنی ہاشم کا ایک بے نوا یکس انسان اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو۔ اور محامد و فضائل میں ان سے بڑھ جائے۔ ان کو حسد تھا کہ ہم قوم میں سردار اور مالدار ہیں۔ ہمارے بہت سے اعوان و انصار ہیں۔ اور ہم دولت و حشمت کے مالک ہیں۔ ہم قربا و جود ان خوبیوں کے اللہ کی نظروں میں بیچ نہیں۔ اور یہ ایک یتیم بے نوا اتنے بلند منصب کو پائے۔ اور لوگ بھی چھوڑ کر اس کی عزت و تکریم کریں۔ کیا دولت و عزت ہم سے منہ پھیر لے گی؟ اور اس کے قدم چومے گی۔ کیا بنی ہاشم کا اقتدار اس کی وجہ سے پھر کے تمام قبائل سے بڑھ جائے گا۔ یہ خیالات تھے جو قبول حق کے لئے مانع تھے۔ اس لئے انہوں نے بغیر کسی معقول وجہ کے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ انبیاء کو انسانی ضروریات کے سامنے نہیں جھکنا چاہئے۔ ان کو بشری شکل و صورت میں نہ ہونا چاہئے۔ غرض یہ تھی کہ اس طرح سے ہم آسانی سے اسلام کے مشن کو ناکام بنا سکیں گے مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ کہ ایک انسان کے سر پر یہ کلاہِ فضیلت

رکھا جائے۔ اور اسی کو ان کے سامنے کامیاب بنایا جائے۔ چنانچہ اسی بشر نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ کہ ان جیسا ایک بھی کسی دیوتا سے نہ ہو سکا۔ جن کو دنیا خدا کے سوا پوجتی ہے۔

ف ان آیات میں اللہ نے اپنی سُنّتِ جاریہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب قومیں گناہ و نافرمانی کے عمیق غاروں میں گر جاتی ہیں۔ ہم انہیں شکست نہیں دیتے اور فوراً مٹا دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو صالح ہوتے ہیں اور جن میں باقی رہنے کی صلاحیت ہوتی ہے انہیں ان کی قائم مقامی عطا کر دیتے ہیں۔ اور جب ہمارا عذاب آ جاتا ہے اس وقت مجرمین کا بچنا محال ہو جاتا ہے۔ ان کی تمام کوششیں رائیگاں ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم نے اپنی سنت کے مطابق اپنے وعدہ کا ایفاء کیا۔ صداقت شعار لوگوں کو نجات دی۔ اور سرکشوں کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ یہ کتاب تمہاری طرف بھیجی ہے۔ اس میں تمہارے لئے تفصیلات اور نصیحت و عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔ کئی بستیاں کہ ہم نے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ان کے بعد ان کی جگہ اور دوسروں کو لا بسایا۔ جب ان پر عذاب آیا تو اس وقت انہوں نے

تو بھاگ گئے اور راہِ فرار پانے کی کوشش کی۔ مگر ہم نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہاں دولت و حشمت سے بہرہ مند ہو۔ اور گھروں کو لوٹو۔ دیکھو تمہیں کس طرح چشم زدن میں ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِن لَّدُنَّا ۖ إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ۝
۱۸- بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ
الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝
۱۹- وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ
عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝
۲۰- يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا
يَفْتُرُونَ ۝
۲۱- أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ
هُمْ يُنشِرُونَ ۝
۲۲- لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ
فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

پاس سے بناتے، اگر ہمیں منظور ہوتا ۝
۱۸- بلکہ ہم تو باطل کے اوپر حق پھینکتے ہیں پھر
اس کا سر توڑ دیتا ہے پھر ناگاہ وہ فنا ہو جاتا ہے اور
کم بختی تمہاری ان باتوں کے سبب جو بناتے ہو ۝ ف۱
۱۹- اور جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کا ہے
اور جو خدا کے پاس ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر
کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں ۝
۲۰- رات اور دن تسبیح کرتے ہیں۔ اور نہیں
تھکتے ۝ ف۲
۲۱- کیا انہوں نے زمین کی چیزوں میں سے معبود بنا رکھے ہیں
کہ وہ انہیں اٹھا کھڑا کریں گے ۝
۲۲- اگر زمین آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو دونوں
تباہ ہو جاتے سو اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں ۝ ف۳

کائنات کا ایک مقصد ہے

ف۱ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ دنیا اور اس کی تمام آرائشیں بغیر کسی مقصد کے نہیں ہیں۔ یہ آفتاب کا طلوع و غروب، ستاروں کا چمکنا اور جھلملانا، یہ آسمان کا سقفِ زرنگار، اور یہ اتنی بڑی زمین کا پھیلاؤ، پہاڑ، درخت، ندی، نالے اور طیور و بہائم۔ ان سب چیزوں کو آخر خدا نے کیوں پیدا کیا۔ کیا یہ محض دلچسپی کے لئے ہے اور اتنے بڑے نظام سے کوئی فائدہ مقصود نہیں؟ قرآن حکیم اس کا یہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس کائنات کا ایک مقصد ہے۔ یہ محض اتفاقیہ امر نہیں۔ بلکہ قدرت کا ارادہ شامل ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کائنات میں ہمیں ایک نظم و ترتیب نظر آتی ہے۔ زینت و آرائش معلوم ہوتی ہے۔ جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ کہ یہ کھیل یا کوئی کھلونا نہیں۔ بلکہ علیم و حکیم خدا کی صنعت کا شاہکار ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کی نیابت کا حامل ہو اور فساد و اوہام و معاصی سے دنیا کو جنت بناوے۔ اور ان تمام خرافات کو ملیامیٹ کر ڈالے۔ یہی حق کا تقاضا باطل سے ہے۔ کیونکہ اصول ہے کہ حق اور باطل میں تصادم ناگزیر ہے۔ اور بالآخر حق کو کامیابی اور نصرت حاصل ہوتی ہے اور باطل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

ف۲ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بیان فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ ساری دنیا و مافیہا کا مالک ہے۔ اور فرشتے اس کا حکم بجا لاتے ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی کو بڑی تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ شب و روز اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کبھی ملال و تکدر کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر ان مشرکوں کو دیکھئے کہ بتوں کی پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ بت ان کو قیامت کے بعد جلا دیں گے۔ افسوس یہ کہ یہ لوگ اپنے فرائض بشری کو محسوس نہیں کرتے۔ ورنہ فرشتوں کی طرح کسی وقت بھی اس کی اطاعت سے بے نیاز نہ ہو سکتے۔

توحید پر ایک فلسفیانہ دلیل

ف۳ متعدد خداؤں کا وجود عقل و وجدان اور ذوق سلیم کے قطعاً منافی ہے۔ قرآن حکیم نے اس عقیدے کی بار بار تردید کی ہے اور آفاقی براہین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۳- لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ○

۲۳- جو وہ کرتا ہے پوچھا نہیں جاتا، اور یہ لوگ پوچھے جاتے ہیں ○

۲۴- اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

۲۴- کیا انہوں نے اس کے سوا اور معبود مقرر کیے ہیں؟ کہہ دو کہ اپنی دلیل لاؤ۔ یہ بیان میرے ساتھیوں کا ہے اور ان کا بھی، جو مجھ سے پہلے تھے، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اور مُنہ پھیرتے ہیں ○

۲۵- وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

۲۵- اور جو کوئی رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اس کی طرف ہم نے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے سو مجھے ہی پوجو ○ ف

۲۶- وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○

۲۶- اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے (حالانکہ) وہ اس تہمت سے پاک ہے، بلکہ وہ عزت دار بندے ہیں ○

۲۷- لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ

۲۷- اس سے بڑھ کر نہیں بولتے، اور وہ اس کے ہی حکم

اور کہا ہے کہ یہ بالکل غیر عقلی عقیدہ ہے۔ یہاں ایک نہایت باریک دلیل بیان فرمائی ہے۔ جو توحید کے مسئلہ کو پوری طرح واضح کر دیتی ہے ارشاد ہے۔ کہ اگر کائنات میں متعدد ارادے اور مختلف شعور کارفرما ہوتے تو کیا زمین و آسمان اسی طرح قائم رہتے؟ ناممکن ہے کہ متعدد خداؤں کے ہاں کرشمہ کی تسکین ہو سکے۔ اگر خدا دو ہوں بفرض محال تو اس کے کھلے ہوئے معنے یہ ہوں گے کہ دونوں قادر مطلق ہوں گے۔ دونوں ارادے کے لحاظ سے آزاد ہوں گے۔ اور دونوں جو چاہیں گے کر سکیں گے۔ اور تصادم ممکن ہوگا۔ کہ ان میں اشتراک دو وحدت ہو گیا ہے یا اختلاف ارادہ ہی تو ایسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو دو فرض کیا ہے۔ ورنہ دو چیزوں کو جو ہر جہت سے ایک ہوں، دو کہنا منطقی غلطی ہے دونوں میں ما بہ الامتیاز اگر کوئی چیز ہے۔ تو وہ یہی ارادہ کا اختلاف ہے اور اگر یہ درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ایک ہی چیز پر دونوں متضاد اثرات ڈالیں گے۔ نتیجہ معلوم کہ وہ موثر باقی نہ رہ سکے گا۔ یہ کس قدر واضح دلیل ہے توحید کی۔ مگر سمجھے کون۔ ان لوگوں میں تو بصیرت ہی موجود نہیں۔

ف اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ فطرت کی آواز کیا ہے؟ وہ کون پیغام ہے جس کو تمام انبیاء نے مشترکہ طور پر پیش کیا۔ وہ کون وحدت ہے جس کو سب پیغمبروں نے متعدد شکل میں ظاہر کیا؟ وُہ ایک خدا کی پرستش اور عبادت ہے۔ آدم علیہ السلام سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب لوگوں نے اس روشن حقیقت کو نمایاں کیا۔ کہ خدا ایک ہے مالک و آقا ایک ہے۔ محبوب و دوست ایک ہے۔ اور وہ ذات ذی الجلال ایک ہے۔ جس کے سامنے جھکنا چاہیئے۔

غور فرمایئے۔ کس قدر صحیح، روشن اور عقلی تعلیم ہے۔ ایک خدا کی پرستش کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمام کائنات کو اپنے قدموں پر جھکا لیا جائے اور بجز خدا کی کبریائی اور جلال کے اور کسی کی عظمت کا اعتراف نہ کیا جائے خدا کو ایک ماننے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک خدا کو تو حاکم مطلق جانو۔ اور باقی دنیا کی ہر چیز اور ہر قوت کو محکوم سمجھو۔ خدا کو ایک ماننے کے عقیدہ میں انسانی شرف و مجد کا راز پنہاں ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم اس عقیدہ کو بار بار مختلف پہلوؤں سے ذکر فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگو! شرک کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل اور توحید کی وادیوں میں قدم زن ہو جاؤ۔ یہاں سرور و برکت اور عزت و شرف کے چشمے بہتے ہیں۔ مگر مشرکین ہیں کہ ان کے دلوں کی کجی انہیں اس روشن حقیقت کو دیکھنے نہیں دیتی۔ وہ زندہ اور قیوم خدا کو چھوڑ کر پتھروں اور درختوں کے سامنے جھکتے ہیں۔ وہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر اپنی بزرگی و عظمت کی توہین کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْمَلُوْنَ ۝

٢٨ - يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝

٢٩ - وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

٣٠ - اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

٣١ - وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

سے کام کرتے ہیں ۝

٢٨ - وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہوا اور وہ خود اللہ کے خوف کا نپتے ہیں ۝ ف١

٢٩ - اور جو کوئی ان میں سے کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں، سو ایسے کو ہم دوزخ کی سزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں ۝

٣٠ - کیا ان کافروں نے نہ دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔ اور ہر شے کو ہم نے پانی سے زندہ کیا۔ پھر کیا وہ نہیں مانتے؟ ۝ ف٢

٣١ - اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے

ف١ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے تھے، اسی طرح کفار عرب فرشتوں کو خدا کی اولاد قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ الزام غلط ہے۔ وہ اس قسم کی نسبتوں سے پاک ہے۔ اس کا تخیل ہی شرک کے منافی ہے۔ فرمایا۔ یہ بجز؟ تم جن فرشتوں کو خدا کی اولاد سمجھتے ہو، وہ تو اس کی فرمانبردار اور اطاعت شعار مخلوق ہیں۔ ان کی مجال نہیں کہ اس کے احکام کی مخالفت کر سکیں۔ ان کا کام تو محض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اس کے احکام کی تعمیل میں مصروف رہیں۔ اور ایک لمحہ غفلت میں دو گزار ہیں۔

کفار عرب کا دوسرا عقیدہ یہ تھا کہ یہ فرشتے جن کی وہ پرستش کرتے تھے ان کی سفارش کریں گے۔ فرمایا یہ بھی غلط ہے اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کے سامنے ان کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ ہر وقت خائف رہتے ہیں۔ وہ اگر سفارش بھی کریں گے، تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اذن کے ماتحت ہوگی۔ بطور خود انہیں سفارش کے اختیارات حاصل نہیں؛ جس طرح شرک بدترین جرم ہے۔ اسی طرح لوگوں کو اپنی پوجا اور پرستش پر آمادہ کرنا بھی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ جو یہ کہیں کہ ہم خدا ہیں۔ ہمارے سامنے جھکو اور ہماری پرستش کرو۔ ہم ان کو عبرتناک سزا دیں گے۔ کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ اور دنیا میں گمراہی پھیلانے کے موجب ہیں۔

ف٢ طبیعیات اور علم الحیات کے ماہرین کی تازہ ترین تحقیقات یہ ہے کہ آسمان اور زمین درحقیقت ایک ہی گرہ تھے۔ بعد میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر انفصال ہوا۔ اور یہ دونوں الگ الگ ہوگئے نیز یہ کہ ابتدا میں بحری جانور پیدا ہوئے۔ بعد میں دوسری زندہ چیزیں منصۂ شہود پر آئیں۔ گویا پانی ہی زندگی کا باعث بنا ہے اور پانی سے حیات کا آغاز ہوا۔

غور فرمائیے۔ قرآن حکیم بھی اس آیت میں اسی حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ مگر کب سے۔ آج سے چودہ سو سال قبل سے جب کہ مروجہ علوم و فنون کا وجود تک نہ تھا۔

حلِ لغات

مُشْفِقُوْنَ ۔ اشفاق سے ہے۔ ڈر اور خوف۔

رَتْقًا ۔ انضمام، باہم ملنا، متصل کے معنوں میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ○

کہ زمین آدمیوں کو لے کر ہل نہ جائے اور اس میں کشادہ سڑکیں بنائیں کہ وہ راہ پائیں ○

٣٢- وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ○

٣٢- اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا، اور وہ اُس کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ○

٣٣- وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ○

٣٣- اور اُسی نے رات اور دن، اور سورج اور چاند بنایا۔ یہ سب آسمان میں تیرتے ہیں ○ ف۱

٣٤- وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ○

٣٤- اور اے محمدؐ! تجھ سے پہلے ہم نے کسی بشر کو ہمیشہ جینا عطا نہیں کیا۔ پس اگر تو مر گیا تو کیا وہ ہمیشہ جئیں گے؟ ○ ف۲

٣٥- كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○

٣٥- ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں امتحان کے طور پر آزماتے ہیں اور تم ہماری طرف آؤ گے ○

جمالِ قدرت کا مشاہدہ کرو

ف۱ تذکیر بآلاء اللہ بھی قرآن حکیم کا ایک خاص طرزِ بیان ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں خشک دلائل سے زیادہ کائنات کا جمال اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دعوتِ نظر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تم اگر واقعی قدرت کے جمال و کمال کو دیکھنا چاہتے ہو تو صرف مادیت کی تسکین کے لئے نہ دیکھو بلکہ دیدۂ عبرت سے ملاحظہ کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ کس صنعت و حکمت سے اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو پیدا کیا ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرو۔ پانی کے حیات بخش اثرات دیکھو۔ پہاڑوں کے فوائد سمجھو۔ آسمان، دن، رات، اور چاند سورج کو دیکھو کہ کیونکر ہر چیز اللہ کی دستِ صنعت کا پتہ دے رہی ہے ●

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ۔ سے مراد محض یہ ہے کہ آفتاب قمر بھی اپنے فرائض تکوینی کو ادا کر رہے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ وہ آسمان میں محض گھوم ہی رہے ہیں۔ اور مچھلیوں کی طرح تیر رہے ہیں یہ

محض ایک لسانی حسن ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے لا کیا ہے، جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ دن کی روشنی ختم ہو چکی اور رات کی تاریکی شروع ہونے والی ہے قرآن حکیم چونکہ خاص عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اور وہ بے نظیر ادبی کمالات کا حامل ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عربی محاورات کو ملحوظ رکھے۔ بلکہ عربیت کا بہترین نمونہ ہو۔ اور معانی و مفاہیم کے لئے عربی انداز بیان ہی اختیار کرے۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ قرآن میں عجمی پیرایہ اختیار کیا گیا ہے ●

ف۲ حضورؐ نے جب اسلام کو پھیلانا شروع کیا۔ اور مشرکین نے دیکھا کہ آپ کو خاص کامیابی ہو رہی ہے۔ تو یہ کہہ کر دل کو تسلی دے لیتے۔ کہ یہ کامیابی صرف ان کی زندگی تک محدود ہے جب یہ انتقال کر جائیں گے تو پھر اسلام کی اشاعت رک جائے گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آپ کے لئے وصال ضروری ہے تو کیا یہ لوگ مخالفت و عناد کے لئے زندہ رہیں گے، جو رہا باقی ہو وہ سبب اللہ

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

٣٦- وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا ۚ أَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

٣٦- اور کافر جب تجھے دیکھتے ہیں، تو تجھ سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے، جو تمہارے معبودوں کا ذکر (باہانت) کرتا ہے اور وہ لوگ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں ○ ف۱

٣٧- خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ○

٣٧- آدمی جلدی سے بنا ہے۔ عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا سو تم مجھ سے جلدی کرو ○

٣٨- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

٣٨- اور کہتے ہیں کہ یہ قیامت کا وعدہ کب آئے گا۔ اگر تم سچے ہو ○ ف۲

٣٩- لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

٣٩- کاش، یہ کافر اس وقت کو جان لیں، جب وہ آگ کو اپنے مونہوں، اور کمروں سے نہ ہٹا سکیں گے۔ اور نہ مدد پائیں گے ○

٤٠- بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ

٤٠- بلکہ وہ ان پر اچانک آ جائے گی، پھر ان کو ہکا بکا

ہوا نہیں ہو سکے گا۔ ہمارا اٹل اور محکم قانون یہ ہے کہ ہر نفس کے لئے موت مقدر ہے۔ ؎

فقل للشامتين بنا افيقوا
سيلقى الشامتون كما لقينا

دنیا کی ہر بات کو اشتباہ اور شک کی نظروں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر موت ایسی قطعی ہے کہ اس میں کسی کو قطعاً بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب کے لئے ضروری ہے کہ موت کے سامنے زندگی کا خراج پیش کر دے۔ اس لئے ان بے وقوفوں کا حضور کے متوقع انتقال پر خوش ہونا محض بیکار اور بچپن ہے۔

ف۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ابتداء میں کس حقارت سے اسلام کو اور حضور کو دیکھتے تھے۔ اور کس بے تکلفی سے کہا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ جو تمہارے معبودوں کی مذمت کرتا ہے۔ مگر ایک وقت آ پہنچا۔ جب کہ ان کو حضور کی عظمت کا صحیح احساس ہوا۔ اور انھیں معلوم ہو گیا کہ جس کو ہم حقارت سے دیکھتے تھے۔ وہ کائنات میں سب سے بڑا انسان ہے۔

ف۲

کفر والے جب یہ دیکھتے کہ انکار اسلام کے باوجود ان پر اللہ کا عذاب نہیں آتا۔ تو وہ یہ سمجھتے۔ شاید یہ ان کی نیک بختی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے حضور سے مطالبہ کرتے۔ کہ کیوں عذاب نہیں آ جاتا۔ اور ہمیں کیوں نہیں مٹا دیتا۔ قرآن حکیم کہتا ہے یہ عذاب طلبی تمہاری فطری عجلت پسندی کا نتیجہ ہے۔ اور صاف صاف بے عقلی کی بات ہے۔ عنقریب تم لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ کے غضب و غصہ کو دیکھ لو گے۔

حل لغات

عَجَلٍ۔ جلدی یا عجلت، اور اس کے معنے مٹی کے بھی ہیں۔
بَغْتَةً۔ اچانک، ناگاہ۔
فَتَبْهَتُهُمْ۔ ان کے حواس باختہ کر دے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

بنا دے گی۔ پھر وہ اُسے نہ ہٹا سکیں گے، اور نہ مہلت پائیں گے ○ ف۱

۴۱۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۴۱۔ اور تجھ سے پہلے بہت رسُولوں کے ساتھ ٹھٹھا ہو چکے ہیں، سو اُن میں سے ٹھٹھے بازوں کو اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ ٹھٹھا کرتے تھے ○

۴۲۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

۴۲۔ تو کہہ رات میں اور دن میں رحمٰن سے کون تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے ربّ کی یاد سے رُوگرداں ہیں ○ ف۲

۴۳۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ○

۴۳۔ کیا ہمارے سوا اُن کے اور بھی معبود ہیں کہ اُنہیں بچاتے ہیں، وہ اپنی جانوں ہی کی مدد نہیں کر سکتے اور ہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا مصاحب نہیں ○

۴۴۔ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا

۴۴۔ بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو نفع پہنچایا یہاں تک کہ اُن کی عمر دراز ہوئی، پھر کیا وہ دیکھتے

ف۱

عذاب کے باب میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ مجرموں کو ابتدا میں ڈھیل دی جاتی ہے کہ جب وہ حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اُس وقت اللہ کا عذاب اچانک آجاتا ہے اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اُن کو اس عذاب سے بچا نہیں سکتی۔ کم بے وقوف لوگ اس ڈھیل کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اعمال حسنہ کا نتیجہ ہے جو دنیا میں مال و دولت کے سب سامان ہمیں میسر ہیں۔ ورنہ ایک لمحہ بھی ہم دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کہنے والے بار بار حضور سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت مجسّم اور قدرت والی ہے۔ جسے جب چاہے، اپنے مصالح کے ماتحت گرفتار کر لے۔ پھر کون ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکے۔

صرف خدا محافظ ہے

ف۲

حقیقت یہ ہے کہ یہ محض اللہ کی مہربانی ہے۔ کہ انسان ہر جگہ اس وسیع کرۂ ارض کے سطح زمین پر زندہ ہے [illegible] کا قدم قدم پہ ہمارے لئے مصائب و حوادث کا عظیم الشان پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہی پانی جو اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ نعمت ہے۔ اگر سیلاب کی شکل اختیار کر لے، تو جانے کتنا عذاب وہ ہو جاتا ہے۔ ہوا کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے اگر باد تند میں تبدیل ہو جائیں۔ تو کس قدر تباہی پھیل جاتی ہے۔ اور آگ جس سے روزانہ ہم طرح طرح کے کھانے پکا کر نوش جان کرتے ہیں۔ اگر پھیل جائے، تو آن کی آن میں کئی گھر پھونک کے راکھ بنا دیتی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تو رات سوائے ہمارے تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے۔ [illegible] ہے جو تمہیں [illegible] سے [illegible] تمہاری حفاظت [illegible] قدرت پر بھی قادر نہیں [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا
مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○
۴۵ - قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا
يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا
يُنْذَرُوْنَ ○
۴۶ - وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ
رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا
كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○
۴۷ - وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ
لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ
شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ
وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے
چلے آتے ہیں، اب کیا وہ (قریش) غالب ہوں گے ○
۴۵ - تو کہہ میں تو تمہیں وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور
بہرے جب ڈرائے جاتے ہیں، پکار
نہیں سنتے ○
۴۶ - اور اگر تیرے رب کے عذاب کی بو بھی انہیں
پہنچے۔ تو کہنے لگیں خرابی ہماری۔ بے شک
ہم ظالم تھے ○
۴۷ - اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں
رکھیں گے۔ سو کسی جان پر ایک ذرہ ظلم نہ
ہوگا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل
ہوگا۔ ہم اسے لائیں گے۔ اور ہم کافی
محاسب ہیں ○ ف۲

ف۱

مخالفین اسلام کو اپنی معاندانہ کوششوں پر بڑا ناز تھا، ان کا خیال تھا کہ ان کی ناپاک مساعی سے اسلام کی بڑھتی پھولتی برکات رک جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ محض وہم باطل ہے۔ انہیں دیکھنا چاہیئے کہ فتوحات اسلامی کی وسعتیں کہاں تک پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ کیا اسی مغلوبیت کا نام قبضہ و غلبہ ہے؟

یہ تاریخ کا چمکتا ہوا ورق ہے۔ کہ اسلام جس ہمہ گیری اور غیر محدود طور پر پھیلا۔ دنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تاریخ عاجز ہے کہ مسلمان مجاہدین کی مثل پیش کر سکے۔

سوچنا یہ ہے کہ باطل اس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیا جھوٹ کو اتنا فروغ حاصل ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق اس کو قبول کریں۔ اور خاص و عام طور پر اس قدر متاثر ہوں؟ جبکہ حضور نے ہر جہان لوگوں کو حقیقت کی طرف بلایا ہو؟

مگر یہ قوت سماعت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس لئے مطلق کان نہیں دھرتے۔ اور نہیں سنتے کہ سب کچھ ان کے بھلے کے لئے کہا جا رہا ہے۔

وزن اعمال

ف۲ وزن اعمال کی تفصیلی کیفیت کو معلوم کرنا انسانی استعداد سے دور ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ایک ایسے عالم سے ہے جو اس وقت تک نادیدہ ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ اعمال کے صحیح نتائج کو جانچنے کے لئے، اور ان میں ٹھیک ٹھیک توازن قائم رکھنے کے لئے ایک معیار کی ضرورت ہے جس کی مثال ترازو کے مثل ہے۔ مقصد بہرحال یہ ہے کہ جہاں تک اعمال کا تعلق ہے۔ مثلاً عدالت میں کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو ٹھیک ثمرہ یا بدلہ ملے گا جس کا وہ ٹھیک طور پر حقدار ہے۔

حل لغات

نفحۃ ۔ تھوڑا سا حصہ ۔ مثقال ۔ نام وزن، مقدار ۔

۴۸ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

۴۸ - اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو کتاب دی تھی (جو) فیصلہ کرنے والی اور روشنی اور ان متقیوں کیلئے نصیحت ○

۴۹ - الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ○

۴۹ - جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے کانپتے ہیں ○ ف۱

۵۰ - وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○

۵۰ - اور یہ ذکر (قرآن) مبارک ہے جسے ہم نے اتارا سو کیا تم اس کے منکر ہو ○ ف۲

۵۱ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ○

۵۱ - اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ عنایت کی تھی، اور ہم اس کو جانتے تھے ○

۵۲ - اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○

۵۲ - جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کیا ہیں؟ جن پر تم جمے بیٹھے ہو؟ ○ ف۳

۵۳ - قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○

۵۳ - وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کی طرح پوجتے پایا ہے ○

قرآن میں تنوع ہے!

ف۱ قرآن حکیم چونکہ کتاب فطرت ہے۔ اس لئے اس میں مصنوعی ترتیب مضامین نہیں، بلکہ تنوع ہے اور تنوع کے ساتھ ایک باریک ربط ہے۔ جس کا سمجھنا صرف اہل بصیرت کے لئے ممکن ہے۔ اس تنوع بیان کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ پڑھنے والے کے دل میں شوق جستجو بڑھتا جاتا ہے۔ اور طبیعت میں ملال پیدا نہیں ہوتا۔

ان آیات سے قبل توحید کا ذکر تھا۔ رسالت و نبوت کا بیان تھا۔ اور حشر و نشر کی کیفیات کی توضیح تھی، اب انبیاء کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو جو کتاب عنایت فرمائی۔ وہ بالکل فیصلہ کن تھی۔ اور ہم و خرافات کی تاریکیاں کو دور کرنے والی روشنی تھی۔ اور کامل نصیحت تھی۔ اللہ کے وہ پاکباز بندے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں جو بن دیکھے اس پر ایمان رکھتے۔ اور اس سے ڈرتے ہیں۔ اور قیامت کے خیال سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہودی باوجود تورات کے موجود ہونے کے اس لئے بدبخت اور محروم رہے کہ ان میں خشیت الٰہی کا جذبہ مفقود ہو چکا تھا۔ اور اللہ پر سے اعتقاد اٹھ گیا تھا۔

ف۲ اہل کتاب سے خطاب ہے۔ کہ جب قرآن بھی صحف سابقہ کی طرح اللہ کی کتاب ہے اور اس میں نصیحت و برکت کا سامان وافر موجود ہے۔ تو پھر یہ محرومی کیوں ہے کہ تم اس کو نہیں مانتے کیا اسی وجہ سے کہ دلوں میں ایمان کی روشنی باقی نہیں رہی۔ اور خوف خدا کا خیال اٹھ گیا ہے؟

پیغمبرانہ استعداد

ف۳ حضرت ابراہیم کے دل میں (رباقی برپشت)

www.KitaboSunnat.com

۵۴ - قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○

۵۴ - بولا تم اور تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں ہو ○

۵۵ - قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ○

۵۵ - وہ بولے کیا تو ہمارے پاس سچی بات لے کر آیا ہے یا تو کھلنڈریاں کرتا ہے؟ ○

۵۶ - قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ○

۵۶ - بولا نہیں تمہارا رب تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے، جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور میں اسی بات کا قائل ہوں ○

۵۷ - وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○

۵۷ - اور اللہ کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کا ضرور علاج بتاؤں گا ○

۵۸ - فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○

۵۸ - پھر اس نے انہیں چکنا چور کر ڈالا مگر ان کے بڑے بت کو رہنے دیا تاکہ شاید وہ اس کی طرف پھر آئیں ○

۵۹ - قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○

۵۹ - بولے کس نے ہمارے معبودوں سے یہ کیا؟ وہ کوئی بڑا ہی ستمگار ہے ○

(بقیہ حاشیہ)

مشرکانہ خیالات کے خلاف جو جذبہ تنفر موجود تھا۔ اور جس سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنی قوم سے حق کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ وہ شروع ہی سے موجود تھا۔ اور جس کو نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل بھی ان میں یہ جذبہ موجود پایا جاتا تھا۔

بات یہ ہے کہ تمام انبیاء میں عہد نبوت سے قبل ایک مستعد فطرت موجود ہوتی ہے۔ ان کا دماغ پہلے انوار آلہیہ کا مہبط ہوتا ہے۔ ان کے کردار و گفتار سے ایک شان امتیاز ٹپکتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ معمولی شخصیت کے لوگ نہیں۔ بلکہ غیر معمولی ہیں۔ اور عام انسانوں سے یقیناً ممتاز اور بلند انسان ہیں۔

حل لغات

لَأَكِيدَنَّ۔ کید کے معنے تدبیر، سوء تدبیر اور مخالفانہ جدوجہد کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

٦٠- قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝	٦٠- بولے ہم نے ایک جوان ابراہیم نامی کی نسبت سُنا ہے کہ وہ ان بُتوں کا ذکر کیا کرتا ہے ۝
٦١- قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝	٦١- بولے تو اُسے لوگوں کے سامنے لاؤ، شاید وہ گواہی دیں ۝
٦٢- قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝	٦٢- بولے اے ابراہیم کیا تُو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ ۝ ف
٦٣- قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝	٦٣- بولا نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کام کیا ہے سو تم ان بُتوں سے پوچھ لو، اگر وہ بولیں ۝
٦٤- فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝	٦٤- وہ اپنے دلوں میں سوچ کر بولے، تم (تو) آپ ہی ظالم ہو ۝
٦٥- ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝	٦٥- پھر سرنگوں ہوئے، تُو تو جانتا ہے، کہ یہ نہیں بولتے ۝
٦٦- قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ	٦٦- کہا، پھر کیا تم اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے

حضرت ابراہیمؑ کی تدبیر اصلاح!

ف حضرت ابراہیمؑ کے اس قصہ کو اگر اس حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور اس کے مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے۔ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس مقام پر جھوٹ بولا، تو طبیعت میں سخت الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحیح حدیث بھی قرآن کے صحیح مفہوم کو بیان کر سکتی ہے اور انبیاء سے کذب کا صدور ممکن ہے۔ اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ حدیث قرآن کے مخالف ہے۔ اور نہ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کی تکذیب کا کہیں ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی باتیں پیش نظر رہنا چاہئیں۔

(١) قرآن میں ابراہیمؑ کو صدیق کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔

(٢) ابراہیمؑ نے بُت پرستوں سے کہہ دیا تھا، کہ میں تمہارے بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالوں گا۔

(٣) بُت پرستوں کو معلوم تھا کہ یہ سب ابراہیمؑ کی کارروائی ہے۔

(٤) یہ صاف ظاہر ہے کہ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا کہنے سے مقصود اظہار حقیقت کا اخفاء نہیں، بلکہ ایک لطیف پیرایہ میں گفتگو کو متنبہ کرنا ہے کہ بے وقوفو! جو بُت گردن توڑے جانے سے محروم ہیں۔ اور اپنی حالت زار بھی بیان نہیں کر سکتے۔ وہ تمہارے خدا کیونکر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ جب ابراہیمؑ نے کہا، کہ اس بڑے بُت نے یہ کیا دھرا ہوگا، اس سے پوچھ لو، تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور ان کو غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ بُت واقعی بیکار ہیں۔ اور ان کی پرستش کھلی گمراہی اور ظلم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض دفعہ معمولی بات بھی انسان محسوس نہیں کرتا، مگر جب اس کو ذرا چونکا دیا جاتا ہے۔ تو وہ غور سے اصل حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ چونکہ اس حکیمانہ اصول نفسی سے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ طریق عمل اختیار کیا۔ اور اس میں ان کو کامیابی ہوئی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے یہ تو نہایت عقلمندی اور دانائی ہے۔ یعنی تدبر و تدبیر ہے۔

اب رہا یہ معاملہ کہ حدیث میں اس کو کذبات میں شمار کیا گیا ہے۔ تو اس کے متعلق ذیل کے نکات غور طلب ہیں۔ (باقی برصفحہ)

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝

ہو جو تمہارا نہ کچھ بھلا کر سکیں اور نہ بُرا ۝

٦٧- اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

٦٧- تُف ہے تم پر، اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں پر، کیا تمہیں عقل نہیں؟ ۝

٦٨- قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

٦٨- وہ بولے ابراہیم کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر کرنا چاہتے ہو ۝

٦٩- قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝

٦٩- ہم نے کہا، اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا ۝ ف

٧٠- وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

٧٠- اور انہوں نے اس کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا سو ہم نے انہیں کو زیان کار کر دیا ۝

٧١- وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

٧١- اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف بھیجا جس میں ہم نے سارے جہان کی برکت رکھی ۝

٧٢- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ

٧٢- اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق بخشا، اور یعقوب

(١)۔ کذب عربی میں جھوٹ کا بالکل مترادف لفظ نہیں ہے، بلکہ ہر بات جو بظاہر خلاف واقعہ ہو، مگر اس سے مقصود کوئی بلند چیز ہو، اسے بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

(٢) حدیث میں کذبات کا ذکر باب معاریض میں ہے۔ یعنی غرض مخاطب کی سادگی سے فائدہ اٹھانا ہے۔

(٣) حدیث میں ابراہیم کے کذبات کا بیان اس طرح ہے، کہ میدان حشر میں ان کو سفارش کرنے میں یہ وجہ تامل ہوگا، کہ ان سے نیک نیتی کے ساتھ ان لغزشوں کا صدور ہوا ہے۔ گو یہ واقعے دو واقعے جھوٹ نہیں ہیں۔ مگر انبیاء کا مقام چونکہ خشیت و خوف اور پاکبازی کے لحاظ سے بہت بلند ہے، اس لئے وہ ان واقعات کو بھی جھوٹ کے ساتھ ادنیٰ مناسبت ہونے کے باعث اپنے لئے معیوب سمجھیں گے۔ اور سفارش کی جرأت نہ فرمائیں گے۔

(٤) حدیث بالکل صحیح ہے، اس کا مقصد حضرت ابراہیم کو کاذب ثابت کرنا نہیں، بلکہ ان کے مرتبہ اتقاء کو ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے اس میں اور قرآن کی ان آیات میں قطعاً مخالفت نہیں۔

ابراہیم کا کامل ایمان!

ف حضرت ابراہیم نے جب بتوں کی تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ تو بت پرستوں کے حلقہ میں کھلبلی مچ گئی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارے بتوں اور دیوتاؤں کے خلاف اس قسم کا جہاد ناقابل برداشت ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کی سزا سوائے اس کے کہ ابراہیم کو زندہ آگ میں جھونک دیا جائے۔ اور کچھ نہیں، چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ اس کو آگ میں ڈال دو۔ الاؤ میں جھونک دو۔ اور پھونک دو۔ مگر اللہ کی مشیت کچھ اور تھی، اور جو انتظام ہو رہے تھے۔ کہ توحید کی حمایت کی پاداش میں اللہ کے ایک بندے کو زندگی سے محروم کر دیا جائے، تو دوسری جانب رحمت ایزدی ان کی حماقت پر ہنس رہی تھی۔ عین اس وقت جب معاندین کی تدبیریں بظاہر کامیاب ہو چلی تھیں۔ اللہ کا فضل بروئے کار آیا۔ اور وہ الاؤ جو جہنم کی طرح شعلے اگل رہا تھا، اس حامی حق کا منتظر تھا، برد و سلامتی سے تبدیل ہو گیا۔ اللہ کی رحمت کے چھینٹے اس طرح پڑے کہ تمام آگ بجھ کر سرد ہو گئی۔ دیکھئے اور غور کرنے کی بات نہیں

(باقی بر صفحہ)

نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ○
۷۳- وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ
وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ
وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ○
۷۴- وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا
وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ
كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ○
۷۵- وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ
مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○
۷۶- وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ

انعام میں دیا، اور سب کو نیک بخت کیا ○
۷۳- اور انہیں ہم نے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے
ہدایت کرتے تھے اور ہم نے اُن کی طرف نیکیاں کرنے
اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور
وہ ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے ○ ف۱
۷۴- اور ہم نے لوط کو علم اور حکم دیا،
اور اُس بستی سے جو گندے کام کرتی تھی،
اُسے بچا نکالا۔ اور وہ لوگ بد، اور
گنہگار تھے ○
۷۵- اور اُسے ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا وہ
نیک بختوں میں سے ہے ○
۷۶- اور نوح کو یاد کر جب اس نے اس سے پہلے پکارا تھا
تو ہم نے اُس کی دعا قبول کی، پھر اُسے اور اس کے

اس تبدیلی و تحول کے اسباب پر بحث کی جائے، بلکہ اہلِ دل کے لئے غور و تعمق کی بات یہ ہے کہ ابراہیم کے دل میں کس درجہ محکم اور مضبوط ایمان تھا۔ اور انہیں کتنا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ تھا۔ آگ میں کود پڑا۔ اہلِ معرفت کے لئے اس کاوش اور کرید سے کہیں اہم ہے کہ اس طبعی انقلاب کے اسباب و علل دریافت کئے جائیں۔ پھر یہ بھی بصیرت افروز شے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ گو اپنے بندوں کو کیسی آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ مگر رسوا نہیں کرتا۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایمان کا امتحان لیا جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے کہ بندے کے دل میں مولا کے متعلق کس درجہ اعتقاد ہے۔

ف۱

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو لوگ اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے لئے دنیا کی تمام لذتوں اور رشتوں کو قربان کر دیتے ہیں وہ ان کو دنیا میں خیر و برکت کا بڑا حصہ دار بنا دیتا ہے۔ اور ان کو عام انبیاؤں سے کسی طرح کم حقیقت میں نہیں رہنے دیتا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے جب اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ تیاگ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت سے نوازا۔ اور اولاد صالح عطا کی۔ جو سب کے سب منصب قیادت و امامت پر فائز ہوگئے اور اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص اپنی اولاد کو اپنے سامنے کامیاب و کامران دیکھے۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ ہم نے لوط کو جو ابراہیم کے رشتہ دار تھے۔ نجات دی۔ اور ایک نہایت بدبخت اور رسوا قوم سے مخلصی عنایت کی۔ پھر نوح نے جب پکارا، اور قوم کی بدکرداری کے خلاف احتجاج کیا، تو ہم نے اس کی بھی سنی، اور تمام قوم کو جو نافرمان اور سرکش تھی فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ غرض یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کی دعاؤں کو ہر وقت سنتے ہیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔

حل لغات

نَافِلَةً۔ علاوہ۔ وہ شے جو حق سے زیادہ بھی ہو اُسے نافل کہتے ہیں۔
اَئِمَّةً۔ امام کی جمع ہے۔ بمعنے پیشوا۔
حُكْمًا۔ بمعنے فہم و ادراک۔

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝
۷۷- وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝
۷۸- وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ
فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ
الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝
۷۹- فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا
حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ
دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ
وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝
۸۰- وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ
لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ

اس کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا ۝
۷۷- اور ہم نے اسے اس قوم پر مدد دی جنہوں نے
ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ بے شک وہ بد لوگ تھے
سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ۝
۷۸- اور داؤد اور سلیمان کو یاد کر جب وہ دونوں کھیت کا
جھگڑا فیصل کرتے تھے جب اس میں رات کو ایک گاؤں
کی بکریاں پڑ گئی تھیں اور ہم ان کا فیصلہ دیکھ رہے تھے ۝ ف۱
۷۹- پھر ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا، اور ہر ایک کو ہم نے
حکم اور علم دیا تھا، اور ہم نے پہاڑ داؤد کے تابع کر
دیئے تھے، کہ وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرند
(بھی) اور ہم ہی نے یہ کیا تھا ۝
۸۰- اور ہم نے داؤد کو تمہارے لئے ایک پہناوا بنانے کی صنعت سکھلائی
تھی کہ تمہیں تمہاری لڑائی میں محفوظ رکھے (یعنی زرہ) سو کیا

اللہ کی اپنے بندوں پر بوقلموں رحمتیں

ف۱ ان سب آیات میں اللہ تعالیٰ کی بوقلموں رحمتوں کا ذکر ہے۔ کہ کس طرح کسی کسی بندے کو نوازا گیا۔ داؤد و سلیمان کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ دونوں کو ہم نے پیغمبرانہ فراست عطا کر رکھی تھی۔ مگر دقت نظر میں حضرت سلیمانؑ کا اجتہاد بڑھ گیا۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کے پاس دو فریق آئے۔ ایک کا باغ تھا، اور دوسرے کی بکریاں۔ باغ والے نے کہا۔ رات کو اس کی بکریوں نے میرے باغ کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اس سے ہرجانہ دلوائیے۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا تم اس کی بکریاں چھین لو۔ یہ اس غفلت و بے پروائی کی سزا ہے۔ جس کی وجہ سے تمہارا باغ غارت ہو گیا۔ حضرت سلیمانؑ تک یہ معاملہ پہنچا تو انہوں نے فرمایا میرا فیصلہ اس سے مختلف ہے۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا، وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بکریوں سے اس وقت تک استفادہ کیا جائے۔ جب تک کہ نقصان کی تلافی نہ ہو۔ اور اس کے بعد بکریاں واپس کر دی جائیں۔ کیونکہ بکریوں کا بطور تملیک مدعی کے سپرد کر دینا قرین عدل نہیں۔ حضرت داؤدؑ بیٹے کی فراست پر خوش ہوئے۔ اور اس تجویز سے اتفاق کیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امر مجتہد فیہ میں اختلاف جائز ہے۔ بلکہ بعض حالات میں ضروری۔

حضرت سلیمانؑ کی دانشمندی اور زود فہمی کے بیشمار قصے کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور ان کی حکیمانہ امثال تو مشہور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا۔ جس سے وہ ممتاز و مفتخر تھے۔

حضرت داؤدؑ بھی اللہ کے بے شمار انعامات سے سرفراز تھے۔ ان کو سامان حرب کی طیاری میں کمال حاصل تھا۔ زرہیں یعنی آہنی قمیص سب سے پہلے انہوں نے ایجاد کیں۔ پہاڑوں میں راستے انہوں نے بنائے۔ اور پرندوں کو جنگی خدمات کے لئے استعمال کیا۔

حل لغات

الکرب۔ بے چینی۔ الحرث۔ کھیت اور باغ دونوں کے لئے اس کا استعمال قرآن میں ہوا ہے۔ نفشت۔ نفش سے ہے۔ رات کے وقت مال ڈھور کا کھیت میں جا پڑنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○

۸۱- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ
بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا
فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ○
۸۲- وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ
لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ
وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ○
۸۳- وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ
مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ○
۸۴- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ
ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

تم شکر کرتے ہو؟ ○

۸۱- اور ہم نے تحت ہوا سلیمان کے قابو میں کی تھی (ف۱)
کہ وہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جس
میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی کنعان) اور ہمیں ہر چیز کی خبر ہے ○
۸۲- اور شیطانوں میں سے بھی جو اس کے لئے دریا میں غوطہ لگاتے
اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے، اور ہم ان کے
نگہبان تھے (کہ شرارت نہ کریں) ○
۸۳- اور ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ
مجھے دکھ پہنچا ہے، اور تو سب مہربانوں سے
زیادہ مہربان ہے ○ (ف۲)
۸۴- سو ہم نے اس کی سن لی، اور اس کا دکھ دور کیا
اور اس کے اہل اسے دے دیئے، اور ان کے ساتھ اور
بھی ان کی مانند اپنے پاس کی رحمت سے اسے دیئے اور نصیحت

ف۱ حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا مسخر کی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سلیمانؑ خشکی اور بحر سے محدود علم تک حسب منشاء استفادہ کر لیتے تھے۔ اور ان کو اس پر ضبط اور کنٹرول حاصل تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان کے پاس ایک تخت تھا جو ہوا میں اڑتا تھا۔ اور شام سے یمن اور یمن سے شام تک اس کی پرواز ہوتی تھی۔ تو کیا یہ تسخیر طیاروں کی صورت میں تھی؟ واضح طور پر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر متبادر معنے جو سمجھ میں آتے ہیں، وہ یہی ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس طیاروں کی قسم کی کوئی چیز تھی۔ اور وہ ان کی اپنی ایجاد تھی جس کی وجہ سے وہ ہواؤں میں اڑتے پھرتے تھے۔

بات یہ ہے کہ آج کل زمانہ ایجادات و اختراعات کے باب میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ حضرت انسان نے پہلی مرتبہ اس حد تک ترقی کی ہو۔ چنانچہ اثری تحقیقات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بارہا اس عقل و فکر کو آراستہ کیا گیا ہے۔ اور عقل و حکمت کی کار فرمائیوں کو حیرت ناک طور پر بنایا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ درمیان میں حوادث ارضی و سماوی نے ان ترقی کے نشانات کو مٹا دیا ہو۔ اس لئے اگر حضرت سلیمانؑ کے عہد میں طیاروں کی قسم کی کوئی چیز مانی جائے تو اس میں کوئی تاریخی استبعاد لازم نہیں آتا۔

صبر ایوبی

ف۲ صبر ایوب مشہور ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت ایوب صبر و عبادت کا پیکر تھے اور ان کی بعثت کا موضوع یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ کے متعلق عقیدت و نیاز مندی کے جذبات پیدا کریں۔ اور انتہائی مصائب میں بھی ان کو اللہ کی چوکھٹ پر جھکانے کی کوشش کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ ہر حالت میں صرف اللہ کو اپنا کارساز اور چارہ گر سمجھنا چاہیے۔ اس بنا پر صبر و توکل کے لئے ضرورت تھی کہ وہ خود عملی طور پر لوگوں کے لئے نمونہ اور اسوہ ثابت ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت آزمائش میں ڈالا۔ یہاں تک کہ اپنے عزیز و اقربا بھی ان کا ان حالات میں ساتھ نہ دے سکے۔ مگر باوجود اس ابتلاء عظیم کے صبر و توکل کا دامن ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ اور وہ برابر اللہ کی عبادت میں مصروف رہے۔ بلکہ ہر مصیبت اور ہر دکھ کے وقت ان کے جذبہ نیاز مندی میں اضافہ ہوتا۔ اور انہوں نے بہرحال اپنے کو اللہ کا شکر گزار اور نیاز مند بندہ ثابت کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سن لی، اور تمام تکلیفوں کو راحت و مسرت سے بدل دیا۔ اقربا اور عزیز جو مصیبت کے وقت الگ ہو گئے تھے پھر پاس آ گئے۔ مال و دولت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلْعٰبِدِيْنَ ○

عبادت کرنے والوں کے لئے ○

۸۵- وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

۸۵- اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کر۔ یہ سب صابر تھے ○

۸۶- وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۖ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

۸۶- اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کیا وہ نیک بختوں میں تھے ○

۸۷- وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

۸۷- اور مچھلی والے (یونس) کو یاد کر جب غصہ ہو کر چلا گیا۔ پھر سمجھا کہ ہم اُس پر تنگی نہ کریں گے، پھر تاریکیوں میں پکارا، کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو پاک ہے۔ میں ظالموں میں تھا ○

۸۸- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۸۸- سو ہم نے اس کی سن لی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی ہم مومنوں کو نجات دیں گے ○

۸۹- وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ

۸۹- اور زکریا کو یاد کر۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے

ف

ذوالکفل کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ زمرۂ انبیاء میں سے تھے یا صلحاء امت میں۔ قرآن نے انھیں انبیاء کی صف میں ذکر کیا ہے جمہور علماء کا مذہب بھی یہی ہے۔ کہ وہ پیغمبر تھے۔ مگر تحقیق نہیں کہ کس عصر کے پیغمبر تھے۔

ذوالنون حضرت یونسؑ کا لقب ہے۔

غرض یہ ہے کہ یہ تمام انبیاء صابر تھے۔ صالح تھے۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل رکھنے والے تھے۔ اور ان کے دلوں میں اللہ کی خشیت اور اس کا خوف تھا۔

ان سب کی خصوصیت جو قرآن حکیم نے بتائی ہے اور یہ ہے کہ یہ لوگ ہر ابتلاء کے وقت بے تامل ہو کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ صرف اسی کا نام تھا۔ جو ان کے لئے وجہ طمانیت ہو سکتا تھا۔ اور صرف اسی کی ذات تھی۔ جس پر ان کو ناز اور بھروسا تھا۔ اسی لئے اللہ بھی ہر مشکل اور مصیبت میں ان کا خیال رکھتا تھا۔ اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا تھا۔ کیونکہ قاعدہ یہی ہے کہ جو شخص صرف رضائے الٰہی کے لئے ساری دنیا سے الگ ہو جائے۔ اور جس کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں۔ محض اس بنا پر کہ اوہام پرست مخلوق اس کی خدا پرستی سے بیزار اور متنفر ہے۔ تو اس وقت خدا کی ذات آپ اس کی ہر طرح پر کفیل ہو جاتی ہے۔

حضرت یونسؑ اپنی قوم کے اعمال بد سے سخت ملول تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی اصلاح کریں۔ مگر جب ان کی نافرمانیاں حد سے گزر گئیں تو وہ اس وقت ناراض اور مایوس ہو کر ان سے جدا ہو گئے تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور یہ تھا کہ وہ بدستور ان میں قیام کریں۔ اور ان کو پاکبازی اور توحید کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے تھے کہ یونسؑ اس وجہ سے جلد بیزار و کبیدہ ہو جائیں۔ اور قوم کو بدستور گمراہی اور ضلالت میں چھوڑ جائیں۔ اس لئے عین اس وقت جب کہ وہ کشتی میں سوار ہو کر ان لوگوں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔ اللہ نے انھیں بڑی آزمائش میں ڈال دیا اور اس وقت آزاد کیا۔ جب انھوں نے اپنی لغزش کو محسوس کیا۔ اور خلوص قلب سے دعا مانگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝
۹۰- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ
اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ
رَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝
۹۱- وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ
اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
۹۲- اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ
وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝
۹۳- وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ
اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝
۹۴- فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے ۝
۹۰- سو ہم نے اس کی پکار سنی اور اسے یحییٰ بخش دیا اور
اس کی عورت کو چنگا کر دیا۔ یہ لوگ نیکیوں پر
دوڑتے تھے اور ہمیں توقع اور ڈر سے پکارتے تھے اور
ہمارے آگے دبے رہتے تھے ۝
۹۱- اور اس عورت (مریم) کو یاد کر جس نے اپنی شرمگاہ کی
حفاظت کی پھر ہم نے اس عورت میں اپنی طرف سے روح پھونک دی
اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام جہان کے لئے نشانی قرار دیا ف۱
۹۲- یہ سب لوگ تمہارے دین کے ہیں اور سب کا ایک
ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو میری بندگی کرو ف۲
۹۳- اور لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور
سب ہماری طرف لوٹ آئیں گے ۝
۹۴- سو جو کوئی نیک عمل کرے گا، اور وہ ایمان بھی

مسیح اللہ کی نشانی ہیں!

ف ۱

حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی روح کے نفخ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ ان کو خرق عادت کے طور پر پیدا کیا گیا۔ اور اس لئے بھی کہ ان کا روحانی مقام بہت بلند تھا۔ یہودیوں کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ تمہارے ظنون فاسد بے دینی اور الحاد پر مبنی ہیں۔ ورنہ مریم عفیفہ اور مسیح ناصری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک نشانی ہیں ۔

ف ۲

اللہ کا سچا اور اصلی دین اسلام ہے۔ جس میں اس کی توحید و تفرید کا اعلان ہے۔ جس میں اس کی رب کی ربوبیت کی تلقین ہے۔ جو تمام انسانوں کو ایک وحدت میں منسلک کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کی غرض وغایت یہ ہے۔ کہ نوع انسانی کے دوامی امن کو غلط اور تاریک بنا دیا جائے۔ اس کے بعد جتنے فرقے اور گروہ ہیں۔ اور جس قدر مذہبی و دینی جماعتیں ہیں سب گمراہی اور ضلالت میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تمہاری قوم ہی ایک سچی اور اطاعت شعار قوم ہے۔ اور یہ لوگ جنہوں نے اپنے وجود کو مختلف گروہوں اور جماعتوں میں بانٹ لیا ہے مجرم ہیں یہ سب کے سب ہمارے پاس آئیں گے اس وقت ہم انہیں بتلائیں گے۔ کہ کون راہ راست کا رہرو تھا۔ اور کون گمراہ ۔

www.KitaboSunnat.com

مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ۚ وَإِنَّا
لَهُ كَاتِبُونَ ○
٩٥- وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ
لَا يَرْجِعُونَ ○
٩٦- حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ
وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ○
٩٧- وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ
شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ
يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا بَلْ
كُنَّا ظَالِمِينَ ○
٩٨- إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ
حَصَبُ جَهَنَّمَ ۚ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ○
٩٩- لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ۖ

رکھتا ہوگا، تو اس کی کوشش ناقبول نہ ہوگی اور
ہم اس کو لکھتے ہیں ○ ف۱
٩٥- اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ممکن نہیں کہ وہ پھر ہمارے
پاس لوٹ کر آئیں ○ ف۲
٩٦- یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں
اور وہ ہر بلندی سے رپٹتے (دوڑتے) آئیں ○ ف۳
٩٧- اور سچا وعدہ نزدیک آجائے۔ پھر ناگاہ، کافروں
کی آنکھیں اُبھری رہ جائیں (اس وقت کہیں گے کہ)
شامت ہماری ہم اس حال سے غافل تھے بلکہ
ہم ظالم تھے ○
٩٨- تم لوگ اور اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو سب
دوزخ کا ایندھن ہو (اور) تم اس پر پہنچو گے ○
٩٩- اگر یہ معبود ہوتے، تو وہ دوزخ پر نہ پہنچتے،

ف۱

مقصود یہ ہے کہ کوئی شخص کسی فرقے اور کسی عقیدے کے ساتھ تعلق رکھے۔ اگر وہ اسلام کے حقائق تسلیم کرلے اور اپنی زندگی کو سنوار لے۔ تو وہ نجات کا مستحق ہے۔ اور اس کی مساعی عنداللہ مشکور ہیں۔

ف۲

یعنی جن لوگوں کا فسق وفجور انتہا تک پہنچ جاتا ہے، عذاب الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ وہ عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد رجوع کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان میں پھر دنیا میں لوٹ جانے کی قوت نہیں رہتی۔ گو وہ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ایک اور موقع دیا جائے۔ مگر اللہ کا یہی فیصلہ ہے کہ عذاب کے بعد ان کے حق میں کوئی رعایت ملحوظ رکھی جائے گی۔ عذاب الٰہی اس وقت آتا ہے جبکہ انسانی گناہ، حدود اصلاح ورجوع سے تجاوز کر جائیں۔

یاجوج وماجوج

ف۳

یاجوج وماجوج کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔ مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ قوموں کی بدتمیزی اور تظالم کا ایک طوفان اٹھے گا۔ جو نظم عالم کو تہ وبالا کر دے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ مذہب کی وقعت دلوں سے اٹھ جائے گی۔ دینداری کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ اور نظام کائنات کی بنیادیں محض ہرج ومرج پر رکھی جائیں گی۔ جب انسانوں میں شریر اور بد باطن لوگ رہ جائیں گے۔ اور صرف مادیت کی حکومت ہوگی۔

ان حالات میں بطور انتقام اللہ تعالیٰ ایک قوم کو تباہی و غارت گری کے لیے انسانوں پر مسلط کر دیں گے۔ ہم کو یہ بات ثابت ہو کر انتہا مادیت کے معنے آخری تباہی کے ہیں۔

حل لغات

كُفْرَانَ۔ ضیاع، نقصان، اور انکار۔
حَرَامٌ۔ ممنوع، ناشائستہ و ناروا۔
يَنْسِلُونَ۔ جدا ہونا، نکل جانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
۱۰۰- لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا
يَسْمَعُوْنَ ۝
۱۰۱- اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝
۱۰۲- لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ
مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝
۱۰۳- لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ
تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝
۱۰۴- يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ
نُّعِيْدُهٗ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ اِنَّا كُنَّا

اور وہ سب اس میں ہمیشہ رہیں گے ○
۱۰۰- انہیں وہاں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ
سُنیں گے ○
۱۰۱- جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے نیکی
مقرر ہوگئی ہے، وہ اس سے دُور رہیں گے ○ ف۱
۱۰۲- وہ دوزخ کی آہٹ بھی نہ سُنیں گے اور وہ ان
مزوں میں جن کو ان کا جی چاہے گا ہمیشہ رہیں گے ○
۱۰۳- اس بڑی گھبراہٹ کا انہیں غم نہ ہوگا، اور فرشتے
اُن کو لینے آئیں گے، یہ تمہارا دن ہے جس کا
تم سے وعدہ ہوا تھا ○
۱۰۴- جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے ف۲ جیسے کاغذ کو
طومار لپیٹتا ہے جیسے ہم نے پہلی پیدائش شروع کی
تھی اور ویسے ہی ہم اسے پھر لوٹائیں گے، یہ وعدہ ہمارے ذمے ضروری ہے

اہلِ جنت کو دوزخ کی اذیتوں کا کھٹکا نہیں!

ف۱ جنت اور دوزخ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کے مظہر ہیں۔ جو لوگ مشرک ہیں، جنھوں نے حق پرستی کے بجائے چھوڑ کر شرک پرستی کو شیوہ بنا لیا ہے۔ وہ اللہ کی ناراضی اور ناخوشی کے مہبط ہیں۔ اس لئے ان کا مقام بھی وہ ہے۔ جہاں سے غیظ و غضب کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اور جن کے مقدر میں نیکی ہے، اور نصیب میں اللہ کی توحید، وہ رضائے الٰہی کا موجب ہیں۔ اور ان کا مقام بھی وہ سُرور آفرین ہے۔ کہ وہاں جہنم کے ہولناک شعلوں کی آواز تک نہیں پہنچے گی۔ اور چونکہ دنیا میں انہوں نے ایثار و قربانی سے کام لیا تھا۔ اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے ان تمام لذتوں اور آسائشوں کو خیرباد کہا تھا۔ اس لئے یہاں ان کو ہر قسم کی لذتیں عطا کی جائیں گی۔ اور روح و جسم کی تمام مسرتیں ان کے حصہ میں آئیں گی اور وہ دائمی و ابدی ہوں گی۔ کوئی خوف و گھبراہٹ ان کے نزدیک نہیں آئے گا۔ نفخۂ ثانیہ کے بعد حساب و محاسبہ کے ڈر سے بھی وہ بالکل بے خطر ہوں گے۔ فرشتے خوشخبریوں کے تحائف لے کر ان کا استقبال کریں گے اور ان کو بتائیں گے کہ اللہ کے نزدیک ان کا مقام کس درجہ بلند ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نجات کے صحیح معنی میں مستحق ہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ ہر مسلمان خواہی نخواہی جہنم کی اذیتوں کو محسوس کرے گا۔ یہاں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے کامل نجات مقدرات میں سے ہے، اور وہ جہنم کی خوفناک اذیتوں سے قطعی محفوظ رہیں گے۔

ف۲ یعنی یہ تمام واقعات قیامت آ لینے کے بعد رونما ہوں گے اس وقت آسمان کی وسعتوں کو یوں سمیٹ لیا جائے گا۔ جس طرح کاغذ کے طومار کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے بڑے آسمان کو چشم زدن میں سمیٹ لینا اتنا ہی سہل ہے۔ جتنا کہ خطوط کے کاغذات کو لپیٹ لینا لکھنے والے کے لئے سہل ہوتا ہے یعنی اللہ کے لئے یہ چیز جسے تم مشکل اور محال قرار دے رہے ہو بالکل آسان ہے۔

حلِ لغات ۔ زَفِیْرٌ ۔ سانس کو پہلے اندر کھینچ کر پھر چھوڑنا۔ اسی لئے گدھے کی پہلی آواز کو زفیر اور دوسری کو شہیق کہتے ہیں۔ اور ... مصیبت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فٰعِلِيْنَ ○

۱۰۵- وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○

کرتا ہے ○

۱۰۵- اور ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے ○ ف۱

۱۰۶- اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ○

۱۰۶- اس میں مطلب کو پہنچنے میں لوگ بندگی کرنے والے ○

۱۰۷- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

۱۰۷- اور ہم نے تجھے (اے محمدؐ) جہان کے لوگوں کی رحمت بنا کر بھیجا ہے ○ ف۲

۱۰۸- قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

۱۰۸- تو کہہ مجھ پر تو یہی حکم نازل ہوئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے پس کیا تم مانتے ہو؟ ○

۱۰۹- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○

۱۰۹- پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ کہ تم سب کو یکساں طور پر خبردار کر چکا، اور میں نہیں جانتا کہ جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ہے ○ ف۳

۱۱۰- اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

۱۱۰- وہ اس بات کو جو پکار کر کہی جائے جانتا ہے اور

زمین کے وارث کون ہیں؟

ف۱ قرآن یہ ہے کہ صالحین کے لئے کامیابی و کامرانی قطعی و یقینی ہے۔ پہلی آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں مذکور ہے۔ کہ صلحاء زمین کے وارث ہوں گے، اور تمام مادی و معاشی سربلندیاں ان کو عطا کی جائیں گی۔ مگر صلحاء سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا وہ لوگ جو امور حکمرانی سے محض ناواقف ہیں۔ اور صرف سجادہ و تسبیح کو "صلاح و تقویٰ" کا معیار گردانتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو ان شروط دین کے ساتھ اس کردار کے بھی حامل ہیں۔ جو زندہ قوموں کا کردار ہے۔ اور ان تمام اوصاف سے متصف ہیں جن کا ہونا حکمران قوم کے لئے ضروری ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے الگ الگ قواعد بنا دیئے ہیں۔ چنانچہ اخلاق کے لئے جو اصول بتائے ہیں اور معاشرت کے لئے جو دستور ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہو کر انسان اخلاق و معاشرت کی تمام برکتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سیاسی زندگی اور سیاسی برتری کے لئے بھی تفصیلات بیان کی ہیں جب جو قوم بھی ان تفصیلات کو عملاً تسلیم کرتی ہے وہ اسی حد تک ان برکات سے ضرور مستفاد ہو سکے گی۔ اور دنیا میں سربلند ہو کر رہے گی کیونکہ یہ علو و برتری اسلامی پروگرام پر عمل کا نتیجہ ہے۔

ف۲ حضورؐ کا فیض عام ہے۔ آپ کسی خاص قوم اور خاص ملک کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کی بعثت تمام کائنات انسانی کیلئے ہے۔ آپ کی رحمتیں وسیع، اور آپ کا پروگرام ہمہ گیر ہے آپ کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو گھیر لیتے ہیں، ہر وقت اور ہر حالت میں حضرت اللہ کے تقاضائے عبودیت کو استوار کیا جائے۔

ف۳ ان آیات پر سورۂ انبیاء کا اختتام ہے۔ اعلان میں صاف طور پر کر دیا گیا ہے کہ اسلام کی تعلیم بالعنوان توحید ہے۔ یعنی باطل اور جھوٹ کے خلاف کھلی جنگ حق اور سرکشی کے درمیان اعلیٰ منافرت ظلم و استبداد کے مقابلہ میں قوت و غلبہ کا دائمی مطالبہ۔ فرمائیے تم توحید کے مسلک کو قبول کر لو۔ یا انکار کر دو۔ ہم بہر حال ایک خدا کی پرستش کریں گے۔ اور اسی خدا کی قوتوں سے ڈریں گے تمہاری مخالفت اور تمہارے عناد کی قطعاً کچھ پروا نہیں کریں گے۔ (باقی بر صفحہ ۷۹۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝
١١١- وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ
وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝
١١٢- قُلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا
الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا
تَصِفُونَ ۝

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ
آيَاتُهَا ٧٨ رُكُوعَاتُهَا (١٠)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝
١- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ
زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝
٢- يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

تمہاری پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے ۝
۱۱۱- اور میں نہیں جانتا شاید یہ (وعدہ) تمہاری آزمائش
اور ایک وقت تک تمہاری بہرہ مندی ہو ۝
۱۱۲- رسول نے کہا۔ اے رب تو حق کے ساتھ فیصلہ کر
اور ہمارا رب رحمٰن ہے اسی سے ہم تمہاری ان باتوں
پر جو تم بناتے ہو مدد مانگتے ہیں ۝

سورۂ حج

مدنی ۔۔۔ آیتیں ۷۸ ۔۔۔ رکوع ۱۰۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ بے شک
قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے ۝
۲- جس دن تم اسے دیکھو گے ہر ایک دودھ پلانے والی
اپنے دودھ پلائے بچے کو بھول جائے گی اور ہر ایک حمل

(بقیہ حاشیہ)

ہمارے دلوں میں صرف ایک ذات کی محبت ہے، اور صرف اسی ذات کا ڈر ہے، جو رب السموات والارض ہے۔

یہ آیات اپنے مفہوم میں کہنے والوں کے لئے کھلے اعلان جنگ کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں، کہ ہمیں اسلام کی حکمت عملی خوف وہراس کی حکمت عملی تھی۔ انہیں ان آیات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کس جرأت وجسارت کے ساتھ ان لوگوں کو بتا دیا گیا ہے۔ اور واضح کر دیا گیا ہے کہ تم گو انکار کرو۔ مگر حقیقت وہی ہے جس کا ہم اعتراف

کر لیتے ہیں۔ اور جسے پھیلانا ہم دین کی خدمت سمجھتے ہیں۔

حل لغات

الْمُسْتَعَانُ۔ وہ ذات جس سے استعانت اور مدد چاہیں۔ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔ قیامت کا زلزلہ تَذْهَلُ۔ ذہول سے ہے۔ یعنی بھول جانا، مقصد یہ ہے کہ مصیبت اور خوف کی زیادتی سے تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی مطلب یہ ہے کہ اپنے بچوں کو تڑپتے ہوئے دیکھیں گی مگر خوف وہراس کے غلبہ کی وجہ سے ان کی جانب متوجہ نہ ہو سکیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى
وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ
شَدِيْدٌ ○
٣- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○
٤ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ
يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○
٥- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ
مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ
تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ
عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ
وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى

اپنا حمل گرا دے گی اور تجھے سب آدمی نشہ میں معلوم ہوں گے۔ اور حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے پر اللہ کا عذاب سخت ہے ○ ف۱
۳ - اور بعض آدمی وہ ہیں جو بن خبر اللہ کے بارہ میں جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کے پیرو ہیں ○ ف۲
۴ - شیطان کی قسمت میں لکھا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا دوست بنے وہ اسے گمراہ کریگا اور عذاب دوزخ کی راہ بتلائے گا ○
۵ - لوگو! اگر جی اٹھنے کے بارہ میں تمہیں شک ہے۔ تو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر خون کی پھٹکی سے پھر نقشہ بنی اور غیر نقشہ بنی بوٹی سے۔ تاکہ ہم تمہارے لئے بیان کریں اور رحموں میں جو ہم چاہیں ایک وقت مقرر

قرآن کی حیرت انگیز بلاغت!

ف ۱

قرآن حکیم میں وہ عجیب بلاغت ہے کہ وہ جس مضمون کو بیان کرتا ہے۔ الفاظ میں اس کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ الفاظ ایسے موزوں اور مناسب استعمال کرتا ہے کہ الفاظ کی صوتی ہیئت پڑھ پڑھ کر مضمون کی غمازی کرنے لگتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ لوگ بھی جو عربی نہیں جانتے۔ الفاظ کی ترکیب و ساخت سے مضمون کی نوعیت سمجھ جاتے ہیں۔

غور فرمایئے اس آیت میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔ اور پیرایہ بیان ایسا ہے۔ یا الفاظ اس طرح کے ہیں کہ ان کو پڑھتے وقت خواہ مخواہ دل الٹے خوف کے بے چین ہو جاتا ہے۔ اور طبیعت میں بے کلی سی محسوس ہونے لگتی ہے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی قیامت آپہنچی۔ یا چند لمحوں میں آیا چاہتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ حضورؐ نے جب یہ آیتیں صحابہ کو سنائیں۔ تو وہ اس درجہ متأثر ہوئے کہ رات بھر روتے رہے۔ اور دوسرے دن تک کچھ کھایا نہ پیا اسی طرح دن بھر قیامت کے خوف سے لرزاں رہے۔

ف ۲

یعنی بعض لوگ ایسے بدبخت اور محروم سعادت ہیں کہ وہ خدا کی وحدتوں اور قدرتوں سے پوری طرح آگاہ ہو چکنے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ اور تسلیم نہیں کرتے کہ قیامت آئے گی۔ اور دنیا کو فنا کرکے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

حل لغات

عَلَقَةٌ ۔ عام لوگوں نے اس کا ترجمہ پارہ خون بستہ یعنی جمے ہوئے خون کو مجملاً کیا ہے۔ مگر حقیقتاً اس سے مراد جرثومۂ حیات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا۟ أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم
مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ
أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنۢ بَعْدِ
عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ وَتَرَى ٱلْأَرْضَ هَامِدَةً
فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ
وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ○
۶- ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّهُۥ
يُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ
شَىْءٍ قَدِيرٌ ○
۷- وَأَنَّ ٱلسَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ لَّا رَيْبَ
فِيهَا وَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْعَثُ مَن
فِى ٱلْقُبُورِ ○

تک ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تمہیں بچہ نکال
دیتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی جوانی کے زور کو پہنچو اور
بعض تم میں سے وہ ہیں جو مر جاتے ہیں اور کوئی تم میں سے
جو نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد
کچھ نہ جانے، اور تو زمین کو خشک دیکھتا ہے
پھر جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو لہلہانے
اور ابھرنے لگتی ہے اور قسم قسم کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے ○
۶- یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے، اور وہ
مردوں کو جلاتا ہے، اور وہ ہر شے پر
قادر ہے ○ ف۱
۷- اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ
شک نہیں، اور یہ کہ خدا انہیں جو قبروں میں ہیں
اٹھائے گا ○

حشر و نشر ایک طبعی حقیقت ہے!

ف۱ قرآن حکیم نے حشر و نشر کے عقیدے کو بڑے زور سے بیان
کیا ہے کیونکہ یہی ایک عقیدہ ایسا ہے جو دلوں میں ذمہ داری کے
احساسات کو بیدار کر سکتا ہے اور ہر شخص میں روح عمل پھونک سکتا ہے
کیونکہ اس عقیدہ کے معنے یہ ہیں کہ ہر شخص مکافات عمل کے اصول کو
تسلیم کرے اور مانے کہ اعمال بلا نتائج نہیں ہوتے۔ اور حق و باطل کے
ثمرات اور نتائج میں واضح اور بین فرق ہے۔

جو شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور حشر و نشر کے کوائف کو نہیں
مانتا۔ وہ ذمہ داری کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے نزدیک
نیکی اور بھلائی محض الفاظ ہیں۔ جو بالکل شرمندہ معنی نہیں۔ وہ عمل
کی بنیاد اپنی خواہشات پر رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مجھے دنیا و مافیہا
سے اور ان کی بھلائی برائی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ انکار کا عقیدہ حرص
و آز کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے اور انتہا درجہ کی خود غرضی پیدا کر دیتا ہے۔
آخرت کے انکار کے بعد دنیا میں کسی اعلیٰ تمدن کی امید نہیں کی
جا سکتی۔ کیونکہ قدرتاً یہ انکار انفرادیت کا حامی اور شخصی اور ذاتی
اغراض کا پیدا کرنے والا ہے۔

مکہ والے جو محض اس کے زیر اثر حشر و نشر پر ایمان نہیں رکھتے تھے
انہیں اس عقیدے کی افادیت کا قطعاً علم نہ تھا۔ اور انہیں معلوم نہ
تھا کہ یہ ایک طبعی حقیقت ہے۔ اصول ارتقاء اور خود زندگی کا مفہوم اس
بات کا مقتضی ہے کہ یہ زندگی صرف موت تک محدود نہ ہو۔ بلکہ آگے
بڑھے۔ اور کمال تک پہنچے۔ ان کو اس میں بڑا تعجب معلوم ہوتا تھا
کہ موت کے بعد جب روح کا تعلق جسم سے منقطع ہو جاتا ہے تو
یہ کیونکر ممکن ہے کہ پھر یہ تعلق قائم ہو جائے۔ اور دوبارہ انسان
زندگی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو جائے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ اصول کی جانب ان کی توجہ کو
مبذول فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ تمہیں قیامت اور حشر و نشر کے متعلق
تو شبہ ہے مگر یہ نہیں جانتے کہ تمہاری زندگی بجائے خود اس سے زیادہ
حیرت انگیز انقلاب کی حامل ہے جو روزانہ اس تبدیلی کو دیکھتے اور اس
انقلاب کو محسوس کرتے ہو۔ مگر تمہیں کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کیونکر ہو جاتا ہے

۸۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝

۸۔ اور آدمیوں میں کوئی ہے کہ اللہ کے بارہ میں بے علم اور بے ہدایت اور بے روشن کتاب کے جھگڑتا ہے ۝ ف

۹۔ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

۹۔ اپنے شانے کو موڑ کر تاکہ خدا کی راہ سے بہکائے۔ اس کے لئے دُنیا میں رُسوائی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن جلنے کا عذاب چکھائیں گے ۝

۱۰۔ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

۱۰۔ یہ بدلہ ہے اُس کا جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا۔ اور یہ کہ اللہ بندوں کے حق میں ظالم نہیں ۝

۱۱۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ

۱۱۔ اور آدمیوں میں سے کوئی ایسا ہے کہ اللہ کی عبادت کنارہ پر کرتا ہے سو اگر اُسے بھلائی پہنچی ہے تو اُس سے تسلی پاتا ہے اور جو اُس کو آزمائش آتی ہے تو اپنے مُنہ پر پلٹ جاتا ہے

تم دیکھتے ہو کہ تمہاری زندگی کا دارومدار مٹی اور پانی پر ہے۔ سبزیاں اور پھل کھاتے ہو۔ مگر تم نے کبھی غور کیا ہے، یہ سبزیاں اور پھل کیا ہیں؟ صرف مٹی۔ پھر یہ غذا ایک قطرہ آب کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے یہ تغیرات جو عقل میں ممکن ہے، پھر یہی قطرہ آب جو اثر حیات کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ چند منزلوں سے گزرنے کے بعد چہرہ، ہاتھ کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں آپ کی سمجھ میں آتی ہیں؟ پھر وہ بالشت کا بچہ کڑیل جوان ہو جاتا ہے اور جوانی کے نشے میں خدا کا بھی انکار کرنے لگتا ہے۔ پھر جوانی کی اکڑی کمان جھک جاتی ہے اور بڑھاپا پھٹ پڑتا ہے۔ بتائیے کیا یہ انقلابات ایسے نہیں کہ ان کو کما حقہ سمجھ سکیں؟

واسکو حشر و نشر بھی اسی طرح کا ایک عجیب انقلاب ہے جو اسی طرح ممکن ہے جس طرح یہ مذکورہ کے واقعات۔ پھر تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ ایک وقت زمین خشک ہوتی ہے۔ اس میں روئیدگی اور سبزے سے قطعی محروم۔ مگر بارش کے چند قطرات گرتے ہیں۔ اور یہ مردہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ کیا خدا ان مردوں میں کو زندگی نہیں بخش سکتا ہے۔ جو تمہاری معرفت کو زندگی سے نہیں بدل سکتا۔

معرفت کے تین درجے

ف معرفت کے تین ذریعے ہیں۔ استدلال، وجدان اور آسمانی کتاب۔ یعنی یا تو انسان قوت فکر سے حقائق تک پہنچ سکتا ہے۔ یا پھر وجدان صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ اور یا الہامی کتاب سے حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ پہلا درجہ یقینی اور قطعی نہیں۔ مگر اکثر حالات میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا درجہ اکثر غلط ہو کر بھٹک جاتا ہے۔ مگر جہاں صحیح ہو تو وہاں یقین کا پہلو غالب رہتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جنہیں فطرت نے وجدان صحیح سے حصہ دیا ہو۔ تیسرا درجہ بالکل قطعی اور حتمی ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے جو لوگ اللہ کی صفات قدرت کے متعلق شکوک و شبہات کا ذکر کرتے ہیں ان تینوں ذریعوں سے محروم ہیں۔ نہ تو عقل و استدلال کی راہنمائی قبول کرتے ہیں اور نہ وجدان صحیح سے بہرہ ور ہیں۔ بے دینی اور الحاد کا یہ عالم ہے کہ کوئی صحیفہ آسمانی ان کی نگاہ میں نہیں جچتا۔ اب اگر حق کی پہچان ہو تو کیونکر ہو۔ اور معرفت کس طرح حاصل ہو۔ یہاں واضح رہے کہ اسلام فہم و فکر کا مخالف نہیں۔ بلکہ نہایت موافق ہے

عطفہ۔ جانب ... خزی ... حرف۔ کنارہ۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

دُنیا اور آخرت گنوائی۔ صریح
نقصان یہی ہے ۝

۱۲- يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ
وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ۚ

۱۲- اللہ کے سوا اُسے پکارتا ہے جو نہ اُسے
نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع۔ یہی پرلے درجہ کی
گمراہی ہے ۝ وا

۱۳- يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ
نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ
الْعَشِيْرُ ۝

۱۳- اُسے پکارتا ہے جس سے نفع کی نسبت اس کا
نقصان زیادہ نزدیک ہے، بیشک بُرا دوست ہے
اور بُرا رفیق ۝

۱۴- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

۱۴- جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے اللہ
انہیں باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے
نہریں بہتی ہیں۔ اللہ جو چاہے،
سو کرے ۝ وا

۱۵- مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ

۱۵- جو کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ اُسے دنیا و

وا مشرکین کا ایک طبقہ وہ ہوتا ہے۔ جنہیں کچھ تو اللہ سے تعلق ہوتا ہے۔ اور کچھ اپنے بتوں اور دیوتاؤں سے۔ کبھی وہ خانقاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کبھی صحن مسجد میں۔ کبھی خدا کے سامنے جھکتے ہیں، کبھی اپنے دیوتاؤں کی شان میں۔ انہیں اگر خدا کی عبادت پر آمادہ بھی کیا جائے۔ تو وہ صرف آزمائش و امتحان کی حد تک آمادہ ہوتے ہیں۔ یعنی جب تک ان کی سنی گئی، اور کام ہوتے رہے، خدا کا نام لیتے رہے اور اس کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ نے ذرا امتحان میں ڈال دیا۔ جھٹ سے الگ ہو گئے کہ خدا ہماری نہیں سنتا۔ یہ بدبخت نہیں جانتے کہ خدا آزمائشوں اور تجربوں سے بالا ہے۔ وہ اگر ہماری گذارش کو قبول کر لیتا ہے۔ تو قبول کر لیتا ہے تو اس کی مہربانی اور نوازش ہے۔ اور اگر نہیں قبول کرتا۔ تو بے نیازی و مصلحت ہے۔ شکایت اور گلہ کا کیا موقع ہے۔

بھلا غور تو فرمائیے کہ جب تک ہم اس پر کامل یقین اور کامل بھروسہ نہیں رکھتے۔ کیونکر اس کے یہاں قبولیت و اقبال کے لائق قرار پا سکتے ہیں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی ذہنی پستی کا یہ عالم ہے کہ پکارتے بھی ہیں ان چیزوں کو جن کو معبودیت کا درجہ کسی طرح حاصل نہیں۔ اور ان کے نفع و نقصان سے ہرگز کچھ اثر وابستہ نہیں رکھتیں۔ بلکہ ان کی پوجا کا جواز الا اسلام ہوتا ہے۔ وہ سخت گمراہ ہوتا ہے۔ طبیعت مسخ ہو جاتی ہے۔ اور دلوں میں توحید کی روشنی پیدا نہیں ہوتی۔ خودداری اور خودشناسی کے جوہر برباد ہو جاتے ہیں۔ اور انسان قلب و دماغ کے لحاظ سے پست حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔

کون خدا انہیں پسند ہے؟

وا اس سے پہلے بھی مشرکوں اور ان کے معبودوں کا ذکر تھا۔ کہ ان کے معبودان باطل مشکلات اور مصائب میں ان کے کام نہیں آ سکتے۔ اور ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس قابل ہیں کہ براہ راست ان کو کوئی نقصان پہنچا سکیں۔ مگر مومنین کا یہ عالم ہے کہ ان کا معبود برحق دنیا میں ان کی مدد کیا کرتا ہے۔ اور مشکلات و مصائب میں ان کی اعانت کرتا ہے۔ پھر جب وہ اس زندگی میں کامیاب و کامران ہو کر دوسری دنیا میں پہنچتے ہیں۔ تو ان کے نیک اعمال اور اچھے ... کے معاوضہ میں جنت میں داخل کرے گا ... [illegible]

... سے متوجہ ہوتا ہے۔ اب سمجھئے۔ کون خدا انہیں پسند ہے؟ وہ زندہ اور قدیر خدا ... [illegible]

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ
بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ
فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ
مَا يَغِيْظُ ○

آخرت میں ہرگز مدد نہ دے گا، تو اُسے چاہئے
کہ آسمان کی طرف ایک رسی لٹکائے پھر کاٹ ڈالے
پھر دیکھے کہ اس کی یہ تدبیر اس کا غصہ کھوتی ہے
یا نہیں؟ ○ ف ۱

۱۶- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ
وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ○

۱۶- اور یوں ہم نے یہ قرآن کھلی نشانیاں کر کے ف ۲
اور اس کو اُتارا ہے کہ بیشک اللہ جسے چاہے ہدایت کرے ○

۱۷- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ
وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

۱۷- جو مسلمان ہوئے، اور جو یہود ہوئے، اور
صابئین، اور نصاریٰ، اور مجوس،
اور جو مشرک (عرب کے) ہیں۔ اللہ
قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کرے گا۔
اللہ ہر شئے پر حاضر ہے ○ ف ۳

۱۸- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

۱۸- کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ جو کوئی
آسمانوں اور زمین میں ہے ۔۔

ف ۱

یہ آیت اسی قبیل سے ہے۔ جس طرح کہ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ کی آیت ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ جو شخص حضورؐ کی مخالفت کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کو یکہ و تنہا چھوڑ دے گا، اور ان کی بالکل اعانت نہیں کرے گا۔ اس کو چاہئے کہ اپنی سعی کر دیکھے۔ اللہ کو بہرحال یہی منظور ہے کہ وہ حق کو دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلا دے چاہے مخالفین اور معاندین اس کو برداشت نہ کریں۔

ف ۲ قرآن حکیم کی آیات کو اللہ تعالیٰ نے اکثر بینات کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ کیونکہ ان میں جن تعلیمات کا ذکر ہے وہ صحت و تجربہ کے لحاظ سے بالکل واضح اور نمایاں ہیں۔ اور بالکل حقیقت و فطرت کے مظہر ہیں۔ جن میں قطعاً الحاد نہیں۔ اور باوجود منطقی دلائل کے دراز ہو کے اس درجہ آسان ہیں کہ ہر شخص ان سے بلا استعداد استفادہ کر سکتا ہے۔

ف ۳ اور بھی تعلیمات بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔ یہ تمام کتابوں اور تمام قسم کی تعلیمات کے لئے محک اور معیار ہے۔ اس وقت تک جس قدر سچائی اور صداقت صحیفوں اور کتابوں کی شکل میں نازل ہوئی وہ سب کی سب اس میں موجود ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر حقیقت مذہبی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے جہاں تک اعتقاد و عمل کے اختلافات ہیں۔ ان میں بس یہی اللہ کی آخری کتاب حکم فطرت کا صحیفہ ہے۔ مگر ان لوگوں کی کج فہمی اور بدوری سے اگر یہ معیار بھی بجائے خود ما بہ النزاع کتاب کی شکل اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس جھگڑے کو چکانے کے لئے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے تاکہ وہاں سب لوگ اپنی گمراہی اور کج فہمی کو محسوس کر سکیں۔ آیت کا مقصد یہی ہے کہ حق اور سچائی ایک دائرے میں محدود ہے اور وہ ایک ایسی راہ ہے۔ جو تم کو منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔ باقی تمام پگڈنڈیاں غلط اور ٹیڑھی ہیں۔

حل لغات: السماء: بعض صحابہ اور مفسرین نے اس کے معنے گھر کی چھت کے کئے ہیں۔ الصابئین: صائبی کی جمع ہے۔ ایک مستقل جماعت جو اسلام سے قبل بھی اور رسم و رواج کے لحاظ سے جو حقیقت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ
الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ
وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ
حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ
يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ○
۱۹- هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ
رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ
مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ؕ
۲۰- يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ○
۲۱- وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ○
۲۲- كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا

اور سورج، اور چاند، اور ستارے، اور
پہاڑ، اور درخت، اور چار پائے،
اور آدمیوں میں سے بہت لوگ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں
اور بہت ہیں جن پر عذاب ٹھہر چکا، اور جس کو
اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں،
اللہ جو چاہے، سو کرے ○ ف۱
۱۹- یہ دو (مومن و کافر) مدعی ہیں اپنے رب میں جھگڑا
کرتے ہیں، سو وہ کافر ہیں، ان کے لئے آگ
کے کپڑے قطع کیے جائیں گے، ان کے
سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا ○ ف۲
۲۰- اسی پانی سے ان کا چمڑا اور جو ان کے پیٹ میں ہے گلا دیا جائے گا ○
۲۱- اور لوہے کے ہتھوڑے ان کے (پیٹنے) کیلئے موجود ہیں ○
۲۲- جب دوزخ سے مارے غم کے نکلنے کا ارادہ

آقا کے ناشکر گزار بندے!

ف۱ یعنی کائنات کی ہر چیز اللہ کے قانون اطاعت کی فرمانبرداری کرتی ہے اور کوئی چیز اس کے اقتدار اعلیٰ سے باہر نہیں۔ آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پستیاں سب اس کے سامنے جھکتی ہیں۔ آفتاب اور چاند، نجوم اور ستارے، درخت اور بے سمجھ حیوانات تمام کے تمام اس کے حضور میں سربسجود ہیں۔ بہت سے سعادت مند انسان بھی ہیں جن کو توفیق اطاعت و فرمانبرداری ارزانی ہوئی ہے۔ مگر کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کی گردنیں تکبر سے نہیں جھکتیں۔ ارشاد ہے کہ یہ لوگ حقیر و ذلیل ہیں۔ اپنے آقا کے ناشکر گزار بندے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اصل عزت یہ ہے کہ آقا انہیں اپنے لئے محبوب رکھے اور اگر تمرد و بغاوت کی وجہ سے آنکھ کی نظروں سے گر گئے تو دنیا کی ساری عزت و افتخار کا خلعت چھن جائے گا۔ جو رب العزت کے نزدیک حقیر اور قابل نفرت ہے۔ اس کی کوئی عزت نہیں۔ اور وہ بالکل احترام کا مستحق نہیں۔

دو مخالف گروہ

ف۲ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ سے مراد دو گروہ ہیں۔ ایک اہل شر دوسرا اہل خیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، نتیجے اور ثمرے کے لحاظ سے یہ دونوں گروہ برابر نہیں۔ پہلا گروہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ اور سخت ترین اذیتیں اٹھائے گا۔ دوسرا گروہ جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگا۔ اور اللہ کا شکر گزار ہوگا۔

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ سے مراد یہ ہے کہ جہنم کی آگ ان کے چاروں طرف احاطہ کرے گی۔ گویا انہیں آگ کے کپڑے پہنائے گئے۔ یہ ایک تشبیہ ہے جس طرح دوسری جگہ فرمایا ہے۔ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، کہ اس آگ کی ایک چنگاری بھی دنیا کے پہاڑوں پر گرے تو ان کو جلا ڈالے۔

غرض یہ ہے کہ عذاب شدید مکمل طور پر ہوگا۔ مجرمین کی کوئی نگرانی کی جائے گی۔ فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے ان کی مدارات ہونگی۔

حل لغات۔ الدّوآبّ۔ دابّۃ کی جمع ہے۔ یعنی حیوان، چوپایہ، زمین پر چلنے والا ہر جاندار۔ خصمٰن۔ دو مخالف۔ الحمیم۔ کھولتا

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ق
وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○
٢٣- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا
حَرِيْرٌ ○
٢٤- وَ هُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ
الْقَوْلِ ۚۖ وَ هُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ
الْحَمِيْدِ ○
٢٥- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ

کریں گے تو وہ واپس، اسی میں لوٹائے جائیں گے
اور ان سے کہا جائے گا، چکھو جلنے کا عذاب ○
٢٣- جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے اللہ
انہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے
نہریں بہتی ہیں۔ اس میں ان کو سونے کے
کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے،
اور ان کی پوشاک وہاں ریشم کی
ہوگی ○
٢٤- اور انہیں ستھری بات کی طرف رہنمائی کی
گئی۔ اور انہوں نے اس راہ کی ہدایت پائی
جو قابل تعریف ہے ○
٢٥- جو کافر ہیں۔ اور اللہ کی راہ، اور
مسجد حرام سے روکتے ہیں، جو

(بقیہ حاشیہ)

نہ رہیں گے۔ اور جب یہ مجرمین اس کش مکش غم وحزن سے نکلنے کی کوشش کریں گے، تو پھر ان کو اسی عذاب کے ساتھ لوٹا دیئے جائیں گے۔ جہنم کی یہ کیفیات دل میں سخت خوف اور ہول پیدا کر دیتی ہیں، اور اسی لئے بیان کی گئی ہیں، کہ منکرین کی قساوت قلبی دور ہو اور وہ عذاب الٰہی کے نام سے کانپ اٹھیں۔ اس دنیا میں یہ معلوم کرنا، کہ ان کیفیات کی تفصیل کیا ہے۔ ناممکن ہے۔ قرآن حکیم نے تو صرف وہ پہلو ذکر کیا ہے۔ جو مجرموں اور گناہگاروں کے لئے عبرت اور موعظت کا باعث ہو سکے اور بس۔

اس کے بعد اہل جنت کا ذکر ہے، کہ یہ لوگ عزت وآرام سے رہیں گے۔ اور تمام لذائذ اور ان تکلفات سے دوچار ہوں گے۔ جنہیں یہ دین کے لئے دنیا میں چھوڑ چکے تھے۔ فرمایا۔ ان لوگوں نے چونکہ دنیا کی زندگی میں قول طیب کو مان لیا تھا۔ اور صراط حمید کی پیروی اختیار کی تھی۔ اسی لئے آج نعمتوں اور لذتوں سے نوازے جا رہے ہیں۔

حل لغات

اَسَاوِرَ۔ اسوار کی جمع ہے۔ پہننے کلائی میں پہننے کا زیور، کنگن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَٰهُ
لِلنَّاسِ سَوَآءً الْعَٰكِفُ
فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ
فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ
مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝
۲۶- وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ
الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي
شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ
وَالْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝
۲۷- وَأَذِّن فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا
وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ
مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

ہم نے سب لوگوں کے لئے بنائی
ہے، اس میں رہنے والا اور باہر سے
آنے والا برابر ہے۔ اور جو شرارت سے
اس میں ٹیڑھی راہ چاہتا ہے، اسے ہم
دکھ دینے والا عذاب چکھائیں گے ○ ف۱
۲۶- اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کا
ٹھکانا درست کر دیا، اور کہا کہ میرے ساتھ
کسی کو شریک نہ کر، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں
کیلئے اور قیام اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھ ○
۲۷- اور لوگوں میں حج کے لئے پکار دے،
کہ تیرے پاس پیدل آئیں، اور دبلے
دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر ہر ایک دور کی
راہ سے چلے آئیں ○ ف۲

بیت اللہ کی حرمت

ف کفار اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ صادر فرمانے کے بعد اب بیت اللہ کی عزت و حرمت کا بیان ہے۔ بتایا ہے کہ یہ لوگ کس قدر محروم اور قسی القلب ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور بیت اللہ تک جانے نہیں دیتے۔ تاکہ مسلمان آزادانہ اپنے مناسک ادا کر سکیں۔

بات یہ تھی کہ حضور ۶ سال حدیبیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ وہاں پہنچ کر کھلے بندوں اپنی عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کریں۔ مگر مکے والوں نے حدیبیہ کے مقام میں حضور کو روک لیا۔ اور آگے نہ بڑھنے دیا۔ قرآن حکیم نے ان کے اس فعل کی مذمت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ بیت اللہ میں سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس میں یہاں رہنے والوں کی کوئی تخصیص نہیں۔

حج کا فلسفہ

ف۲ بیت اللہ جو آج تمام مسلمانوں کا روحانی مرکز ہے اس کو حضرت ابراہیم نے اللہ کی ہدایات کے ماتحت تعمیر کیا۔ اللہ تعالے کو منظور تھا۔ کہ اس مقام کو تمام اسلامی دنیا کے لئے روحانی اعتبار سے ملجا و ماویٰ بنا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کی کوششیں مشکور ہوئیں۔ اور وہ آواز جو جنگل میں ابراہیم کے منہ سے نکلی تھی۔ ہر خدا پرست کے کانوں تک پہنچی۔ اور آج تک اس کا یہ اثر ہے کہ دنیا کے اکناف و اطراف سے لوگ کھنچے ہوئے اس مرکز رشد و ہدایت کی طرف چلے آتے ہیں۔ دیکھئے کتنا خلوص اور کس درجہ روحانیت اور مقبولیت ہے کہ وہ گھر جو صنعت و حرفت کے اعتبار سے بالکل سادہ ہے جو وادی غیر ذی زرع میں بنایا گیا ہے۔ آج تمام ملت ابراہیم کی عقیدت مندیوں کا مقام ہے۔ بات یہ ہے کہ کوئی شخص کہیں ہو۔ اگر محبت و عشق کے ساتھ کوئی کام کرے تو اس کا قبول ہونا طبعی اور یقینی ہے کیونکہ شہرت اور قبولیت کے لئے صرف اخلاص ہی ایک ضروری چیز ہے جس کو شرط و اساس قرار دیا جا سکتا ہے (باقی برصفحہ ۔)

حل لغات - العاکف ۔ مقیم ۔ البادِ ۔ مسافر ، باہر سے آنے والا ۔ بوّانا ۔ جگہ دی ۔ جگہ بتلا دی ۔ یہاں پر مقرر کر دی ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸ - لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ
يَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي
أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا
رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
فَكُلُوا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا
الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ○
۲۹ - ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ
وَ لْيُوفُوا نُذُورَهُمْ
وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ
الْعَتِيقِ ○
۳۰ - ذَٰلِكَ ۚ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ
اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ
رَبِّهِ ۗ وَ أُحِلَّتْ لَكُمُ

۲۸ - کہ اپنے (تجارتی اور دینی) فائدوں کیلئے حاضر ہوں۔ اور ایامِ معلومہ میں مویشی چوپایوں کی ذبح پر جو اس نے دیئے ہیں، اللہ کا نام یاد کریں، سو اس میں سے کھاؤ۔ اور بُرے حال (بھوکے) فقیر کو (بھی) کھلاؤ ○

۲۹ - پھر چاہیے کہ اپنے بدن کے میل کچیل دور کریں (حجامت وغیرہ سے) اور اپنی منتیں پوری کریں۔ اور پرانے گھر کے گرد اگرد پھریں ○

۳۰ - یہ تو حکم ہے۔ اور جو کوئی حرمات خدا کی تعظیم کرے، سو وہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لئے

(بقیہ حاشیہ)

باقی اسباب وفراغ خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ ۔ کہہ کر یہ اشارہ کیا ہے کہ حج صرف عبادت ہی نہیں۔ بلکہ بہت سے ملی وانفرادی فوائد اس سے وابستہ ہیں۔ اگر مسلمان حج کے فوائد سے کماحقہ استفادہ کریں تو حقیقت یہ ہے کہ کبھی پست اور ذلیل نہ ہوں کیونکہ تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے حج میں بے شمار منافع ہیں۔ پھر یہ دیکھئے کہ حج کے لئے سب طرف کے لوگ آتے ہیں۔ اور اس طرح موقع ملتا ہے کہ تمام ملکوں کے قوموں میں ایک ثقافتی اتحاد و تعاون پیدا ہو۔ اور سیاسی طور پر ایک دوسرے کی مشکلات پر غور کریں۔ اتنے بڑے موقع سے فائدہ نہ اٹھانا بخت کی محرومی ہے۔

حلِّ لغات

أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ ۔ ایام قربانی۔
حُرُمَاتِ ۔ قابل عزت اور ادب کی چیزیں۔ شعائر و احکام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝

٣١- حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝

٣٢- ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝

٣٣- لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا

چارپائے حلال ہیں مگر جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ پس تم بتوں کی ناپاکی، اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو ۝

٣١- اور خالص اللہ کے لئے یکطرفہ ہو کر، نہ اس کے ساتھ شریک بنا کر، اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ گویا آسمان سے گر پڑا۔ پھر اُسے پرندے اُچک لے گئے۔ یا اُسے ہوا نے کسی دور جگہ میں لے جا کر پٹک دیا ۝ ف۱

٣٢- یہ حکم ہے۔ اور جس نے خدا کی نشانیوں کی تعظیم کی، سو یہ تعظیم دل کی پرہیزگاری سے ہے ۝

٣٣- چارپایوں میں تمہارے لئے ایک وقت مقرر تک فائدے ہیں۔ پھر انہیں پہنچانے

توحید سربلندی ہے!

ف۱ ان آیات میں پہلے تو بیان فرمایا ہے کہ بیت الحرام احکام کو عزت وتسلیم کی نگاہوں سے دیکھنا اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ اس کے بعد مسائل حج کی طرف رجوع فرمایا ہے۔

شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جب احرام کی حالت میں شکار کھیلنا درست نہیں۔ تو شاید مطلقاً چارپائے بھی حرام ہوں۔ اس شبہ کے جواب میں فرمایا کہ چارپائے تمہارے لئے حلال ہیں اور احرام ان کی حلت میں مخل انداز نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب تم اللہ کے احکام کو عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہو تو پھر تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بت پرستی کی نجاست سے بچو۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرو، اور مسلکِ توحید کے سلسلہ میں عزیمت واستقلال کے ساتھ ثابت قدم رہو۔

کیونکہ توحید فطرت ہے، توحید سربلندی و ولولہ ہے اور توحید رفعت وعظمت ہے۔ وہ لوگ جو توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیتے ہیں۔ عقل اور عمل کے لحاظ سے گویا آسمان رفعت سے قعر ذلت کی طرف نزول کرتے ہیں۔ جس طرح بلندی سے گرا ہوا محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔ اسی طرح مشرک بھی قوت وجہاں کی تمام استعدادوں کو کھو دیتا ہے۔ غور فرمایئے کہ کس قدر صحیح حقیقت ہے کیونکہ شرک اور بت پرستی کے معنے ہیں۔ کہ مشرک اور بت پرست زیور انسانیت سے عاری ہیں۔ انہوں نے عزت وخودداری کے تمام پاکیزہ جذبات کو اصنام کے بھینٹ چڑھا دیا ہے۔

اس کے بعد شعائر اللہ کی تعظیم کا ذکر ہے۔ فرمایا ہے کہ اس سے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اظہار کئی صورتوں میں ہوتا ہے۔ انسان میں ایک صورت شعائر کی بھی ہے۔ شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں میں ایک خاص قسم کی رفعت اور روحانی لذت محسوس ہوتی ہے۔

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ میں فیہا کی ضمیر (باقی برصفحہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

۳۴- وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا
لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا
رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ
فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ
أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝

۳۵- الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ
وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ
عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي
الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنفِقُونَ ۝

۳۶- وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم
مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا

گھر تک پہنچنا ہے (کہ وہاں ذبح ہوں) ۝ ا

۳۴- اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے۔ تاکہ وہ مویشی چوپایوں پر جو اس نے انہیں دیئے ہیں (بوقت ذبح) اللہ کا نام لیا کریں۔ سو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اسی کے فرمانبردار رہو اور تو ان عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے ۝

۳۵- کہ جب خدا کا نام لیا جائے، تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور مصائب پر صابر ہیں۔ اور نماز پڑھتے۔ اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں ۝

۳۶- اور بدنے (قربانی کے اونٹ) ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشان مقرر کئے ہیں (ف ا) ان میں تمہارے

هدی و قربانی کی طرف راجع ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت ماسبق میں شعائر سے مراد قربانی ہی ہے۔

اس کے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہم نے ہر قوم کے لئے ایک طریق عبادت و قربانی مقرر کیا ہے۔ جس کی پیروی ان کے لئے ضروری تھی۔ اور سب کا مقصد یہ ہے کہ لوگ خدا پرستی کے جذبات دل میں پیدا کریں۔ اور صرف ایک معبود حقیقی کے آگے جھکیں۔

خدا پرستی اور خدا دوستی کے مختلف طریقے ہیں۔ بعض اس لئے مخالفین اسلام کو اسلام سے برگشتہ نہ ہو جانا چاہیئے کہ ان کا طریق نیازمندی دوسروں سے مختلف ہے۔ بلکہ یہ غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ کہاں تک قابل عمل ہے اور کہاں تک نتیجہ خیز۔

ف ا

شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ان چیزوں کے ہیں جو نشان ہو۔ عبادت اور قربانی بھی چونکہ خدا پرستی اور خدا دوستی کی نشانیاں ہیں۔ اس لئے شعائر سے تعبیر کیا ہے۔

بعض کج فہم لوگوں نے قربانی کو عہد وحشت و جاہلیت کی یادگار قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کی بنیادیں دیوتاؤں سے خوف و ہراس کے تخیل پر قائم ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔

اصل میں مذہب ان رسوم کو باقی رکھنے کے حق میں ہو سکتا ہے جس سے روحانی اور ملی فوائد حاصل ہو سکتے ہوں۔ قربانی قدیم قوموں میں بھی رائج تھی۔ اور اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ اور غرباء و مساکین کو پیٹ بھر کر کھلایا جائے اب اگر اس قربانی کو مشرکانہ خیالات میں تبدیل کر دیا گیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ قربانی کا قدیم اور صحیح تخیل بھی مشرکانہ ہے اسلام نے جب دیکھا کہ اہل کتاب میں اور مشرکین میں قربانی کا عملی تخیل موجود ہے اور اس سے بہت مفید فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ تو اس نے اس کو باقی رکھا۔ اور ان عناصر کو اس میں سے خارج کر دیا۔ جو محض لغو تھے۔

حل لغات

مَنسَكًا ۔ طریق عبادت و قربانی ۔ الْمُخْبِتِينَ ۔ عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک جانے والے لوگ ۔ الْبُدْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

۳۷- لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ○

۳۸- إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ

لئے خیر ہے۔ سو جب وہ قطار باندھے کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام پڑھو۔ پھر جب اپنی کروٹوں پر گر پڑیں، تو ان میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے فقیر کو کھلاؤ۔ یوں ہم نے وہ تمہارے قابو میں کر دئیے تاکہ تم شکر کرو ○

۳۷- اللہ کو ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن اس کو تمہارے دل کا ادب پہنچتا ہے۔ یوں انہیں ہم نے تمہارے بس میں کیا۔ تاکہ تم اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی، اللہ کی بڑائی کرو، اور نیکوں کو بشارت دے ○ ف۱

۳۸- بے شک اللہ مومنوں سے ان کے دشمنوں کو

فلسفۂ قربانی

ف۱

اس آیت میں قربانی کا فلسفہ بیان کیا ہے کہ دینے والوں میں اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

قانون قدرت ہے کہ ہر ادنیٰ چیز اعلیٰ کے لئے اپنی انفرادیت کو قربان کر دیتی ہے۔ نباتات کے لئے ضروری ہے کہ وہ حیوانات کا لقمہ بنیں اور حیوانات انسان کے کام و دہن کی تواضع کریں۔ اسی طرح انسان جب حیوانات کو اللہ کے جلال و عظمت کے بھینٹ چڑھاتا ہے۔ تو وہ اس اصول کو اپنے سامنے رکھتا ہے کہ اللہ کے لئے ہمیں بھی اپنی جان، مال اور آسائش کی قربانی دینا چاہئے۔ یہی جذبہ فدویت و ایثار، تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور لہو کی کیا ضرورت ہے۔

حل لغات

صَوَافّ۔ صف باندھے ہوئے۔ ایک قرأت میں صوافی بھی آیا ہے۔ یعنی خالصۃً اللہ کے لئے۔

الْقَانِع۔ عفیف سائل، قناعت سے بیٹھ رہنے والا۔

الْمُعْتَرّ۔ بھیک مانگنے والا، محتاج، سوال کرنے والا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝
٣٩- أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ
ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ
نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝
٤٠- الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم
بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا
اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ
بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ
وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ
كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن
يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

دفع کرتا ہے۔ اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند
نہیں آتا ۝
٣٩- ان مسلمانوں کو جن سے (بلا وجہ) لڑتے ہیں جہاد
کی اجازت دی گئی اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ
ان کی مدد پر قادر ہے ۝ ف۱
٤٠- یہ وہ ہیں جو صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ
ہے ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اگر
اللہ لوگوں کو ایک کو ایک کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو
(سبھی فقیروں کے) تکیے اور گرجے اور یہود
کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں
جہاں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے منہدم
(ڈھا دی جاتیں)۔ اور اللہ اسے ضرور مدد دیگا جو
اللہ کو مدد دیتا ہے۔ بیشک اللہ غالب ہے زور والا ف۲

قربانی اور جہاد

ف۱ یعنے قربانی کے عملی معنے یہ ہیں کہ دلوں میں جذبۂ جہاد موجزن ہو۔ اگر ہم ہر سال (مکمل طور پر) کھلے طور پر حیوانات کا خون بہائیں۔ اور قلوب میں کوئی حرارت عملی (جذبۂ جہاد) پیدا نہ ہو تو یہ عبادت سراسر بے نتیجہ اور بے کیف ہوگی۔

آیت میں اذن جہاد ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی مظلومیت حد سے بڑھ گئی۔ اب یہ ناممکن ہے کہ ان مظالم کو زیادہ دیر تک برداشت کیا جائے۔

ارشاد ہے کہ اللہ نے طے کرلیا ہے کہ مسلمانوں کی اعانت کی جائے اور مشرکین کے غلبہ و استیلاء کو دور کیا جائے۔ کیونکہ مسلمان مظلوم ہیں اور اسلام مظلومیت کو پسند نہیں کرتا جس طرح ظلم بُری چیز ہے اور اسلام اس کو جائز قرار نہیں دیتا ہے۔ اسی طرح مظلومیت بھی ناقابل برداشت ہے اور جرم ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جہاد کی نوعیت کیا تھی۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں، کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے' ان کو ان آیات پر غور کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ نے کب اور کس وقت مسلمانوں کو جہاد کا اذن عام دیا۔ بے شک اس وقت اجازت دی۔ جب مظالم حد سے بڑھ گئے۔ اور مکہ کی سرزمین ان کے لئے تنگ ہوگئی۔

اسلامی جہاد کی غرض قیام عبادت ہے!

ف۲ اس آیت میں بڑے واضح الفاظ میں قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ اسلامی جہاد سے غرض معابد الٰہیہ کی حفاظت ہے۔ مسلمان جب میدان جہاد میں اُترتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خدا پرستی کے تمام مرکزوں کو مشرکین کے قبضہ و استیلاء سے پاک کرے۔ وہ جہاد و قتال سے مادی حق کا طالب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے سامنے اعلاء کلمۃ اللہ کا بلند مقصد ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لئے لڑتا ہے اور اللہ کے لئے صلح کرتا ہے۔ اگر مسلمان حق و صداقت کی تائید میں تلوار نہ اٹھائے تو ساری دنیا میں باطل کی حکومت ہوجائے۔ (باقی برصفحہ ...)

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

۴۱- اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ
اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۝

۴۱- وہ لوگ کہ اگر ہم زمین میں انہیں مقدور یعنی
طاقت دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، اور
بھلائی کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں،
اور سب معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے ف۱

۴۲- وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ
وَّ ثَمُوْدُ۝

۴۲- اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلے
قوم نوح اور عاد اور ثمود نے جھٹلایا
ہے ۝

۴۳- وَ قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَ قَوْمُ
لُوْطٍ۝

۴۳- اور قوم ابراہیم، اور قوم لوط
نے ۝

۴۴- وَّ اَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۚ وَ كُذِّبَ
مُوْسٰى فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ
اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ۝

۴۴- اور اہل مدین نے، اور موسیٰ بھی جھٹلایا گیا
تھا۔ سو میں نے کافروں کو مہلت دی۔ پھر
انہیں پکڑا، تو میرے انکار کا کیا انجام ہوا ۝

۴۵- فَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِیَ

۴۵- سو بہت بستیاں ہیں جو ظالم تھیں ہم نے

اور تمام مرکزوں میں جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے، ویران
اور معبودانِ باطل کی عبادت ہونے لگے۔ مسلمان نظامِ
کفیل ہے۔ اس کا جملہ دوسرے مذاہب کی آزادی کے
لئے بھی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سب عبادت گاہوں کی
حفاظت ہو۔ اور سب لوگوں کو آزادی حاصل ہو کہ وہ
آزادانہ طور پر اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکیں۔ اور اس کے نام کو
بلند کر سکیں۔ البتہ اسے یہ ناپسند ہے کہ لوگ غیر اللہ کی
پرستش کریں۔ اور بتوں اور دیوتاؤں کے نام پر معابد تعمیر
کریں۔ کیونکہ ایسے مرکزِ عبادت درحقیقت جہالت و تاریک
خیالی کے مدرسے ہوتے ہیں۔ جہاں انسانوں کو ذلت
و نکبت کا درس دیا جاتا ہے۔ اور یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا
کے سوا اور ہستیاں بھی احترام و عبادت کے لائق ہیں۔
حالانکہ یہ بہت بڑی گمراہی اور بہت بڑا جرم ہے۔ اس
سے نفسِ انسانیت تباہ اور برباد ہو جاتی ہے اور پھر کبھی
اُبھرنے کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔

ف۱

جو لوگ اسلامی حکومت کے تخیل سے خائف ہیں،
اُن کو اس آیت پر غور کرنا چاہیے۔ ارشاد ہے، کہ ہم
مسلمانوں کو جب تمکن فی الارض کی نعمت عطا کرتے
ہیں۔ تو وہ دنیا میں عیاشیاں نہیں پھیلاتے۔ اور حرص
و آز میں گرفتار ہو کر لوگوں کے مال و دولت پر ڈاکہ نہیں
ڈالتے۔ وہ نہایت پاکباز اور خدا پرست ثابت ہوتے
ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عبادت الٰہی
کے جذبہ کو عام کریں۔ اللہ کے سامنے جھکیں، نماز
پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں تاکہ تمام غرباء اور مساکین کی ضرورت
کو پورا کیا جا سکے۔ وہ ہر نیکی کو پھیلاتے ہیں اور ہر
برائی کے خلاف جہاد کرتے ہیں، ان کا طرزِ حکومت نہایت
عادلانہ اور منصفانہ ہوگا۔

(بقیہ حلِ لغات)

سبق دیا جاتا ہے۔ بذم اس سے لیا جاتا ہے یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝

انہیں ہلاک کیا۔ اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، اور بہت سے کنوئیں اور گچ کے محل بیکار پڑے ہیں ۝ ف۱

۴۶- اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُونَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝

۴۶- کیا اہل مکہ نے زمین کی سیر نہیں کی، کہ انہیں سمجھ دار دل، یا شنوا کان حاصل ہوتے؟ سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل جو سینوں میں ہیں، اندھے ہو جاتے ہیں ۝ ف۲

۴۷- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝

۴۷- اور وہ مجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور خدا ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہاری شمار سے ہزار برس کے برابر ہے ۝ ف۳

۴۸- وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ

۴۸- اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو

ف۱ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس قانون کی وضاحت فرمائی ہے کہ باطل کو زیادہ دیر تک قیام نہیں ہوتا۔ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکے اور مخالفین کو باوجود ان کی قوت و شوکت کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

[illegible] ہے کہ کتنی ہی ... اور حق کو جھٹلانے والے تاریخ کے صفحات کو [illegible] ... ہو گئے۔ ... مقامات ملاحظہ کیا [illegible] ... بد انجام کتنا ہولناک ہوتا ہے۔

ف۲ یعنی روگ کا تعلق اصل میں دل سے ہے۔ جب دل میں رشد و ہدایت کا مادہ ہی نہ ہو تو پھر مشاہدات کا انکار بھی ممکن ہے اور اگر ... سمجھ لے تو چھوٹے سے اشارات بھی ہدایت کی جانب رہنمائی کر سکتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ منکرین حضور کو شب و روز دیکھتے تھے۔ اور ان کے احوال و عادات سے واقف تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ ہر وقت اللہ کی تائید آپ کے شامل حال ہے۔ اور آپ بے نظیر ہیں۔ وہ ہر آن ملاحظہ کرتے تھے کہ آپ انوار و تجلیات کے مرکز ہیں۔ اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی تائید میں ہے۔ مگر پھر بھی ان کا انکار کرتے۔ گویا آفتاب کو دیکھتے اور آنکھیں بند کر لیتے۔ دن کی تمازت کو محسوس کرتے۔ اور منہ لپیٹے پڑے رہتے۔ غفلت و انکار کے لحاف میں پڑے رہتے۔ کیونکہ دلوں سے حق و صداقت کو قبول کرنے کی استعداد چھن چکی تھی۔ دل تاریک ہو چکے تھے۔ اور بصیرت گم ہو گئی تھی۔

عذاب کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے

ف۳ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ عذاب طلب کرتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا غضب جلد بھڑکے۔ تاکہ زندگی کی مسرتوں سے یک قلم محروم ہو جائیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ اس کی گرفت کس قدر جانکسل ہو گی اور وہ عذاب کتنا ہولناک کیفیت کے ساتھ کس قدر دراز ہو گا۔ اللہ کا عذاب جس کے یہ لوگ طالب ہیں۔ اتنا سخت اتنا خوفناک اور اس قدر شدید ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار سال کی کلفتوں اور اذیتوں کے برابر ہے۔

اس آیت میں تصریح فرما دی ہے کہ اللہ کا وعدۂ عذاب اٹل ہوتا ہے۔ اس میں قطعاً تخلف نہیں ہو سکتا۔ (باقی بر صفحۂ ...)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا
وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ○
۴۹ - قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَآ أَنَا لَكُمْ
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ ع
۵۰ - فَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ
لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○
۵۱ - وَالَّذِينَ سَعَوْا فِيٓ ءَايَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ
أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَحِيمِ ○
۵۲ - وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن
رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ
أَلْقَى الشَّيْطَٰنُ فِيٓ أُمْنِيَّتِهِۦ ۠
فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَٰنُ
ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ ۠

مُہلت دی، اور وُہ گنہگار تھیں، پھر میں نے اُن کو پکڑا
اور ہماری طرف آنا ہے ○
۴۹ - تُو کہہ، لوگو! میں تو تم کو کھول کر ڈرانے
والا ہوں ○
۵۰ - سو جو ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام
کیے۔ اُن کے لئے مغفرت اور عزت کا رزق ہے ○
۵۱ - اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے ہرانے میں
کوشش کی، وُہی دوزخی ہیں ○ ف۱
۵۲ - اور ہم نے جو رسول اور نبی تجھ سے پہلے بھیجا
تو جب وہ کچھ اپنے دل میں کوئی خیال باندھنے
لگا، شیطان نے اس کے خیال میں کچھ نہ کچھ ملا
دیا، پس اللہ شیطان کی ڈالی ہوئی بات مٹاتا ہے،
پھر اللہ اپنی آیتوں کو پکا کرتا ہے،

کیونکہ مخالف ہونے کے معنے یہ ہیں، کہ معاذ اللہ وعید کی پیشگوئی کرنے والا نبی لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہو۔

وعدۂ عذاب کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اب قوم میں نیکی اور اصلاح پذیر ہونے کی صلاحیت نہیں رہی اور گناہوں کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اس لئے اس وقت قوم کا مٹ جانا اور تباہ ہو جانا ہی مشیت و قدرت ہوتا ہے۔ اور اس وقت جب عذاب کا وقت مقرر ہو جائے تو ٹل جانے کا کوئی موقعہ نہیں رہتا۔ کیونکہ تعیین وقت کا اعلان دراصل اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اب قوم کو یقیناً اور ضرور عذاب دیا جائے گا اور کوئی طاقت اس کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گی۔

ف۱

ان آیتوں میں بتایا ہے، کہ جن لوگوں نے اللہ کے رسول کی آواز کو سن لیا۔ اور اس کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل کیا۔ ان کے لئے سراسر مغفرت، اور عافیت ہے، اور نہایت پاکیزہ روزی ہے، وُہ عزت و افتخار سے دُنیا میں رہیں گے۔ اور آخرت میں جنت کے وارث ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے معاندانہ کوششیں جاری رکھی ہیں۔ اور پیغام کو نہیں مانا۔ وُہ خائب و خاسر رہیں گے اور جہنم کے سزاوار۔

حلِ لُغات

تَمَنّٰی ۔ آرزو کی، پڑھا یا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

۵۳ - لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝

۵۴ - وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۵۵ - وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝

۵۳ - اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا اس شیطان کے ڈالے ہوئے سے ان کو جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے اور سخت دل لوگوں کو آزمائے اور بے شک ظالم مخالفت میں دور پڑے ہیں ۝

۵۴ - اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ وہ یعنی قرآن تیرے رب کی طرف سے حق ہے پھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کے لئے عاجز ہوں۔ اور اللہ ایمانداروں کو راہِ راست دکھلاتا ہے ۝

۵۵ - اور کفار ہمیشہ اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے، یہاں تک کہ ان پر ناگاہ

غرانیق کا قصہ جعلی ہے!

ف ان آیات کے شان نزول میں مفسرین نے یہ قصہ ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے جب دیکھا کہ قوم کی سرکشی اور عناد روز بروز بڑھتا جا رہا ہے تو حضورؐ کو ان کے ایمان لانے کی توقع نہیں رہی تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کوئی ایسی آیت نازل ہو جس سے ان کی طبیعت مرغوب ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن آپ قریش کے مجمع میں پہنچے۔ بجائے اس کے خیالات کو اسلام کی جانب پھیر سکیں اسی اثنا میں آپ پر سورۃ النجم کی آیات نازل ہوئیں۔ آپ نے ان کو مجمع میں پڑھ کر سنایا۔ اور جب اس آیت پر پہنچے۔ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ تو شیطان کی تحریک سے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ تلك الغرانيق العلى منها الشفاعة ترتجى۔ یعنی یہ بت بھی بڑے عظمت والے ہیں۔ اور ان کی شفاعت منظور کی جائے گی۔ اس لئے ان پر بھروسہ کرنا چاہئیے۔ ان الفاظ سے تمام مشرکین خوش ہو گئے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی سجدے میں گر گئے۔ جب اس قصہ کا چرچا ہوا۔ تو جبرئیل آئے اور انہوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا غضب ڈھایا۔ مشرکین کی ہمنوائی آپ کو زیبا نہ تھی۔ اس پر آپ مغموم ہوئے اور آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ مگر یہ قصہ بالکل غلط اور بیہودہ ہے۔ ذیل کے نکات پر غور کیجئے۔

(۱) سورۃ النجم کا سیاق اس غلط قصے کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا کیونکہ اس کے بعد ہی ان کے بتوں کی نہایت مذمت ذکر ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی جوڑ بند حضورؐ کی زبان پر جاری ہو جو دونوں باہم ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ [illegible]

(۲) جب قوم کی خوشنودی اور خیر کا اتنا خیال کر کے بیان کیا گیا تھا تو پھر اب یہ کیونکر قابل تسلیم ہے کہ حضورؐ نے اپنا مسلک بدل دیا۔ اور آپ کو مشرکین دیکھا۔

(۳) تبدیلی مسلک اور غلط باتوں کے پیش کرنے پر قرآن میں سخت وعید آئی ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ الخ۔

(۴) یہ بھی ثابت ہے کہ آپ محض وحی کے تابع تھے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ (باقی ....)

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝

قیامت آجائے، یا اُن پر منحوس دن کا عذاب آپڑے ۝

۵۶- اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

۵۶- راج اُس دن اللہ کا ہے وہ اُن میں حکم کریگا سو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے ۝

۵۷- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

۵۷- اور جنہوں نے کفر کیا، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو انہیں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا ۝

۵۸- وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

۵۸- اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے، یا مر گئے۔ انہیں اللہ ضرور اچھا رزق دے گا۔ اور اللہ سب بہتر روزی دیتا ہے ۝ ف۱

۵۹- لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ

۵۹- وہ انہیں ضرور ایسی جگہ لے جائے گا جس سے وہ راضی ہوں گے

(۵) آپ کا دل ... سب چیزیں اسی طرح حفاظت کی گئی ہیں جیسا کہ ... شیطان کی دخل اندازی ... ممکن ... ہے۔ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ ... سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۔

(۶) ابن حزم نے کہا ہے کہ یہ قصہ زنادقہ کا وضع کردہ ہے چنانچہ انہوں نے اس پر ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بالکل ثابت نہیں۔

(۷) امام بخاری نے سورۃ النجم کی تلاوت اور مشرکین کے سجدہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس قصہ کو کہیں ذکر نہیں فرمایا۔

(۸) اگر یہ قصہ تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یوں ہوں گے کہ اول پھر پیغام اصلی حالت میں لوگوں تک پہنچا یقینی نہیں ہے۔ ثانیاً یہ کہ یہ بہت بڑا الحاد اور اتہام ہے۔ ثالثاً یہ ہے کہ ساری غلط فہمی لفظ تمنّٰی کے مفہوم نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی۔

تمنّٰی کے معنے خواہش اور آرزو کے ہیں۔ اور پڑھنے اور تلاوت کرنے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت حسّان کا ایک شعر حضرت عثمانؓ کے متعلق ہے۔ ؎

تَمَنّٰى كِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَيْلِهٖ   وَآخِرَهٗ لَاقٰى حِمَامَ الْمَقَادِرِ

یعنے عثمانؓ رات کے پہلے حصے میں قرآن کی تلاوت کرتے رہے اور آخری حصے میں شہید ہو گئے۔

اس آیت میں تمنّٰی کے معنے پڑھنے اور تلاوت کرنے کے ہیں جن لوگوں نے اس کے معنے آرزو اور خواہش کے لئے ہیں۔ ان کیلئے اس کے صحیح مفہوم کے تسلیم کر لینے میں آسانیاں پیدا ہو گئیں۔ اور یہ تو خیال ہے کہ یہ قصہ ہی لفظ تمنّٰی پر گھڑ کر وضع کیا گیا ہے۔ ... اس لفظ سے اس قصہ کی بنیاد ... ہے۔

آیت کا مقصد واضح ہے کہ انبیاء جب لوگوں کے سامنے احکام پیش کرتے ہیں تو شریر لوگ اپنی طرف سے بات بڑھا چڑھا کر اسے پھیلاتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں قسم قسم کے شبہات پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ جوابات کا ... سلسلہ ... شبہات کو دور کر دیتا ہے پھر غلط فہمی کیلئے کوئی احتمال باقی نہیں رہتا۔ جیسا ان کے ... واضح ہو جاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا آئندہ صفحہ پر دیکھیں)

لغات - يَوْمٍ عَقِيْمٍ ...

وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ۝

اور بے شک اللہ جاننے والا بُردبار ہے ۝

۶۰ - ذٰلِکَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِہٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْہِ لَیَنْصُرَنَّہُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

۶۰ - یہ حکم ہے۔ اور جس نے ایسا بدلہ دیا، جیسا اُس کے ساتھ کیا گیا تھا، پھر اُس پر زیادتی کی گئی۔ تو اُسے اللہ ضرور مدد دے گا۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۝ ف۱

۶۱ - ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ وَ اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

۶۱ - یہ اس لئے ہے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اللہ سُنتا دیکھتا ہے ۝ ف۲

۶۲ - ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ہُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝

۶۲ - یہ اس لئے ہے کہ اللہ وُہی حق ہے اور اُس کے سوا جسے وُہ پکارتے ہیں وُہ باطل ہے۔ اور اللہ بلند مرتبہ بڑا ہے ۝

مُسلمان کیوں ہجرت کرتا ہے!

ف۱ اسلامی نقطۂ نگاہ سے دین کی حفاظت ہر چیز پر مقدم ہے۔ اور مسلمان مجبور ہے کہ وُہ ہر حالت میں اپنے کلچر اپنی تہذیب اور اپنی روایات کو برقرار رکھے۔ اس کے نزدیک ملک قوم اور وطنی کشش وجاذبیت کا مفہوم کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ مُسلمان کی جان اُس کا مال اور اس کا سب کچھ مذہب ہے۔ وہ افلاس کو برداشت کر سکتا ہے۔ وہ بُھوکا رہ سکتا ہے اور دُنیا کی ہر مصیبت کیلئے تیار و آمادہ ہو سکتا ہے۔ مگر دین اور دین کے اقدار و اوامر سے ایک لمحہ کے لئے بھی وُہ جدا نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ مُسلمان کی نفسیات دینی سے واقف نہیں اور ان کے جذبات و حسیات کو نہیں سمجھ سکتے اُن کے نزدیک مذہب کیلئے وطن چھوڑ دینا۔ مال و دولت سے الگ ہو جانا ناقابل فہم ہے۔ مگر اُن کے لئے یہ بالکل آسان ہے۔ وُہ سمجھتا ہے کہ اصل دنیا خیالات و افکار کی صحت و سلامتی ہے۔ اور یہ صرف اس کے دین کے ساتھ ہے اور مُسلمان کی قسمت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے اس کو وطن و عزیز مظلومیت اور زمانے سے تو ملک اور وطن کی وابستگیاں اسے ہجرت سے

نہیں روک سکتیں۔

اس آیت میں مہاجرین کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ کہ اگر وُہ خُدا کی راہ میں یا تو وطن اور گھر بار چھوڑ دیا اور دشمنوں سے جہاد کیا یا طبعی موت مر گئے۔ تو ہم انہیں بہترین نعمتوں سے نوازیں گا۔ مجھ سے بڑھ کر اور کون دینے والا اور بخشنے والا ہو سکتا ہے۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کی موت پر بھی اجر شہادت ہے وُہ جو گھر اپنی ذات کو اللہ کی محبت میں اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس لئے خواہ میدان جہاد میں لڑتا ہوا مرے۔ خواہ جہاد کی آرزو میں اپنی موت مر جائے۔ اس کا اجر یقینی ہے۔ اور وہ ہر صورت میں شہید کے برابر ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ المقتول فی سبیل اللہ والمتوفی فی سبیل اللہ بغیر قتل ھما فی الخیر والاجر شریکان یعنی اللہ کی راہ میں مرنے والا اور لڑ کر شہید ہونے والا دونوں خیر و برکت میں برابر کے شریک ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۲ اس آیت میں ایک قرآنی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی حمایت فرماتے ہیں اور اس کو توفیق دیتے ہیں۔ کہ زیادتی ہو تو

٦٣- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؛ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

٦٣- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا ۔ پھر زمین سبز ہو گئی ۔ بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے ۝ ف۱

٦٤- لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

٦٤- جو آسمانوں میں ہے ۔ اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ سب اُسی کا ہے ۔ اور وُہی ہے بے پروا قابل تعریف ۝

٦٥- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

٦٥- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ جو کچھ زمین میں ہے خدا نے سب تمہاری تابع کر دیا ہے ۔ اور کشتیاں بھی کہ اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں ۔ اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے (کہ بغیر اس کے حکم کے وہ گر نہیں سکتا) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق مہربان ہے ۝

کرے ظلم وجور کے خلاف احتجاج کرسکے ۔ دوسری بات جو بیان فرمائی ہے کہ اللہ کی ذات سراسر عفو وکرم سے کام لیتی ہے ۔ وہ غفور اور رحیم ہے یعنے اپنوں اور بیگانوں کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ تم بھی فوراً احتجاج اور جہاد کے لئے آمادہ نہ ہو جاؤ بلکہ اولٰے اور بہتر یہ ہے کہ ابتداءً وسعت حوصلہ سے کام لو اور جب دیکھو کہ معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے ۔ اور سوائے اس کے اب کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان لوگوں سے جہاد کیا جائے تو پھر جہاد اولیٰ اور ضروری ہے ۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو بیان فرمایا ہے کہ کیونکر وہ رات کے بعض اجزا کو دن میں شامل کر دیتا ہے ۔ اور دن کے اجزا کو رات میں یعنے تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور روشنی تاریکی کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔ اسی طرح اللہ کے لئے یہ بھی آسان ہے کہ وہ کفر وشرک کی ظلمتوں کو اسلام وایمان کی روشنی میں بدل دے اور کفار ومنکرین کفر وطغیان اندھیرے سے نکل کر دیدۂ طمانیت کے اجالے میں آ جائیں ۔

مستور معانی کی جھلک

ف۱ قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے کہ وہ شہادت قدرت سے عجیب عجیب استدلال کرتا ہے ۔ اور وجہ استدلال کو بعض دفعہ بیان نہیں کرتا ۔ تاکہ ذہن پر زیادہ زور پڑے ۔ اور پوشیدہ معارف کو حاصل کرکے وہ ایک نوع کی روحانی مسرت محسوس کرے ۔

اس آیت میں کہنے کو تو ایک صریح حقیقت بیان کی ہے کہ دیکھو بارش کے بعد خشک زمین کیسی سرسبز ہو جاتی ہے ۔ مگر آخری الفاظ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہیں پر معانی اور معارف کا قصر بلند موجود ہے ۔ یعنے کفار کی توجہ کو اللہ کے لطف عمیم کی جانب مبذول کیا ہے تاکہ وہ اسلام کی ضرورت واہمیت کو سمجھ سکیں ۔

جب اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور علم وحکمت کا یہ تقاضا ہے کہ مینہ برسا کر خشک اور بے رونق زمین بھی سرسبز وشاداب کر دی جاتی ہے ۔ تو کیا تمہارے دلوں کی شادابی کے لئے اس نے ابر رحمت کے برسانے میں بخل سے کام لیا ہے ۔ یاد رہے تم اپنی روحانی تشنگیوں سے بے خبر ہو ۔ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ وہ لطیف ہے یعنی نہایت نیکوکار اور مددگار ہے ۔ اور خبیر یعنی آگاہ ہے تو پھر ضروری ہو جاتا ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶ - وَهُوَ الَّذِىٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝

۶۶ - اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر تمہیں مارے گا۔ پھر تمہیں جلائے گا۔ بے شک آدمی ناشکرا ہے ○ ف۱

۶۷ - لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۶۷ - ہر اُمت کے لئے ہم نے ایک راہ بندگی کی مقرر کی ہے جس پر وہ عمل کرتے ہیں پس چاہیئے کہ وہ لوگ دینی معاملہ میں تیرے ساتھ کچھ جھگڑا نہ کریں اور تو اپنے رب کی طرف بلا۔ بیشک تو سیدھے رستے پر ہے ○

۶۸ - وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

۶۸ - اور وہ جو تجھ سے جھگڑیں۔ تو کہہ، خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو ○ ف۲

۶۹ - اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

۶۹ - اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو ○

۷۰ - اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ

۷۰ - کیا تو نہیں جانتا۔ کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اللہ کو معلوم ہے۔ یہ

ف۱

ان آیات میں اللہ نے اپنی مزید عنایت کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ جو کچھ دنیا میں موجود ہے ہم نے تمہیں اس کا حاکم بنایا ہے اور ہر چیز پر تمہیں اختیار دیا ہے۔ گویا کائنات میں تمام عنصر ہمارے سے بنا ہے۔ تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ یہاں حکمرانہ رہو۔ اور خدا کی مہربانیوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ فرمایا دیکھو کشتیاں اور جہازوں کے لئے بھی ہم نے ایسے مفید قانون بنا دیئے ہیں کہ تم ان کے ذریعہ سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہو۔ پھر یہ بھی ہماری نوازش ہے کہ تمہیں آسمان اور آسمانی حوادث سے محفوظ رکھا ہے۔ اور سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ تمہیں زندگی کی نعمت بخشتا ہے۔ یاد رکھو تم موت سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ جس نے تمہیں زندگی عنایت کی ہے وہ پھر موت کی سختیاں بھی وارد کرے گا۔ اور پھر حساب لینے کا ... کے لئے دوبارہ زندگی میں عنایت فرمائے گا جس کے بعد موت نہیں آئے گی ○

ان نعمتوں پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ انسان کس درجہ ناشکرا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اس کی گردن ان احسانات کے انبار سے جھکی رہتی۔ مگر حالت یہ ہے کہ مغرور اور متکبر ہے انسان یہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ مگر غور اور پروا نہیں کرتا ○

ف۲

پھر اصل موضوع کی جانب توجہ فرمائی ہے۔ یعنی سورۃ الحج کا مقصد عبادات اور مناسک کی تشریح کرنا ہے اور اس ضمن میں جو بعض شبہات پیدا ہو سکتے ہیں ان کو دور کرنا ہے ارشاد ہے کہ تم اسلامی طریق عبادت اور قربانی پر کیوں معترض ہو۔ ہر قوم اور گروہ میں کسی نہ کسی طریق سے ان مذہبی رسوم کو ادا کیا جاتا رہا ہے۔ طریقہ کے مختلف ہونے سے اصل غرض مفقود نہیں ہو سکتی۔ بہر حال مختلف شرائع کے طریقے بمقتضائے وقت ہم نے ہی مقرر کئے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں سے لوگوں کو جھگڑا نہ چاہیئے ○

حل لغات :

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

٧١- وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ○

٧٢- وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

کتاب میں لکھا ہے۔ یہ اللہ پر آسان ہے ○

٧١- اور وہ اللہ کے سوا اس کو پوجتے ہیں جس کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور جس کا انہیں علم نہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ○ ف۱

٧٢- اور جب ہماری کھلی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تب تو کافروں کے منہ میں ناخوشی پہچانتا ہے۔ قریب ہوتے ہیں کہ جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، ان پر دوڑ کر حملہ کریں تو کہہ کیا میں تمہیں اس سے زیادہ بری چیز بتاؤں؟ وہ آگ ہے، کافروں کو اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے۔ وہ بری جگہ ہے ○ ف۲

شرک ناقابلِ فہم ہے!

ف۱ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا سے مقصود یہ ہے کہ شرک کے لئے کوئی عقلی وجہ جواز موجود نہیں۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے؟ کہ ایک مٹی یا پتھر کے بت کو خدا قرار دے لیا جائے۔ یا ایک شخص کو جس کی دنیا اور زندگی کی بے چارگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم اس کو خدائی مسند پر بٹھا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار شرک کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو ایک غیر عقلی اور غیر مدلل عقیدہ قرار دیا ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ اکثر لوگ اسی شرک کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اور نہیں محسوس کرتے کہ کھلی گمراہی ہے۔ بھلا جو شخص بھوک کی شدت سے بے تاب ہو جاتا ہے۔ جسے پیاس بے قرار کر دیتی ہے۔ بیمار ہوتا ہے، تو طبیب کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ بتائیے۔ وہ مرجانے کے بعد بھلا کیونکر خدا بن سکتا ہے؟

پتھر کا وہ حقیر اور ذلیل ٹکڑا جس کو تم اپنی خداداد قابلیت سے ایک حسین و جمیل صورت میں بدل دیتے ہو۔ وہ الوہیت کا حامل کس طرح ہو سکتا ہے؟

وہ قبر اور مزار جس کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ اس میں خدائی کمال سے آجاتی ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ تم ان مٹی کے ڈھیروں کے سامنے جھک جاتے ہو۔ اور پتھروں کو اپنا معبود سمجھنے لگتے ہو۔ کیا یہ محض جہالت نہیں۔ اور بے شعوری نہیں؟

ف۲ ارشاد ہے کہ گو قرآن ہمہ خیر و برکت ہے اور اس کے دلائل واضح اور روشن ہیں۔ مگر منکرین کے دلوں میں اس کے خلاف بغض و عناد ہے کہ شائستگی کے ساتھ اس کو سن بھی نہیں سکتے۔ حضورؐ جب ان تمام بدبختوں کو قرآن سناتے اور چاہتے کہ ان کو محرومی و بدنصیبی کی دنیا سے نکال کر سعادت و فلاح کی دنیا میں پہنچا دیا جائے۔ تو یہ شقیان ازلی نہایت تعصب اور تنفر کا اظہار کرتے۔ گویا قرآن بہت تلخ چیزوں کا نام ہے جو ان کے حلق میں نہیں اترتے۔ فرمایا تم قرآن حکیم کی آیتوں کو ناگوار سمجھ کر نہیں سنتے ہو۔ مگر میں تمہیں بتاؤں۔ ایک اس سے بھی کہیں ناگوار چیز تمہیں برداشت کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ
مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ اِنَّ
الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ
اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا
وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ وَاِنۡ
يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔـا
لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
الۡمَطۡلُوۡبُ ۝

۷۳- لوگو! ایک کہاوت کہی گئی ہے
سو تم اُسے سُنو۔ جنہیں تم اللہ
کے سوا پکارتے ہو، وُہ ہرگز
ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے،
اگرچہ وُہ سب اس کے لئے جمع ہوں اور
اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے،
تو اُسے اُس سے چھڑا بھی نہیں سکتے،
عاجز ہے چاہنے والا، اور (وُہ بھی)
عاجز کہ جن کو وُہ چاہتا ہے ○ ف۱

۷۴- مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ
عَزِيۡزٌ ۝

۷۴- اللہ کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی اُنہوں نے
ویسی اس کی قدر نہ جانی۔ بیشک اللہ زور آور
زبردست ہے ○ ف۲

۷۵- اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ

۷۵- اللہ فرشتوں، اور آدمیوں میں

ف۱

اس سے قبل کی آیت میں شرک کی مذمت فرمائی تھی۔ اور بتایا تھا کہ ان مشرکوں کے پاس اس کی تائید کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں۔ اب اس عقیدے کی بے مائگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ان کے تمام معبود جمع ہو جائیں۔ اور اپنی پوری قوت صرف کر دیں جب بھی ایک مکھی تک پیدا کرنے میں قاصر رہیں گے۔ حالانکہ مکھی ایک نہایت ہی ادنٰے درجہ کی مخلوق ہے۔ اور مکھی کا پیدا کرنا تو بڑی بات ہے۔ اگر وہ ان کے کھانے میں سے کچھ چھین لے جائے تو یہ اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔

جب طالب و مطلوب کی یہ کیفیت ہے کہ ادنیٰ درجے کی مخلوق کے پیدا کرنے پر بھی وہ قادر نہیں۔ اور ماننے والوں کی یہ حالت ہو کہ مکھی پر بھی اختیار نہیں۔ تو پھر بت پرستی کیسی؟ کیا اس بے چارگی اور عجز کے بعد بھی کسی شے کو خدا مان لینا جائز اور درست ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ شرک و بت پرستی میں کوئی معقولیت نہیں مگر
وہ لوگ اس معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو ذہنًا نہایت پست اور ذلیل ہیں۔ اور جنہیں مبدأ فیاض سے عقل قطعًا ارزانی نہیں ہوئی۔

ف۲ وُہ خدا جو ادراک و فہم کی حدود سے بالا ہے۔ جسے نظر نہیں پا سکتی۔ اور جو زمان و مکان سے منزہ و پاک ہے۔ جو سب کا خالق و پیدا کرنے والا ہے۔ جس نے اعلیٰ و ادنیٰ اور دوست و دشمن سب پر عنایات کی بارش فرمائی ہے۔ اس کا کیونکر شریک اور ساجھی ہو سکتا ہے۔ جو سب پر غالب ہے۔ جس کی حکومت کے دائرے سے کوئی چیز خارج نہیں۔ جو ہر جگہ ہر ہے مقتدر ہے اور کوئی خوبی ہے اس کے متعلق خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ خود اسی کی ادنٰے مخلوق اس کی ہمسر ہو سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی عظمت و جلال کا صحیح صحیح اندازہ ہی نہیں کیا۔ اور کما حقہ اس کو نہیں سمجھا!

حل لغات

مَثَلٌ۔ ہر وہ بات جس میں کوئی ایک نکتہ پنہاں ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ۚ

سے رسول چن لیتا ہے، بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ۝ ف۱

۷۶۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

۷۶۔ جو ان کے آگے اور پیچھے ہے وہ جانتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سب معاملے جاتے ہیں ۝

۷۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ

۷۷۔ مومنو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کو پوجو، اور نیکی کرو۔ شاید تم مراد کو پہنچو ۝

۷۸۔ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ

۷۸۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جیسے اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں

زور لفظ اللہ پر ہے!

ف۱

ولید بن مغیرہ اور اس قماش کے دوسرے لوگ کہتے تھے۔ کہ نبوت کا منصب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیوں مل گیا۔ جب کہ دنیوی اعتبار سے ہم لوگ اس کے زیادہ مستحق تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبوت کے لئے خاص قسم ذہنی و قلبی کی ضرورت ہے۔ جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے مناسب سمجھتا ہوں۔ پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کر لیتا ہوں۔ یہ انتخاب محض میری ذات پر موقوف ہے۔ تم لوگ اور تمہارے ہم مسلک دوسرے لوگ نبوت کے منصب کو نہیں حاصل کر سکتے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے۔ کہ زور لفظ اللہ پر ہے۔ یَصْطَفِیْ پر نہیں۔ چنانچہ محض اس نکتہ کے نہ سمجھنے سے بعض کوتاہ فہم لوگوں کو لغزش ہوئی اور انھوں نے سمجھا کہ نبوت اب بھی جاری ہے، کیونکہ لفظ یَصْطَفِیْ استمرار کو چاہتا ہے حالانکہ یہاں بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ یہ اصطفاء اور برگزیدگی صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ فافہم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ
إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ
الْمُسْلِمِينَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِي
هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا
عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ
عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ ۚ هُوَ
مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ
وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ

أٰياتها (۱۱۸) رکوعاتها (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین
ہے۔ اُس ہی نے تمہارا نام مُسلمان رکھا
ہے۔ پہلے سے، اور اس کتاب
(قرآن) میں بھی، تاکہ رسول تم پر گواہ
ہو۔ اور تم (اور) لوگوں پر گواہ
ہو۔ پس نماز پڑھو، اور
زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط
پکڑو۔ وہ تمہارا صاحب
ہے۔ سو خوب صاحب ہے،
اور اچھا مددگار ۝ ف۱

سُورۂ مؤمنون

مکی ـــــ آیتیں ۱۱۸ ـــــ رکوع ۶

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

ف۱

ان آیات میں کئی چیزیں بیان کی ہیں۔ پہلے تو یہ
حکم دیا کہ رکوع اور سجود سے اللہ کی عبادت کرو
اور اس قسم کے نیک افعال جاری رکھو۔ کہ نجات اور
فلاح کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ پھر جہاد کی
تلقین کر کے یہ سمجھایا۔ کہ عبادت سے غرض
حقیقت میں کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ یعنی پیار سے عبادت
عقیدت کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب دشمنان دین تمہاری
نمازوں سے تمہیں روکیں۔ اور تمہارے دین کو مٹانا
چاہیں۔ اور ان تعلقات کا استحصال کرنا چاہیں جو تم
نے اپنے خدا سے استوار کر رکھے ہیں۔ تو پھر میدان
جہاد میں کود پڑو۔
اس کے بعد اسلام کی خوبی اور فضیلت بیان کی کہ
اس میں کہیں دشواری تنگی موجود نہیں۔ نہایت سہل
آسان مذہب ہے۔ پھر اس حقیقت کو بیان فرمایا

کہ تمہارے لئے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند
کیا گیا ہے۔ پہلے یعنی پچھلی کتابوں میں تمہارا نام
مُسلمان رکھا تھا۔ اور اس کتاب میں بھی وہی نام
رکھا ہے۔
پھر یہ ارشاد فرمایا۔ کہ رسُول تمہارے لئے اسوہ اور
نمونہ ہے۔ اور تم لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہو۔
اور آخر میں اعتصام باللہ کی تلقین کی۔ فرمایا کہ مسلمانوں
کا دوست اور مددگار صرف خدا ہے۔ گویا ان آیات
میں مُسلمانوں کو وہ سب کچھ اختصار کے ساتھ بتا
دیا ہے۔ جس کا بتلا دینا ان کی تربیت اور فلاح، اور
بہتری کے لئے ضروری ہے۔

حل لغات

حَرَجٍ۔ تنگی، حبس، وہ بات جو نفس پر گراں ہو اور تکلیف دہ ہو۔
شَهِيدًا۔ گواہ اور مستحق جو اپنے قول و عمل سے دوسروں
کو اسلام کی سچائی سمجھائے۔ یعنی اسوہ اور نمونہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱- قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○	۱- ایمان والے کامیاب ہو گئے ○
۲- الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○	۲- جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں ○
۳- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○	۳- اور وہ جو بیہودہ بات سے منہ موڑتے ہیں ○
۴- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○	۴- اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ○
۵- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○	۵- اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ○
۶- اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○	۶- مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال سے کہ اس میں ان پر ملامت نہیں ○
۷- فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○	۷- پھر جس نے سوا ان عورتوں کے کچھ اور چاہا وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ○
۸- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○	۸- اور وہ جو اپنی امانتوں، اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ○
۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○	۹- اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں ○ ف

نجات اور کامرانی کی سات شرطیں!

ف ان آیات میں قرآن حکیم نے فلاح و بہبود کی راہ عمل کی تفصیل بیان کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ نجات اور کامیابی کیلئے صرف عقیدہ کافی نہیں بلکہ ضرور احسان والی، اچھی اصلاحی و اخلاقی سعی کی تکمیل لازمی اور ضروری ہے جن کا ذکر ان آیات میں ہے۔

یعنی نماز میں خشوع و خضوع، لغویات سے احتراز، زکوٰۃ کی ادائیگی، پرہیزگاری اور امانت اور پاس عہد۔ نماز کے تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ دعا اور عبادت کے الفاظ کو ادا کرنا جو نماز کے ارکان میں ہیں۔ ایک یہ کہ سوچ سمجھ کر پڑھنا اور معانی و مطالب تک رسائی حاصل کرنا۔ تیسرا درجہ ہے الفاظ کی روح تک پہنچ جانا۔ اور یکسر نماز میں محویت ہو جانا۔

جسے حدیث میں درجہ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے کانک تراہ۔ پہلا درجہ نماز کے حقیقی مقاصد کو حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو ثواب ہے بلکہ صرف اس کی ادنیٰ حیثیت محض یہ ہے کہ عبادت کا اعادہ اور تکرار ہے جس میں کوئی زندگی اور روح نہیں۔

دوسرا درجہ تیسرے درجہ کا زینہ ہے۔ کیونکہ اگر الفاظ کے معانی تک رسائی نہ ہو تو پھر اس کی روح اور ماہیت کو پانا دشوار ہے۔

قرآن حکیم کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان نماز کی اچھی طرح سے شناسا ہوں اور واقعی ان اوصاف سے متصف ہوں۔ جن کو اللہ نماز پیدا کر دیتی ہے۔

لغو سے مراد مومنین کے نزدیک وہ باتیں ہیں جن کا ارتکاب بہرحال حرام ہے۔ بعض کے نزدیک لغویات ان امور کو کہتے ہیں جو مباح تو ہیں مگر ان سے کوئی فائدہ مرتب نہیں۔

لغۃً لغو کے معنی بیہودہ کلام کے ہیں۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں اللغا و رفث التکلم۔

اور اخلاق کے حوزے میں ہر وہ بات جو مفید نہ ہو۔ اور بے معنی ہو۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ جو لوگ سچے مومن ہیں وہ زندگی کی اہمیت اور قیمت کو سمجھتے ہیں اس لئے غیر ضروری اور غیر نافع باتوں میں نہیں الجھتے اور اپنا پورا وقت کامیابی و کامرانی کیلئے صرف کرتے ہیں۔ گویا وہ ہمہ تن اور ہمہ عمل ہو گئے ہیں۔ زبانی بر ۱۸

حل لغات: خٰشعون۔ عجز سے نماز پڑھنے والے۔ زکوٰۃ۔ فقیر کی تنظیم کے لئے سے مشابہ ہے کرسکتے ہیں

www.KitaboSunnat.com

۱۰- اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ
۱۱- الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِیْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝
۱۲ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ
مِّنْ طِیْنٍ ۚ
۱۳- ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝
۱۴- ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ
عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ
اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ
اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝
۱۵- ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ۝
۱۶- ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

۱۰- وہی میراث لینے والے ہیں ۝
۱۱- جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝
۱۲- اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ف
۱۳- پھر ہم نے اسے قرارگاہ مستور میں نطفہ بنایا
۱۴- پھر نطفہ کو لہو کی پھٹکی بنایا، پھر پھٹکی کو بوٹی بنایا۔ پھر ہم نے بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر ہم اسے ایک دوسری صورت میں لائے، سو بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے
۱۵- پھر تم اس کے بعد مرو گے ۝
۱۶- پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے ۝

حفاظت و فلاح کیلئے حفاظت عصمت کی بھی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض کے لحاظ سے بہت ضروری ہے کہ ابھی لونڈی کا نکاح نہیں کیا گیا اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ سے مراد لونڈیاں ہیں۔ یہاں یہ بات ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اسلامی ضروریات کے ماتحت لونڈیوں سے تمتع فرمایا ہے اور اس میں بہت سے فائدے مضمر ہیں۔ دشمن ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے، مسلمانوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ لونڈیوں کی تربیت کا بہتر موقعہ انتظام ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام میں جنگ کے خلاف جذبات نفرت و حقارت پیدا ہو جاتے ہیں۔ گو یہ ظلم و تم جاہلیت سے اس مجاہدانہ فضا سے دور ہو چکا ہے اس لئے اس تمتع کو اخلاقی لحاظ سے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اسلام نے غلام و لونڈی کی حالت کے ماتحت یہ حکم دیا ہے جب اور ہر قوم میں عملاً یہ جواز موجود ہے۔ اسلام نے بعض شرائط کے ساتھ کنیزوں کے لئے ایک تحصیل فکر کو پیش کر دیا ہے جس میں ان کے حقوق کو بقاعدہ واضح کیا گیا ہے۔
کہ ہر شکل میں تربیت و امہات اور ملکی حالات کو نہیں ہوتے

اس لئے مجبور ہیں کہ اس قسم کے احکام اور اس قسم کی رخصتوں کو دیکھیں اور غلط طور پر اطوار و عادات کو اس خلق کے لئے معیار قرار دیں۔
سب سے آخر معاملات کے باب میں امانت اور عہد کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مسلمان کو خائن اور دھوکہ باز نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہی وہ وصف ہے جس کی وجہ سے قومیں ترقی کے زینہ اعلیٰ تک پہنچتی ہیں۔ اور یہی وہ صفت ہے جس کے معدوم ہونے سے قومیں باہمی اعتماد و تعاون کے جذبات کھو دیتی ہیں۔

ایک تشریحی نکتہ ف ان آیات میں قرآن حکیم نے انسان کی پیدائش اور اس کے مختلف مراحل کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ کس حکمت و دانائی سے خدا تعالیٰ نے انسان کو خلعت وجود عطا فرما کر اس دنیائے عجائب میں بھیجا اس حسن و عقل کے مجسمہ کو انسان اور حیوان کی حیرت و اعتراف کیا یہ سب کی سب چیزیں اللہ کی اعلیٰ ترین قوت تخلیق پر دال نہیں؟
یہاں لفظ عَلَقَۃ ملحوظ رہے قرآن حکیم نے جو ترتیب جنیانی تشریح فرمائی ہے۔ وہ درحقیقت اس کی واضح ہے کہ نطفہ میں زندگی کے ذرات ہوتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۷- وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○

۱۷- اور ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں اور ہم خلقت سے غافل نہیں ○

۱۸- وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○

۱۸- اور ہم نے اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اُتارا، پھر اُس کو زمین میں ٹھہرایا، اور ہم اس پانی کے دُور کرنے پر قادر ہیں ○

۱۹- فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

۱۹- پھر ہم نے اُس پانی سے تمہارے لئے کھجور اور انگوروں کے باغ پیدا کئے، ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں، اور اُن ہی میں سے تم کھاتے ہو ○

۲۰- وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○

۲۰- اور وہ درخت پیدا کیا۔ جو سینا پہاڑ سے نکلتا ہے۔ کہ تیل اور کھانے والوں کے لئے سالن اُگاتا ہے ○ ف ۱

۲۱- وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ

۲۱- اور چارپایوں میں تمہارے لئے عبرت ہے

جراثیم ہوتے ہیں۔ اور وہ جراثیم رحم میں پہنچ کر بڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور آہستہ آہستہ جنین کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن بھی کہتا ہے کہ ہم اس نطفہ کو جراثیم میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ واضح رہے عَلَقَۃ کے معنے خون بستہ کے نہیں۔ بلکہ جراثیم حیات کے ہیں۔ جو رحم کے ساتھ چپک جاتا ہے اور جنین کا باعث ہوتا ہے۔

غور فرمایئے۔ کیا آج سے چودہ سو سال قبل علم التشریح کی یہ تحقیق بغیر الہام و وحی کے ممکن تھی؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان حقائق کے چہرے سے اس طرح پردہ کشائی کرے۔ حالانکہ اس وقت ابتدائی علوم کا بھی وجود نہ تھا۔ اور قوم محض خرافات و اوہام میں جکڑی تھی ان آیات میں قرآن نے کچھ ایسی ترتیب اور حسن بیانی سے کام لیا ہے۔ کہ بے اختیار منہ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ نکل جاتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ کا کاتب وحی عبداللہ بن ابی سرح جب یہاں پہنچا۔ تو بول اٹھا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لکھ لو۔ یہی الہام ہوا ہے۔ کی بدبختی اور محرومی دیکھئے۔ کہ یہی قرآن اس کیلئے ضلالت و گمراہی کا باعث بن گیا

اس نے سمجھا کہ شاید حضورؐ اسی طرح صلاح و مشورہ سے قرآن کو ترتیب دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کمال بلاغت ہے۔ کہ سامع اور قریب آنے والے الفاظ کا پتہ دے دیں۔ غالب کہتا ہے۔ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

چنانچہ حضرت فاروقؓ اس بلاغت کو سمجھتے تھے انہوں نے جب یہ آیات سنیں تو وہ بھی فتبارک اللہ بول اٹھے اور جب ان کو حضورؐ نے بتایا کہ قرآن کی آیت بھی اسی طرح ہے۔ تو خوش ہوئے کہ میری زبان نے وحی کی آیت کے ساتھ توافق کیا ہے۔

ف ۱ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی مختلف بخششوں کا ذکر کیا ہے مقصد یہ ہے کہ جس طرح تمہاری مادی ضروریات کیلئے اس نے کو ناگوں سامان وافر پیدا کیا ہے۔ اسی طرح تمہاری روحانی ضروریات سے بھی بے خبر نہیں ہے۔

ان آیات میں انعام لوحی کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس طرح بارش کے بعد کھیت لہلہا اٹھتے ہیں۔ اور اس کا پانی ضروری کو سبب میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک آسمانی زمین خشک ہو باقی ہے

یزی کے لئے ترقی ہے • حلّ لغات۔ طَرَائِق۔ جمع طریقہ۔ راستے، طبقات، قوم، گروہ۔ مراد آسمان ہیں مختلف آسمان ہے

www.KitaboSunnat.com

نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ
فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا
تَأْكُلُونَ ۝
۲۲- وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝ ع
۲۳- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ
فَقَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝
۲۴- فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا
مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ
عَلَيْكُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ
مَلَٰئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي
آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۝

کہ ان کے پیٹوں میں ہے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں
اور ان میں تمہارے لیے بہت سے نفع ہیں
بعض کو تم کھاتے ہو ۝ ف۱
۲۲- اور ان پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو ۝
۲۳- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا
تو اس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے
سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ۝
۲۴- تب اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا
کہ یہ تو تمہاری ہی مانند ایک آدمی ہے،
چاہتا ہے، کہ تم پر بڑائی کرے، اور
اگر اللہ چاہتا۔ تو ضرور فرشتے اتارتا
ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں
میں نہیں سنی ۝

حیوانات سے عبرت پذیری!

ف۱

قرآن حکیم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر نوع کے معارف کو نہایت بیان کرتا ہے اور معمولی باتوں سے حقائق و عبر کے موتی نکال لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے تمہاری نظریں عمیق اور گہری ہونی چاہئیں تم ہر واقعہ اور ہر چیز پر بتفکر اور غور کرو۔ تم کو معلوم ہو جائے گا کہ قدرت کا انتظام کس قدر عجیب اور جامع ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حیوانات اور چارپایوں کو دیکھو۔ تم روزانہ دودھ پیتے ہو، مگر کبھی اس بات پر بھی غور کرنے کی توفیق ہوئی ہے کہ دودھ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ وہ چارہ جو گائے اور بھینس کھاتی ہے ایک ہیولانی شکل میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں کئی تبدیلیوں کے بعد دودھ کی شکل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر اسی چارہ کا خون بھی بنتا ہے اور جانور کے سارے جسم میں بھی بٹ جاتا ہے۔ اور جو فضلہ رہ جاتا ہے وہ ایک مقررہ راستہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

غور فرمائیے۔ ایک ہی چیز دودھ بھی ہے اور خون صالح بھی۔ طاقت و قوت کا باعث بھی ہے اور فضلہ بھی۔ پھر ہم جانوروں کو کتنی طرح سے استعمال میں لاتے ہیں ان کا دودھ پیتے ہیں۔ گوشت کھاتے ہیں۔ سواری کا کام لیتے ہیں۔ اور بہت سے منافع حاصل کرتے ہیں۔

کشتی پر تم اکثر سوار ہوتے ہو گے۔ لیکن کبھی غور کیا ہے کہ کس قدر قاعدے اور طبعی ضابطے حرکت میں آتے ہیں تب جا کر کہیں پانی کے سینہ پر کشتی قدم رکھتی ہے جو فن ہے۔ کہ تم ان جزئیات اور عنایتوں پر غور کرو۔ اور سوچو کیا یہ عنایات بے معنی ہیں۔ اور کوئی مقصد ان کے پس پشت کارفرما نہیں؟ کیا کائنات کا سارا انتظام بلا وجہ حرکت میں ہے، یا اس کی کوئی غرض اور کوئی منزل بھی ہے۔ اور اس کا کوئی مقصد بھی ہے۔ جس کا حاصل کرنا انسانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵- اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ○

۲۶- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○

۲۷- فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○

۲۸- فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ

۲۵- اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے کہ اسے سودا ہے پس ایک وقت تک اسے مہلت دو ف۱ ○

۲۶- وہ بولا اے رب تو میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ○

۲۷- پھر ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنا، پھر جب ہمارا حکم آئے، اور تنور جوش مارے، تو تو اس کشتی میں ہر جنس کا دوہرا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ بٹھا لے، مگر وہ اس شخص کو جس پر ان میں سے بات قائم ہو گئی ہے اور ظالموں کے بارہ میں مجھ سے نہ بول، وہ ضرور غرق ہوں گے ○

۲۸- پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی میں چڑھ چکیں، تو کہہ، اللہ کا شکر ہے،

ف

ان آیات میں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے قوم کو کیا پیغام دیا۔ ان کے مخالفین نے کس طرح کے بیہودہ اعتراضات سے ان کا خیر مقدم کیا۔ ارشاد ہے کہ نوحؑ نے محض توحید کی تعلیم دی۔ اے قوم سے کہا۔ کہ صرف ایک خدا کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی چارہ ساز نہیں ہے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ کا تقاضا یہی ہے۔ کہ تمہارے دلوں میں توحید کی روشنی ہو اور تم بجز اس کی ذات کے جو سب سے بالا ہے کسی کے آگے نہ جھکو۔

قوم کے معزز بااثر لوگوں نے تعلیم پر سخت تنقید کی۔ کیونکہ وہ بجائے خود اپنی قوم کے معبود بنے ہوئے تھے انہوں نے کہا۔ ہم نوحؑ کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تو محض انسان ہے اور اس میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عام انسانوں میں موجود ہیں اس کی نبوت کا مقصد محض اظہار برتری اور غلو ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر اس طرح حکومت کرے۔ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ تمہاری طرف راہنما بھیجے۔ تو وہ فرشتوں کو حکم دیتا کہ وہ اُتر آئے احکام ہم تک پہنچائیں۔ اس قسم کی باتیں، کہ ایک معمولی انسان اللہ کی طرف دعوت دے۔ یا کبار تقویٰ کی طرف بلائے اور مجرموں کی مذمت کرے۔ ہم نے تو کبھی اپنے باپ دادا سے نہیں سنیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے دماغ میں خلل ہے اس لئے کچھ عرصہ تک اس کے بارہ میں کچھ دنوں انتظار کرنا چاہئے۔

حلِ لُغات

التَّنُّوْرُ - زمین، وادی، وہ جگہ جہاں سے پانی برآمد ہو

کُلٍّ - یعنی ہر ضرورت کی چیز۔ قرآن میں لفظ کل کا استعمال استغراق منطقی کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ علم ضروری اشیاء کے لئے ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی ۝ ف۱

۲۹۔ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝

۲۹۔ اور کہہ کہ اے رب تو مجھے مبارک جگہ اتارنا اور تو اچھا اتارنے والا ہے ۝

۳۰۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ۝

۳۰۔ اس بیان میں نشانیاں ہیں اور بیشک ہم جانچنے والے ہیں ۝

۳۱۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝ۚ

۳۱۔ پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور قرن کے لوگ پیدا کیے ۝

۳۲۔ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

۳۲۔ پھر ہم نے ان میں انہیں کے درمیان سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں؟ ۝ ف۲

۳۳۔ وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ

۳۳۔ اور اس کی قوم کے شریفوں نے جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور

اللہ نے حضرت نوح کی دعا سن لی!

ف۱ حضرت نوح کے مخاطبین نے جب اس قسم کے اعتراضات کئے کہ آپ بشر ہیں اور ایسی عجیب باتیں کہتے ہیں جو ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنیں تو گویا ہمیں کے نکاح ہیں دیوانہ ہو گئے۔ حضرت نوح کو جھٹلانے لگے۔ تو آپ نے نصرت الٰہی کی دعا مانگی۔ فرمایا۔ کہ اللہ نے ان کے تکبر سے متعلق پورے طور پر حق کو پہنچا دیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک ان کو دعوت حق دی۔ مگر انہوں نے ہمیشہ تکذیب کی۔ ہمیشہ ستایا اور دکھ دیا۔ اب ان کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور اب بھی مزید صبر اور برداشت کی گنجائش نہیں۔ اس لئے ان کو قطعہ سے دور کر۔

اللہ نے یہ دعا سن لی اور حکم دیا کہ اس قوم کو پانی میں اس طرح غرق کر دو۔ کہ پھر کبھی نہ ابھر سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا۔ کہ ایک کشتی بناؤ اور جس وقت ہمارے حکم سے تنور پانی سے بھر کر جوش مارنے لگے۔ تو تم سب قسم کے حیوانات میں جوڑا جوڑا (یعنی نر و مادہ) کشتی میں بٹھا لو۔ تاکہ ان کی نسل باقی رہے اور تم ان سے استفادہ کر سکو اور اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں بٹھا لو لیکن ظالموں کے حق میں سفارش نہ کرنا۔ وہ ضرور ڈبو دیئے جائیں گے۔

یعنی اللہ کے غصے اور غضب کا تعلق محض گنہگاروں سے ہے انجام پر نظر نہیں۔ جو نافرمان اور متمرد ہے اس کے لئے عذاب میں مبتلا ہونا ضروری ہے۔ اس باب میں کسی کی تخصیص نہیں ہوگی ارشاد ہے کہ جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو خدا کا شکر ادا کرنا کہ اس نے تمہاری خلاصی کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اور تمہیں ظالموں سے نجات بخشی۔

عذاب کے متعلق یہ حقیقت سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہ محض غضب و غصہ کی بنا پر نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اس کا آنا دیگر اسباب و وجوہ پر موقوف ہے اور انسانیت کیلئے خیر و برکت کا موجب ہے۔ جب قومیں مفاسد میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اور قلب انسانی اس حد تک بگڑ جاتا ہے کہ پھر ان کی اصلاح ممکن نہ ہو تو اس وقت عذاب آ جاتا ہے تاکہ انسانیت

حل لغات۔ رَسُوْلًا۔ بعض روات کے نزدیک اس سے مراد حضرت ہود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا
هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا
تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا
تَشْرَبُوْنَ ۝

اور دُنیا کی زندگی میں ہم نے انہیں آسودہ کیا تھا۔ کہا کہ یہ رسول تو تمہاری ہی مانند ایک بشر ہے جو تم کھاتے ہو وُہی یہ کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وُہی یہ پیتا ہے ○

۳۴- وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

۳۴- اور اگر تم آپ جیسے کسی کی اطاعت کرو گے تو بیشک تم زیان کار ہو گے ○

۳۵- اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ
تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝

۳۵- کیا تم کو یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو تم نکالے جاؤ گے ○

۳۶- هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

۳۶- کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ○

۳۷- اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ
وَ نَحْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ۝

۳۷- اور کچھ نہیں یہی ہمارا دُنیا کا جینا ہے ہم مرتے اور جیتے ہیں، اور ہم اُٹھائے نہ جائیں گے ○

۳۸- اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ
كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝

۳۸- یہ رسول کچھ نہیں صرف ایک آدمی ہے جو اس نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں ○ ف۱

حضرت نوح کی اولاد کو خیر و برکت سے نوازا۔ اور وہ ساری دنیا میں پھیل گئے پھر ان ہی میں سے ایک ان میں رسول بھیجا۔ جس نے اسی پیغام کو دُہرایا اور وہی خبر توحید سُنایا۔ جس کو اس سے قبل حضرت نوح بار ہا سُنا چکے تھے۔ اور عجیب بات ہے کہ ان کو اسی قسم کے سوالوں سے وُہی جواب سننا پڑا۔ جو نوح کو دیا گیا تھا۔ کہ تم آخر ہماری ہی طرح کے ایک انسان ہو۔ تم میں ایسی کون خصوصیات ہیں۔ کہ تمہیں رسول اور پیغمبر مانا جائے •

یہ واقعات اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ حضور کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام ایک ہے۔ اس کی دعوت ایک ہے اور پروگرام ایک۔ اسی طرح انکار کرنے والے بھی نوح علیہ السلام کے زمانے سے لیکر اب تک ایک ہی قسم کے ہیں۔ ان کے اعتراضات میں کوئی تحقیق، کوئی جدت، کوئی ندرت نہیں۔ ان سب لوگوں کی ذہنیت یکساں ہی ہے •

قوم ہُود کا آخرت سے انکار

ف۱ دُنیا میں پروردہ ثروت ایسے اور پرست لوگ کو موجود ہے ہیں جن کا ایمان آخرت پر نہیں ہوتا۔ اور جو چاہتے ہیں کہ انہیں انکار و اعمال میں پوری آزادی دے دی جائے۔ وہ جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کہیں۔ ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ ہو۔ وہ محض نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے صرف یہ نصب العین ہوتا ہے۔ کہ جس طرح ہو۔ دُنیاوی زندگی عیش سے گزر جائے۔ انہیں آخرت کا ڈر نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ اعمال کی باز پرس کا خیال۔ ان کی رائے میں انسان کو آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا کوئی اخلاقی مقصد نہیں۔ وہ ایک حیوان ہے۔ جو کھاتا پیتا اور مر جاتا ہے۔ بخلاف اس کے مذہب نے ہمیشہ ایمان بالآخرۃ کے عقیدے پر زور دیا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس عقیدے کی بدولت شخصی ذمہ داری کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ماننا اخلاق اور رُوحانیت کے قیام کیلئے لازمی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا ہی کا کھٹکا ہے جو شخص عادل ہے۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور اس کو نہیں جانتا۔ آخرت کو ایک فریب کا دھوکا سمجھتا ہے وہ ہرگز نیکی کی جانب راغب نہیں ہو سکتا۔ (باقی بر صفحہ ۸۲۴)

حل لغات - اترفنٰہم - [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝
۴۰- قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝
۴۱- فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ
غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
۴۲- ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝
۴۳- مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا
يَسْتَأْخِرُونَ ۝
۴۴- ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا
جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ
فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ
أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
۴۵- ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ
هَارُونَ ۵ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝

۳۹- وہ بولا اے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ۝
۴۰- فرمایا اب تھوڑے دنوں کے بعد پچھتائیں گے ۝
۴۱- پھر انہیں سچے وعدہ کے مطابق چنگھاڑ نے آ پکڑا پھر ہم نے انہیں کوڑا کر دیا۔ سو ظالم لوگوں کے لئے دوری ہے ۝
۴۲- پھر ہم نے ان کے بعد اور امتیں پیدا کیں ۝
۴۳- کوئی امت اپنے وقت سے نہ آگے جائے نہ پیچھے ۝
۴۴- پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پھر ہم بھی بعض کے پیچھے بعض کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیا سو دور ہوں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ۝
۴۵- پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور صریح دلیل دے کر بھیجا ۝

خود غرضی ہے۔ کیا نیکی کے لئے اس شخص کے دل میں کوئی تحریص پیدا ہو سکتی ہے۔ جو موت کے بعد زندگی کا قائل نہیں وہ نیکی اور بدی کے ثمرات کا فرق سمجھنے سے بے بہرہ رہے گا۔

بات یہ ہے کہ ایمان بالآخرت کا عقیدہ ایک اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس سے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ نیز ذمہ داری اور فرض کا احساس بڑھتا ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کو ماننے والا احتساب اور مکافات پر پورا پورا یقین رکھتا ہے۔ سرکشی اور معصیت کے لئے اس وقت دل میں تحریک ہوتی ہے جب مکافات اور سزا کا خیال دماغ سے بالکل نکل جائے۔ اس وقت انسان پر ہوائے نفس کا پورا تسلط ہوتا ہے۔ اسی وجہ کی بنا پر ہر نبی نے اپنی قوم کو ایمان بالآخرۃ کی تلقین کی۔ اور کہا۔ کہ دیکھو تمہاری یہ زندگی عارضی ہے اور تمہیں آگے پہنچنا ہے۔ اور ایک دائمی و ابدی زندگی بسر کرنا ہے۔ اس دائمی و ابدی زندگی کی تیاری کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس زندگی کو تسلیم کرو اور اس کے بعد اس میں کامیاب و کامران رہنے کے لئے جدوجہد کرو۔

حضرت ہود نے جب یہ عقیدہ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا تو حسب معمول ان مادہ پرست لوگوں نے بچوں جیسے اعتراضات شروع کر دیئے کہنے لگے۔ کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے۔ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارا قالب ہڈیوں کی صورت میں باقی رہ جائے گا اس وقت بھی ہمیں اٹھایا اور جلایا جائے گا۔ یہ بات تو بالکل عقل و فہم سے بعید ہے۔ یہ تو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بس یہی زندگی ہے۔ اس کے بعد جینا ہے نہ مرنا۔ ہم میں سے کوئی شخص نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ شخص تو سراسر افترا پردازی کا مرتکب ہے اور اس کے خیال سے جو ذرہ احتیاط اور دولت بیکاری کے خوف میں نوجوان ہوتا ہے۔ اور ہم اس کی بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ حضرت ہود نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی۔ کہ مولا۔ یہ میرے پیغام کو نہیں مانتے۔ اور مجھے جھٹلاتے ہیں۔ تو ان کے کرتوت دیکھ لے۔ اور میری مدد کر۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سنت الٰہی کے مطابق عذاب آگیا۔ اور ان تمام مادہ پرست لوگوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ اس وقت کوئی منطق کام نہ آ سکی۔ اور نہ ان کے اعوان و انصار انہیں بچا سکے۔

ارشاد ہے کہ یہ قانون ہلاکت اٹل اور ضروری ہے۔ جب وقوع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۶ - اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ
كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝

۴۷ - فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ
قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ ج

۴۸ - فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝

۴۹ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ
يَهْتَدُوْنَ ۝

۵۰ - وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً
وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ
وَّمَعِيْنٍ ۝

۵۱ - يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ
اعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
عَلِيْمٌ ۝

۴۶ - فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، سو انہوں نے تکبر کیا، اور وہ لوگ سرکش تھے ○ ف۱

۴۷ - سو بولے کہ کیا ہم اپنی برابر کے دو آدمیوں پر ایمان لائیں اور ان کی قوم ہماری غلامی میں ہے ○

۴۸ - پھر انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا سو ہلاک کئے ہوؤں میں شامل ہو گئے ○

۴۹ - اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، کہ شاید وہ ہدایت پائیں ○ ف۲

۵۰ - اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی بنایا، اور ان دونوں کو ایک ٹیلے پر جہاں ٹھہرنے اور نتھرا پانی تھا، جگہ دی ○

۵۱ - اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ جو تم کرتے ہو، میں جانتا ہوں ○ ف۳

آزادی ہر شخص کا انسانی حق ہے!

ف۱ جن لوگوں پر اللہ کا عذاب آیا۔ ان میں فرعون اور اس کی قوم بھی تھی۔ یہ نہیں تحقیق ہو سکا۔ کہ یہ کون فرعون تھا۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت یوسفؑ سے تقریباً چار سو سال بعد مصر میں بنی اسرائیل کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ ہر طرح غلامی کی لعنتوں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ فرعون نے ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ اور ان کو ہر قسم کی خوبیوں سے محروم رکھا۔ ان کے جذبات غیرت و حمیت کو کچل دیا۔ اور مفلس و نادار بنا دیا کہ وہ ہمیشہ فرعون اور اس کی قوم کے محتاج رہیں۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت موسیٰ و ہارون کو آیات و معجزات دے کر بھیجا۔ تاکہ وہ بنی اسرائیل میں روح بیداری پھونکیں۔ اور ان کو فرعون کے چنگل سے چھڑائیں۔

چنانچہ انہوں نے فرعون سے کھلے بندوں مطالبہ کیا۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہم بنی اسرائیل کی آزادی و حریت کے کفیل ہیں۔ ہم خدا اور ہم ... کر گئے ہیں۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی تیری غلامی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

فرعون اور اس کی قوم نے یہ مطالبہ سنا تو ازراہ تکبر کہنے لگے کیا ہم جیسے ان دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں۔ اور ان کی قوم کے لوگ ہمارے خدمتگار ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ علو و برتری کے تخیل نے فرعون اور اس کے حاشیہ برداروں کو اندھا کر دیا۔ اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ آزادی کی زندگی بسر کرنا قوم کا انسانی حق ہے جس کو چھین لینا سراسر ظلم و تعدی ہے۔ بالآخر اس ظلم اور تکذیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یعنی اس وقت جب یہ لوگ بنی اسرائیل کا تعاقب کر رہے تھے خدا کی فوج ... لے آیا۔ ... سمندر ... غرق ہو گئے۔

ف۲ یعنی موسیٰ علیہ السلام کا مقصد صرف قوم کی آزادی نہ تھا بلکہ یہ بھی تھا۔ کہ بنی اسرائیل کی روحانی تربیت کی جائے۔ تاکہ وہ دوسری قوموں کے لئے اسوہ و نمونہ بنیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک روشن کتاب عنایت فرمائی۔ تاکہ گمراہی کی ظلمتوں سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آ جائیں۔

ف۳ حضرت مسیح اور ان کی ماں کا ذکر آیت میں (باقی بر صفحہ ۵۲۶)

حل لغات: ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۲- وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ○

۵۲- اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین اور میں تمہارا رب ہوں، سو مجھ سے ڈرو ○

۵۳- فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ○

۵۳- پھر انہوں نے پھوٹ کر اپنا کام اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر لیا، ہر گروہ ان خیالوں پر جو ان کے پاس ہیں خوش ہے

۵۴- فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ○

۵۴- سو تو انہیں ان کی غفلت میں ایک وقت تک چھوڑ دے

۵۵- أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ○

۵۵- کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے ان کی مدد کرتے ہیں ○ ف ۱

۵۶- نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ○

۵۶- (اور) دوڑ دوڑ کر ان کو بھلائیاں ملاتے ہیں؟ کوئی نہیں، بلکہ وہ سمجھتے نہیں ○

۵۷- إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ○

۵۷- البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے تھرتھراتے ○

۵۸- وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ○

۵۸- اور جو اپنے رب کی آیتوں کو مانتے ○

۵۹- وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ○

۵۹- اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے

ایک نسل و خرابی کیا ہے۔ بہت سی نشانیوں سے تعبیر نہیں کیا گیا ہے۔ کے معنی یہ ہیں کہ ایک خرق عادت میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اور خرق عادت و ندرت بالکل واضح ہے یعنی مریم نے بغیر خاوند کے بچہ جنا اور مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ لہٰذا یہ نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو اسباب و علل کی بندشوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ اور اس خالق اسباب کی قدرت و جلال سے آگاہ نہیں۔ اور یہ دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مقصود یہ ہے جب تمام پیغمبروں کا ذکر کر چکا ہے۔ سب کو تعلیم دی گئی تھی کہ وہ قوم میں اکل حلال کا جذبہ پیدا کریں۔ اور انہیں نیکی و صلاح کی طرف بلائیں۔ اور یہ تقویٰ دلوں میں پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔

مال و دولت آزمائش ہے!

ف ۱ منافقین اور ملحدین عجب ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود اسلام کی مخالفت اور عداوت کے ان کو مال اور اولاد سے بہرہ ور کیا ہے۔ تو وہ یہ سمجھنے لگے کہ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور اس کی رضا کی دلیل ہے کہ وہ ہم سے خوش ہے جبھی تو ہمیں سب کچھ مل رہا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ یہ ان کی سادہ لوحی اور نافہمی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قانون مکافات سے آگاہ نہیں۔ استدراج کی عادت ہے۔ کہ وہ منکرین کی مادی سرفرازی میں مخل نہیں ہوتا۔ اور ان کے مال و دولت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ تا آنکہ ان کا غرور اور گناہ، اصلاح و ہدایت کی تمام قوتیں چھین جاتی ہیں۔ اور وہ فنا کے قریب ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ نیک اور پاکباز ہیں کبھی مال و دولت پر مغرور نہیں ہوتے اور کبھی مادی آسائشوں کو تقویٰ و صلاح کا معیار قرار نہیں دیتے بلکہ جس وقت ان کے ہاتھ میں دولت آ جاتی ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ خدا کی طرف سے آزمائش نہ ہو۔

حضرت فاروق کے متعلق مشہور ہے کہ جب فتوحات کے سلسلہ میں کسریٰ کے کنگن ان کو ملے تو انہوں نے سراقہ کو دے دیئے اور کہا واللہ میں نہیں چاہتا کہ یہ بیش قیمت زیور میرے لئے وجہ ابتلا ہو جائے میں اسے ایک مسلمان کو دیئے دیتا ہوں۔

بقیہ حل لغات

[illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰- وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝
۶۱- اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ
لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝
۶۲- وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ
لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
۶۳- بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا
وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ
لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝
۶۴- حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ
اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ۝
۶۵- لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا

۶۰- اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے
دل ڈرتے ہیں کہ انہیں رب کی طرف جانا ہے ○
۶۱- یہ لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے اور وہاں پہلے
آگے بڑھتے ہیں۔ ف۱
۶۲- اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف
نہیں دیتے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حق
بولتی ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○ ف۲
۶۳- مگر ان کے دل بیہوش ہیں، اور ان کو اس کے
سوا اور کام لگے ہیں، جن کو وہ کر رہے
ہیں ○
۶۴- یہاں تک کہ جب ہم نے آسودہ لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا
تو ناگاہ وہ فریاد کریں گے ○
۶۵- آج فریاد نہ کرو، تم ہماری طرف سے

ف۱ ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو نیکیوں کے حصول میں سبقت کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جلدی جلدی دامن مراد کو نیکیوں اور فضیلتوں سے بھر لیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی محبت ہے۔ اور وہ ہر وقت اس کی ناراضی سے ڈرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کا محبوب خدا ان کی کسی حرکت سے ناراض ہو جائے وہ اللہ کی آیتوں پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کے حکموں کو سچے جانتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات بے مثل اور بے ہمتا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔ وہ اللہ کی راہ میں اپنے مال و دولت کو خرچ کرتے ہیں۔ اور دل میں ڈرتے بھی ہیں کہ اس میں ریا اور نمود کا شائبہ نہ ہونے پائے۔

ف۲ اس آیت میں اسلامی اصول فقہ و تشریع کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ وہ بہت آسان اور سہل ہے۔ اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جو انسانی طاقت اور وسعت سے باہر ہو۔
بات یہ ہے کہ اسلام سے قبل جس قدر مذاہب موجود تھے سب میں ریاضات شاقہ کو عبادت قرار دیا گیا تھا۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ تم جس قدر تکلیف اٹھاؤ گے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب پاؤ گے۔ اسلام کہتا ہے۔ یہ اصول غلط ہے۔ عبادات اور ارکان اس قدر ہلکا پھلکا اور آسان ہونا چاہئے۔ کہ ہر شخص برداشت کر سکے چنانچہ اسلام ایسا ہی آسان مذہب ہے۔ جو رہبانیت اور تعذیب پسندی کو ناجائز قرار دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو خوشی اور مسرت کی عبادت زیادہ پسند ہے۔ ایسی عبادت جو طبیعت پر بار اور بوجھ ہو پسندیدہ نہیں۔

حلِّ لغات

وَجِلَةٌ - خوفزدہ۔
غَمْرَةٍ - بمعنے گہرائی۔ مراد غفلت اور جہالت سے ہے۔
مُتْرَفِيْهِمْ - سرمایہ دار اور خوش حال لوگ۔ ترف سے ہے جس کے معنے فلاح اور مترفانہ زندگی بسر کرنے کے ہیں۔
يَجْئَرُوْنَ - جوار سے ہے۔ آواز بلند کرنا۔ چلانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تُنْصَرُوْنَ ۝
٦٦- قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝
٦٧- مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝
٦٨- اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ
مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
٦٩- اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ
مُنْكِرُوْنَ ۝
٧٠- اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ
جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
كٰرِهُوْنَ ۝
٧١- وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ

پھر ٹلائے نہ جاؤ گے ۝ ف۱
٦٦- تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں
تو تم اپنی ایڑیوں پر الٹے بھاگے جاتے تھے ۝
٦٧- قرآن سے تکبر کر کے افسانہ میں مشغول ہو کر اس کو چھوڑتے تھے ۝
٦٨- سو کیا انہوں نے اس بات میں غور نہ کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی
بات آئی ہو جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی ۝
٦٩- یا وہ اپنے رسول (محمد) کو نہیں پہچانتے کہ اس کو
اوپری سمجھتے ہیں ۝ ف۲
٧٠- یا کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ کوئی نہیں بلکہ
وہ ان کے پاس حق بات لایا ہے اور ان میں سے اکثر
لوگوں کو حق برا معلوم ہوتا ہے ۝ ف۳
٧١- اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہو جائے تو
آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے، بگڑ

آج نہ چلاؤ!

ف۱ ارشاد ہے کہ سرمایہ دار اور خوشحال لوگ جو آزادانہ غرور و کبر اسلام کی صداقتوں اور سچائیوں کو ٹھکرا رہے ہیں، ایک وقت آئے گا جب نہایت بے بسی کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ اور ان کے عذاب کا فیصلہ ہوگا۔ اس وقت یہ چیخیں گے اور چلائیں گے۔ اور فریاد کریں گے، تب ہم کہیں گے۔ آج چیخنا اور چلانا بالکل بے سود ہے تمہیں ہم سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ جانتے ہو دنیا میں تمہارا رویہ کیا تھا۔ تمہارے پاس میرے احکام آئے۔ اور تم نے انکار کر دیا۔ میری آیتیں پڑھی گئیں۔ اور تم انہیں سن کر بھاگ کھڑے ہوئے تم نے تکبر اور غرور کا اظہار کیا۔ تم نے راتوں کو قرآن کی ہجو و مذمت کے افسانوں میں گزار دیا۔ اور پوری کوشش کی کہ لوگ تعلیمات حقہ سے بیزار ہو جائیں۔ بات یہ تھی کہ قریش کے بہت سے لوگ راتوں کو اپنی محفلیں آراستہ کرتے۔ اور باتیں بناتے اور قرآن کی ہجو و مذمت کیلئے نئے نئے افسانے تراشے جاتے۔ اور قرآن کی توہین کو مشغلہ قرار دیا تھا۔ ہر شخص بڑھ بڑھ کر قرآن پر حملے کرتا۔ اور ...

دل طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا ایسے جرم کے ارتکاب کے بعد بھی تم زاری و فریاد کر کے توقع رکھتے ہو کہ ہم تمہیں عذاب سے بچا لیں گے یہ امید غلط ہے۔ اور یہ توقع بالکل فضول ہے۔

ف۲ فرماتے ہیں کیا انہوں نے اس کلام میں غور و فکر نہیں کیا۔ کیا انہوں نے نہیں سوچا۔ کہ قرآن کا انداز بیان ہی بتا رہا ہے کہ یہ کلام کسی انسانی دماغ کی اختراع نہیں۔ قرآن کی بلاغت و فصاحت، قرآن کا پیغام اور جامعیت، قرآنی تعلیمات کا تبحر، یہ سب باتیں اس بات کی کھلی دلیل ہیں۔ کہ یہ کلام بلاشبہ اللہ کا کلام ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ آخر ان لوگوں کو قرآن پر تنقید کرنے کی کیوں جرأت ہوئی۔ انہوں نے بے سوچے سمجھے کیوں اسے بہت ... جب اس کا انداز بیان صاف طور پر بتلا رہا ہے۔ کہ انسانی علم اس کی مثل پیدا کرنے سے یکسر قاصر اور عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی ایسی تعلیم ہے جو تم نے نہیں سنا۔ اور محض عجیب اور نامانوس ہونے کی وجہ سے اس سے گھبرا رہے ہو۔ یا کچھ اور معاملہ ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِنَّ ۚ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

جائے۔ لیکن ہم ان کی نصیحت انکے پاس لے آئے ہیں سو وہ اپنی نصیحت ف۱ سے منہ موڑتے ہیں ○

۷۲۔ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

۷۲۔ یا تو ان سے کچھ اجر (یعنی مزدوری) مانگتا ہے سو تیرے رب کا محصول (یعنی مزدوری) اچھی ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے ○

۷۳۔ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۷۳۔ اور تو تو انہیں سیدھی راہ پر بلاتا ہے ○ ف۲

۷۴۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝

۷۴۔ اور جو آخرت کے منکر ہیں، وہ اس راہ سے ٹیڑھے ہوئے جاتے ہیں ○

۷۵۔ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

۷۵۔ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان کو ہے اسے ہٹا دیں تو وہ بہکے ہوئے اپنی گمراہی ف۳ میں ہٹ کر رہیں گے ○

۷۶۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝

۷۶۔ اور ہم نے انہیں عذاب ف۴ میں پکڑا تھا تو بھی انہوں نے اپنے رب کے سامنے عاجزی کی اور نہ گڑگڑائے ○

۷۷۔ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا

۷۷۔ یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب کا

اس کے بعد خود جواب ارشاد فرمایا۔ کہ ان باتوں میں کوئی بات بھی صحیح نہیں اصل واقعہ یہ ہے کہ قرآن سراسر حق و صداقت ہے۔ اور پیغمبر سچا ہے یہ ان لوگوں کی محرومی اور شقاوت ہے۔ کہ انھوں نے قرآن کو تسلیم نہیں کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔

ف۱ یعنی پیغمبر لوگوں کی راہنمائی پر مامور ہوتا ہے۔ اس سے یہ توقع نہیں رکھنا چاہئے۔ کہ وہ عوام کی خواہشات کی موافقت کرے گا اور عوام کے جذبات کی رعایت کرکے حق کو چھپائے گا۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ حضور لوگوں سے روپیہ بٹورنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ سراسر بے نیاز تھے اور مخلصانہ طور پر لوگوں کو صراط مستقیم کی جانب دعوت دیتے تھے مگر یہ لوگ بے دین اور ملحد ہونے کی وجہ سے صراط مستقیم پر گامزن نہ ہو سکے اور گمراہ رہے۔

ف۳ کفار کی نفسیات کی کیسی تشریح فرمائی ہے۔ کہ یہ لوگ ابد تک وہ سرکشی میں سرگرداں رہیں گے۔ ہم اگر ان کو اپنی آغوش رحمت میں بھی لے لیں۔ ان کے جرائم سے درگزر کریں۔ اور عذاب کو ٹال دیں جب بھی ان کی کیفیت یہی رہے گی۔ کہ ادھر عذاب دور ہوا۔ ادھر یہ اسی کفر والحاد میں پھر مبتلا ہو گئے۔

ف۴ اس عذاب کے تعین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ اور مندرجہ ذیل واقعات اس سلسلے میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ثمامہ بن اثال نے جب اسلام قبول کیا تو قریش سے بیزار ہو کر مکہ والوں کا غلہ روک لیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سخت قحط پڑا۔ اور بہت بڑے متمول قریش بھی مارے بھوک کے بلبلا اٹھے۔ ابوسفیان نے حضورؐ سے کہا کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ اُس نے کہا۔ تو اللہ سے دعا کیجئے۔ قحط دور ہو۔ حضورؐ کا دعا کرنا تھا کہ رحمت جوش میں آگیا۔ آسمان سے بارش ہوئی۔ اور قحط رفع ہو گیا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

(۲) بدر کے دن جو ذلت و رسوائی قریش کے حصے میں آئی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ اس درجہ شکست فاش ہونے اور اسلام کی فتح دیکھ لینے کے بعد بھی ان کے دلوں میں کوئی تاثر پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ قطعاً نہیں پسیجے۔

(۳) عام دنیوی مشکلات مراد ہیں کہ یہ لوگ روزانہ مصائب و حوادث سے دوچار ہوتے ہیں۔ مگر رجوع الی اللہ کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔

حل لغات۔ خرجا۔ مال و دولت ۔ لناکبون۔ ناکب کی جمع ہے۔ نکب عن الطریق کے معنے ہوتے ہیں۔ راستے سے ہٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ
مُبْلِسُوْنَ ۝
۷۸- وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ
الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ۝
۷۹- وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ
وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝
۸۰- وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَلَهُ
اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۝
۸۱- بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝
۸۲- قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝

دروازہ کھولیں گے، تب فوراً اس میں ان کی
آس ٹوٹے گی ۝
۷۸- اور اسی نے تمہارے لئے کان، اور
آنکھیں اور دل پیدا کئے، تم بہت کم
شکر گزار ہو ۝ ف۱
۷۹- اور اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا،
اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے ۝
۸۰- اور وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے اور
اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا، سو کیا
تم عقل نہیں رکھتے؟ ۝ ف۲
۸۱- کوئی نہیں یہ وہی بات کہتے ہیں جو پہلے لوگ کہہ گئے ہیں ۝
۸۲- کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے
تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ ۝

دیدۂ عبرت سے دیکھو!

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں اعضاء وجوارح عنایت فرمائے ہیں تو اس لئے کہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور یہاں کی ہر چیز پر بنظر غور کرو۔ کان دیئے ہیں۔ تاکہ اچھی باتوں کو سنو۔ آیات وحکم کو گوش گزار کرو۔ اور ان چیزوں کی سماعت کرو جو تمہاری اخروی زندگی کے لئے مفید ہیں۔ تمہیں آنکھیں دی ہیں۔ تاکہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھو اور حقائق کا ملاحظہ کرو۔ اور دل دیا ہے۔ تاکہ سوچو اور غور وفکر کرو۔ پھر اگر تم لوگ اللہ کی ان نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ کھلی ناشکری ہے۔

واضح رہے۔ کہ اَفْئِدَۃ کا لفظ بطور عرف لسانی استعمال ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تمہیں شعور واحساس کی قوتیں عطا کی ہیں اور سمجھ بوجھ بخشی ہے۔

ف۲ خدا کی ذات اس درجہ ظاہر وباہر ہے کہ اس کا انکار عقلاً محال ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ کہ اس نے تمہیں زمین میں نعمت وجود دے کر بھیجا۔ تمہیں کتم عدم سے نکالا۔ اور منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا۔ تم خارج میں کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ اس نے اپنی نیابت کا پیراہن تمہیں بخشا۔ کیا اس کے بعد بھی انکار والحاد کے لئے کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

اس کے بعد تمہیں اس کے حضور میں حشر میں جمع ہونا ہے۔ تاکہ وہ دریافت کرے۔ کہ تم نے کیونکر اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا۔ حیات اور موت بھی اس کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے زندہ رکھے اور جسے چاہے چشم زدن میں موت کے گھاٹ اتار دے۔ اسی طرح کائنات میں جس قدر تبدیلیاں اور انقلابات ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی کے ارادہ وحکم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ وہ چاہے تو ظلمتوں کو روشنی سے بدل دے۔ اور روشنی کو تاریکیوں میں چھپا دے۔ دن کے بطن سے رات کی سیاہی کو پیدا کرے۔ اور شب یلدا کے پیٹ سے روز روشن کو۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حلِ لغات ۔ مُبْلِسُوْنَ۔ مایوس۔ ابلیس اسی سے ہے۔ یعنی اللہ کی رحمتوں سے ناامید۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۳- لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ
إِنْ هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○
۸۴- قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَآ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○
۸۵- سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○
۸۶- قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○
۸۷- سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○
۸۸- قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○
۸۹- سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ○
۹۰- بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ

۸۳- یہی وعدہ ہم سے کیا جاتا ہے اور یہی ہم سے پہلے ہمارے
باپ دادوں سے کیا گیا تھا، یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ○
۸۴- تُو کہہ زمین اور جو اس میں ہے کس کا ہے،
بتاؤ، اگر جانتے ہو؟ ○
۸۵- کہیں گے اللہ کا ہے، تُو کہہ پھر تم نصیحت پذیر کیوں نہیں ہوتے ○
۸۶- تُو پوچھ سات آسمانوں کا رب اور عرش عظیم
کا رب کون ہے؟ ○
۸۷- وہ کہیں گے اللہ، تُو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں؟ ○
۸۸- تُو پوچھ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شے کی حکومت
ہے، اور وہ بچا لیتا ہے اور اس کو کوئی بچا نہیں سکتا
اگر جانتے ہو تو بتاؤ؟ ○ ف۱
۸۹- وہ کہیں گے اللہ، تُو کہہ پھر تم پر کہاں سے جادو پڑ جاتا ہے ○
۹۰ کوئی نہیں بلکہ ہم نے انہیں حق بات پہنچائی ہے

ف۱

غرض یہ ہے کہ دلوں سے داغ شرک اور بت پرستی کے دھبے مٹ جائے۔ اور توحید کے نقوش ان میں مضمر و موجود ہے ہی۔ کیونکہ توحید فطرت ہے۔ توحید دل کی آواز ہے۔ اور توحید انسانیت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ان بت پرستوں سے آپ پوچھیں گے کہ اس زمین اور اس پر بسنے والے لوگوں کا مالک کون ہے؟ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا پروردگار کون ہے؟ ہر چیز پر کس کی حکمرانی ہے اور کس کے ہاتھ میں ہر وقت تمام اختیارات ہیں، کہ وہ جس کو چاہے پناہ دے۔ اور جس کو چاہے محروم رکھے۔ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ اللہ ہی ان صفات سے متصف ہے۔ قرآن پوچھتا ہے کہ اگر یہ جواب تمہاری نظروں میں صحیح ہے۔ تو پھر تم کیوں غور و فکر سے کام نہیں لیتے؟ تمہارے دلوں میں کیوں پرہیزگاری اور تقویٰ کے جذبات پیدا نہیں ہوتے؟ کیا عقل کو کھو بیٹھے ہو۔ کہ بے وقوفوں کی طرح کائنات کے ذرہ ذرہ کے سامنے سجدہ کناں ہو۔ تمہیں چاہیے کہ دل کے چشموں سے استفادہ کرو۔ اور توحید کے سوتوں سے سیرابی حاصل کرو۔ دل اور فطرت کی آواز کو سنو۔ اور اس سچی اور حقیقی پکار پر کان دھرو۔ تمہیں پرے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ خود اپنے اندر اپنی ہستی پر غور کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ توحید پوری روشنی کے ساتھ جلوہ آرا ہے۔

حل لغات

اساطیر۔ اسطورۃ کی جمع ہے۔ کہانی، افسانہ، خود ساختہ باتیں، یعنی باطل۔

ملکوت۔ اختیار، بادشاہت۔

یُجار۔ پناہ عنایت کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكٰذِبُوْنَ ○

٩١ - مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

٩٢ - عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

٩٣ - قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ○

٩٤ - رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

٩٥ - وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ○

٩٦ - اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ○

اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ○

٩١ - خدا نے کوئی بیٹا نہیں لیا، اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوق علیحدہ لے بیٹھتا، اور ایک پر ایک چڑھائی کرتا، اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں ○ ف ١

٩٢ - وہ چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے سو وہ بہت بلند ہے اس سے جس کو وہ شریک کرتے ہیں ○ ف ٢

٩٣ - تو کہہ اے رب اگر تو مجھے دکھائے وہ جو ان سے وعدہ ہوتا ہے ○

٩٤ - تو اے رب مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیو ○

٩٥ - اور ہم بیشک اس پر قادر ہیں کہ جو وعدہ انہیں دیتے ہیں تجھے دکھلا دیں ○

٩٦ - بُری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے، ہم خوب جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں ○ ف ٣

خُدا کے بیٹا نہیں!

ف ١ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا کی اولاد ہے۔ اور معاذ اللہ ابن مریم خدا کا بیٹا ہے۔ بالکل غیر عقلی عقیدہ ہے۔ کیونکہ چند خدا ہونے کی صورت میں سخت اختلاف و تشتت کائنات میں رونما ہو جائے۔ باپ کچھ چاہے۔ اور بیٹا کچھ ارادہ کرے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ روح القدس ان دونوں کی مخالفت میں قوت آزمائی کی ٹھان لے۔ اور اس طرح دنیا مسابقت اور مقابلہ کا میدان بن جائے آپ نے ہندو دیومالا جی وعلم الاصنام میں دیکھا ہوگا۔ کہ دیوتا ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں۔ ہر ایک اپنے مقابلے قوت و طاقت میں بڑھ جانا چاہتے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ سب خدا ہیں۔ اور سب کے اختیارات کامل ہیں۔ تو پھر لاولد کی یہ ججتی منطقی لحاظ سے قطعاً غلط ہے۔ ورنہ تعدد کا مفہوم بالکل باطل ہو جائے گا آپ غور فرمایئے۔ کیا ایسی دو چیزیں فرض کی جا سکتی ہیں۔ جو ماہیت۔ کیفیت۔ خصائص۔ اور جہت کے اعتبار سے بالکل یکساں ہوں؟ یقیناً ذہن انسانی اس نوع کے تصور کے حسن سے عاجز ہے۔ کیونکہ جب آپ ان چیزوں کو دو فرض کر رہے ہیں۔ تو اس کا پہلا مفہوم یہ ہے۔ کہ ان میں بعض خصوصیات ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہیں۔ اور بعض ایسی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان میں یکجہتی و اشتراک ہے۔ چیزوں میں ایک مابہ الامتیاز کی ضرورت ہے۔ جو ان میں تفریق کا کام دے۔ اب آپ سوچئے۔ کہ متعدد آلہوں میں یہ تعدد یا یہ امتیاز کیا ہو سکتا ہے؟ کیا صفات علم و حکمت یا خصوصیات حسن و جمال و کمال ہے کہ ان میں سے کوئی چیز نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ تمام حسن و جمال اور علم و حکمت کی صفات عالیہ سے متصف ہو۔ پھر صرف ایک وصف باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ ارادہ ہے۔ اور جب ارادہ کے لحاظ سے آپ نے سب کو مختار مان لیا۔ تو اختلاف ناگزیر ہے۔ ورنہ تعدد باطل ٹھہرتا ہے حالانکہ یہ خلاف مفروض ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی ذات کا تعدد اور تشکیل ہی اتنا بلند اور پاکیزہ ہے۔ کہ شرکاء خیالات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۷- وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ○

۹۷- اور تو کہہ اے رب میں شیطانوں کی چھیڑ سے تیری پناہ مانگتا ہوں ○ ف۱

۹۸- وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○

۹۸- اور اے رب میں اس بات سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آویں ○

۹۹- حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○

۹۹- یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آ پہنچتی ہے کہتا ہے کہ اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج دے ○ ف۲

۱۰۰- لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

۱۰۰- شاید میں اس جگہ جا کر جو چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے آگے برزخ ہے اس دن تک کہ مُردوں میں سے اٹھائے جائیں ○

۱۰۱- فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○

۱۰۱- پھر جب نرسنگا پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان نہ نسب ہوگا اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا ○ ف۳

۱۰۲- فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

۱۰۲- سو جن کی تولیں بھاری ہوئیں، وہی کامیاب ہوں گے ○

۱۰۳- وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

۱۰۳- اور جن کی تولیں ہلکی ہوئیں، سو وہی ہیں جنہوں نے

ہمزاتِ شیاطین!

ف۱ قرآن حکیم کا یہ انداز بیان ہے کہ وہ بعض اوقات کچھ احکام ... بیان کرتا ہے۔ اور مقصود ان سے یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ حضور ان احکام و اوامر پر عمل پیرا ہیں اس لئے ان کے ماننے والے بھی ان کی پیروی کریں۔ اور جو لوگ کہ اس اسلوب خاص سے آگاہ نہیں ہوتے۔ وہ ... سمجھتے ہیں کہ شاید حضور ان باتوں سے مطلع اور متصف نہیں اس لئے حکم دیا جاتا ہے۔ کہ ان سے متصف پیدا کیجئے۔ یہ قطعاً اور محض غلط ہے۔ اور سراسر قرآن نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ گرنتا ... اور ناظم آریہ سماج کی بعض نے اس قسم کی آیات سے ناجائز استدلال کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ معاذ اللہ حضور کا طل ... وساوس [illegible] ... پاک نہ تھا۔ اصل میں اس قسم کا طرز تخاطب اس لئے اختیار کیا گیا کہ یہ بتایا جائے کہ خدا سے براہ راست تعلقات رشد و ہدایت استوار نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ حضور کو ... واسطہ قرار نہ دیا جائے۔ اور آپ کی باتوں پر اعتماد کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ آپ کی ساری زندگی پاکبازی اور عفاف و عصمت کے نوع ... سے معمور ہے۔ ان جاہلوں لوگوں کو چاہئے۔ کہ ان آیات کے ساتھ اس آیت کریمہ کی ... کو بھی اپنے سامنے رکھیں۔ اور پھر قرآن سمجھنے کی کوشش کریں۔

آج سے چند سال قبل تو جنات اور ان کے اختیارات امتیازی کا انکار کیا جاتا تھا۔ مگر جدید تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ بعض خبیث روحیں یا شیاطین ایسے ہیں جو دل و دماغ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں یوں سمجھئے جس طرح جراثیم بدن میں بیماری اور مرض پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ مخفی جراثیم روحانی امراض پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

ف۲ یعنی یہ لوگ اس وقت تک اللہ اور اس کے دین سے مشغول نہیں رہیں گے۔ جب تک کہ موت ان کی آنکھیں نہ کھول دے۔ جب زندگی ختم ہو جائے گی۔ اور حقیقی جواب دہی کی ساعت عذاب کی صورت سامنے ہوگی۔ اس وقت یہ کہیں گے۔ کہ ... اور مرنے کے بعد دنیا میں بھیج دو۔ بھیجو کہ ... صالح اور نیک بننے ... باقی ... ۔

حل لغات۔ ھمزٰت۔ ھمزۃ کی جمع ہے ... وساوس ... تحریک پیدا کرنا۔ وساوس شیطانی ۔ برزخ ... آڑ ...

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ
خَٰلِدُونَ ۝

اپنی جانوں کا نقصان کیا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ
رہیں گے ۝

۱۰۴- تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ وَهُمْ فِيهَا
كَٰلِحُونَ ۝

۱۰۴- آگ ان کے منہ جھلس دے گی، اور وہاں وہ
بدشکل ہوں گے ۝

۱۰۵- أَلَمْ تَكُنْ ءَايَٰتِى تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم
بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝

۱۰۵- کیا میری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں
پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے؟ ۝

۱۰۶- قَالُوا۟ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّينَ ۝

۱۰۶- کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم
غالب آئی، اور ہم گمراہ لوگ تھے ۝

۱۰۷- رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا
فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ ۝

۱۰۷- اے ہمارے رب ہمیں اس جہنم سے نکال اگر ہم
پھر دکفر کریں تو ہم گنہگار ۝

۱۰۸- قَالَ ٱخْسَـُٔوا۟ فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝

۱۰۸- فرمائے گا اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو

۱۰۹- إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِى
يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱغْفِرْ لَنَا

۱۰۹- میرے بندوں میں ایک فرقہ تھا۔ وہ کہتے
تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو تو ہمیں بخش دے

ثابت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب اس قسم کے مطالبات بیکار ہیں۔ یہ عالم قبر ہے۔ اس کے بعد عالم حشر و نشر ہے۔ اور سب لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عالم میں اپنے اعمال نیک و بد کو پہنچ... ہو کر دیکھیں۔ اور نتائج کا انتظار کریں۔

ف ۳ یعنی ہم ... امتیازات ہیں۔ سب دنیا تک کے لئے ہیں۔ آخرت ... میں پوچھا جائے گا۔ کہ تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے اور کن لوگوں سے انتساب رکھتے ہو۔ وہاں تو اعمال دیکھیں گے اور اعمال جانچے جائیں گے۔ وہ لوگ کامیاب و کامران رہیں گے جن کے پلڑے ... بھاری ہوں گے جنہوں نے دنیا میں کارہائے مستحسن سرانجام دیئے ہوں گے۔ اور جن کے پاس زہد و تقویٰ کا وافر ذخیرہ ہو گا۔ اور جن کا دامن تہی ہو گا۔ دنیا میں تعیشات اور گمراہی میں زندگی بسر کی ہو گی وہ پچھتائیں گے اور جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔

منکرین کی محرومی و بدبختی!

ف ... کے عارضی اور فانی ہم نے ... دیا ہیں اس ...

بڑا ہیں موجود ہیں۔ کہ عقل انسان کے لئے مقام انکار نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ محض استدلال کی قوت سے صاحب بصیرت ایمان بالآخرۃ کی دولت گرانمایہ سے بہرہ ور ہو جائیں۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کی نوازش ہے کہ وہ پیغمبر بھیجتا ہے۔ کتابیں نازل کرتا ہے۔ اور معجزات و خوارق کے مطالعہ کا موقع دیتا ہے۔ مگر ظلوم و جہول انسان اپنی زندگی کے مقصد اعلیٰ کو سمجھے۔ اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ یہ سارا مادی ساز و سامان محض فانی ہیں۔ مگر منکرین کی غفلت اور محرومی کا یہ عالم ہے۔ کہ باوجود اس اہتمام و رشد و ہدایت کے دنیا کے فنا ہو سکنے کا یقین نہیں آتا۔ وہ حیات دنیا دائمی سمجھے ہوئے کفر و معصیت کا ارتکاب کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور بزعم خود یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیشہ اسی حالت میں خوش و خرم رہیں گے۔ اور کوئی ان سے ان کے اعمال کے متعلق بازپرس نہیں کرے گا۔

ان کے پاس اللہ کے رسول آتے ہیں۔ جگاتے ہیں خواب غفلت سے ... مگر ... ان کی جنس ... لاتے ہیں۔ آیتیں پڑھ کر سناتی ... معجزات و آیات کا انکار ... ۸۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

۱۱۰- فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى أَنْسَوْكُمْ
ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝

۱۱۱- إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا
أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

۱۱۲- قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ
سِنِينَ ۝

۱۱۳- قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
فَسْئَلِ الْعَادِّينَ ۝

۱۱۴- قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

۱۱۵- أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَ
أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝

اور ہم پر رحم کر، اور تو مہربانوں میں بڑا مہربان ہے ○

۱۱۰ - سو تم نے اُن کا ٹھٹھا بنا رکھا تھا یہاں تک کہ ان کے
پیچھے پڑ کر مجھے یاد کرنا بھول گئے اور تم ان پر ہنستے ہی رہے ○

۱۱۱ - میں اُن کے صبر کا آج انہیں بدلہ دوں گا، کہ
وہی مراد کو پہنچیں گے ○

۱۱۲ - فرمائے گا، تم برسوں کی گنتی سے کتنی مدت زمین
میں رہے تھے؟ ○

۱۱۳ - وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا کوئی حصہ رہے ہوں گے
تو شمار کرنے والوں سے پوچھ لے ○

۱۱۴ - فرمائے گا تم دنیا میں تھوڑا ہی رہے ہو کاش تم
(زندگی میں) جانتے ہوتے ○

۱۱۵ - سو کیا تم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا
کیا ہے اور تم ہماری طرف پھر نہ آؤ گے؟ ○

(بقیہ حاشیہ)

ظاہر ہوتا ہے، مگر یہ لائق خود صورت میں محسوس ہوتے ہیں؛
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب یہ لوگ جہنم میں پھینکے
جائیں گے، تو اس وقت اعتراف معاصی و بدبختی کرتے
ہوئے گناہوں سے تنفر و بیزاری کا اظہار کریں گے اور
کمال الحاح و تضرع سے کہیں گے کہ پروردگار ہمیں جہنم
سے مخلصی عنایت کر اور دنیا میں دوبارہ بھیج دے، اگر
ہم ایسے کام کریں، تو یقیناً ظالم ٹھہریں گے۔

اللہ تعالیٰ جواب دیں گے، اس وقت تو تمہارے لیے
ذلت و رسوائی مقدر ہو چکی ہے۔ اس لیے اس باب میں
مزید کچھ سننے کی گنجائش نہیں۔

تمہیں معلوم ہے، تمہارے سامنے ایک گروہ نے ایمان
کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور مجھ سے رحمت و مغفرت کو
طلب کیا تھا۔ مگر تم نے ان کا مضحکہ اڑایا۔ اور ان کے اس
پاک جذبہ کی تحقیر کی، تم میری عظمت و جلال کو بھول گئے
اور میرے پیغام کو پس پشت ڈال دیا۔ اس لئے تمہاری
سزا تو ہر آئینہ جہنم ہے۔ مگر یہ لوگ جنہوں نے صبر و استقامت
سے کام لیا، فوز و فلاح کے مستحق ہیں۔

جہنم میں جو سزا ملے گی، وہ بالکل ان کے اعمال مرغوبات
باطلہ کے مطابق ہوگی چنانچہ دنیا میں یہ لوگ جس طرح
دنیا کو دائمی سمجھتے تھے، آخرت میں بھی عذاب کی غیر مختتم
گھڑیوں کے لحاظ سے اسی طرح اس کو حقیر قرار دیں گے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ کیا تم سمجھ رہے ہو، کہ ہم نے یونہی
بلا کسی غرض و غایت اور وجہ وجیہ کے اس کائنات کو
پیدا کیا ہے؟ یہ محض کھیل اور تماشہ ہے؟ نہیں ایسا
نہیں ہے۔ مالک عرش عظیم خدائے بزرگ کی شان اس
نوع کے افعال سے بالا اور پاک ہے۔

حل لغات

سِخْرِيًّا۔ تمسخر۔
عَبَثًا۔ بے کار، بے فائدہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١١٦- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○
١١٧- وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○
١١٨- وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (٦٤) رُكُوْعَاتُهَا (٩)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

١- سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا
فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

١١٦- سو خدا سچا بادشاہ بہت بلند ہے اس کے
سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا مالک ہے ○
١١٧- اور جو کوئی اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے
جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ہے تو اس کا حساب
اس کے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کا بھلا نہ ہوگا ○ ف١
١١٨- اور کہہ اے رب بخش دے اور رحم کر اور تو سب
مہربانوں میں اچھا مہربان ہے ○

سُورۂ نُور

مدنی ---- آیتیں ٦٤ ---- رکوع ٩

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

١- یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا اور اسے فرض کیا
اور اس میں ہم نے کھلی نشانیاں نازل کیں شاید تم نصیحت پکڑو ○ ف٢

ف١

لا برہان لہ سے مراد یہ ہے، کہ شرک ایک ایسا جرم اور خلاف عقل فعل ہے، جس کے جواز میں کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔

رجم کی سزا

ف٢

قرآن حکیم کی یہ پہلی سورت ہے جسے اس اہمیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، گو پورا قرآن اللہ کی جانب سے ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے اس کا ماننا اور تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے، نیز قرآن کی ہر سورت میں آیات بینات کا ذخیرہ ہے مگر اس سورت کو ان خصوصیات کے ساتھ مختص کرنے کے معنے یہ ہیں، کہ اس میں تمدن اور کیرکٹر کے مسائل مختصر کر بیان کیا گیا ہے۔ اور ان معاشرتی گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے۔ جن کی وجہ سے قومیں ترقی اور برتری کی منزلیں طے کرتی ہیں۔ اور انہیں فراموش کر دینے کا نتیجہ لازماً ذلت اور ہلاکت ہوتا ہے۔

حلِ لغات

فرضنٰہا - لازم ٹھہرایا ہے، متعین کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢- اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

٢- زناکار عورت اور زناکار مرد۔ ان میں سے ہر ایک کے سو دُرّے مارو۔ اور چاہیے کہ تمہیں ان پر اللہ کا حکم جاری کرنے میں ترس نہ آئے، اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو○ ف۱

٣- اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

٣- زناکار موصوف زانیہ یا مشرک عورت سے نکاح کرتا اور زناکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے اور یہ بات مومنین پر حرام ہے○

٤- وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

٤- اور جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں، پھر وہ چار گواہ نہ لائیں، تو ان کے اسّی دُرّے مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور وہی فاسق ہیں○

ف۱ تمام مذاہب نے زنا کو انسانیت کیلئے بہت بڑی لعنت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا وجود قوموں کیلئے اخلاقی تباہی کے مترادف ہے۔ قرآن حکیم نے خصوصیت کیساتھ اس مسئلے کی متعلقہ تفصیلات بیان کی ہیں اور اس کے ذرائع و وسائل تک کو مستقلاً واضح کیا ہے۔ قرآن کی نگاہیں دوسری مذہبی کتابوں سے کہیں زیادہ عمیق ہیں۔ اس نے تمام انسانی کمزوریوں کو سامنے رکھ کر ایسے قوانین اور ضابطے مقرر فرمائے ہیں کہ ان کو ملحوظ رکھنے کے بعد [illegible]
اس آیت میں زنا کی حد شرعی سے بحث فرمائی ہے، ارشاد ہے کہ زانی کے سو دُرّے لگائے جائیں، اور اس معاملہ میں سوسائٹی جذبات رحم و ترحم سے بالکل متأثر نہ ہو، یہ دُرّے مجمع عام میں لگائے جائیں تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت و تذکیر حاصل ہو۔
زانی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جو کنوارا زانی ہو، بیاہے ہوئے کیلئے اسلامی سزا رجم ہے۔
خوارج نے رجم کا انکار کیا ہے، اور یہ سمجھا ہے کہ یہ سزا ہر قسم کے زانیوں کیلئے ہے، ان کے دلائل یہ ہیں:۔
(۱) الزانیہ والزانی میں کوئی تخصیص نہیں، بلکہ عموم و استغراق
مراد ہے۔
(۲) اگر رجم کی سزا مقرر و متعین ہوتی تو اس کو قرآن حکیم میں موجود ہونا چاہیے تھا۔
(۳) رجم کو ماننے کی شکل میں یہ لازم آئے گا، کہ نص میں خبر واحد کی تخصیص جائز ہو، جو درست نہیں۔
بعض موجودہ زمانے کے روشن خیال مفسرین کے دلائل بھی تقریباً یہی ہیں۔ جوابات یہ ہیں:۔
(۱) قرآن حکیم نے یہاں بیشک صرف الزانیۃ اور الزانی کا ذکر فرمایا ہے، مگر سنت، آثار اور اسلامی فیصلوں سے جو کتب فقہ اور حدیث میں مذکور ہیں یہ ثابت ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے، کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ محض اس بنا پر کہ قرآن میں واضح الفاظ میں رجم کا ذکر نہیں، ہم پوری اسلامی تاریخ کو جھٹلا دیں، صحابہ کے فیصلوں کو غلط قرار دیں، اور حضور رسول کے احکام کو [illegible]
(۲) رجم کی سزا یقیناً قرآن میں موجود ہے، مگر اس طرح نہیں جس طرح خوارج اس کو ماننے کے متعلق دیکھنا چاہتے ہیں، بلکہ اشارۃً اور بہ تفصیل متعلقہ قرآن میں رجم کی سزا موجود ہے، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ عہد رسالت میں اہل کتاب سے اس معاملہ میں بحث ہوئی تھی، حضور ان سے کہا گیا تھا کہ تورات لاؤ، اور پڑھو، سزائے رجم
میں مطابقت ہے، تو تسلیم کرو گے کہ اس میں رجم کی سزا کا حکم موجود ہے، مگر انہوں نے آیات رجم کو چھپایا، اور جب حضرت عبداللہ بن سلام نے پڑھ کر اس کی جانب توجہ دلائی [illegible]

[illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٥- اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

٥ - مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور درست ہو گئے۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

٦- وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

٦ - اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے پاس اپنی جانوں کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے ہر شخص کی گواہی یہ ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر چار دفعہ گواہی دے کہ وہ سچوں میں سے ہے ○

٧- وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○

٧ - اور پانچویں دفعہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹوں میں ہو ○

٨- وَ یَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ○

٨ - اور عورت کا عذاب یوں دور ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار دفعہ گواہی دے کہ مقرر اس کا شوہر جھوٹوں میں ہے ○

٩- وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

٩ - اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر اس کا شوہر سچوں میں ہو تو اس عورت پر خدا کا غضب آئے ○

حد شرعی کے اعلان کرنے میں کیا مصلحت ہے؟

بات یہ ہے کہ قرآن حکیم کا انداز بیان کچھ اور ہی کتابوں سے مختلف ہے اور وہ لوگ جو اس کی خصوصیات سے آگاہ نہیں ہوتے، اس قبیل کی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔

قرآن میں اکثر ان چیزوں کا ذکر ہے جو اپنی جگہ پر اہم و جمل گو اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہیں کہ وہ نئی اور جدید ہیں ۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ نماز بہت اہم مسئلہ ہے۔ اور اس کے قیام پر قرآن نے بہت زور دیا ہے۔ مگر سارے قرآن میں اس کی ترتیب اور تفصیل مذکور نہیں۔ حضرات سے کہیں کم مرتبے کی چیز ہے۔ مگر اس کی ترتیب بیان کر دی ہے۔ کیونکہ نماز کے متعلق اسلام نے بہت زیادہ جدت سے کام نہیں لیا۔ اس کا تخیل اسلام سے قبل صابیوں میں اور خدا پرستوں میں موجود تھا۔ مجوسی بھی تقریباً اسی قسم کی نماز کے قائل تھے۔ اس لئے اللہ نے اس کی تفصیل اسوۂ رسول پر چھوڑ دیا۔ اور حد شرعی کسی شریعت میں موجود نہ تھا۔ اس کی تفصیل بیان فرمائی۔ اسی طرح رجم کی سزا میں چونکہ اتفاق کا قریباً اتفاق تھا۔ اس لئے قرآن نے تفصیل اس کو ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ گو اسے منسوخ نہیں کیا۔

قرآن کو مقصود تھی۔ اس لئے اس کا اظہار کر دیا ۔

(ج) جواب کی اس نوعیت کے بعد تیسرا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

عفیفہ عورت کو متہم کرنے کی سزا

ف ایک طرف قرآن نے زانی کی سزا اس قدر کڑی رکھی ہو کہ موجودہ ذوق کے لوگ اس کو تکلیف مالا یطاق قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف چار گواہوں کی شہادت ضروری بتاتی ہے۔ جن کا مہیا ہونا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو قدرتاً پیدا ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ سزا اس لئے کڑی رکھی ہے۔ تاکہ اس خبیث مرض کا کلیۃً انسداد ہو جائے۔ چنانچہ آپ عہد نبوی میں دیکھیں گے۔ کہ زنا کے واقعات تین سے زیادہ نہیں ملیں گے اور اس دور تہذیب جدید میں شاید ہی چند آدمی ایسے مل سکیں۔ جنہیں صحیح معنوں میں عفیف کہا جا سکتا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چار شاہدوں کا ہونا اثبات واقعہ کے لئے اس لئے لازم ہے کہ معاملہ ایک جان کا ہے۔ ایک کی زندگی ختم ہونے کا ہے۔ چنانچہ اسی اہم [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ - وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

۱۰ - اور اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم تم پر نہ ہوتا اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ۝

۱۱ - اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

۱۱ - جنہوں نے طوفان اٹھایا ہے وہ تمہیں میں سے ایک جماعت ہے۔ اس تہمت کو تم اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اُن میں سے ہر آدمی کے لئے اس کا کمایا ہوا گناہ ہے۔ اور جس نے اُن میں سے اس تہمت کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کے لئے عذاب عظیم ہے ۝

۱۲ - لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝

۱۲ - جب تم نے اس کو سنا تھا، تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہ کیا، اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے ۝

۱۳ - لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

۱۳ - کیوں اس تہمت پر چار گواہ نہ لائے، پھر جب وہ گواہ نہ لائے، تو خدا کے

مسئلہ لعان!

ف ان آیات میں مسئلہ لعان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرد عورت کے کردار کے متعلق شبہات و شکوک کا اظہار کرے اور عورت برأت کرے۔ مرد یہ کہے کہ یہ فاحشہ اور زانیہ ہے۔ اور عورت کہے کہ میں اس الزام سے پاک ہوں۔ تو صورت فیصلہ کیا ہو؟

قرآن کہتا ہے کہ دونوں حاکم وقت یا اسلامی حکومت حاکم کے سامنے چار دفعہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور پانچویں دفعہ اپنے اوپر لعنت بھیجیں۔ اگر واقعات کی رو سے جھوٹے ہوں۔ تو پہلے مرد کھڑا ہو۔ اور وہ الزام کو بیان کرے۔ اور چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح عورت کھڑی ہو اور وہ بھی اسی طرح چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ الزام کو رد کرے اور پانچویں دفعہ یہ کہے۔ کہ اگر یہ سچا ہوا تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

لعان کے بعد تفریق کے سلسلہ میں فقہاء مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ عثمان البتی کی رائے ہے کہ نفس لعان سے تفریق وغیرہ واقع نہیں ہوتی۔ امام مالک۔ لیث اور زفر کا خیال ہے۔ تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ہے کہ تفریق اس وقت تک واقع نہیں ہوتی۔ جب تک کہ حاکم یا حکومت حاکمان میں تفریق کا اعلان نہ کر دے۔ ان سب کے پاس دلائل ہیں۔ اور یہ موضع محل بحث ونظر ہے۔ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے، کہ تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قطع نظر فقہی دلائل کے صورت مسئلہ یہ ہے۔ کہ کشیدگی اپنی آخری حد تک پہنچ چکی ہے۔ اس لئے یہ رشتہ عملاً گویا منقطع ہی سمجھنا چاہئے۔

حل لغات

الافک۔ جھوٹ، بہتان۔
عصبۃ۔ جماعت۔ یا گروہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فَأُولَٰٓئِكَ عِندَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْكَٰذِبُونَ ۝

۱۴- وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ
فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ لَمَسَّكُمْ
فِى مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ۝

۱۵- إِذْ تَلَقَّوْنَهُۥ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ
بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ
وَتَحْسَبُونَهُۥ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ
ٱللَّهِ عَظِيمٌ ۝

۱۶- وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ
لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ
هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ ۝

۱۷- يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُوا۟ لِمِثْلِهِۦٓ

نزدیک وہی جھوٹے ہیں ۝

۱۴ - اور اگر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی، تو اس چرچا کرنے میں تم پر بڑا عذاب آتا ۝ ف۱

۱۵ - جب اس تہمت کو تم اپنی زبانوں پر لیتے تھے اور اپنے منہوں سے وہ بات کہتے تھے جس کا علم تمہیں نہ تھا اور اسے ہلکی بات سمجھتے تھے اور حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی بات تھی ۝

۱۶ - اور جب تم نے اس کو سنا تھا، کیوں نہ کہا، کہ ہمیں ایسی بات بولنا لائق نہیں سبحان اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے ۝

۱۷ - تمہیں اللہ نصیحت دیتا ہے کہ پھر ایسی بات کبھی

عائشہ عفیفہؓ کا المناک واقعہ!

ف۱ ام المومنین حضرت عائشہ عفیفہ کی زبان سے واقعہ افک کی تفصیل سنیے:-

ارشاد فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کی معیت میں ایک غزوہ میں شریک ہوئی۔ یہ غزوہ بنی المصطلق سے قبل کا واقعہ ہے جو پردہ کا حکم آنے کے بعد ہوا۔ مدینہ سے کچھ دور حضورؐ نے ایک منزل پر قیام کیا۔ میں محمل سے نیچے اتری اور قضائے حاجت کے لئے جنگل میں تھوڑی سی آگے نکل گئی۔ جب لوٹ کر محمل تک پہنچی، تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا ہار کہیں گر گیا۔ تلاش کی غرض سے پھر وہاں تک گئی۔ اور ادھر ڈھونڈتی رہی۔ محمل والوں نے سمجھا کہ میں محمل میں موجود ہوں۔ اس لئے کہ میں وزن میں بہت ہلکی تھی۔ میں ان دنوں بالکل نوعمر اور ہلکے جسم کی تھی۔ محمل والوں نے محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھا، اور چلتے بنے۔ میں جس وقت منزل پر پہنچی، تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اب میں نے سوچا اور خیال کیا کہ مدینہ پہنچ کر جب یہ معلوم کریں گے، کہ محمل میں موجود نہیں ہوں تو قافلہ والوں میں سے کوئی خود مجھے تلاش کرنے آئے گا۔ اس لئے میں پڑ کر سو گئی۔ صفوان بن معطل بھی ایک شخص اس خدمت پر مامور تھا، کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے آئے اور گری پڑی چیز کا خیال رکھے۔ اس نے مجھے پہچانا کہ قافلہ سے بچھڑ گئی ہوں۔ اس نے بچھڑنے کا سبب پوچھا، اونٹ بٹھا دیا۔ اس نے کہا، کہ آپ اونٹ پر سوار ہو جائیے۔ یہ کہہ کر وہ خود پیچھے ہٹ گیا۔ اور میں اونٹ پر سوار ہو گئی۔ اس حالت میں ہم مدینہ پہنچے لیکن یہاں جھوٹ اور بہتان کا ایک طوفان بپا تھا۔ منافقین میرے اور صفوان کے متعلق عجیب عجیب ناپاک الزام پھیلا رہے تھے۔ اور رسول اللہؐ اس وجہ سے بہت زیادہ مغموم تھے۔ میں ان حالات سے ناواقف تھی۔ رات کے وقت ام مسطح کے ساتھ باہر قضاء حاجت کیلئے نکلی۔ اور جب واپس آنے لگیں تو ام مسطح کا پاؤں اس کی چادر میں الجھ گیا۔ اس نے کہا تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا، مسطح بدری صحابی ہے۔ کیا اس کو کوستی ہے۔ اس نے تعجب سے کہا، تمہیں نہیں معلوم مسطح تمہارے متعلق کیا کیا باتیں لوگوں میں پھیلا رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اب مجھے بھی نقاہت و ضعف محسوس ہوئی۔ میں حضورؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ یہاں یہ عالم تھا کہ والد بھی بے چینی کی وجہ سے بے چین تھے۔ والدہ بھی مضطرب تھیں۔ اس لئے ہم خیال

حالت گریہ میں تھی۔ میں نے حضورؐ سے آخری کلمات کہنے کو تھی کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ والد سے کہا، آپ میری طرف سے جواب دیجئے۔ (باقی بر صفحہ)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○
۱۸- وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○
۱۹- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○
۲۰- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○
۲۱- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ
بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

کرو۔ اگر تم مومن ہو ○
۱۸- اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے
اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○
۱۹- جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی
کی بات کا چرچا ہو، انہیں دکھ دینے والا
عذاب ہوگا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی،
اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ○
۲۰- اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی
اور یہ کہ اللہ شفیق مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ○
۲۱- مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ
چلو، اور جو شیطان کے قدموں پر چلے
گا، تو وہ بے حیائی اور بری ہی بات کا
حکم دے گا۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحم

وہ کہنے لگے۔ میں کیا جواب دوں۔ والدہ سے کہا۔ آپ میری ترجمانی کیجئے وہ بھی اول تو خاموش رہیں۔ پھر کہنے لگیں کہ آخر کیا کہا جائے۔ میں نے ذرا جرأت کی۔ اور کہا۔ کہ جو باتیں آپ نے سنی ہیں، وہ غالباً آپ کے دل میں قرار پکڑ چکی ہیں۔ اور آپ شاید مان چکے ہیں۔ اب اگر میں تردید کی کروں، تو آپ کب مانیں گے۔ میری حالت تو اس وقت ابو یوسف کی حضرت یعقوب کی طرح ہے۔ اس لئے میں اس کے الفاظ میں کہتی ہوں

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۔

اللہ کی عنایت و نوازش دیکھئے، کہ اسی مجلس اور اسی نشست میں حضور پر انتشار، آئتیں نازل ہوئیں۔ جن سے میری براءت کی گئی منادی کر دیا گیا۔ حضور نے فرمایا۔ عائشہ! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت کی آئتیں نازل فرمائی ہیں۔ میں نے کہا۔ اللہ کی حمد و ستائش ہو اس کا ہزار ہزار شکر ہے۔ آپ اور آپ کے صحابہ تو مجھے مجرم سمجھ ہی چکے تھے والدہ نے کہا۔ بیٹی اٹھو اور حضور کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا۔ میں ہرگز نہیں اٹھوں گی۔ میں اپنے مولا کا شکریہ ادا کروں گی جس نے میری براءت فرمائی نے اعلان تمام الزامات سے پاک اور بری کیا ہے ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ واقعہ افک کو شہرت دینے والے منافقین ہیں۔ مگر ان کی اغراض کی اس سے تکمیل نہیں ہوئی۔ بلکہ انجام کے لحاظ سے یہ بہتر ہوا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت و حرمت سے متعلقہ مسائل کی توضیح ہو گئی ۔

فرمایا۔ یہ قطعاً جھوٹ تھا۔ اور مسلمانوں کو چاہئے تھا۔ کہ اول مرحلے میں اس کا انکار کر دیتے۔ کیونکہ پیغمبر کی حرم محترم عفاف و عصمت کا سراپا مجسمہ ہوتی ہے ۔

ارشاد ہے کہ اس واقعہ کی صداقت کیلئے انہیں چار شاہد پیش کرنے چاہئے تھے۔ تو اس کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا ضروری تھا۔ مگر وہ تو بالکل جھوٹے تھے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے تمہیں عذاب عظیم سے بچا لیا ورنہ پیغمبر کے حرم پاک کے متعلق الزامات سراسر ناقابل برداشت جرم ہے۔ تم نے اس معاملہ کو بہت آسان سمجھا۔ اور اس میں دلچسپی لی۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی معصیت ہے۔ تمہیں لازم تھا۔ کہ ہرگز اس واقعہ کو تسلیم نہ کرتے اور جب سنا تھا۔ اسی وقت تردید کر دیتے۔ یاد رکھو۔ آئندہ کبھی ایسے جرم کا ارتکاب نہ کرنا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ
مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
۲۲- وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ
السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ۪ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا
تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
۲۳- اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

کسب پر نہ ہوتا، تو تم میں سے کوئی بھی کبھی
پاک نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جسے چاہے پاک
کرتا ہے۔ اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے
۲۲- اور چاہیے کہ تم میں سے جو لوگ بزرگی اور کشائش
والے ہیں قسم نہ کھائیں، کہ رشتہ داروں، اور
محتاجوں، اور خدا کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کو کچھ
نہ دیں گے اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں،
کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تمہیں بخشے؟
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۲
۲۳- جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں کو
تہمت لگاتے ہیں، وہ دُنیا اور آخرت
میں ملعون ہیں۔ اور انہیں بڑا عذاب
ہوگا ۝ ف۳

بدبختی اور اپنی محرومی کی وجہ سے ایک شورش چھوڑا۔ اور کئی صحابہ بشری
لغزش سے حادثہ عفیفہ کے متعلق جھوٹے افسانوں سے دلچسپی لینے لگے
ہر محفل اور ہر مجلس میں یہی چرچا اور یہی باتیں ہونے لگیں جس کی وجہ سے
اللہ کے رسولؐ نے سخت اذیت اور قلبی کوفت محسوس کی۔ اور بالآخر برأت
کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور بہتان لگانے والوں کی پشت پر حد شرعی
کے دُرّے لگائے گئے۔ اس سے صحابہ کی جماعت میں جو غلط فہمیاں پھیل رہی
تھیں۔ وہ دور ہوگئیں۔ مگر منافقین اس کے بعد بھی مزے لے لے کر اس قصہ
کو بیان کرتے رہے ●

قرآن کی اس آیت میں ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ خبردار جو تم نے اس
جرم کا ارتکاب کیا۔ یاد رکھو مسلمانوں میں بےحیائی کی باتوں کو پھیلانا بہت
بڑی معصیت ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو دنیا و عقبےٰ میں تمہارے لئے
عذاب مقرر ہے ●

ف۱ اس آیت میں یہ بتایا ہے۔ کہ مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو
متہم کرنا شیطان کی پیروی کے مترادف ہے۔ اس لئے اس گناہ عظیم سے
قطعی احتراز کرو۔ اور یاد رکھو کہ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے
تمہارے اس بہت بڑی معصیت کے کام کو توبہ کے بعد بخش دیا ہے
ورنہ یہ گناہ ایسا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس سے توبہ کرکے
عنداللہ تطہیر حاصل نہ کر سکتا ●

بلند اخلاقی کا حیرت انگیز نمونہ

ف۲ یہ شخص مسطح جس نے اس شرارت میں زیادہ سرگرمی کے ساتھ حصہ
لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کا رشتہ دار تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو اور اس کے
متعلقین کو اپنے پاس رکھا۔ اور ہر ممکن ان کی ہر طرح اعانت کی۔
مگر اس نے اس طرح حق نمک ادا کیا۔ تو صدیقؓ قدرتاً غصے کو جذب
ہوگئے۔ آپ نے کہا، میرے ہاں سے تم لوگ نکل جاؤ۔ اب مجھ میں اور
تم میں کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ یہ لوگ کئی دن تک پریشان رہے اور آخر
قرآن حکیم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ غور فرمائیے۔ ایک نہایت ہی اپنے محسن
کے متعلق اس طرح کا نازیبا سلوک روا رکھتا ہے۔ اور حرم رسول اور بنت
صدیقؓ کی عصمت و عفاف پر ناپاک حملے کرتا ہے۔ مگر اس رسول کا خدا اور
صدیقؓ کا آقا یہ کہتا ہے کہ اس شخص کو معاف کردو۔ اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو

سے تعاون کیا جائے۔ گو قرآن کی یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسولؐ نے مسطح کو معاف کر دیا۔ اور صدیقؓ جناب ابوبکرؓ نے کہا۔ (رفاقی۔ بحرستان)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴- يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۲۴- جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ، اور ان کے پیر ان پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے ○

۲۵- يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ○

۲۵- اس دن ان کو اللہ ان کی سزا جس کے وہ مستحق ہیں پوری دے گا، اور جان لیں گے کہ اللہ جو ہے وہی سچا ظاہر کرنے والا ہے ○

۲۶- الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○

۲۶- گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کیلئے ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کیلئے، یہ ان باتوں سے بری ہیں جو وہ کہتے ہیں ان کیلئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے ○ ف۱

۲۷- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ

۲۷- مومنو! سوائے اپنے گھروں کے اور لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت لئے، اور

میں اس کی اہانت کر کے خدا کی مغفرت سے محروم نہیں رہنا چاہتا کیا اتنی بلند تعلیم اور اتنا زبردست عمل آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے سوا کہیں اور مل سکتا ہے! •

ف۳ اس آیت میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ پرہیزگار اور پاکباز عورتوں کو متہم کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ یہ دین اور دنیا میں لعنت اور سخت عذاب کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار مردوں اور عورتوں کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ ان کی تذلیل معصیت ہے اور عذاب عظیم کا باعث •

ازدواجی تعلقات کیلئے فریقین کو دیندار ہونا لازم ہے

ف قرآن حکیم کے نزدیک ازدواجی زندگی کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز جذبۂ دینداری اور اخلاق کی پاکیزگی ہے۔ حسن و جمال اور دوسری خصوصیات محض ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ جو تعلقات محض حسن و جمال یا مال و دولت کی وجہ سے قائم ہوں۔ وہ پائدار اور مضبوط نہیں ہوتے۔ ان کا تعلق عارضی ہوتا ہے جہاں سیری یا بے نیازی محسوس کی۔ فریقین ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ مگر جو تعلقات کہ اخلاق کی بلندی اور کیرکٹر کی اعلیٰ بنیاد پر قائم ہوں۔ وہ مدت مدید تک مستحکم ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم کہتا ہے جو لوگ صالح اور پاکباز ہیں، وہ ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی رفیقۂ حیات بھی صالح ہو اور جو ناپاک و گندے خیالات کا انسان ہوتا ہے، وہ اپنے لئے اس عورت کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کے قماش اور مذاق کے عین مطابق ہوتی ہے •

الخبیثٰت اور الطیبٰت کا مفہوم اس بات پر دال ہے کہ ازواج مطہرات ہر قسم کے الزامات سے پاک ہیں۔ کیونکہ بدچلن عورتیں پاکباز مردوں کے پاس نہیں رہ سکتیں۔ اسی طرح بااخلاق اور عفیف مرد فاحشہ عورتوں سے تعلق ازدواجی قائم نہیں کر سکتے۔ قرآن نے اس آیت میں دراصل منافقین کی کوتاہی نظر اور بداخلاقی کی مذمت کی ہے۔ کیونکہ منافقین کو چاہئے تھا۔ کہ یہ تو دیکھتے۔ کہ وہ کس ذات عصمت مآب کے متعلق بیہودہ گوئی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ واقعہ کے امکانات سے بحث کرتے اور سوچتے کہ حضور کیونکر یہ گوارا کر سکتے تھے۔ کہ اپنے حرم میں ایسی عورتوں کو جگہ دیں۔ جو اخلاق کے لحاظ سے بلند نہ ہوں •

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

گھر والوں کو سلام کہے (بغیر) داخل نہ ہوا کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ شاید تم نصیحت پکڑو۔ ف۱

۲۸۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

۲۸۔ پھر اگر تم اس گھر میں کوئی آدمی نہ پاؤ، تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس کے اندر داخل نہ ہو اور جو تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو اس میں تمہارے لئے خوب ستھرائی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

۲۹۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

۲۹۔ اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں جب داخل ہو جہاں کوئی نہیں بستا، اور اس میں تمہارا اسباب ہو، اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

۳۰۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

۳۰۔ مومنوں سے کہہ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں

پہلے اجازت طلب کرو

ف۱

اسلام کی نگاہ میں انسانی عادات و خصائل اور انسانی نفسیات و حالات سے متعلق بہت گہری ہیں۔ وہ یہ جانتا ہے کہ گناہ کا منبع کہاں ہے اور کن باتوں سے گناہ کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ سب سے پہلے اس گناہ کے سوتے کو بند کرتا ہے۔ جہاں سے وہ پھوٹتا ہے اور اس کے بعد حفاظتی تدابیر کی تلقین کرتا ہے۔

چنانچہ غور کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ سب سے بڑی محرک خلوت اور آزادانہ مرد اور عورت کا ملنا جلنا ہے۔ اس لئے اسلام نے خلوت پر پابندیاں عائد کیں۔ اور فرمایا۔ دیکھو جب کسی عزیز یا دوست کے ہاں جاؤ۔ جہاں عورتیں گھر میں ہوتی ہیں۔ تو دھم سے ان کے ہاں نہ پہنچ جاؤ۔ بلکہ پہلے اجازت طلب کرو تب اندر جاؤ۔ تاکہ برائی کا کوئی احتمال پیدا نہ ہو سکے۔

الاستئناس کا مفہوم آپ کو اس حدیث سے معلوم ہوگا۔ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا۔ اور دروازے کے پاس آکر کہا۔ میں اندر آسکتا ہوں یا نہیں؟ حضورؐ نے ایک عورت سے کہا۔ کہ تم جاؤ۔ اور اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرو۔ اور کہو کہ السلام علیکم کہے۔ چنانچہ اس نے استیذان السلام علیکم کہا۔ اور آپ نے اندر آنے کی اجازت دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استیذان کا طریق السلام علیکم ہے یہ نہیں کہ کہا جائے۔ جناب میں اندر آسکتا ہوں، مجھے اجازت ہے؟ حتیٰ تستانسوا و تسلموا میں واو عطف بیان التفسیر کے لئے ہے یعنی مقصود یہ ہے کہ بجا استیذان یعنی السلام علیکم کہنے کے ذریعہ داخل ہو جاؤ۔ ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب ملنے کی اجازت نہ دیں۔ تو بغیر کسی ناراضگی کے واپس ہو جاؤ۔ اللہ اللہ کیا آداب ہیں اور کیا پاکیزہ تعلیم ہے جن کو زندہ قومیں اپنا دستور العمل بنا چکی ہیں اور ہم ان سے ناآشنا محض ہیں۔

حل لغات

تستانسوا۔ سلام کرو، اذن طلب کرو، واقفیت بڑھاؤ، تینوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ مگر یہاں استیذان کے مترادف ہے۔
ازکی لکم۔ یعنی ان آداب و معاشرتی کی پیروی تمہاری مجلسی صحت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کی خوب ستھرائی ہے۔ بیشک اللہ واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔

٣١۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

٣١۔ اور مومن عورتوں سے کہہ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں ف۱ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا اس میں سے ہے، اور چاہئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت ف۲ کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔ یا اپنے باپوں پر۔ یا اپنے شوہروں کے باپوں پر۔ یا اپنے بیٹوں پر۔ یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر۔ یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھتیجوں پر۔ یا اپنے بھانجوں پر۔ یا اپنی عورتوں پر۔ یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلاموں) پر۔ یا مردوں میں سے اُن کمیروں پر جو

آنکھوں کا زنا

ف۱ گناہ کے اصل منبع اور حقیقی محرک سے روک دینے کے بعد ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ اس کا وسیلہ اور ذریعہ آنکھیں ہیں۔ چنانچہ تورات میں لکھا ہے کہ النظر تزرع فی القلب الشھوۃ۔ یعنی دل میں برائی کے بیج نظریں بوتی ہیں، اور پھر یہی بیج بڑھ کر بدی کا تناور درخت ہو جاتا ہے۔ سرور دوجہان کا ارشاد ہے۔ العینان تزنیان، کہ آنکھیں بھی ایک قسم کے زنا کا ارتکاب کرتی ہیں۔

فرماتے ہیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کو قصداً اور شوقاً نہ دیکھیں۔ بلکہ اس معاملہ میں نگاہوں پر ضبط و اختیار رکھیں۔ کہ جہاں آنکھیں ایک دوسرے سے دوچار ہوں۔ فوراً خود بخود جھک جائیں، کیونکہ یہی آنکھیں بجائے خود پاکبازی اور عفت کا پیکر ہے۔ اور لوگوں کے لئے اسوہ و نمونہ ہے۔ اس کو اتنا دھر کا شرف [illegible] حاصل ہو سکے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ سے اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ یہ تسلیم کر لیں کہ صرف ایک نظر دیکھ لینے میں کیا مضائقہ ہے۔ وہ یہ بھی [illegible]

عنف الحسان وجوھھم۔ مگر خدا ہماری نفسیات کی گہرائیوں سے آگاہ ہے، وہ جانتا ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی چنگاری زندگی کے بن کو جلا دے گی۔ اس لئے خیر اسی میں ہے کہ آنکھوں کے چور دروازوں کو بند رکھیں۔

زینت کا صحیح مفہوم!

ف۲ زینت کا لفظ عام ہے۔ اس میں محاسن فطری بھی ہیں اور محاسن اختیاری بھی۔ حتیٰ کہ معانی و مفروات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے اس میں بدن کے وہ حصے جو جنسی جذبات کو ابھاریں، اور زینت و آرائش ظاہری کا سامان سب چیزیں داخل ہیں۔ یعنی ہر چیز اور بدن کا ہر حصہ جو فتنہ انگیزی کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کو غیروں کی نظروں سے مستور رکھنا لازم ہے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفصیلات میں بحث ہے۔ بعض لوگ چہرہ اور ہاتھوں کو تنافی ضرورت و حاجات کے ماتحت مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ اور بعض کی رائے میں [illegible] چہرہ پر حاوی نہیں [illegible]

حل لغات: [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ
لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا
يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ○

۳۲- وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا
فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ
اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

۳۳- وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ
نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ

عورتوں کی حاجت نہیں رکھتے۔ یا لڑکوں پر جو
عورتوں کی چھپی باتوں سے واقف نہیں ہوئے اور
اپنی پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کو زمین پر پیر
مار کر نہ چلیں۔ اور اے ایماندارو! تم
سب مل کر خدا کی طرف توبہ کرو۔ شاید کہ تم
نجات پاؤ ○

۳۲- اور اپنی رانڈوں اور اپنے نیک غلاموں اور
لونڈیوں کے نکاح کرا دو، اگر وہ محتاج ہوں گے
تو اللہ اپنے فضل سے انہیں تونگر کردے گا۔
اللہ سمائی والا جاننے والا ہے ○ ف۱

۳۳- اور چاہیے کہ وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے
پرہیزگار رہیں ف۲، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے
انہیں تونگر کرے، اور جو لوگ تمہارے ہاتھ کے مال

... یہاں دو اصولی مسئلوں کو سمجھ لینا چاہیے
ایک تو یہ ہے کہ ... اخلاق کا استحکام اور کیرکٹر کی بلندی بہت زیادہ
مقصود ہے۔ اور وہ کسی حالت میں بھی مسلمان سے بدکاری کی توقع
نہیں کرسکتا۔ وہ چاہتا ہے مسلمان کے دل میں ایسا انقلاب پیدا
ہو جائے جو اسے تمام اس قسم کے عیوب اور اس قبیل کی برائیوں سے
روک دے اور یہ پردہ و حجاب اس انقلاب کے پیدا کرنے میں بھی ممد
و معاون ہوتا ہے۔ اور بجائے خود مقصود بالذات چیز نہیں ایک
ذریعہ و وسیلہ ہے جس سے ناپاک گناہوں کو روکنا مطلوب ہے۔

دوسرا اسلامی معاشرت میں عورت کے درجہ و مقام کا مسئلہ ہے،
اسلام نے عورت کو اجازت دی ہے۔ کہ وہ کاروبار کرسکے حصول
رزق میں مرد کا ہاتھ بٹا سکے۔ اور زندگی کی جدوجہد میں موزوں اور
مناسب طریق سے حصہ لے سکے۔

اس لئے مطلقاً چہرے کا مستور رکھنا یا کھلا رکھنا خارج از بحث
ہے۔ ان دونوں اصولوں کو بیک وقت سامنے رکھنا چاہیے۔ عام حالات
میں چہرہ بہت بڑی جاذب اور کشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور آنکھیں
معصیت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اس لئے اس کا حجاب میں رہنا
زیادہ قرین مصلحت ہے۔ اور جب حالات اور حوائج کا تقاضا یہ ہو کہ
منہ کھلا رکھا جائے۔ تو پھر ان سہولتوں کے لئے منہ کا کھلا رکھنا جائز ہے
یعنی اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا استثناء حالات و مصالح پر مشتمل ہے
اس کا مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں جب کہ چہرے کے کسی حصہ کا
ظاہر کرنا مصالح کے ماتحت ہو۔

نکاح ایک ملی ضرورت ہے

ف۱ اَلْاَیَامٰی کا لفظ عام ہے
ہر اس مرد کو کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو اسی طرح ہر اس عورت کو کہتے ہیں
جس کے خاوند نہ ہو۔ یہ ایم کی جمع ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے
زوجوا ایاماکم۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فان تنکحی انکح وان تتایمی وان کنت افتی منکم اتایم

یعنی اگر تم شادی میرے ساتھ منظور کرلوگی۔ تو میں بھی منظور کرلوں گا۔ اور
اور جو تم مجھ سے زیادہ عاقل ہونے کے ... کنوارا رہوں گا۔ آیت کا مقصد
ہے۔ کہ نکاح چونکہ شرعی و اخلاقی لحاظ سے سوسائٹی کی بہت بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(باندی غلاموں) میں سے جو کچھ دے کر اپنی آزادی کی تحریر چاہتے ہیں ان کو تحریر لکھ دو اگر تم ان میں کچھ نیکی معلوم کرو اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دیا ہے انہیں دو اور اپنی باندیوں کو اگر وہ پرہیزگاری چاہیں زنا کرانے کے لیے مجبور نہ کرو، تاکہ اس طریق سے حیات دنیا کا اسباب کمایا چاہو، اور جو کوئی ان پر جبر کرے گا تو ان کی بے بسی پیچھے (ان کو) اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف

۳۴۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

۳۴۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کیں، اور جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے قصے، اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ○

۳۵۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ

۳۵۔ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق جس میں چراغ ہو

غیر شادی شدہ لوگوں کیلئے ایک نسخہ

ف۲ یعنی جو لوگ شادی کا مقدور نہ رکھتے ہوں، وہ جذبات پر قابو رکھیں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء ۔ ترجمہ۔ نوجوانو! تم میں جو لوگ شادی کا مقدور رکھتے ہوں۔ وہ ضرور شادی کریں۔ کیونکہ اس طرح انسان کا کیرکٹر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جو شادی کا مقدور نہ رکھتے ہوں، وہ روزے رکھیں، کیونکہ اس طریق سے ضبط نفس کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔

غلامی اور مکاتبت

ف۱ اسلام غلامی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لئے اس نے غلامی کے متعلق ایسی شروط و قیود کا اضافہ کیا ہے، کہ اس کا عملاً وجود مفقود ہو جائے۔ مکاتبت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ غلام سے کہہ دیا جائے کہ تم اگر اتنی رقم ہم کو ادا کر دو۔ تو آزاد ہو۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ بحیثیت مسلمان جن کے غلام ہیں، ان سے اگر وہ مکاتبت کی درخواست کریں۔ تو ان کو چاہیئے کہ وہ قبول کر لیں۔ بلکہ یہ بھی چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں، اپنی طرف سے کچھ دیں۔

اِنْ اَرَدْنَ میں تَحَصُّنًا کی قید واقعی ہے، احترازی نہیں، یعنی بعض لونڈیاں چاہتی تھیں کہ عفت و عصمت کی زندگی بسر کریں مگر ان کے مالک انہیں بدکاری پر مجبور کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے، کہ اگر ان کے دل میں بدکاری کے خلاف نفرت کا جذبہ موجود ہے تو تم کیوں ان کو اس ذلیل کام پر مجبور کرتے ہو۔ کیا تم دنیوی مال و دولت کے لیے ایک عفیف لونڈی کو زنا پر اکساتے ہو۔ کیوں اس طرح تمہیں کمانا کھلتا ہے؟

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کا تعلق لونڈیوں سے ہے۔ یعنی ان کے مالک اگر ان کو مجبور کریں۔ اور وہ دل میں اس کو ناپسند کرتی ہوں، اور نفرت و بیزاری کا اظہار کرتی ہوں، تو پھر اللہ ان کی معذوریوں سے آگاہ ہے۔

حل لغات

تَحَصُّنًا ۔ پاکبازی ۔ مِشْكٰوةٍ ۔ روشنی کا طاق، چراغ اور قندیل رکھنے کا فراخ طاق ۔ مِصْبَاحٌ ۔ دیا، چراغ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ
وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ
وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ
یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ
یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ
۳۶- فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ
وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ
فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ
۳۷- رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا
بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ

اور چراغ شیشہ میں دھرا ہو۔ شیشہ گویا چمکتا
تارا ہے (وہ چراغ) اس مبارک درخت زیتون
سے جلایا جائے۔ جو نہ شرقی ہے، نہ
غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل روشنی دے
اگرچہ اُسے آگ نہ بھی چھوئے۔ روشنی پر روشنی ہے
جسے چاہے اللہ اپنے نُور کی راہ بتائے اور
اللہ آدمیوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور
اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ۔
۳۶- وہ چراغ اُن گھروں میں ہے جنہیں بلند کرنے کا حکم
خُدا نے دیا ہے اور یہ کہ ان میں اس کا نام لیا جائے تاکہ
کہ ان گھروں میں صبح و شام تسبیح کرتے ہیں ۔
۳۷- وہ لوگ جنہیں تجارت اور بیع اللہ کے ذکر
اور نماز کے قائم کرنے، اور زکوٰۃ دینے

اللہ نُور ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کے نور کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کے نور کی مثال ایسی ہے، کہ گویا ایک طاق ہے، جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے، کہ قندیل ایسی صاف اور چمکدار ہے گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔ اس میں برابر یکساں روشنی ہے۔ وہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ تیل اس طرح کا مصفا کہ بغیر آگ جلنے کے تیار ہے [illegible] کہ ایسی روشنی تیز ہوگی۔ واضح ہوگی۔ دور تک پہنچنے والی اور پاکیزہ ہوگی بس اپنے نور سے جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھلاتا ہے کیونکہ اللہ کی ذات ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ چنانچہ آیت کے اختتام پر ارشاد ہے۔ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ یعنی اس کا پیغام بہت روشن ہے، واضح ہے۔ تابناک ہے اور گرچہ ظلمتوں کی ہر تہ کو [illegible] والا ہے جس کو چاہتا ہے اس نور سے کسب نور کا موقع دیتا ہے۔ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور اللہ تعالیٰ ان تشبیہات کو مثالوں کے طور پر بیان کرتا ہے تاکہ اہل علم [illegible] معرفت کر سکیں۔ اور وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔

ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ اللہ اپنی کائنات کیلئے منبع [illegible] روشنی ہے۔ [illegible] روشنی ہے ۔
جیسا کہ [illegible] وَاَنْتَ لَهَا نُوْرٌ وَ غَیْثٌ وَ عِصْمَةٌ ۔ تیسرا امکان یہ ہے۔ کہ جس طرح [illegible] روشنی سے تمام چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں اور سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔ اسی طرح اللہ زمین و آسمان کیلئے نور [illegible] ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو تسلیم کیا جائے۔ تو پھر کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی دکھائی دیتی ہے [illegible] علل و معلولات کے غیر متناہی سلسلے میں الجھ کر رہ جاتا ہے
بحث میں علت و معلول کی ہر عقل علیل
اور اگر اس پر ایمان رکھا جائے، اور اس کی ذات کو خالق اور مدبر مان لیا جائے۔ تو کائنات کی تمام گتھیاں سلجھ جاتی ہیں۔ اور کسی گوشہ میں تاریکی نہیں رہتی ۔
وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ میں قرآن حکیم نے ایک علمی حقیقت کو بیان کیا ہے جس کا انکشاف آج چودہ سو سال بعد ہوا ہے ۔
مختصر یہ [illegible]

[illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙۛ يَخَافُوْنَ يَوْمًا
تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۝ۙۗ
۳۸ - لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ
يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ
مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
۳۹ - وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ
بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــًٔا
وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ
وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ۙ
۴۰ - اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ

سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں
جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی ۝
۳۸ - کہ اللہ انہیں ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے
اپنے فضل سے انہیں زیادہ دے اور اللہ جسے
چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ۝
۳۹ - اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے
میدان میں ریت۔ پیاسا اُسے پانی سمجھے،
یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا،
اور اس کے پاس خدا کو پایا۔ پھر اس کو اس کا پورا حساب
دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۝ ف۱
۴۰ - یا ان کے اعمال مثل ان تاریکیوں کے ہیں جو گہرے دریا میں ہوتی
ہیں اس کا فرش پر موج چڑھی آتی ہے اور اس کے
اوپر بادل ہے۔ تاریکیاں ہیں، ایک پر

کفر کی تاریکیاں اور اس کی مثال!

ف۱ اس سے قبل کی آیات میں ہدایت و رشد کی وضاحت اور نورانیت کی تفصیل تھی۔ یہ بتایا تھا۔ کہ ان گھروں میں اللہ کے نور کا اُجالا ہوتا ہے۔ جن کا ادب اور احترام اللہ نے ضروری قرار دیا ہے اور جہاں اس کا نام لیا جاتا ہے اور صبح و شام تسبیح و تقدیس کے ترانے گائے جاتے ہیں، اور وہ لوگ اس نور سے اپنے سینوں کو بھر لیتے ہیں، جو ذکر میں نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ مگر اپنی عبادت پر مغرور و نازاں نہیں ہوتے بلکہ محاسبہ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں! اس کے بعد یہ بتایا تھا۔ کہ اس نور کے منکرین محض غلط توقعات و موہوم امیدوں میں اُلجھے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر و انکار کے ہمارے اعمال اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور قبول کریگا۔ اور زیادہ بازپرس نہیں کرے گا۔ فرمایا ان لوگوں کی مثال اس پیاسے کی طرح ہے جو دور سے ریت کو چمکتے ہوئے دیکھے۔ اور پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑے اور جب اس کے پاس پہنچے تو وہاں جز سراب کے اور کچھ نہ پائے۔

یہ لوگ بھی آخرت میں اسی طرح مایوس ہوں گے۔ دنیا میں ان کو اپنے اعمال بہت زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نظر آتے ہیں۔ مگر خلّاق کے حضور میں جا کر انہیں معلوم ہوگا۔ کہ یہ محض فریب نگاہ اور نفس کا دھوکا تھا۔ اس آیت میں ایک اور تشبیہ کے ذریعے ان کے اعمال کی بے وقری بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ہے کہ ان کے اعمال اور اعتقادات کی مثال تاریکی و ظلمت میں ایسی ہے۔ جیسے سمندر ہو۔ اور اس میں تموج و تلاطم ہو۔ اور اوپر سے گھنے بادل چھائے ہوں۔ جس طرح اوپر تلے کی اندھیریوں میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ لوگ اعتقاد و عمل اور کردار و گفتار کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں۔ کہ قریب ترین روشنی اور قریب ترین روشنی بھی ان کو محسوس نہیں ہوتی۔

جو لوگ ذوق ادب رکھتے ہیں وہ محسوس کریں گے کہ اس آیت میں تشبیہات کا وہ نادر مجموعہ ہے۔ کہ عقل انسانی محو حیرت ہے اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ الفاظ اس نوع کے استعمال فرمائے ہیں جن سے منظر کی تاریکیوں کا ہولناک نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ بلاغت کی اس سے بہتر مثال کسی ادب میں ملنا ممکن نہیں۔ الفاظ کے چڑھاؤ اتار سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ
يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ع
۴۱ - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝
۴۲ - وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝
۴۳ - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا
ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ
رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ

ایک۔ جب اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ
نہیں سکتا۔ اور جسے اللہ نے روشنی نہ دی۔
اُس کے لئے کچھ روشنی نہیں ۝
۴۱ - کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین
میں ہے، اور اُڑتے جانور پر کھولے ہوئے
اللہ کی تسبیح کرتے ہیں سب کی تسبیح اور نماز اللہ جانتا
ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ف۱ ۝
۴۲ - اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے
اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ۝
۴۳ - کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ اللہ بادل ہانک لاتا ہے
پھر انہیں اکٹھے کرتا۔ پھر تہ بہ تہ کرتا ہے،
پھر تُو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے درمیان سے مینہ
نکلتا ہے۔ اور وہ آسمان سے اُن پہاڑوں سے

ف۱

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ یعنی کائنات
کا ہر ذرہ خدا کی تسبیح وستائش میں مصروف
ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جو اس کے تحت
اور مسخر نہ ہو۔ آسمان وزمین کے تمام حقائق
اس کے عتبۂ جلال کے سامنے جھکتے ہیں
اور سجدہ کرتے ہیں۔ مگر سجدہ اور نیاز مندی کے
طریقے مختلف ہیں۔ ہر شے اپنی فطرت
اور ساخت کے مطابق اپنے فرائض کو ادا
کر رہی ہے۔ اور نہایت استقلال سے
نیاز مندی اور بندگی کا ثبوت دے رہی
ہے۔

حلِّ لغات

يُزْجِيْ - چلاتا ہے۔ ہنکاتا ہے۔
اصل میں ازجا کے معنے سہولت اور نرمی
سے چلانے کے ہیں۔
الْوَدْقَ - ہلکی ہلکی بارش۔

www.KitaboSunnat.com

مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا مِنۡۢ بَرَدٍ فَيُصِيۡبُ
بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَصۡرِفُهٗ عَنۡ مَّنۡ
يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرۡقِهٖ يَذۡهَبُ
بِالۡاَبۡصَارِ ؕ

۴۴۔ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ
فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى الۡاَبۡصَارِ ۞

۴۵۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنۡ
مَّآءٍ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰى
بَطۡنِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ
عَلٰى رِجۡلَيۡنِ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ
يَّمۡشِىۡ عَلٰٓى اَرۡبَعٍ ؕ يَخۡلُقُ اللّٰهُ
مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۞

جو آسمان میں ہیں اولے اُتارتا ہے، پھر وہ ان کو جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے ○ ف۱

۴۴۔ اللہ رات اور دن کو پھیرا کرتا ہے، اس میں آنکھ والوں کے لئے عبرت ہے ○

۴۵۔ اور اللہ نے ہر پھرنے والا پانی سے پیدا کیا۔ سو ان میں بعض اپنے پیٹ کے بل چلتے۔ اور بعض دو پیروں پر چلتے اور بعض چار پیروں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہے، پیدا کرے۔ بے شک اللہ ہر شئے پر قادر ہے ○

ف۱

ان سب آیات میں اللہ کے انواع قدرت کا بیان ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ اگر تم اس کارگاہ حیات کی حیرت انگیزیوں پر غور کرو گے اور سوچو گے۔ تو تمہیں اس کی حکمتوں اور قدرتوں کا وسیع علم حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ وہ کیونکر بادلوں کو حرکت دیتا ہے، اور پھر کیونکر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے تمہیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ بارش کے قوانین کیا ہیں، پہاڑوں میں اور اولوں میں کیا فرق ہے، تم بجلی کی کوند پر غور کرو گے دیکھو گے۔ اور اس طرح لیل و نہار کے اختلافات کو ملاحظہ کرو گے۔ اور اس طرح غور و فکر سے تمہیں معارف و حکم کا بہرہ وافر حاصل ہو جائے گا۔ بشرطیکہ تم میں سوجھ بوجھ کی صلاحیت ہو۔

حلِ لغات

سَنَا بَرۡقِهٖ۔ بجلی کی روشنی، برق روشن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۷- لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۴۸- وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ
وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۴۹- وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝

۵۰- وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ
مُذْعِنِيْنَ ۝

۵۱- اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ
يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ

۴۷- ہم نے کھلی نشانیاں نازل کیں۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ پر چلائے ۝ ف۱

۴۸- اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے۔ اور فرمانبردار ہوئے۔ پھر اس اقرار کے بعد ان میں سے ایک فرقہ ایمان سے پھر جاتا ہے وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ۝ ف۲

۴۹- اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو فورا ہی ایک فرقہ کے لوگ ان میں سے منہ موڑتے ہیں ۝

۵۰- اور اگر ان کو کچھ حق (مال قیمت وغیرہ) پہنچتا ہو تو اس کے مطیع ہو کر آتے ہیں ۝

۵۱- کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا وہ شک میں پڑے ہیں یا اس سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر

ف۱ مقصد یہ ہے۔ کہ قرآن میں رشد و ہدایت کی واضح اور نمایاں نشانیاں موجود ہیں۔ اس میں تمام انواع قربت و حکمت کی تشریح ہے اور اخلاق و معاشرت کی توضیح۔ اس میں فطرت کی باریکیوں سے عقائد کی مشکلات تک سب کو واضح کیا ہے۔ غرض بحیثیت مجموعی یہ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس سے ہر قسم کے ذہن کا انسان ہر طرح کا استفادہ کر سکتا ہے۔ گو استفادہ کی توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو لوگ اس کے بارے میں بغض و عناد کے بیج بوتے ہیں۔ اس کی برکات سے حتمی تہیں ہو سکتے کیونکہ ان لوگوں سے توفیق صحا استفادہ چھن جاتی ہے ۔

منافقین کے جذبۂ اطاعت کی حقیقت

ف۲ ان آیات میں منافقین کی ذہنیت کو آشکارا کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ ظاہر میں یہ لوگ اسلام کے فضائل و محاسن کا اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں۔ اور اللہ و رسول کے مطیع و منقاد ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ مومن نہیں۔ ان میں سرکشی و تمرد کا مادہ بدستور موجود ہے۔ چنانچہ جب ان سے کسی معاملہ میں کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ان کو

اور اس کے فیصلوں کے سامنے جھک جاؤ۔ ان میں سے بعض لوگ رو گردانی کرتے ہیں۔ اور آپ کو اپنے معاملہ میں حکم ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ ہاں اگر انہیں یہ یقین ہو جائے۔ کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو گا۔ اور ہمیں کچھ دلوا دیا جائے گا۔ تو پھر ان کی سرکشی اور انکار، انقیاد و اطاعت میں بدل جاتا ہے۔ اور مخلصانہ طور پر اس وقت اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ کو حکم قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ فرمایا ہے۔ ان کے دل میں نفاق کا مرض ہے۔ اور اسلام کے متعلق شکوک و شبہات ہیں۔ اور انہیں ڈر ہے کہ کہیں آپ ان کے مخالف فیصلہ صادر فرمادیں ۔

بات یہ تھی۔ کہ ایک منافق اور یہودی کے درمیان زمین کی بابت کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی کہتا تھا۔ آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف مان لیں۔ وہ جو فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ ہمیں منظور ہو گا۔ منافق کہتا تھا۔ نہیں۔ میں کعب بن اشرف کو حکم مانتا ہوں۔ وہ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میں باطل پر ہوں۔ اس لئے حضور میری حمایت نہیں کریں گے مگر بوجہ نفاق و دشمنی اس انصاف کو وہ یہودی کے سامنے (باقی بر صفحہ ۸۵۳)

حل لغات – [illegible]

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۵۲- اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۵۳- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

۵۴- وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

۵۵- قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

بے انصافی کرے گا، کوئی نہیں بلکہ وہی لوگ بے انصاف ہیں ۝

۵۲- ایمان والوں کی بات تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس لئے بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو کہیں کہ ہم نے سنا اور حکم مانا۔ اور ایسے ہی لوگ نجات پائیں گے ۝

۵۳- اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے سو وہی لوگ مراد کو پہنچیں گے ۝

۵۴- اور وہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو ان کو حکم دے تو وہ ضرور اپنا وطن چھوڑ کر نکل جائیں۔ کہہ قسمیں نہ کھاؤ۔ رہ گئی فرمانبرداری چاہیے کہ دستور ہے۔ البتہ اللہ واقف ہے جو تم کرتے ہو ۝

۵۵- تو کہہ اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ پھر اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کا فرض فقط یہ ہے جو اس پر لادا گیا

(بقیہ حاشیہ)

جیسے یہ اپنے ظلم سے تعبیر کیا اور کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔ کہ وہ بے انصافی کریں۔ معاذ اللہ فرماتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ خود ظالم اور جھوٹے ہیں۔ اصل میں خبث اور کھوٹ ہے۔ اس لئے اسلام پر اطمینان نہیں، اور حضور کے متعلق بدگمان ہیں۔ ورنہ کون ہے۔ جو آپ کی صفت شعاری اور عدل گستری کا انکار کر سکے۔

اَلَا ۔ تکثّر بھم میں ہمزہ استفہام داخل خبر کے لئے ہے۔ جس طرح جریر کہتا ہے ؂

الستم خیر من رکب المطایا

شبہ کے لئے نہیں۔

کسی شخص کی قوت ایمان کا حال اُس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ ہر حالت اور ہر کیفیت میں اپنے کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرے۔ اور کسی نفع و نقصان کا خیال نہ کرے کر یہ سمجھے کہ نیز کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے ہیں۔ اس لئے گو اس محنت اور تعمیت میں جان بھی کھونا پڑے۔ تو وہ بھی چین رکھے۔ کہیں گھاٹے میں نہیں رہا۔ ارشاد ہے کہ اس نوع کی اطاعت شعاری مومنین کا خاصہ ہے۔ یہ بات منافقین میں نہیں پائی جا سکتی۔ بلکہ یہی مقام امتیاز ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت ایمان کس کے پاس ہے۔ اور کون محروم! مومن کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تو وہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتا ہوا لپکتا ہے۔ اور فوراً فلاح کو حاصل کر لیتا ہے۔

حلِ لُغات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۔ محاورہ ہے جس کے معنے مضبوط اور مستحکم قسم کھانے کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ○

اور تمہارا وہ ذمہ ہے جو تم پر لادا گیا۔ اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○ ف۱

٥٦- وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○

٥٦- جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کیے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں حاکم بنائے گا جیسے ان لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور ان کا دین جو اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے ان کے واسطے محکم کرے گا اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد کافر ہو گا سو وہی لوگ نافرمان ہیں ○ ف۲

٥٧- وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○

٥٧- اور نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دو، اور رسول کی اطاعت کرو۔ شاید تم پر رحم ہو ○ ف۳

ف۱ قرآن حکیم نے بار بار اطاعت رسول کو بیان فرمایا ہے۔ اور جتایا ہے۔ کہ مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس اسوۂ کامل کی تقلید کرے اور اپنی زندگی کے لئے مشکوٰۃ نبوت سے کسب انوار کرے۔ کیونکہ پیغمبر ہی دنیا میں محاسن اور کمالات کا پیکر ہوتا ہے۔ اور اس سے بے نیازی اللہ کے دین سے کفر کے مترادف ہے۔ چنانچہ اِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا کہہ کر اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہ دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت شعاری کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عظمت رسول کو سمجھو۔ اور اس کے مقام رفیع سے واقف ہو۔ تاکہ تم ہدایت حاصل کر سکو۔

استخلاف فی الارض کا وعدہ

ف۲ دین کے معنے اسلامی نقطہ نگاہ سے کامیابی کے کامل پروگرام کے ہیں۔ اس لئے جو لوگ صحیح معنوں میں مومن ہوں گے اور ان کے اعمال اللہ کے تجویز کردہ پروگرام کے ماتحت ہوں گے۔ ان کا دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا یقینی اور حتمی ہے۔ اس آیت میں قرآن نے اسی اصول کی جانب رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ مومنین سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں خلیفۃ اللہ یعنی ملک کا حاکم بنایا جائے گا۔ انہیں دنیا کی تمام نعمتوں سے نوازا جائیگا اور ان کے سر پر تاج خسروی رکھا جائے گا۔ اور ان کیلئے یہ سعادت وقف ہے۔ کہ جب تک اسلام کی پوری پابندی کرتے رہیں۔ اس وقت تک دنیا کی قیادت کریں۔ سب سے بلند رہیں۔ اور اللہ کے فضل سے سارے جہاں پر حکومت کریں۔

کیونکہ اسلام کے اصول عمل میں ایسے رفعت آگین اور تفوق آفرین عناصر شامل ہیں۔ کہ ان پر عمل پیرا ہونے کا یہی طبعی اور منطقی نتیجہ ہے۔ جو کہ یہ امر صرف نظری ہی نہیں، بلکہ اسلام کی ساری تاریخ اس پر شاہد عدل ہے دیکھیے جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان رہے۔ ان کے دلوں میں احساس عزت کا جذبہ موجزن رہا۔ اسلام کے محاکم اور اصول ان کی زندگی میں کارفرما رہے۔ اور جب تک انھوں نے قیادت و رہنمائی کے منصب جلیل پر اپنے کو فائز رہنے کا حق دار سمجھا۔ تب تک حاکم رہے قوت و اقتدار کے مالک رہے۔ اور رونق اور تمکنت و آن رہے اور جب تک مذہب کے معنی ان کے ہاں خشک قیود اور بے روح ...

www.KitaboSunnat.com

۵۸۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

۵۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

۵۸۔ تم گمان نہ کرو کہ کافر لوگ زمین میں (بھاگ کر) تھکا دیں گے، اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے ○

۵۹۔ مومنو! چاہیئے کہ تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی) غلام، اور تمہارے نابالغ لڑکے تین وقت تم سے اجازت لے کر گھر میں آیا کریں، نماز فجر سے پہلے ف۱ اور جب تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتارتے ہو۔ اور بعد نماز عشاء۔ یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں، بعد ان وقتوں کے ان پر اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ایک دوسرے کے پاس بکثرت آتے جاتے رہتے ہو (یعنی علاوہ ان وقتوں کے آ جا سکتے ہو) یوں اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا

یہی تو وہ اسلام ہے جس کی وجہ سے مٹھی بھر مسلمان کائنات پر چھا گئے اور دنیا کی راہ نمائی کرنے لگے۔ پھر قرآن کریم میں ذہنی افلاس اور تسلط موجود ہے۔ تو اسلام اور قرآن اس کا ذمہ دار نہیں۔ بلکہ اس کی ساری ذمہ داری ہمارے اپنے اعمال اور کردار پر عائد ہوتی ہے ٭

ف۳ وعدہ استخلاف کے بعد اس آیت میں نہایت جامعیت کے ساتھ وہ پروگرام بتلایا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے خلافت و نیابت الٰہیہ کا منصب حاصل ہو سکتا ہے۔ اور وہ پروگرام نماز اور زکوٰۃ کی تنظیم ہے۔ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ مسلمان اگر نماز کی اصلاحی و اجتماعی برکات سے آگاہ ہو جائیں۔ اور زکوٰۃ کی تنظیم کر لیں۔ اور یہ طے کر لیں۔ کہ ان کی زندگی اسوۂ رسول کے مطابق ہو گی تو یقین جانئے کہ آج بھی ان کی ہر قسم کی ذلتیں اور نحوستیں، سعادتوں سے بدل سکتی ہیں ٭

غلاموں اور نوکروں کیلئے قواعد!

ف۱ ان آیات میں پھر سورۃ کے اصل موضوع کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ سورۃ کا اصل موضوع تمدن انسانی کے مسائل ہیں ان کو بیان کرنا ہے۔ اور یہ بتانا ہے کہ اخلاق حسنہ اور عائلہ رسمیں کون کون باتیں داخل ہیں۔ قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ موضوع کی تفصیلات میں بھی تنوع کو باقی رکھتا ہے۔ اور صرف مسئلہ کے لازمی واطلیہ پر علمی بحث نہیں کرتا۔ کیونکہ اس طریق سے قرآن میں جو ایک جاذبیت اور وسعت متعلق ہے۔ وہ جاتی رہتی ہے۔ تنوع کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا بے تکان پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور طبیعت میں کسی نوع کا تکدر پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہوتی ہے۔ جو ایک سرسبز و شاداب مقام سے گزر رہا ہو۔ کہیں سبزہ ہے۔ تو کہیں پھول۔ کہیں اونچے اونچے درخت اور دریا ہیں۔ تو کہیں پہاڑ۔ اور چشمے نظر آتے ہیں۔ جس طرح یہ شخص ان بوقلمون اور گوناگوں نظاروں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن پڑھنے والا دیکھتا ہے۔ کہ یہاں مضامین و معانی کا گلزار کھلا ہوا ہے۔ کہیں توحید کے دلائل ہیں۔ تو کہیں حشر و نشر کے مذکور۔ اور کہیں اخلاق کا ذکر ہے۔ تو کہیں دیگر باقی بحثیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَكِيْمٌ ○

۶۰- وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

۶۱- وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۚ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

۶۲- لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ

حکمت والا ہے ○

۶۰- اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو چاہئے کہ اذن مانگیں جیسے ان سے اگلے لوگ اذن مانگتے رہے ہیں، یوں اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۶۱- اور عورتوں میں سے بڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں جب کہ وہ زینت دکھانے والی نہ ہوں، اور جو اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے (اور) بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے ○

۶۲- نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے، اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے۔ اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے، اور نہ تمہاری جانوں پر کچھ گناہ ہے، کہ تم

معاشرت انسانی کی مشکلات کا۔ اسی طرح سارے قرآن میں یہ دلچسپیاں قائم رہتی ہیں۔

سورۂ نور کی ابتداء تعارف سے ہوئی ہے۔ پھر حدود زنا کی تفصیل ہے۔ پھر مسئلہ لعان ہے۔ اس کے بعد قصّۂ افک۔ پھر پردے کے مسائل ہیں۔ اور نکاح کا فلسفہ اور حکمتیں۔ اس کے بعد مکاتبت کا ذکر ہے۔ اور درمیان کی اللہ کے انوار آ گئے ہیں۔ مسائل پر برابر تنوع چلا جا رہا ہے۔

اس آیت میں پردہ سے متعلق دوسرے مسائل کی تشریح فرمائی ہے۔

عام طور پر گھروں میں بچے اور عورتیں کام کاج کرتی رہتی ہیں اور بے تکلف ان کا گھروں میں آنا جانا رہتا ہے۔ بعض وقت یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص اچانک اندر آ جاتا ہے، جب کہ آپ اس کا سامنا نہیں چاہتے۔ تو اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی دونوں شرمندہ ہو جاتے ہیں۔

قرآن حکیم نے اس سلسلے میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ نماز صبح سے پہلے، دوپہر قیلولہ کے وقت اور عشاء کے بعد گھر آن لوگوں کو اندر آنا ہو، تو باقاعدہ اجازت لے کر آئیں۔ کیونکہ یہ اوقات سونے اور آرام کرنے کے ہیں۔ ان اوقات میں آدمی سارے کپڑے عموماً نہیں پہنتا ہے۔ یا کپڑے اور پردہ کی جانب سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ بے پردگی نہ ہو جائے۔

حلِّ لغات

الْقَوَاعِدُ۔ بڑی بوڑھی عورتیں۔ جو بے چاری زیادہ ہل جل نہ سکیں۔

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ۔ یعنی اس نوع کی عورتوں کو زیادہ ستر پردے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تاہم ان کو بھی محتاط رہنا چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ
بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ
أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ
صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ
فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا
عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ

اپنے گھروں سے کھاؤ۔ یا اپنے باپوں کے گھروں
سے۔ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے۔ یا اپنے
بھائیوں کے گھروں سے۔ یا اپنی بہنوں کے
گھروں سے۔ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے
یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے۔ یا اپنے
ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے
یا اس کے گھر سے جس کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا
اپنے دوست کے گھر سے۔ تم پر گناہ نہیں کہ
اکٹھے ہو کر کھاؤ، یا الگ الگ[۱] بیٹھ کر کھاؤ،
پھر جب تم گھروں میں جاؤ، تو اپنے لوگوں پر
سلام کرو۔ یہ خدا کی طرف سے برکت والی
پاکیزہ دعا مقرر ہوئی ہے۔ یوں اللہ
تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے،

آداب طعام

ف بات یہ تھی۔ کہ بعض لوگ دوسرے کے ہاں کھانا کھانے سے بربنائے خودداری پرہیز کرتے تھے۔ وہ اُن کا یہ خیال تھا کہ شاید اس طرح بے تکلفی سے دوسرے کے ہاں کھانے سے تقویٰ و دیانت کی خلاف ورزی ہوگی۔ ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ہاں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ ۔ سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ چونکہ اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ آزادی کے ساتھ کسی کے ساتھ شریک طعام ہو سکیں۔ اس لئے ان کو کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں تکلف ہوتا تھا۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ کھانا جو اپنے اور قریبی ہیں۔ بُرا نہیں۔ اور شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ یا ہو سکتا ہے کہ دوسروں کو ان کے ساتھ شریک طعام ہونے میں اعتراض ہو۔ اور اسی اعتراض کو اس آیت میں دور کیا گیا ہو۔ اس صورت میں عَلٰی بمعنے فی ہوگا۔

أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا۔ عربوں میں رواج تھا۔ کہ وہ تنہا خوری کو معیوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ بنی لیث بن عمرو کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ لوگ اس وقت تک بھوکے رہتے جب تک کہ کوئی مہمان اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھاتا۔ انصار کا بھی یہی طریقہ تھا۔ وہ بھی انتہا درجے کے مہمان نواز تھے۔ قرآن حکیم نے اس آیت میں ان لوگوں کو اجازت دی کہ وہ جس طرح چاہیں کھا سکتے ہیں۔ چاہے اکٹھا مہمانوں کے ساتھ کھائیں۔ اور چاہے الگ کھائیں۔ اور مہمان کو الگ بھیج دیں، دونوں صورتیں جائز ہیں۔

حل لغات

بُیُوْت۔ جمع بَیْت۔ بمعنے گھر۔ عَمّٰتِکُمْ۔ عمّۃ کی جمع بمعنے پھوپھی۔ اَخْوَالِکُمْ۔ جمع خال۔ ماموں۔ خٰلٰتِکُمْ۔ واحد خالۃ۔ بمعنے مشہور ہیں۔ ماں کی سگی بہن۔ اَشْتَاتًا۔ شتّ اشتات کی جمع ہے۔ متفرق۔ الگ الگ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
۶۲- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا
مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ
یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ
الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ
الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ
فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ
فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
۶۳- لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ
كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ

شاید تم سمجھو ○
۶۲- مومن تو وہی ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان لائے۔ اور جب کسی جمع ہونے
کے کام میں اس کے ساتھ ہوں، تو بغیر اس سے
اجازت لیے نہ چلے جایا کریں۔ جو لوگ تجھ
سے اجازت لے کر جاتے ہیں، وہی ہیں جو
اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں۔ پھر
جب وہ اپنے کسی کام کے لئے تجھ سے اجازت
مانگیں، تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دے دو
اور اللہ سے ان کے لئے معافی مانگ۔ بیشک اللہ
بخشنے والا مہربان ہے ○ ف
۶۳- اور اپنے درمیان رسول کا بلانا ایسا نہ ٹھہراؤ
جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو،

آدابِ مجلس

ف یہ آداب مجلس میں ہے، کہ بغیر اجازت صدر مجلس یا شرکاء مجلس کے وہاں سے کوئی نہ اُٹھے۔ منافقین کی عادت تھی کہ جب چاہا وعظ یا جلسے میں بیٹھ گئے۔ اور جب چاہا اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ناپسند تھی۔ اس لئے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ آداب مجلس کو ملحوظ رکھنا جزو ایمان ہے۔ اور جو لوگ ان آداب کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں۔

غور فرمائیے۔ قرآن میں آداب و مراسم رسمیہ کی کس قدر اہمیت ہے۔ اور اس وقت کا مسلمان ان آداب سے کس قدر عاری ہے۔ آج یورپ والے ان اخلاق و عادات کو اس طرح اپنا چکے ہیں، کہ گویا یہ ان کا خاصہ معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اسلام سے لی گئی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے نظر بچا کر کھسک جاتے ہیں۔ سو جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، چاہئے کہ ڈریں کہ ان پر کوئی آفت نہ آ جائے۔ یا انہیں دکھ دینے والا عذاب پہنچے ○ ف۱

٦٤- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

۶۴- خبردار رہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ وہ جانتا ہے جس حال میں تم ہو۔ اور جس دن اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ ان کے اعمال سے انہیں مطلع کرے گا اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ○

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (٧٧) رُكُوْعَاتُهَا (٦)

سورۂ فرقان

مکی ـــ آیتیں ۷۷ ـــ رکوع ۶

ف۱

حرمتِ رسولؐ کے بارہ میں نصیحت کے طور پر فرمایا کہ رسولؐ کے حکموں کو ایسا نہ سمجھنا جس طرح تم ایک دوسرے کو مخاطب کر کے حکم دیتے ہو، یعنی خواہ ان پر عمل کرو یا نہ کرو۔ رسولؐ کی ہر بات واجب التعمیل ہے۔ اور جو لوگ اس کے ارشادات کو نہیں مانتے۔ اور اپنے لئے ان ارشادات کو صحیح اور سند نہیں سمجھتے۔ ان کو ڈرنا چاہئے۔ کہ اس انکار کی بنا پر کسی آفت یا اللہ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

بعض کی رائے میں آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسولؐ کو عام تخاطب کے انداز میں مخاطب نہ کیا جائے بلکہ حرمت و احترام کو مدِ نظر رکھ کر یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ الفاظ سے پکارا جائے۔ بعض کی یہی رائے ہیں

اس سے مراد ہے کہ حضورؐ کو مخاطب کرنے میں آواز کا لہجہ عامیانہ یا نا ملائم نہ ہو۔

بعض کہتے ہیں۔ کہ یہاں دُعا سے مراد بد دعا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ رسولؐ کی بد دُعا عام لوگوں کی طرح بے اثر ہے۔ اس صورت میں بَيْنَكُمْ۔ عَلَيْكُمْ کے مترادف ہوگا۔

مگر پہلے معنی زیادہ درست اور سیاق کے مطابق ہیں۔

حلِّ لغات

يَتَسَلَّلُوْنَ۔ کھسک جاتے ہیں، آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں۔

فِتْنَةٌ۔ آزمائش، عذاب، دیوانگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى
عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

۲- ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ
شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝

۳- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا
يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ
وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا
نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا
حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

۴- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر
نازل کیا، کہ اہل جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ ف۱ ۝

۲- وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے
اور اُس نے کوئی فرزند نہیں رکھا۔ اور سلطنت
میں کوئی اُس کا شریک نہیں اور اُس نے ہر شے
کو پیدا کیا۔ پھر اُس کا ٹھیک اندازہ ٹھہرایا۔ ف۲ ۝

۳- اور لوگوں نے اُس کے سوا کئی معبود ٹھہرائے ہیں،
جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور آپ پیدا شدہ ہیں
اور اپنی جانوں کے لئے نفع نقصان کے مالک
نہیں۔ اور نہ موت و حیات کے مالک ہیں اور
نہ جی اٹھنے کے (دن کے) مالک ہیں ۝

۴- اور کافروں نے کہا، کہ یہ قرآن صرف ایک

مسلمان قرآن کے بعد کسی دوسرے صحیفہ کا منتظر نہیں

ف۱ اللہ کی ذات ہمہ خیر اور ہمہ برکت ہے۔ اور یہ اُس کے فیوض عام میں سے ہے کہ اُس نے گمراہ انسانوں کیلئے ایک راہنما بھیجا۔ اور ایک نہایت ہی شاندار کتاب عنایت فرمائی۔ جو حق و باطل کے درمیان فارق ہے۔ اور وہ راہنما ایسا ہے کہ اُس کی نبوت تمام کائنات انسانی کے لئے ہے۔ اس کا پیغام زمان و مکان کی قیود سے بالا ہے۔ وہ ہر قوم اور ہر قرن کے لئے نذیر ہے۔ اس کی تعلیمات کا فیض عام ہے۔ وہ ایک ایسا آفتاب رشد و ہدایت ہے۔ جو کبھی غروب نہیں ہوتا۔ یعنے قیامت تک مسلمانوں کو کسی نبوت اور کسی رسالت کی ضرورت نہیں، کسی کتاب اور کسی صحیفے کی حاجت نہیں۔ جہاں تک رشد و ہدایت کے پروگرام کا تعلق ہے۔ مسلمان قرآن کے بعد ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ عَلٰى عَبْدِهٖ سے مراد ہے کہ رتبہ سے بڑا رتبہ اور مقام عبودیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ان مراتب اور درجات کے۔ باوجود اس قرب و اختصاص کے، کہ دنیا کا کوئی شخص خدا کی نظر میں ان کا ہمسر نہیں ہے

اور وہ اقلیم مکارم کے تنہا تاجدار ہیں۔ اللہ کے بندے ہیں اور اُن کے تعلقات اپنے خالق سے نیازمندانہ ہیں۔
نَذِيْرًا۔ سے مراد آگاہ کرنے والا ہے۔ ڈرانے والا نہیں۔

اشتراکیت اور اسلامی تخیل ملک

ف۲ شرک اور بت پرستی کی تردید ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر اُس کو بیٹوں کی کیا ضرورت ہے۔ اور کون ہے جو اُس کے اختیارات میں دخل اندازی کر سکے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

اشتراکیت کا موجودہ تخیل اگر غور کیا جائے تو اس آیت کی رو سے درست نہیں۔ کیونکہ اشتراکیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام املاک کو حکومت کا ملک قرار دیا جائے۔ حالانکہ ہر چیز کا مالک خدا ہے۔ اُسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور اُسی کو اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ اس کو مناسب اور منصفانہ طریق سے اپنے بندوں میں تقسیم کرے۔ یہ خدا کی ملک ہے۔ اور اس کے قبضۂ اختیار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اِفْكُ نِ افْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ
اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۚ
۵- وَ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا
فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ○
۶- قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○
۷- وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ
الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ
نَذِيْرًا ○
۸- اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ
جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ

جھوٹ ہے جسے اس نے خود ہی باندھ لیا اور اس میں
اور لوگوں نے اس کی مدد کی ہے پس وہ ظلم اور دروغ لائے
۵ ۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں جو لکھوا لیا ہے
سو وہ اس پر صبح و شام برابر پڑھی جاتی ہیں ○
۶ ۔ تو کہہ اسے اس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور
زمین کے اندر چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے، بیشک
بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱
۷ ۔ اور وہ لوگ (بطورِ ہنسی) کہتے ہیں کہ اس رسول کو
کیا ہوا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے،
اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ لوگوں
کے ڈرانے کیلئے اس کے ساتھ رہتا ○
۸ ۔ یا اس کی طرف خزانہ کیوں نہ ڈالا گیا یا اس کے پاس
کوئی باغ کیوں نہ ہوا جس میں سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے

اور ہماری حیثیت محض امین کی ہے۔ بلاواسطہ مجاز نہیں کہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لاسکیں۔ ہم اللہ کی ہدایات کے منتظر ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے۔ اپنی دولت کو تقسیم کرتا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم نے دولت اور املاک کی اتنی بہتر تقسیم فرمائی ہے کہ اس کے بعد اشتراکیت کے لیے مسلمان کے قلب میں کوئی جگہ نہیں رہتی۔

قرآن خدا کا کلام ہے!

ف۱ نضر بن حرث اور اس قماش کے دوسرے لوگ جب یہ دیکھتے کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا جواب بن نہیں آتا۔ تو یہ کہتے کہ یہ خدا کا کلام تھوڑا ہی ہے۔ یہ تو افتراء ہے، اور وہ لوگ جو اہل کتاب تھے۔ اور اب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اُس کی ترتیب و تدوین میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ نیز کہتے کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں اور قصّے ہیں جس کو اس نے لکھوا لیا ہے۔ اور اب قرآن کے نام سے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں، اور خدا کی جانب سے فرستادہ ہیں۔ ان کا پیش کردہ کلام خدا کا کلام ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس میں ایسا علم اور ایسی وسعت معارف ہے جو اللہ کے ساتھ مختص ہے۔

جس طرح آسمانوں اور زمین کے بھیدوں اور اسرار کائنات کو بجز خالق کون و مکان کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح ان علوم و معارف سے کوئی شخص آگاہ نہیں، جو قرآن میں مذکور ہیں۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کے کلام اللہ ہونے پر سب سے بڑی دلیل اس کی وسعت معانی اور ذخائرِ معلومات ہے۔

کیا کوئی انسان اتنا بلیغ، اتنا جامع، اور جملہ ضروریات انسانی کو پورا کرنے والا کلام پیش کر سکتا ہے؟ ایک ایسا کلام جس میں عقائد بھی ہوں، اخلاق کی تفصیل بھی اور معاشرت کی گتھیاں بھی سلجھائی گئی ہوں جس میں اقوام و ملل کے حالات ہوں۔ اور تفصیلات عروج و زوال کی داستان بھی ہو۔ جس میں حیرت انگیز پیشگوئیاں ہوں، اور ادب کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہو۔ جس کا اندازِ بیان بالکل فطری، جاذب اور

جو عمرانی نظریہ پر حاوی ہو۔ جس کے متعلق ساری دنیا کو مقابلہ کی دعوت دی جائے۔ جس کو سُن کر بڑے بڑے فُصَحا رکھنا چھوڑ دیں۔ قوم میں ایک انقلاب عظیم

پیدا کر دے۔ جو مُردوں میں جان ڈال دے۔ اصنام و دول کو توڑ دے اور تقاعد کے مارے ہوئے انسانوں کو ... جیسا نظم و ترتیب کا ... یقیناً انسانی دسترس سے باہر ہے ●
... ۲۲۳ ...

www.KitaboSunnat.com

إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ○
٩ - انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ○
١٠ - تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ
خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ○
١١ - بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا
لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ○
١٢ - إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا
لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ○
١٣ - وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا
مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ○
١٤ - لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا

ع

کہا کرتم تو صرف ایک شخص جادو کیے ہوئے کی پیروی کرتے ہو ○
٩ - دیکھ تیرے حق میں انہوں نے کیسی مثالیں بیان کیں
اور کیسے گمراہ ہو گئے سو اب وہ راہ نہیں پا سکتے ○ ف۱
١٠ - بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تجھے اس سے
بہتر دے ایسے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں اور تیرے لئے محل بنا دے ○ ف۲
١١ - بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا۔ اور جو
قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کی ہے ○
١٢ - جب دوزخ ان لوگوں کو دور سے دیکھے گی تو
لوگ اس کا غصہ سے جھنجلانا اور چلانا سنیں گے ○
١٣ - اور جب زنجیر میں جکڑے ہوئے دوزخ کے کسی تنگ
مکان میں ڈالے جائیں گے تب ہلاکت کو پکاریں گے ○
١٤ - آج تم ایک موت کو نہ پکارو، بلکہ تم

ف۱

مشرکین مکہ اپنی روایتی نخوت کی وجہ سے حضورؐ کو پیغمبر تسلیم نہ کرتے، اور کہتے کہ پیغمبر کو فوق الفطرت ہونا چاہیے۔ وہ شخص جو کھاتا پیتا ہو۔ اور ضروریات کیلئے بازاروں میں گھومتا پھرتا ہو۔ وہ اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا وہ یہ بھی کہتے کہ اگر یہ پیغمبر ہوتا، تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہونا چاہیے تھا۔ اللہ کی طرف سے اس کے پاس خزائن کا نزول ہونا چاہیے تھا۔ اور باغات ہونے چاہییں تھے۔ کہ جن میں سے پھل توڑ توڑ کر کھاتا ۔

ارشاد فرمایا۔ کہ یہ نبوت کا خود ساختہ معیار غلط ہے اور سراسر گمراہی کا باعث۔ نبی ہمیشہ ایک انسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بشری ضروریات وحاجات لگی رہتی ہیں۔ اس کا فوق الفطرت ہونا ضروری نہیں۔ گو اخلاق اور روحانیت کے اعتبار سے البتہ سب لوگوں سے بلند ہوتا ہے۔ مگر جسم کی ساخت کے اعتبار سے عام انسان سے جدا نہیں ہوتا ۔

ف۲

یعنی یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ تمہارے پاس ایک باغ ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں، کہ ہم جب چاہیں گے جنت ونعیم کا وارث بنا دیں گے۔ حدیث میں آیا ہے حضورؐ کے پاس جبریل امین آئے، اور انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا دنیا کے تمام لذائذ یا آخرت کی نعمتیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے تمام حظوظ سے آپ کا دامن بھر دیا جائے۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں میں آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دیتا ہوں ۔

حل لغت

قُصُوْرًا - جمع قصر۔ محلات ۔

زَفِيْرًا - گدھے کی آواز۔ یہاں مراد جہنم کی آواز ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝

بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو ۝

۱۵۔ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝

۱۵۔ تُو کہہ یہ دوزخ بہتر ہے یا ہمیشہ کا باغ جس کا وعدہ متقیوں کے لئے ہے کہ ان ہی کا بدلہ اور آخری ٹھکانا ہوگا ۝ ف ۱

۱۶۔ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔــوْلًا ۝

۱۶۔ اور اس میں ان کے لئے جو چاہیں گے موجود ہے وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے رب پر لازم ہے جو مانگا جاتا ہے ۝

۱۷۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝

۱۷۔ اور جس دن وہ اُن کو اور اللہ کے سوا اُن کے معبودوں کو جمع کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا تم نے ان بندوں کو تم نے بہکایا تھا۔ یا وہ آپ ہی راہ سے بہک گئے تھے ۝

۱۸۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ

۱۸۔ اُن کے معبود کہیں گے تو پاک ہے ہمیں لائق نہ تھا کہ تیرے سوا ہم اور رفیق پکڑیں، لیکن تو نے اُن کو، اور اُن کے

دوزخ بہتر ہے یا جنت الخلد؟

ف ۱ یعنی دنیا میں جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے رہے جیسے تکذیب کرتے رہے۔ اور کلام الٰہی کا انکار اور تخفیف کرتے رہے، گو جب انہیں ان کے انکار و تکذیب کی پاداش میں جہنم کی سزا ہوگی، اس وقت یہ جہنمی چاہیں گے۔ کہ موت آکر عذاب کی شدت اور تکلیف کو ختم کرے۔ اس وقت زندگی سے سخت بیزار ہوکر بچنے کے لئے موت کی خواہش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ذرا سوچو، کہ کیا یہ عذاب کی زندگی، عذاب، اور تکلیفیں بہتر ہیں۔ یا جنت الخلد (بہشت جاودانی) بہتر ہے۔ کیا تم تمرد و سرکشی کو پسند کرتے ہو۔ جس کی سزا جہنم، اور اس کی شدتیں ہیں۔ یا جنت پسند کرتے ہو۔ جہاں کہ طرح طرح کی نعمتیں اور راحت کا سامان ہے۔

اگر جنت پسند ہے، تو اس کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ تقویٰ کے معنے قرآن کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ قلب سلیم کو گناہوں اور

معصیتوں سے پاک کر دیا جائے۔ اور اس میں یہ استعداد پیدا کر دی جائے۔ کہ وہ خود بخود گناہوں کو نفرت و حقارت سے دیکھنے لگے۔

جنت چونکہ مقام رحمت ہے۔ اس لئے وہاں ہر خواہش کی تکمیل ہوگی۔ یعنی مسلمان دنیا میں مشتبہات کے ارتکاب سے بچتا ہے۔ خواہشات و جذبات کو ضبط و اعتدال کی حدود میں رکھتا ہے۔ اور اللہ کے لئے ہر طرح کے ایثار اور ہر طرح کی قربانی کو عمل میں لاتا ہے۔ اس لئے اس مقام جزا میں اس کو پوری آزادی دے دی جائے گی۔ اور اس کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے گا۔

خود فطرت انسانی کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ اس محدود و قیود کی دنیا کے بعد ایک ایسی دنیا ہونی چاہیئے۔ جو محدود نا آشنا ہو، جہاں کوئی قید اور پابندی نہ ہو۔ جہاں کامل سکون، اور کامل اختیارات ہوں۔

یہ واضح رہے کہ جنت ایک ارتقائی مقام ہے اور انسان

وہاں تک اس وقت پہنچے گا۔ جبکہ اس کے خیالات، اس کے جذبات، جذبات، خواہشات نہایت لطیف ہو جائیں گے۔ اس کے لذت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ
وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ○
١٩- فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ
فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا
نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ
نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ○
٢٠- وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ
لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ
وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ
رَبُّكَ بَصِيْرًا ○

باپ دادوں کو بہرہ مند (آسودہ) کر دیا تھا یہاں تک کہ
وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ تو (ازلی) ہلاک شدہ لوگ ہیں ○
١٩- سو جو تم کہتے ہو اس میں تمہارے معبود تمہیں جھٹلا چکے
سو اب تم نہ عذاب ہٹا سکتے ہو اور نہ مدد دے
سکتے ہو۔ اور تم میں سے جس نے ظلم کیا۔
ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے ○ ف١
٢٠- ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول
بھیجے ہیں۔ وہ سب کھانا کھاتے
اور بازاروں میں پھرتے تھے،
اور ہم نے تم میں بعض کو بعض کے لئے
فتنہ (یعنی آزمائش) بنایا ہے کہ تم
ثابت رہتے ہو (یا نہیں)، اور تیرا رب
دیکھتا ہے ○ ف٢

اور ان کی مطلقاً کوئی خواہش نہ ہو۔ اس لئے لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ۔ یعنی وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے میسر ہوگا۔ یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہاں یہاں کی ہر چیز میسر ہوگی۔ کیونکہ ہم خود یہ نہیں جانتے کہ وہاں کیا چاہیں گے۔ اور کن چیزوں سے نفرت کریں گے۔

ف١

میدان حشر میں یہ ایک عجیب کیفیت ہوگی۔ کہ جن کو یہاں عبادت کرتے ہیں۔ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ وہ معبود ان سے کامل بیزاری کا اعلان کریں گے اور کہیں گے۔ کہ ان کی گمراہی اور ضلالت کا ہم موجب نہیں۔ بلکہ یہ آسودگی اور فارغ البالی کی وجہ سے خدا کو بھول گئے تھے۔ اور گمراہ ہو گئے تھے۔

ف٢

اس آیت میں منصب نبوت کی تشریح ہے۔ بتایا ہے۔ کہ بشریت رسالت کے منافی نہیں۔ اور اس وقت تک جتنے پیغمبر آئے ہیں۔ سب انسانی لوازم و اوصاف سے متصف تھے۔ اور سب بشری تقاضوں سے مجبور تھے۔

حلِ لُغات

بُوْرًا۔ ہلاک ہونے والا۔ واحد اور جمع، مذکر اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بوار سے ہے۔ جس کے معنے تباہی کے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ